

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب مستطاب

الثانی

ترجمہ

اصول کافی جلد اولہ

حضرت ثقت الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

تبیحہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

بانی و منتظم جامعہ امامیہ کراچی

مصنف دو صد کتب

ناشر

ظفر میم پبلیکیشنز سٹریٹ (جبرڈ) ناظم آباد نمبر ۲ کراچی



# فہرست کتاب الشانی ترجمہ اصول کافی

## جلد اول

| نمبر شمار | عنوان                        | صفحہ نمبر | نمبر شمار | عنوان                               | صفحہ نمبر |
|-----------|------------------------------|-----------|-----------|-------------------------------------|-----------|
|           | عرض مترجم                    | ۱         | باب ۱     | بذل علم                             | ۸۸        |
|           | پیش لفظ                      | ۲         | باب ۲     | بغیر علم بات کہنے کی مانعت          | ۹۰        |
|           | کتاب اربعہ احادیث اور ہم     | ۶         | باب ۳     | بغیر علم عمل کرنے والا              | ۹۲        |
|           | کافی اور اس کے مصنف کے متعلق | ۶         | باب ۴     | استعمال علم                         | ۹۲        |
|           | مقدمہ                        | ۸         | باب ۵     | علم کو ذریعہ بنانا مال کھانے        |           |
|           | تبصرے                        | ۲۰        |           | اور فخر کرنے کا                     | ۹۴        |
| باب ۱     | کتاب العقل والجهل            | ۲۵        | باب ۱۳    | عالم پر لزوم حجت اور اس پر سخت گیری | ۹۹        |
| باب ۲     | فرض علم و وجوب طلب علم       |           | باب ۱۴    | نوا اور                             | ۱۰۱       |
|           | و ترغیب علم                  | ۶۷        | باب ۱۵    | روایت کتب و حدیث و فضیلت            |           |
| باب ۳     | صفت علم و فضیلت علم و علماء  | ۷۰        |           | کتابت و تمسک بالکتب                 | ۱۰۷       |
| باب ۴     | بیان اصناف مردم              | ۷۳        | باب ۱۹    | تقلید                               | ۱۱۷       |
| باب ۵     | ثواب عالم و متعلم            | ۷۵        | باب ۲۰    | بدعت و رائے و قیاس                  | ۱۱۷       |
| باب ۶     | صفت علماء                    | ۷۸        | باب ۲۱    | ہر مسئلہ میں کتاب و سنت کی طرف      |           |
| باب ۷     | عالم کا حق                   | ۸۱        |           | رجوع کرنا، حلال و حرام اور ہر وہ    |           |
| باب ۸     | موت علماء                    | ۸۲        |           | چیز جس کی طرف انسان محتاج ہے        |           |
| باب ۹     | مجالہ علماء اور ان کی صحبت   | ۸۳        |           | کتاب و سنت میں پائی جاتی ہے         | ۱۲۳       |
| باب ۱۰    | عالم سے سوال اور مذاکرہ      | ۸۶        | باب ۲۲    | اختلاف حدیث                         | ۱۲۸       |



| صفحہ نمبر | عنوان  | صفحہ نمبر | عنوان  | صفحہ نمبر | عنوان                             |
|-----------|--|-----------|--------|-----------|-----------------------------------|
| ۲۳۴       | تاویل لفظ صمد  | ۱۴۰       | باب ۱۸ | ۲۳        | باب ۲۳                            |
| ۲۳۷       | حرکت و انتقال  | ۱۴۱       | باب ۱۹ |           | اخذ بالسنۃ و شواہد کتاب           |
| ۲۴۲       | بیان عرش و کرسی  | ۱۴۵       | باب ۲۰ |           | کتاب التوحید                      |
| ۲۵۳       | بیان روح   | ۱۴۲       | باب ۲۱ |           | حدوث عالم و اثبات المحدث          |
| ۲۵۵       | جوامع التوحید  | ۱۴۷       | باب ۲۲ |           | اس کا بیان کہ اللہ شے ہے          |
| ۲۷۱       | باب النوادر  | ۱۴۹       | باب ۲۳ |           | وہ نہیں پہچان گیا مگر اپنی ذات سے |
| ۲۷۴       | باب البداء   | ۱۷۱       | باب ۲۴ |           | ادنے معرفت                        |
| ۲۸۳       | سات چیزوں کے بغیر آسمان و زمین میں کچھ پیدا نہیں ہو سکتا | ۱۷۳       | باب ۲۵ |           | باب المعبود                       |
| ۲۸۶       | باب مشیت و ارادہ   | ۱۷۸       | باب ۲۶ |           | باب الیون و المکان                |
| ۲۹۱       | استلاء و اختیار  | ۱۸۰       | باب ۲۷ |           | باب النسب                         |
| ۲۹۱       | سعادت و شقاوت  | ۱۸۴       | باب ۲۸ |           | کیفیت میں کلام کرنے کی ممانعت     |
| ۲۹۴       | خیر و شر   | ۱۹۲       | باب ۲۹ |           | ابطال رویت                        |
| ۲۹۹       | الحج و القدر و الامر                                     | ۱۹۹       | باب ۳۰ |           | اس وصف کی ہنر جو خدا نے           |
| ۲۹۹       | بین الامرین  | ۲۰۴       | باب ۳۱ |           | اپنے لیے نہیں بیان کیا            |
| ۳۰۵       | الاستطاعۃ  | ۲۰۸       | باب ۳۲ |           | نہی جسم و صورت                    |
| ۳۰۹       | بیان و تعریف و لزوم حجت                                  | ۲۱۰       | باب ۳۳ |           | ہم - صفات الذات                   |
| ۳۱۲       | تمتہ باب سابق  | ۲۱۵       | باب ۳۴ |           | تمتہ باب سابق                     |
| ۳۱۳       | مخلوق پر خدا کی جحیتیں                                   | ۲۱۹       | باب ۳۵ |           | ارادہ صفات فعل سے ہے              |
| ۳۱۵       | ہدایت من جانب اللہ ہے                                    | ۲۲۴       | باب ۳۶ |           | اور تمام صفات فعل                 |
|           |  |           |        |           | حدوث الاسماء                      |
|           |  |           |        |           | اسماء کے معنی اور ان کا اشتقاق    |
|           |  |           |        |           | تمتہ باب سابق - اسمائے اللہ       |
|           |  |           |        |           | اور اسمائے مخلوق کے معنی میں فرق  |



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## عرض مترجم

خاق کون و مکان کی حمد اور محمد و آل محمد پر درود و سلام

منظور ہے گزارش احوال واقعی ۔۔۔ اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

اب کہ میری عمر کا قدم ۸۱ ویں سال کی منزل میں پہنچا زندگی کے اندست رفتہ دور پر ایک طائرانہ نظر ڈال رہا ہوں ان ۸۱ سال کے اندر کیا کیا ہے کیسی دشوار گزار منزلیں سامنے آئیں۔ ایک طویل داستان ہے جس کا مفصل حال میری سوانح عمری سے معلوم ہو سکے گا۔ اگرچہ چپ گئی حصول تعلیم کے بعد شوق کے بارے میں عوم و ادادہ نے جانکا ہی اور جگر کاری کا ایک لمبا چوٹا پروگرام میرے شباب کے سامنے دکھا۔ ہمہ گیر طبیعت نے ہر گوشہ پر نظر ڈال کر بہت کر رفیق کار اور قلم کو دار و ادات قلمی کا آئینہ دار بن کر تصنیف و تالیف کے وسیع و عریض میدان میں دوڑ لگائی شروع کر دی اور مختلف مضامین کی جستجو اور ارباب علم و فضل کی تحقیقات معلوم کرنے کے شوق میں کتب بینی کے مشغلہ کو جنون کی حد تک پہنچا دیا نہ دن کو چین نہ رات کو آرام۔

تمتع زہرہ گوشہ یا قسم ۔۔۔ زہرہ خرمی خوشہ یا قسم

شوق نے کدو کاوش میں لذت تو پیدا کی مگر بڑی تکلیف کے ساتھ، کتابوں کا ذخیرہ کرنا مجھ جیسے بے سرباب آدمی کے لئے آسان کام نہ تھا، بہت سی ضرورتوں سے دست کش ہو کر اس شوق کو سال ہا سال پورا کرتا رہا۔ مختلف گلزاروں سے برسوں کی محنت کے بعد جو پھول جمع کئے تھے ان کے ٹکڑے بنا کر اہل نظر کے سامنے پیش کرنے کا شوق بھی رہا۔ میرے سامنے ایک ملازم خیر سمندر تھا جس کے ہولناک گردابوں میں کبھی کبھی ایسا چھٹتا تھا کہ کنا دشوار ہو جاتا تھا تخیل کی دنیا میں کتنے چراغ جلے اور کچھ گئے تالیف کی سطح پر کتنے نقشے بنے اور بگڑ گئے۔ نادیدہ راہیں بولیں ہی لے ہوتی ہیں۔ ہر کام کی ابتدائی منزلیں یونہی سر بھوڑاؤ و سینہ توڑ ہوتی ہیں۔

کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد شکل با

یہ خدا کا فضل تھا، حوادث کے سیلاب و انفار و آثار تیز آمدنیوں میں میرے ارادوں کے جھنڈے سرنگوں

نہ ہوئے اور جو قدم آگے بڑھ گئے تھے وہ پیچھے نہ رہے۔

جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے ۱۹۱۸ء میں اپنے کیت قلم کو میدان تصنیف و تالیف میں جواں کیا تھا۔



ان ۴۴ سال کی طویل مدت میں آتش شوق کی شعلہ فشان روز بروز بڑھتی ہی چلی گئی جو قلم انگلیوں کی گرفت میں آیا تھا آج تک نہ چھوٹا جس طرح ایک حریص مال اپنی زندگی کا ہر لمحہ اس فکر میں گزارتا ہے کہ اس کی دولت میں روز افزا اضافہ ہو سکے بھی یہ دھن تھی کہ تصنیف و تالیف کا وزن بڑھتا ہی جائے اس مشقت آگیاں دھن میں معلوم کتنے قلم چلتے چلتے گھس گئے اور کتنے ریم سفید سے سیاہ بن گئے اس کتب بین اور خامہ فرسائی کے شوق نے راتوں کی نیند میں حرام کر دی اور دنوں کا بین رخصت کر دیا۔

شب تاریک و بیم جاں و گرد لبے چنیں سال چہ سے دانشدہ حال ماسبک ساراں سا ملہا  
تصنیف کے ساتھ ساتھ ۱۹۴۰ء سے رسالہ نور کے کم از کم ۴۴ صفحات ہوا پر کرنے کا بار بھی سر پر آیا جس نے اوقات فرست تنگ سے تنگ تر بنا دیئے۔ محکمہ تعلیم میں ملازمت کی اہم ذمہ داریاں بھی اپنے آہنی پنجوں میں جکڑے چلی آرہی تھیں ۳۸ سال تک ہندوستان کے شب و روز اسی مشغلے میں گزرتے رہے۔ مئی ۱۹۵۰ء میں جب پاکستان آیا تو اپنے اس دشمن آیام و آتش شوق کو سایہ کی طرح اپنے ساتھ لایا۔ یہاں بھی نہ دن بدلے نہ راتیں۔ وہی محنت پڑ وہی جگر کاوی۔ یہاں اگر ملازمت کا طوق خارا دار تو گردن میں نہ تھا۔ لیکن جامعہ امامیہ کی تاسیس و تنظیم کا ایسا بھاری بوجھ سر پر آیا جس سے آج تک چھٹکارہ نہ ملا۔ کئی سال ایسے گزرے کہ اس کے سوا اور کسی کام کی طرف توجہ کرنا دشوار ہو گیا۔ ان فرض و جاں بازیاں وہی رہیں میدان بدل گیا

۱۹۱۸ء سے اب کہ ۱۹۹۸ء تک کیا کیا لکھا گیا ایک طولانی داستان ہے مختصر یہ ہے کہ تصانیف کی تعداد دو سو تک پہنچ گئی ہے اس میں ۸ صفحے سے لے کر ۸۰۰ صفحے تک کی کتاب ہے۔ جب تک ہندوستان میں رہا۔ ادبی اور مذہبی دونوں قسم کی کتابیں لکھی جاتی رہیں لیکن پاکستان میں اگر تمام تر توجہ مذہبی کتابیں لکھنے کی طرف مبذول ہو گئی۔ حدیث کی مشہور کتاب جامع الاخبار کا ترجمہ تحفۃ الابار کے نام سے ہندوستان ہی میں چھپوا دیا تھا۔ پاکستان میں ترجمہ کی خدمت ۱۹۶۲ء سے شروع ہوئی۔ پہلے مناقب ابن بشیر آشوب علیہ الرحمہ کا ترجمہ مجمع الفضائل کے نام سے قسطاً قسطاً رسالہ نور میں شائع کرنا شروع کیا۔ جو ستمبر ۱۹۶۴ء تک ۶۱ جلدوں میں مکمل ہو گیا۔

اگرچہ اب دماغی قوتیں ایک بڑی حد تک منجمد ہو چکی تھیں اور پیرائہ سالی کے تبرکات نے اس قابل نہیں رکھا تھا کہ کوئی اہم خدمت انجام دے سکوں۔ مگر شوق کی ستم ظریفی دیکھئے کہ اس نے بہت کی تنہا فاکسٹر چنگاریاں کو ہوا دینی مشروع کر دی۔ حوصلہ نے لگا کر خبردار قلم ہاتھ سے نہ رکھنا۔ ابھی ایک ضروری کام اور کرنا ہے اصول کاں کا ترجمہ ابھی تک شائع نہیں ہو رہا ہے قوم کی اس ضرورت کو بھی پورا کرتے جاؤ۔ اگر زندگی نے مہلت دی تو لگے ہاتھوں یہ میدان بھی مار لو گے اللہ مرنے کے بعد لوگ یہ شعر پڑھ دیا کریں گے۔



لکھے جب تک لکھ گئے نامے ۔۔۔ چل دیئے ہاتھ میں قلم تھامے

افسردہ طبیعت نے مذکر کیا اب میرا زور ختم ہو گیا وہ قدم تھک چکے جنھوں نے لمبے چوڑے ہمدان میں دھنکائی تھی جنھوں نے ہولناک خارزاروں کو اپنے تلوؤں سے کچلا تھا اب ان ہاتھوں میں دم نہیں جنھوں نے چہرہ چھ گھنٹے بعد از قلم چلا یا تھا اور پہاڑ کھود کھود کر نیکانہ نکالا تھا۔ جوش طبیعت پر اس بڑی گت ہے اور قوت مافظہ مغلوج ہو کر رہ گئی ہے اتنی دشوار گزار منزل ان تھکے ہائے قدم بھی طبیعت اور ٹوٹی ہمت سے کیسے سر ہوگی۔ کاش یہ کام جلدی میں ہوتا تو اس بلغ کی بہاری کچھ اور ہوتی، اس تصنیف کا رنگ ہی نرالا ہوتا۔ اب سوکھے دریا میں سیلاب کہاں، بجھی آگ میں شعلے کہاں، مگر وقتی ضرورت اور اہم دینی خدمت کے پیش نظر اس باریک نظر کو اٹھانا ہی پڑا۔ جیسا اللہ نعم الوکیل، لڑتے ہاتھوں میں قلم لے کر اول خدائے پھر چہانہ معصومین علیہم السلام کی ارواح طیبہ سے طالب امداد ہوا انہی کی تائید پر مجبور رہ کر کہے بن ایمان افروز اور حقیقت آگین احادیث کا ترجمہ اپنے ذمہ لے لیا۔ ہمدان نسیان کا پیکر ہوں اور میری کی کد کو بے میں پڑا ہوا ہر قدم پر ٹھوکر کھانے کا اسکان ہے اہل نظر سے چشم پوشی کی امید۔

یہ ترجمہ نومبر ۱۹۶۱ء رسالہ نو میں شائع ہونا شروع ہوا تھا جنوری ۱۹۶۲ء میں مجدد اللہ جلد اول کا ترجمہ مکمل ہو گیا میں اپنے معبود برحق کا کہاں تک شکر یہ ادا کروں کہ اس نے ہم سعادت عظمیٰ میرے نام پر لکھی اور روزِ حشر میرے لئے ذریعہ بخشش قرار دیا

۵۔ میں سعادت بزرگ و بازو نیست ۔۔۔ تانہ بخشید خدا نے بخشندہ

روز قیامت جب سب لوگ اپنا اپنا نامہ اعمال لئے ہوئے ہوں گے میں اپنا یہ ترجمہ بغل میں دبائے بانگاہ باری میں عرض کروں گلے خانِ برحق لئے معبود مطلق تیرا یہ گنہگار دیہ کار بند اپنی بخشش کا ایک ذریعہ لے کر آیا ہے پالنے والے میں نے تیری پیاریوں کی پیاری پیاری باتوں کو ان لوگوں کے سامنے پیش کیا جو عربی زبان سے نا بلہ تھے اور جو اپنے ہادیانِ دین کی حدیثوں سے فیضیاب ہونے کو ترستے تھے لہذا میری اس محنت کے صلہ میں میرے معاصی کو بخش دے مجھے اپنے ان مقدس بندوں کی خدمت میں پہنچا دے جسکی ہدایات کو منجی احادیث کو میں نے اس کتاب کے ذریعے اہل ایمان کو پہنچایا۔ تیری پاک ذات غفور و رحیم ہے تو فدا نواز ہے تیری رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے۔

رحمت حق بہانہ نے جوید رحمت حق بہانہ سے جوید

ہر ماہ رسالہ نو کی کچھ کاپیاں زیادہ چھپوالی جاتی تھیں جن کی تعداد دوسرے زائد نہ تھی ترجمہ تمام ہونے کے بعد ان سب شماروں کو کتابی صورت میں لایا گیا خدا کا شکر ہے کہ میری یہ خدمت قوم کو پسند آئی انھوں نے مجھے تحسین و آفرین کے خطوط لکھے۔ میری ہمت افزائی کی اور ہر طرف سے اس کتاب کی طلبی ہوتی جب میں نے یہ دیکھا کہ یہ رد سونے بہت جلد ختم ہونے والے ہیں تو جدید ایڈیشن کی تیاری کی خدا کرے یہ خوشنام کتاب کی صورت میں جلد شائقین تک پہنچ جائے۔ السعی منی والاقام من اللہ۔



## پیش لفظ

قرآن کریم کے بعد ہمارے ہر ایات کا سب سے بڑا سرچشمہ چاروہ معصومین علیہم السلام کی احادیث ہیں بغیر ان کے احکام قرآنی سمجھ میں نہیں آسکتے قرآن کے اجمال کی تفصیل، تشابہات کی تادیل، آیات کی شان نزول، واقعات کی توضیح، احکام کی عملی صورت، ناسخ و منسوخ، مام و خاص کا علم احادیث معصوم کے سوا اور کسی ذریعہ سے نہیں ہو سکتا۔ معصوم کے سوا ہم کسی کے قول کو قابل وثوق اور لائق اعتماد نہیں جانتے کیوں کہ اہل البیت اور اہل ہمانی البیت دگر والا ہی گھر کی باتوں کو خوب جانتے ہیں جن کے گھر میں قرآن نازل ہوا ہو ان سے بہتر قرآن کا سمجھنے والا کون ہو سکتا ہے اور سوائے معصومین کے دوسرے کے بیان کو وثوق کے ساتھ کیسے مانا جاسکتا ہے۔

صرف قرآن ہماری ہدایت کے لئے کافی نہیں کیونکہ وہ صامت ہے کسی آیت کے غلط مفہوم سمجھنے والے کو وہ ٹوک نہیں سکتا اس کے عمل کی اصلاح نہیں کر سکتا۔ اس لئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے ساتھ ایک معصوم گروہ کو کیا ہے جس کا نام اہلبیت و حرمت ہے حدیث نقلین اس پر شاہد ہے لہذا معلوم ہوا کہ ہر زمانہ میں ایک معصوم ذات جو مکتب امن و سکینہ کی سند یافتہ ہو اور جس نے دنیا کے کسی مدرسہ میں تعلیم حاصل نہ کی ہو وہ سبہ و نسیان سے تبرا ہو قرآن کے ساتھ ساتھ ہے تاکہ گم کردہ راہوں کو صحیح راستہ پر لگائے اور اس کی تعلیم میں کسی وقت بھی غلطی کا امکان نہ ہو اور اس کے عمل میں نادستی اور ناہمواری آج نہ ہو کے لئے بھی نہ پائی جائے اس کا علم وہی ہو کسی نہ ہو صرف یہی ایک صورت ایسی ہے کہ ہر تعلیم قابل قبول ہو سکے۔

جن لوگوں نے اہلبیت کا دامن چھوڑا اور علوم الہیہ کو دوسرے دروازے سے لیا۔ وہ فی کل دایرہوں کا مصداق بن کر رہے اسی کا یہ نتیجہ تھا کہ اسلام اتنے فرقوں میں تقسیم ہو گیا اور مزہ ہے کہ ہر فرقہ اپنے آپ کو قرآن ہی میں تسک بتاتا ہے۔ اے ہذا بشی عجب۔ اگرچہ ابنائے روزگار کی بدتمیزی و تعصب کیشی اور اسلام دشمنی نے ہمارے آئندہ کو علوم دینیہ کے نشر کا اور آیات قرآنی کی صحیح تفسیر بیان کرنے کا موقع نہ دیا اور ان میں سے اکثر کو قید و بند کی تکالیف میں مبتلا رکھا مال و دولت کے پرستاروں اور سلطنت کے خواہاںوں کی مخالفت ہمارا اور ان کے وقار کو کم کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا اور تاہم انکی ہدایت کی روشنی لوگوں تک نہ پہنچنے دی۔ خدا کے یہ برگزیدہ بندے کسی حالت میں بھی اپنے فرض سے غافل نہ رہے تیرہ و تار قید خانوں میں بھی تعلیم و تبلیغ کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ چونکہ ان کی مقدس زندگی کا مقصد ہی صرف یہ تھا کہ خلق اللہ کی ہدایت کریں لہذا اس راہ میں جن تکالیف کا بھی ان کو سامنا ہوا انخوشی و خاطر ان کو برداشت کیا۔ زمانہ کی ظلم پسندی اور ستم ظریفی اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ جو لوگ ان کی خدمت میں علم دین حاصل کرنے کے لئے آتے تھے ان پر سلطنت کی کردی نظر ہوتی تھی



ان کو حکومت کا باقی اور غدار قرار دیا جاتا تھا معاشی مراعات ان سے سلب کر لی جاتی تھیں طرزِ طرز سے ان کو ستایا جاتا تھا۔ انتہایہ ہے کہ اس منہوس دور میں آئمہ اہلبیت میں سے کسی کا نام لے کر کوئی حدیث نقل کرنا ناقابلِ معافی جرم تھا اس کے قتل کے لئے تلوار تھی بازہر کی پڑیا۔ ایسی حالت میں یہ معجزہ ہی کہا جاسکتا ہے کہ ان ہولناک واقعات کے ہوتے بھی ان حضرات کا کلام محفوظ رہا ہمارے آئمہ میں سب سے زیادہ احادیث بیان کرنے کا موقع حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام کو ملا۔ کیوں کہ سلاطین وقت اس زمانہ میں سلطنت کے پیچیدہ مسائل سے درچار تھے اور سلطنت کا انقلاب رنگ لایا تھا۔

حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہم السلام مسجد رسول میں درس دیتے تھے۔ دورِ دود سے لوگ احادیث سننے کے لئے مدینہ طیبہ میں آتے تھے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث نقل کرنے والے چار ہزار آدمی تھے ان میں امام ابوحنیفہ، امام مالک، سفیان ثوری، شعبہ ابوہامد، یحییٰ انصاری جیسے لوگ جو سوا و اعظم ہیں آئمہ حدیث سمجھے جاتے ہیں۔ شامل تھے اس عہد مبارک میں چار سو کتب احادیث مدنی ہوئیں جن کو اصول اربعہ کہا جاتا ہے دشمنانِ اہلبیت کے تعصب آگین دور اور ہیمانہ دست بڑنے نہیں تباہ و برباد کرنے میں کوئی کسر ٹھانہ رکھی۔ نہایت بے بددی سے بنی اُمیہ اور بنی عباس کے دور میں شیعوں کے کتب خانے نہ تاش کئے گئے یہی وہ احادیث کا ناپیدا گناہ سمندر تھا جس سے آج تک کتب اربعہ احادیث کا چمنستان تروتازہ ہے۔ یعنی کافی۔ استبصار من لا یحضرہ الفقیہ ماورئہ تہذیب الاحکام سے شہستان ایمان و عرفان ادب اور ابوان فقہ اہلبیت میں فیما باری ہے۔

زمانہ کی نامساعدت، سلسلتوں کی انقلابی پہلچل علامتے اسلام کے انتہائی تعصب اور بادشاہان وقت کی عزتِ رسول سے دشمنی نے مسلمانوں کو ان حضرات کی احادیث سے ایسا ناکارہ بنا دیا کہ لوگوں نے ان کو کسی موضوع پر درخورد افتناء سمجھا کیا پس کتاب کو تعجب نہ ہو گا کہ ابوہریرہ جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے اور جن کا شمار فقراۓ صفہ میں تھا اور جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا شرف زیادہ سے زیادہ ڈھائی سال ہی تک حاصل ہوا تھا ۵۳۷ھ احادیث مروی ہیں جن میں صرف مسیح بخاری میں ۴۴۰ ہیں یہاں حضرت علیؑ سے کل روایتیں ۵۸۶، اور جناب فاطمہ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا سے کل ۱۹۔ باقی آئمہ سے معذرت محض، صحاح ستہ و غیرہ میں تاتلان حسین اور دیگر ہر نام دشمنانِ اہلبیت تک سے ایک روایت نہیں، بہت سی حدیثوں کو نقل کیا گیا ہے۔ لیکن ان معصوم ہستیوں کو احادیث کے ہر سلسلہ میں نظر انداز کر دینا ضروری سمجھا گیا۔



# کتب اربعہ احادیث اور ہم

جب رسول اللہ نے قرآن کے ساتھ اہلبیت کو کیا ہے تو ہر شیعہ کا فرض ہے کہ قرآن کے ساتھ احادیث آئمہ کو بھی اپنے گھر میں رکھے۔ کیا ہمارے اس عمل سے رسول خدا اور آئمہ طاہرین خوش ہوں گے کہ ہم ان کی احادیث کو طاق نسیاں پر رکھ دیں اور کبھی یہ معلوم کرنے کی کوشش نہ کریں کہ ان حضرات نے ہدایات و ارشادات کے کتنے دروازے ہم پر کھولے ہیں کاش ان کو یہ پتہ ہو تاکہ قرآن کی طرح کتب احادیث کا گھر میں رکھنا بھی باعث رحمت و برکت ہے مومن کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کم از کم چالیس حدیثیں تو اُسے یاد ہوں لیکن یہاں تو یہ حال ہے کہ یاد ہونا تو ایک طرف چالیس حدیثوں کو کسی کتاب میں پڑھا بھی نہیں۔ صرف دو عظیمین و ذاکرین سے سرفراز ہو دو چار حدیثیں سن لی جاتی ہیں۔ حصول سعادت کے لئے نہیں کو کافی سمجھا جاتا ہے حالانکہ مجلس سے باہر تھنے کے بعد شاید ہی ان میں سے ایک آدھ یاد بھی رہتی ہو۔

جو حضرات عربی زبان سے ناواقف ہیں وہ یہ فخر کر سکتے ہیں کہ احادیث رسول و آئمہ طاہرین پر ہمارا ایمان ہے لیکن یہ سب ذخیرہ عربی میں ہے لہذا ایسی صورت میں ہم ان سے کیوں گرفتار نہ ہوں؟ یہ فخر بالکل درست ہے جو بات سمجھ ہی میں نہ آئے اس سے دلچسپی کیسے پیدا ہو۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ کتب احادیث کے آورد ترجمے کی طرف ہمارے علمائے بہت کم توجہ دی ہے جس طرح قرآن کے متعدد ترجمے ہوئے ہیں احادیث کے بھی ہونے چاہئیں تھے خصوصاً اصولی کانی کی دونوں جلدوں کا ترجمہ تو ضرور ہی کرنا تھا۔ لیکن بد قسمتی سے اب تک ایسا نہ ہوا۔ لوگوں نے راقم الحروف کو بار بار اس کی طرف توجہ دلائی لیکن میں کئی سال تک اس لئے نالستار ہوا کہ اگر مجھ سے بہتر آدمی اس کام کو کر گزرے تو اچھا ہو۔ کئی صاحبانِ علم کو میں نے خود توجہ دلائی۔ لیکن جب کسی طرف سے مدد لئے درخواست ہوئی، مجبوراً یہ اہم خدمت مجھے ادا کرنا پڑی۔ خدا میری اس خدمت کو قبول فرمائے۔

حضرات اہلسنت نے نہ صرف صحاح ستہ کا بلکہ اپنے مذاہب کی تمام مشہور کتابوں کا ترجمہ کرا کے چھپوا دیا ہے جن سے عوام النہا تک فائدہ حاصل کر رہے ہیں مگر ہم اپنے علم کلام و حدیث کی مخصوص کتابوں میں سے کسی کا بھی ترجمہ نہ کر پائے حالانکہ اہل علم کے نزدیک کوئی بڑی بات نہ تھی۔ لیکن ایسا ہوا نہیں جو ہمہ عربی اور فارسی کے جاننے والے روز بروز کم ہوتے جا رہے ہیں۔ لہذا شدید ضرورت ہے کہ اپنی خاص خاص کتابوں کے ترجمے جلد از جلد شائع کئے جائیں۔

## کانی اور اس کے مصنف کے متعلق

کتب احادیث میں کانی کو ایک خاص درجہ حاصل ہے اس کتاب کے مؤلف رئیس المحدثین العظام رؤس التاہیین

الکرام المحلی بالمجد والاکرام جناب ثقه الاسلام شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی الرازی عطا اللہ ترقیہ و نور اللہ مفعہ ہیں۔ جو  
پونہ صدی ہجری کے آغاز میں تھے (۵۳۲۹-۶۹۴۰) جناب کلینی علیہ الرحمہ نے حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے زمانہ غیبت  
صغریٰ میں ان احادیث کو ۲۰ سال کی مدت میں مدون کیا۔ بعض کابر کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کافی میں سولہ ہزار ایک سو  
ننانوے احادیث ہیں اس کتاب میں ضعیف روایتیں بھی ہیں جن کی توفیح علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مرآۃ العقول بشرح اصول کافی  
میں فرمادی ہے یہ قول کہ حضرت عجمت نے اس کتاب کے متعلق فرمایا۔ ہذا کاف شیعنا (یہ ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے)  
صحیح نہیں۔ ہمارے کسی عالم نے ایسا نہیں کہا۔ اس میں صحیح مؤثق، قوی اور ضعیف ہر طرح کی احادیث ہیں چونکہ کلینی علیہ الرحمہ  
کو احادیث کی تلاش میں بیس سال تک برابر جا بجا جانا پڑا اور جہاں سے جو حدیث ملتی اس کو لے لیا۔ لہذا بہت سی احادیث  
ایسی بھی ان کو ملی ہیں جن کو لوگوں نے بصورت تفسیر بیان کیا۔ لیکن چونکہ اس میں زیادہ تر احادیث صحیح ہیں، لہذا یہ ہماری  
معتبر کتابوں میں ہے کافی کی بہترین شرح مرآۃ العقول عربی میں اور العافی فارسی میں ہے کافی سے پہلے حدیث کی کوئی اتنی بڑی  
اور جامع کتاب نہ تھی کالی کے بعد علمائے ان کتابوں کی طرف رجوع کم کر دی۔ اصول کافی جلد اول میں صرف مسئلہ امامت کے متعلق  
۱۲۷ باب ہیں احادیث درج کی گئی ہیں ان کو پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ امام منصور من اللہ کی شان کیا ہوتی ہے۔

شیخ ابو جعفر محمد کلینی رحمہ اللہ میں رستے کے قریب کلین میں پیدا ہوئے عظمت و شہرت و فن کے لحاظ سے جو درجہ  
ثقه الاسلام جناب کلینی کو حاصل ہوا وہ شیعہ محدثین میں کسی کو نہ مل سکا۔ ان کی کتاب کافی کتب اربعہ میں سب سے اہم  
خیال کی جاتی ہے ابن اثیر نے ان کو مجدد مذہب امامیہ مانا ہے ان کا کل خاندان جن میں بڑے بڑے علماء تھے۔ قریب کلین  
میں آباد تھا ان کی ولادت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانہ میں ہوئی کلینی علیہ الرحمہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے احادیث کو الٹا  
کی صورت میں مدون کیا۔ وہ نقل احادیث میں اوثق الناس سمجھے جاتے تھے ان کی وفات بغداد میں ہوئی اور باب کوفہ کے  
مقبرہ میں دفن ہوئے۔ محمد بن جعفر حسینی نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ علامہ سیدنا شمس مجتبیٰ نے روضۃ العارفین میں نقل کیا  
ہے کہ ایک ثقه عالم نے مجھ سے بیان کیا کہ بغداد کے ایک عالم نے جب کلینی علیہ الرحمہ کی قبر دیکھی تو پوچھا یہ کون ہے کسی نے کہا  
کہ یہ شیعہ عالم تھے اس نے کہا کہ ان کی قبر کھود ڈالو۔ جب قبر کھودی گئی تو ان کی میت موعفن بدستور قبر کے اندر موجود تھی  
اس نے حکم دیا کہ قبر بند کر دو اور اس پر قبہ بنا دو۔



کتاب اشانی ترجمہ اصول کافی جلد اول پر علمائے شیعہ کے

تبصرے

از قلم حقیقت رقم سر ترجمہ الاسلامی سلطان المتکلمین شیخ الحدیث جناب علامہ محمد صالح قسب مجتہد پرنسپل

دارالعلوم محمدیہ سرگودھا دامت برکاتہ و عمت افاضاتہ

باسمہ سبحانہ

## مقدمہ

تمہیلہ سرکار ادیب اعظم مدظلہ کی نظر انتخاب اس گنہ گار پر پڑی اور حکم دیا کہ اشانی ترجمہ اصول کافی پر مقدمہ لکھوں میں اپنی گونا گوں مصروفیات کی کثرت اور وقت کی قلت کے باوجود اس امر کو باعث سعادت دارین سمجھتے ہوئے تعمیل حکم کا وعدہ کر لیا۔ باوجود اپنی مدیم العسر صحتی کے خیال یہ تھا کہ کتاب کی جلالت قدر کے پیش نظر اس کے حساب حال قدر سے مبسوط مقدمہ لکھا جائے گا اور اس میں تمام متعلقہ مباحث پر شرح و بسط سے تبصرو کیا جائے گا مگر سرکار موصوف نے یہ پابندی فائدہ کر دی کہ یہ مقدمہ آٹھ صفحات سے زائد نہ ہو اس لئے بموجب الامور مجبور و المجبور معذرت شدیداً اختصار سے کام لینا پڑا تاہم بمطابق مالا ید رک کلمۃ لا یتبرک کلمۃ اس مقدمہ کو جامع و مانع بنانے اور تمام متعلقہ امور پر کچھ نہ کچھ روشنی ڈالنے کی کوشش فرود کی گئی ہے۔ ابد ہا یہ امر کہ ہم اس کوشش میں کہناں تک کامیاب ہوئے ہیں اس کا فیصلہ قارئین کرام ہی عند المطالعہ کر سکیں گے۔ العفی عنی ولا یتامر من اللہ

نفوی معنی کے اعتبار سے حدیث کلام کے مترادف ہے اور اصطلاح محدثین میں بنا بر خیر

**حدیث کی تعریف** حدیث اس چیز کا نام ہے جس میں قول یا فعل یا تقریر معصوم کی حکایت کی جائے محدثین کے نزدیک خبر بھی مجازاً اس معنی میں استعمال ہوتی ہے بلکہ سنت کو جس کی اصطلاحی حقیقی معنی قول یا فعل یا تقریر معصوم کے ہیں بعفواؤنا حدیث کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے (از ہدیت الحدیثین) ابتدائے اسلام میں لوگ حافظہ کے زور سے زبانی حدیثیں یاد کر کے بیان کیا کرتے تھے مگر مرور آیام سے اس کی تدوین و ترویج ہو گئی اور اس سلسلے کی ابتداء پہلی صدی ہی میں ہو گئی تھی اور بعد میں تو اس فن نے بڑی اہمیت حاصل کی اور اسلام میں بڑے بڑے جلیل القدر محدث اور حفاظ الحدیث بزرگ پیدا ہوئے۔

یہ حقیقت ہے کہ علوم اسلامیہ میں علم الحدیث ایک نہایت عظیم الشان اور جلیل القدر

**فن حدیث کی تفصیلات** علم ہے اس میں نجات دارین اور اصلاح نشاتین پوشیدہ ہے یہی علم تمام حقائق و معارف



کامر حشر اور ستر آن فہی کا واحد ذریعہ ہے اور معصوم کی سیرت و کردار اعدان کے اخلاق و اطوار معلوم کرنے اور اپنی سیرت و کردار کو ان کے اخلاق و محاسن آداب کے آئینہ میں تشکیل دینے کا سبب ہے انہی حقائق کی بنیاد پر حکماء ربانین یعنی آئمہ طاہرین اپنے نام لیواؤں کو اس علم شریعت کے حاصل کرنے کے پڑھنے پڑھانے اور لکھنے لکھانے کی بہت ترغیب و تحریص دلاتے تھے چنانچہ حضرت صادق آل محمد مفصل سے فرماتے ہیں اکتب و بشا عیلت ف اخوانک فان مت فاوثر کتبک بنیک فاتد یاق علی الناس زمان مریخ لایا لنسوان الا بکتبہم (اصول کافی ص ۲۹ طبع لکھنؤ) لکھو اور اپنے علم کو اپنے بھائیوں میں نشر و اشاعت کرو اور مرتے وقت اپنی اولاد کو کتب کا وارث بناؤ کیونکہ لوگوں پر ایک مشکل دور آئے گا جس میں ان کی کتابوں ہی سے مانوس ہوں گے یہی بزرگوار فرماتے ہیں اکتبوا فانکم لا تحفقون حتی تکتبوا لکھو کیونکہ جب لکھو گے نہیں تو اس وقت تم احادیث کو یاد نہیں رکھ سکتے۔ نیز آنجناب فرماتے ہیں حدیث تآخذہ من مآقی خیر من (الدیاد ما فیما من ذہب ففسد) (بحار الانوار جلد ۱۰ طبع ایران) یعنی صرف ایک حدیث جو کسی صادق القول شخص سے حاصل کی جائے تمام دنیا اور جو کچھ اس دنیا میں از قسم طلار و نقرہ ہے اس سے بہتر و برتر ہے سرکار علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ولعمری لقد وجدنا سفینۃ نجات مشحونۃ بدقائق السعادت والقیما من زینا بالنیرات المنجیۃ من ظلم الجہالات (ابن النال) تمام اشر علی حکمتہ الاولیاء صنفوا ولم یطبع بحقیقۃ الا فیھا (بحار الانوار جلد ۱۰ ص ۳۸) مجھ اپنی زندگی کی قسم میں نے احادیث کو ایسی کشتی نجات پایا ہے جو سعادت کے ذخیروں سے بھر پور ہے اور مینار ہائے نور سے اس طرح مزین و معمور پایا ہے جو بہالت کی تاریکیوں سے نجات دینے والے ہیں میں کہیں کوئی ایسی بات نہیں پائی ہے جس کا پتھر احادیث میں نہ ہو۔

مگر افسوس ہے کہ باایں ہمہ مسلمانوں میں ہمیشہ سے ایسا گروہ بھی موجود رہا ہے جو نہ فقہ ایکار حدیث

صرف یہ کہ حدیث کی افادیت کا منکر ہے بلکہ وہ یہ کہتا ہے۔ ۵۔

اس دفتر بے معنی غرق مے ناب اولی

اس فقہ کا حجر اساس تو پیغمبر اسلام کے آخری لمحات حیات میں آنجناب کے مطابق قلم و ودوات کے حجاب میں حبنا کتاب اللہ بخاری شریف طبع مقبائی دہلی جلد ۱ ص ۲۳۸، مشکوٰۃ ص ۵۴۸ طبع اصح المطابع دہلی) کہہ کر دکھایا گیا تھا اور انہی حبنا کتاب اللہ کے قائل کے دور خلافت میں حدیث بیان کرنے والوں کے درے لگتے تھے (الفاروق شبلی نعمانی طبع غلام علی اینڈ سنز لاہور ص ۲۴)۔

یہ نظریہ فاسدہ اسلام کے مختلف ادوار سے گزر کر مولوی جگر الوی اور مسٹر پرویز کے وقت خوب برگ و بار لے آیا اب جبکہ اپنے اصلی رنگ و روپ اور حقیقی خد و خال کے ساتھ منظر عام پر ظاہر ہوا ہے تو حبنا کتاب اللہ



کے قائل بھی چلا آٹھے ہیں اور اس خیال کے ابطال پر متعدد کتب و رسائل لکھائے ہیں مگر ان حضرات پر کون سمجھائے کہ  
 ”اے ہاد صبا ایں ہمہ آوردہ تست“ اور خود کردہ را علاج نیست۔ بہر حال ابتر یا قریباً سبلمان اس حقیقت کو  
 تسلیم کرتے ہیں کہ اگر احادیث سے انکار کر دیا جائے تو نہ قرآن کے حقیقی مطالبہ کو سمجھ میں آسکتے ہیں نہ حقائق اسلام معلوم  
 ہو سکتے ہیں اور نہ اصول و فروع مکمل ہو سکتے ہیں آیہ مبارکہ **هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ  
 مُتَشَبِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلٍ وَمَا تَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالزَّيْغُونَ فِي  
 الْعِلْمِ يَعْمَلُونَ لِمَنَافِعِهِمْ عَمَلًا** ۱۰ سے ظاہر ہے کہ متشابہات قرآن کی تاویل را بخون فی العلم ہی جانتے ہیں  
 قرآن کو آسان بنانے والے حضرات یہ بھول جاتے ہیں کہ قرآن ضرور آسان ہے مگر جب اس کا بیان پیغمبر  
 اسلام کی زبان فیض ترجمان سے ہو **فَأَنشَأْنَا لَكَ آيَاتٍ لِّتَعْلَمَ مِنْهُنَّ أَنَّكَ رَاسُومٌ** ۱۱ اور **وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْمَاءُ بِأَنزَالِ الْوَحْيِ إِلَّا تَعْلَمُ سِمَةَ الْغَايِبِ** ۱۲  
 کو تمہاری زبان پر آسان کیا ہے اس لئے ارشاد قدرت ہے

(نمل پ ۱۲ ع ۱۲) اے رسول! ہم نے یہ قرآن تم پر نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں پر واضح کرو کہ خدا نے کیا نازل کیا ہے اور کیا منشاء  
 قدرت ہے اگر تمام اہل زبان یا عربی و ان حقائق و قرآن کو سمجھ سکتے تو پھر پیغمبر اسلام کی ضرورت ہی کیا تھی ان کا تو وظیفہ  
 ہی یہ تھا **يَتْلُو آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُخَوِّضُهُمُ فِي شَأْنِ اللَّهِ وَلَهُمْ آيَاتٍ لِّعَلَّاهُمْ** ۱۳ کہ وہ آیات الہیہ کی تلاوت کریں۔ لوگوں کا تزکیہ  
 نفوس کریں اور قرآن و حکمت کی تعلیم دیں۔ ان حقائق سے واضح و آشکار ہو گیا کہ حقائق و معارف قرآن پیغمبر اسلام  
 سمجھ اور سمجھا سکتے ہیں یا پھر وہ دعوات قدسیہ اس کی اہلیت رکھتے ہیں جو اہلیت رسول، جانشین رسول اور وارث علم  
 رسول میں جن کے متعلق خدا فرماتا ہے **لَقَدْ أَوْزَيْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اسْتَظْفَيْنَا مِنْ بَنِي آدَمَ فَأَنشَأْنَا لَكَ آيَاتٍ لِّتَعْلَمَ مِنْهُنَّ أَنَّكَ رَاسُومٌ** ۱۴  
**سَابِقٌ بِالْخِزْيَةِ بِأَذْنِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ** ۱۵ کہ ہم نے قرآن کا وارث ان مخصوص لوگوں کو بنایا ہے جن کو ہم نے  
 اپنے تمام بندوں میں منتخب کر لیا ہے یہ منتخب شدہ آدم اہل بیت علیہم السلام ہی ہیں (نیابیح المودۃ طبع بمبئی ۱۰۲۷  
 المطالب فراید اسمطین کتبہ ہلسنت) بنا بریں صحیح تعلیم قرآن وہی ہے جو اس خانوادہ علم و عصمت سے منقول ہو اور صحیح  
 حدیث نبوی بھی وہی ہے جو اس معدن صدق و صفا کے واسطے سے ٹری ہو **وَلَقَدْ أَجَاءَهُمْ أَنَادُوهُ**

روای جددنا عن جبریل عن الباری  
 ووال اناسا قولهم وحديثهم  
 جعفری باش گرخدا خواہی  
 ورنہ درہر طسرقی گمراہی

احادیث کی اہمیت اور اسماء دین کی تعلیم و تلقین کا نتیجہ  
 اصحاب آئمہ علیہم السلام کا حدیث میں اہتمام  
 تھا کہ انکے اصحاب الطیاب احادیث کے جمع کرنے اور ضبط تحریر  
 میں لائے کے متعلق بہت گہری دلچسپی لیتے تھے اور اس سلسلے میں فوق العادت اہتمام کرتے تھے اس امر کا اندازہ اس بات



سے ہسانی لگایا جاسکتا ہے کہ صرف حضرت اقدس آلِ محمد علیہم السلام کی خدمت میں زانوئے تلمذتہ کرنے والے اور اس چشمہ فیض سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد چار ہزار بیان کی گئی ہے اس عہدِ علم و فضل انگیز میں احادیث کی چار سو کتب لکھی گئیں جو اصول اربعہ نامہ کہلاتی ہیں دوسرے اصحابِ ائمہ کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے ۵۔  
قیاس کن زلمستان من بہار مرا۔

**اصول کافی کی جمع و تالیف** جن اصول اربعہ کا سطور بالا میں تذکرہ کیا گیا ہے چونکہ یہ کتب باتِ عامہ طور پر مرتب و مکتوب نہ تھیں بلکہ اصول و فروع تفسیر و اخلاق وغیرہ متفرق موضوعات کے بارے میں ائمہ طہارین کے احادیث و روایات باہم گڈمڈ تھے کیوں کہ لکھنے والے حضرات قسم و دعات ساتھ ساتھ لکھے جاتے تھے اور جن متفرق مسائل و موضوعات پر گفتگو ہوتی وہ فوراً قلم بند کر لیتے۔ لہذا ضرورت تھی کہ اس کو مرتب و مکتوب کیا جائے اور پورے مس سلیقہ سے ان کی لائی آبدار و درہائے شہوار کو مسلک ترتیب و تہذیب میں پر دیا جائے۔ اس عظیم خدمت کے لئے جن بطل جلیل کو سب سے پہلے توفیق و تائید ایزدی حاصل ہوئی وہ قدوة الانام کہف العلماء الاعلام و بلاد المحذین العظام ثقہ الاسلام حضرت مولانا الشیخ محمد بن یعقوب الکلینی ہاسکنا اللہ بھوتیہ دارالاسلام کی ذاتِ بابرکات تھی جنھوں نے اپنی عمرِ کریمانہ کے پورے بیس سال (قصص العلماء جلد ۲ ص ۱۸۷ طبع بمبئی و قوائد مدینہ جلد ۲ ص ۶۵ طبع ایران و کشف المحجۃ المشہورہ المبحرہ فی شرح منہج مشرف) صرف کر کے ان اصول اربعہ کی تدق گردانی کر کے اور کچھ علماء و فضلاء کی خدمت کر کے اور کچھ راویانِ اجبار سے استفادہ کر کے، غرض کہ اس مدتِ مدید میں کوچہ گردی اور کوہ پیمائی سب ہی کچھ کر کے ایک جامع کتاب بنام الکافی قوم و ملت کے سامنے پیش کی جو صحیح معنوں میں اسلام کا دائرہ المعارف ہے۔

**اصول کافی کی بعض خصوصیات** اصول کافی کتب اربعہ کافی من لایحضرہ الفقیہ تہذیب الاحکام اور استبصار میں سے سب سے پہلی اور سب سے افضل کتاب ہے جس روز سے یہ لکھی گئی ہے اس روز سے آج تک برابر مرجع فقہاء و محدثین ملاذ علماء عالمین اور روشنی چشم شیعہ بنی رہی ہے اور چند خصوصیات کی بنا پر دیگر کتب حدیث سے ممتاز مقام رکھتی ہے جن میں سے بعض خصوصیات یہ ہیں۔  
۱۔ یہ کتاب حضرت صاحب الامر العصر والزمان عجل اللہ فرجہ کی فیبت معنی لے اور ثواب اربعہ کی موجودگی میں لکھی گئی ہے لہذا اگرچہ نہ تحقیق اس کتاب کا امام العصر والزمان عجل اللہ فرجہ کی بارگاہ میں پیش ہونا اور آنجناب کا یہ فرمانا کہ الکافی کافی شیعنا پایہ نبوت کو نہیں پہنچ سکا۔ مگر اس کا آنجناب کے مخصوص و کلاہ کی موجودگی میں لکھا جانا اور اس حقیقت کا مسلم ہونا کہ یہ کتاب تمام ملت جعفریہ کی دینی فلاح و بہبود اور ان کی رشد و ہدایت کے لئے



لکھی جا رہی ہے جو زمانہ فہیت میں ان کی توجہ کا مرکز بنے گی مگر اس کے باوجود ان کی زندگی نہ ناجیہ مقدسہ سے کسی توقع مبارک کا صادر ہونا اور نہ وکلاء امام کا روکنا ٹوکنا۔ اس سے کم از کم ان کی تائید و رضائے سکوتی تو ضرور ہو جاتی ہے اور یہی امر اس کتاب کی وثاقت و جلالت کی قطعی دلیل ہے (کنہ استدلال العلماء الجاسی فی امراۃ من جلد ۱) انہی حقائق کی بنیاد پر سید جلیل سید ابن طاووس علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے فتصانیف هذا الشیخ محمد بن یعقوب وروایات فی زمن الوکلاء من کورین بعد طریقاً ابی منقولاتہ وشیخ جلیل محمد بن یعقوب کی تصانیف وروایات کا وکلاء امام علیہ السلام کے دور میں ہونا ان کے منقولات کی تحقیق و وثاقت کی طرف ایک راستہ کھول دیتا ہے۔

۲۔ یہ کتاب پورے بیس سال کی تحقیق و تدقیق و توفیق و تتبع و تفحص اور تلاش و جستجو کے بعد لکھی گئی ہے جیسا کہ ابھی اس کا ذکر اوپر کیا جا چکا۔

۳۔ اس کتاب میں یہ بھی التزام کیا گیا ہے (الانادنا) اگر پورا سلسلہ سنند کر کیا جاتا ہے جیسا کہ محدث محسن فیض کاشانی نے ذکر کیا (جلد ۱ ص ۱۳) وهو التزام فی الکافی ان یشکر فی حدیثہ الانادرا جمیع سلسلہ السند بیتہ وبنی المعصوم۔ الفح

۴۔ اس کتاب میں یہ بھی التزام کیا گیا ہے کہ ہر باب میں اسی کے موافق احادیث درج کی جاتی ہیں اور اخبار متعاوہ درج کرنے سے اجتناب کیا گیا ہے (رد فتنۃ الجنات ص ۵۵ طبع اقل ایران) الانادرا

۵۔ کافی کی احادیث جو کہ سولہ ہزار ایک سو ننانوے (۱۶۱۹۹) قصص العلماء میں جلد ۲ ص ۱۸۷ و فوائد رضویہ جلد ۱ ص ۱۶۵ میں مجموعی طور پر برادران اسلامی کی بخاری و مسلم بلکہ تمام صحاح ستہ کی احادیث سے زیادہ ہیں کیونکہ احادیث بخاری و مسلم کی تعداد سات ہزار سو پچتر (۲۷۰۵) ہے اور اگر احادیث مکرر کو حذف کر دیا جائے تو باقی صرف چار ہزار احادیث رہ جاتی ہیں (مقدمہ ابن الصلاح نہایت الدرر ص ۲۲۵، کشف الخئون جلد اول ص ۵۲۳) (علی ما نقلہ شیخ عبدالحسین فی مقدمہ) غیر ذلک جوئے خصائص البیضاء انہی خصوصیات کی بنیاد پر بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ ابتدائے اسلام سے آج تک ان حدیث میں اصول کافی کے پایہ کی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی علمائے اعلام کی نگاہ میں کافی کی کیا قدر و منزلت ہے اس کا اندازہ مندرجہ

عظمت کافی اور نظر علمائے اعلام | ذیل چند اقتباسات (ماخوذ از مقدمہ شیخ عبدالحسین المظفر النجفی ص ۲۵) اطمینان

قلب کی خاطر مندرجہ ذیل کتب کی طرف رجوع کریں جن سے مقدمہ کی یہ عبارت ماخوذ ہے فیصح الاعتقاد ص ۲۷، بحار الانوار جلد ۸ ص ۶۲/۶۳، مرآۃ العقول جلد ۱ ص ۲۸، اصول الاخبار ص ۵، لؤلؤ البحرین ص ۲۳۵ وغیرہ



سے آسانی ہو سکتا ہے۔

۱۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں الکافی ہر من اجل الكتب الشیعة و اکثرها فائدة و کافی تمام کتب شیعیہ سے اجل و ارفع اور سب سے زیادہ مفید ہے (۲) حضرت شہید اول شیخ محمد بن مکیؒ اپنے اجازہ میں فرماتے ہیں کتاب الکافی فی الحدیث الذی لم یعمل الامامیہ مثله و حدیث میں اصول کافی وہ کتاب ہے کہ ایسی کتاب امامیہ نے نہیں لکھی ۳۔ محقق شیخ علی بن عبد العالی کرکی اپنے اجازہ میں لکھتے ہیں کتاب الکیں فی الحدیث المسمی بہ الکافی یعمل مثله و قد جمع هذا الكتاب من احادیث الشریعہ و الاسرار الدینیہ و الاصول و غیر ذلک حدیث کی بڑی کتاب کافی جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی یہ کتاب اس قدر احادیث شریعیہ اسرار دینیہ کی جامع ہے جو اس کے علاوہ اور کسی کتاب میں نہیں ملتے (۴) محدث جلیل ملا حسن فیض کاشانی وانی میں رقمطراز ہیں الکافی اشرفها و از ثمنها و انما و اجمعها لا اشتغال علی الاصول من بینہا و خلوة من الفضول و شتیما السخ۔ (تمام کتب اربعہ میں سے اشرف و واثق اتم و جامع کافی ہے کیونکہ یہ علاوہ فروع کے اصول پر بھی مشتمل ہے اور فضول اور باعث عیب باتوں سے خالی ہے) محدث امین استرآبادی نوآند مدینہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ و قد سمعنا من مشائخنا و علمائنا السیاحیہ فی الاسلام کتاب بوازیہ اربہ ابند رہمنے اپنے اساتذہ اور علمائے سنبلہ کے کلام میں ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی جو کافی کے ہم پایہ ہو۔ ۶۔ مگر علامہ مجلسی علیہ الرحمہ مرآة العقول میں انانہ فرماتے ہیں کتاب الکافی اضبط الاصول و اجمعها و احسن مرلفات الفرقۃ الناجیۃ و اعظمها کتاب کافی تمام کتب سے زیادہ جامع محکم و متقن ہے اور فرقہ ناجیہ کی تمام کتب سے احسن و اعظم ہے ان حقائق کے بعد یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ ان الکافی ہو کتاب الجامع الاحادیث فی جمیع فنون العقائد و الاخلاق و الاداب الفقہ و جمیع فنون الاحادیث و قاطبۃ اقسام العلوم الالہیہ و الاسرار الربانیہ و المعارف الیقینیہ الخارجہ من بیت العصۃ و الطہارۃ المملوئۃ کالی کی عظمت و مقبولیت کا اس سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ وہ ہمیشہ ہر دور کافی کے بعض شروع و تراجم میں علماء و فضلا کی توجہ کا مرکز بنی رہی ہے اس کی بے شمار شرحیں اور حاشیے موجود ہیں اور متعدد ترجمے ہوئے ہیں۔ بطور نمونہ بعض شروع و تراجم کا یہاں اجمالاً ذکر کرتے ہیں:-

- (۱) جامع الامادیث و الاقوال شیخ قاسم بن محمد الوندی (۲) کتاب الدار المنظوم و من کلام المعصوم شیخ علی بن محمد بن الحسن الشہید الثانی (۳) الروایۃ السامیۃ فی شرح الامادیث الامامیۃ السید محمد باقر واداد (۴) کتاب الشانی شرح اصول الکافی ایضاً خلیل بن الغازی القزوینی (۵) شرح المحدث الامین الاشتهر آبادی (۶) شرح العالم ملا صالح المازندرانی (۷) شرح الفیلوسوف العظیم ملا صدق شیرازی (۸) الوافی الکافی للعالم الزبانی ملا حسن فیض کاشانی (۹) کشف الکافی شیخ محمد بن محمد شیرازی (۱۰) مرآة العقول فی شرح اخبار الرسول انعام اللہ علیہ و آلہ و سلم



سمرۃ (۱۱) تحفۃ الاولیاء ترجمہ فارسی شیخ محمد علی اللہ کانی (۱۲) صافی ترجمہ شرح فارسی اصول کافی تلمیذ الجلیل  
انفرونی (۱۳) ترجمہ شریع فارسی شیخ محمد باقر الکوثری (۱۴) ترجمہ اصول بعض اہل کتب اصول کافی اصول القول الشانی مولانا سید  
نور حسن الکنوی قدس سرہ (۱۵) الشانی ترجمہ کافی تلمیذ انظم بیظرف حسن الامروہوی مدظلہ (اسی ترجمہ پر ہم یہ مقدمہ  
لکھ رہے ہیں اس پر تبصرہ بعد میں کیا جائے گا)

ایک مشہور اعتراض اور اس کا جواب | عام طور پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے  
مقدمہ کافی میں یہ ادا کیا ہے کہ انھوں نے اس کتاب میں تمام اخبار  
انہما صحیحہ جمع فرمائے ہیں چنانچہ ان کے میں الفاظ یہ ہیں (مقدمہ اصول کافی) المشتبہ اذلیکون عندی کتاب کاف  
یجمع من جمیع فنون علم الدین ما یلتزم بہ المتعم والیوم علیہ السیرۃ و یاخذہ من یرید علم الدین والعلیہ  
بالاثار الصحیحہ عن الصادقین علیہما السلام والسنن القائمة علیہما العمل شیخ حالانکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کافی کی سولہ ہزار  
ایک سو نواوے احادیث میں صرف پانچ ہزار بہتر صحیح ہیں باقی ایک سو چوبیس سو ادا ایک سو سولہ موثق اور  
تین سو دوقوی اور نو ہزار چار سو پچاس ضعیف ہیں (قصص اعلام جلد ۱ ص ۸۵) دریں حالات مؤلف ملام کی فرمائش کو  
کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض متقدمین و متاخرین کی اصطلاح سے عدم واقفیت کی وجہ سے پیدا  
ہوا ہے۔ ورنہ حقیقت حال سے واقف کار جانتے ہیں کہ مؤلف ملام کی فرمائش بھی صحیح ہے اور مذکورہ بالا تقسیم  
بھی درست ہے کہ حدیث صحیح کے بارے میں متقدمین و متاخرین کی اصطلاح علیحدہ علیحدہ ہے جسے نہ سمجھنے کی وجہ  
سے یہ اعتراض پیدا ہوا ہے اس اجمال کو بعد از ضرورت و گنجائش تفصیل یہ ہے کہ ہر خبر دو حال سے خالی نہیں یا  
متواتر ہوگی یا واحد یعنی اگر کسی خبر کو ہر طبقہ میں اس قدر جماعت کثیر نقل کرے جس کا کذب و افتراء پر اتفاق کرنا مادہ  
محال ہو تو اس کو خبر متواتر کہا جاتا ہے اور جو خبر ایسی نہ ہو وہ خبر واحد کہلاتی ہے (درایت الحدیث ص ۳۵ نیابت الدرایہ)  
اب اس خبر واحد کا متقدمین کے نزدیک صرف دو ہی قسمیں تھیں صحیح اور غیر صحیح۔ خبر صحیح ہر اس حدیث کو کہتے تھے جس  
کے ساتھ کچھ ایسے قرائن داخلہ و خارجہ ہوں جن کی بناء پر اس پر استناد و تلقین کیا جاسکے، آئمہ اہل ہمارے قریب العہد ہونے  
کی وجہ سے متقدمین کے پاس ایسے قرائن بکثرت تھے کہ جو حدیث اس طرح محفوظ القرآن نہ ہوتی تھی وہ اسے غیر صحیح  
سمجھتے تھے چنانچہ محدث جلیل شیخ علی اکبر مروج الاسلام فرماتے ہیں (درایت الحدیث ص ۷۳)

نزد قدامی صحیح اطلاق میخند بر آن حدیث کی معتمد بود با پنچہ اقتضای کرد استناد ایشان بر آن (یہاں بخون  
طوالت ان قرائن کا ذکر نہیں کیا جاسکتا اور متاخرین کے نزدیک اور اس اصطلاح کے بانی سید جلیل احمد بن



طائیں تو نہ، استاد حضرت علامہ علی یا بقول بعض علما خود علامہ علی تدریس سرفہر ہیں خبر واحد کے متعدد اقسام ہیں بعض اقسام کا تعلق راویان اخبار کے صفات و اطوار سے ہے اور بعض کا متن اخبار سے اور بعض کا ربط راویوں کے مذکورہ محذوف ہونے سے ہے نیز ان کے نزدیک صحیح کا میزان و معیار اور ہے۔ ہم یہاں خبر واحد کے صرف ان بعض اہم انواع و اقسام کا ذکر کرتے ہیں جن کا تعلق راویان اخبار کے عقائد و اعمال کے ساتھ ہے اور یہ بنابر مشہور پانچ قسمیں ہیں۔

براہیتہ الحیثین از ص ۳۵ تا ص ۴۵ و نہایتہ الدرایہ اصطلاح متاخرین میں حدیث صحیح اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کا سلسلہ سند معتدلاً متنبی ہو تا ہوا اور ہر طبقہ میں اس کے راوی شیعہ اثنا عشری اور عادل ہوں۔

### حدیث صحیح

حدیث حسن اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کی سند معصوم تک منتہی ہو اور تمام طبقات میں اس کے راوی شیعہ اثنا عشری ہو مگر اس کی حالات کا تصریح نہ کی گئی ہو۔

### حدیث حسن

اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کے سلسلہ سند کے تمام راوی شیعہ اثنا عشری ہوں مگر ان کی مدح و ذم کے بارے میں کوئی نص موجود نہ ہو۔

### حدیث قوی

حدیث موثق اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کا سلسلہ سند معصوم تک ایسے راویوں کے ذریعہ تک منتہی ہو جو اگرچہ صادق الظہیر اور قابل ثقیل ہوں مگر ہوں ناسق القیاد و سوائے شیعہ اثنا عشریہ کے باقی تمام فرق اسلام اس میں داخل ہوں۔

### حدیث موثق

اصطلاح متاخرین میں حدیث ضعیف اس حدیث کو کہا جاتا ہے جو ان تمام مشرطہ طے غالی ہو اور ہر پر صحیح حسن و قوی و موثق کے بیان میں ذکر کئے گئے ہیں (ولہ اقسام حدیدہ لیس مہنا موقع ذکر بالآخر المقطوع والمرسل والمجہول وغیرہ)

### حدیث ضعیف

ان حقائق کو دشمنی یہ حقیقت واضح و آشکار ہو جاتی ہے کہ حضرت ثقیلا سلام کلینی کی فرائض اور متاخرین کی تقسیم میں فی الحقیقت کوئی معارض و اختلاف نہیں ہے بلکہ اسباب منطلق کی علمی اصطلاح میں عام و خاص مطلق کی نسبت ہے یعنی ہر وہ خبر جو عند المتاخرین صحیح ہے وہ عند المتقدمین بھی صحیح ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو خبر عند المتقدمین صحیح ہو وہ عند المتاخرین بھی صحیح ہو۔ بنابرین اصول کافی کی تمام احادیث عند المتقدمین (ولا سمینا عند المؤلف العلام) صحیح ہیں مگر متاخرین کے نزدیک کچھ صحیح ہیں کچھ حسن، کچھ موثق کچھ ضعیف وغیرہ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ ولا مشافہ فی الاصطلاح قتل برود و تشکر، ادلائن من المجاہدین

ایک ضروری وضاحت یہاں اس بیان کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ متاخرین کی اصطلاح کے مطابق



کافی ہیں ہر قسم کی صحیح و قوی وثوق و ضعیف وغیرہ اقسام کی احادیث موجود ہیں مگر اس امر پر تمام علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ اس میں ایک حدیث بھی موضوع و مجہول نہیں ہے اور اس کے متعلق متاخرین کی یہ انتہائی چھان بین بھی محض اس لئے ہے کہ اگر کسی وقت بالفرض کتب اربعہ کی احادیث میں باہم تعارض واقع ہو جائے تو اس کے بل بوتے پر بعض روایات کو دوسری بعض پر ترجیح دی جائے ورنہ عدم تعارض کی صورت میں کافی کی تمام احادیث قابل اعتماد و عمل ہیں۔ چنانچہ خواص بحوالہ اخبار سرکار علامہ مجلسی نے اس امر کی فصاحت کر دی ہے فرماتے ہیں والحق عندی ان وجود الخبر فی امثال تلك الاصول المقبول جمالیوث جواز العمل به کن لا بد من الرجوع الی الاسانید لترجع بعضها علی بعض عند التعارض الخ (مرآة العقول جلد اول) میرے نزدیک حق یہ ہے کہ کسی حدیث کا اصول کافی ایسی معتبرہ کتب میں پایا جانا حجاز و عمل کے لئے کافی ہے ہاں تعارض کے وقت بعض احادیث کو دوسری بعض پر ترجیح دینے کے لئے سند کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے بعض علماء کا ارشاد ہے۔

قد اتفق اهل الامامة وجمهور الشیعة علی تفصیل هذا الکتاب ولاخذ منه الثقة بخبره والاكتفاء بحکامه وجم معجون علی الاقرار بارتقاع ورجة وعلوقه علی انه القطب الذی علیہ مدار روایات الثقات المعصومین بالخط والیقان الی ایوم و عندهم اجل و افضل من جمیع اصول الاحادیث (ماخوذ از مقدمہ مظفری ص ۲۵) یعنی تمام شیعہ خیر البریہ کا اس کتاب کی فضیلت اور اس کے قابل عمل و وثوق ہونے پر اتفاق ہے نیز ان کا اس امر پر بھی اجماع ہے کہ اس کتاب کا درجہ تمام کتب احادیث سے اجل و ارفع ہے اور یہ کتاب وہ قطب ہے جس پر قابل اعتماد راوی جو ضبط و اتقان میں مشہور ہیں کی روایات کا دار و مدار ہے۔

چونکہ کسی کتاب کی حقیقی قدر و قیمت معلوم کرنے کا ایک طریقہ اس کے مصنف و مؤلف **ثقة الاسلام کلینی** کی جلالت بھی ہے اس لئے کافی کی عظمت قدر معلوم کرنے کے لئے اس کے مؤلف علامہ کی جلالت و نبات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ویسے ہی وہ اس کے حقدار ہیں کہ ان کے ذکر خیر سے آراء و اہل طہقہ کے مشام کو معطر کیا جائے۔

ثقة الامتین شیخ عباس قمی نے ان الفاظ کے ساتھ ان کا ذکر فرمایا ہے شیخ الامام قدوة الانام کشف العلماء الامام و مفتی طوائف الاسلام و ملاذ الامتین النظام و مرجع المذہب فی فہیت الامام طہ الاسلام ابو جعفر ثقة الاسلام عطا اللہ عرقہ و اسکتہ المجموعہ دار السلام شیخ محمد بن وریس فیہ وارتق و اثبت الشان در حدیث و القوائد الرضویہ فی احوال العلماء المذہب ابو جعفر جلد ۲ ص ۲۵) آپ کا اسم گرامی محمد کنیت ابو جعفر اور مشہور لقب ثقة الاسلام ہے اس دور میں آج کل کی طرح بے جا القاب کی بہتات نہ تھی بلکہ جو شخص فی الواقع میں لقب کا اہل ہوتا تھا اسے اس لقب سے ملقب کیا جاتا تھا کتب سیر و تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ طوائف اسلام کی نگاہ میں قابل وثوق و اعتماد و دلائق ہزار احترام و اکرام شخصیت کے مالک تھے







ثقة الاسلام وقد وه الزمام وعلم الاعلام المقدم المعظم عند الخاص والعالم الشيخ ابو جعفر محمد بن يعقوب الكليني (۹) مولانا سيد محمد باقر خوانساري نے روفاات الجنات میں باس طور پر تعارف کرایا ہونے الحقیقة امین الاسلام وفی الطریقة ولی الاعلام وفی الشریعة جلیل قدام لیس فی وثاقتہ لاحد کلام ولا ف مکانہ عند الامنة الزمام یہ بزرگوار اسلام کے امین طریقت میں علامۃ الاعلام کے رہبر اور شریعت میں جلیل القدر پیش رو ہیں اور ان کی وثاقت و زعمت منزلت میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں (۱۰) حضرت شیخ عباس قمی کا کلام قبل ازیں پیش کیا جا چکا۔

جناب ثقة الاسلام کے اساتذہ و تلامذہ کی فہرست کافی طویل ہے آپ

**ثقة الاسلام کے اساتذہ و تلامذہ** کے اساتذہ میں بعض وہ بزرگوار بھی شامل ہیں جنہیں آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی محبت کا شرف حاصل ہوا فوس ہے کہ ہم اختصار کے پیش نظر ان کے اسمائے گرامی پیش کرنے سے معذور ہیں۔ والعذر عتہ کرام الناس مقبول

کافی کے علاوہ سرکار ثقة الاسلام کی بعض تالیفات قیمہ کا بھی تذکرہ ملتا ہے جیسے کتاب

**تالیفات ثقة الاسلام** تجریر الروایا (۲) کتاب الرجال (۳) کتاب الرد علی القرامطیہ (۴) کتاب رسائل الائمہ (۵) کتاب ما قبل فی الامم من الشعر جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آئینہ عطاوہ مدرس و تالیف کے تصنیف و تالیف میں بھی اس کی اہمیت کے پیش نظر خاص دلچسپی لیتے تھے۔ جزاء اللہ عنا خیر الجزاء۔

۳۲۹ھ میں یعنی امام عصر کی فیبت کبریٰ سے ایک سال پیشتر آسمان فضل و کمال کا یہ بدر

**وفات و مدفن** منیر غروب ہوا اس سال بے شمار ستارے ٹوٹے جس کی وجہ سے وہ سال "عام تناثر النجوم" کے نام سے مشہور ہوا۔ رئیس المحدثین شیخ صدوق کے والد ماجد حضرت شیخ علی بن الحسین بابویہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی نیز حضرت صاحب عصر والزمان کے آخری نائب خاص جناب علی بن محمد مری کی وفات حسرت آیات بھی اسی سال ہوئی اعلیٰ اللہ مقام فی افراد لب الجنات بغداد میں دریائے دجلہ کے شرقی طرف ایک مسجد کے ساتھ جناب کا مدفن ہے جو آج کل ایک بازار میں واقع ہے جوہل بغداد کی غریب طرف کو عبور کرتے ہوئے بائیں طرف واقع ہے راقم آخر تم قیام نجف اشرف کے دوران کئی بار بغداد میں آپ کے عقبہ عالیہ کی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔ الحمد للہ علی احسانہ

بعض کتب و سیر و تواریخ میں مذکور ہے (قصص العلماء جلد ۲ ص ۷۷، ۷۸/۱۸)

**ثقة الاسلام کی کرامت** و فوائد رضویہ جلد ۲ ص ۶۵۸ و روفاات الجنات وغیرہ) کہ بعض ناصبی حکام وقت نے جب دیکھا کہ لوگ بڑے ذوق و شوق سے حضرات آئمہ اہلبیت کی زیارت پر جاتے ہیں تو ان کی آتش عداوت مشتعل ہو گئی اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مرقد مقدس کو شگافتہ کرنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ اگر شیعہ کا اعتقاد برحق ہے تو



اربعہ کے آئندہ تراجم کی ضرورت تو عرصہ دراز سے ہمدردانِ دین محسوس کر رہے تھے مگر اس اہم کام کی انجام دہی کی کسی کو  
توفیقِ ایزدی شامل حال نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ بعض علمائے کرام نے اس کام کو شروع بھی کیا۔ مگر وہ پاپے تکمیل تک نہ  
پہنچا سکے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سعادتِ عظمیٰ کاتبانِ تصاویر نے ہمارے بوڑھے بھائی سرکار ادیب اعظمِ مظلہ کے فضل  
میں لکھ دی تھی جو تقریباً نصف صدی سے تقریر و تحریر کے ذریعہ قوم و ملت کی گرانقدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ دوسو  
سے زائد تصانیف و تالیفات و تراجم ان کے آثارِ خالدا ت ہیں اور جامعہ امامیہ کراچی کی تعمیر و ترقی ان کے ہا قیات  
الصالحات اور مجلہ نور کراچی ان نگارشات کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔ <sup>۵۴/۳۱</sup> ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۝  
زیر نظر ترجمہ صرف ترجمہ ہی نہیں بلکہ اس میں جاہا مفید توضیحات و تشریحات بھی موجود ہیں اور ترجمہ کے ساتھ  
متن بھی ہے جس سے اس کی افادیت کو چار چاند لگ گئے ہیں اپنی عظیم الفرستی نے اس امر کی اجازت تو نہ دی کہ اس  
حسین وادی کی کما حقہ سیر کی جاتی اور اس چشمہ صافی سے کما حقہ استفادہ کیا جاتا۔ تاہم بعض مقامات باصرہ  
نواز ہوتے ہیں۔

قطرہ میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزیرہ میں کل و کھیل بچوں کا ہوا دیدہ بینا نہ ہوا  
اس ترجمہ کی شستگی اور شگفتگی میں کیا کلام ہو سکتا ہے جو سرکار ادیب اعظمِ مظلہ کے خامہ فیض شامہ کا اثر ہو۔  
اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

دعا ہے کہ خداوندِ کریم ان کی اس سعی کو مشکور فرمائے اور قوم کو ان کے اس عظیم کارنامے یعنی النشانی ترجمہ  
آصول کافی کی صحیح قدر و قیمت کرنے اور اس سے صحیح استفادہ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

مجاہد النبی والہ الطاہرین صلوٰۃ اللہ علیہ وعلیہم اجمعین وآخ و عوانا ان الحمد للہ رب العالمین

**النشانی ترجمہ اصول کافی کے متعلق علمائے دین کے گرانقدر تبصرے**

از جناب فاضل جلیل عالم نبیل محقق بے عدیل سرکار علامہ مولانا و مقتدا السید مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ

صدر الافاضل لکھنوی دامت برکاتہ و تقیم لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد الہ یا من خلق فریق و انعم فامین حمد الہ والآن حمد وصلوٰۃ علیک یا ابا القاسم محمد علیہ  
الکون و سر الوجود، مہبط الوحی والہ علی اہل بیتک الذین اذہب اللہ عنہم الرجس و طہرہم تطہیرا۔  
دین کے علمی و علمی پہلو و ہا ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوئے رسول اللہ نے حقائق بتائے، آپ نے نکات



سمجھائے آپ نے عبادات و معاملات کے حدود و فرائض ارشاد کئے تو دین کی تکمیل ہوئی۔  
 کَلِمَہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ عَلِيٌّ وَلِيُّ اللَّهِ وَصِيُّ رَسُولِ اللَّهِ خَلِيفَةُ بِلَا فُضْل  
 نماز پنجگانہ ، ارکان ، واجبات ، مستحبات ، مکروہات و محرمات ،  
 روزہ ماہ رمضان ، حدود و فرائض ، مضطرات و مبطلات ۔  
 حج \_\_\_\_\_ عمرہ ، طواف ، سعی و عمرات ارکان و حدود

چند موٹے موٹے عنوان ہیں جن کے بارے میں ہمیں جو کچھ معلوم ہوا وہ آنحضرتؐ کی زبانی معلوم ہوا آپؐ کے زمانے  
 میں مسلمان جس طرح کلمہ پڑھتے تھے وہ آپؐ ہی کا بتایا ہوا تھا۔ آپؐ کے زمانے میں لوگوں کی نماز رسول اللہؐ کی پیروی تھی  
 آپؐ نے فرمایا۔ نیت کرو تبکبیر کہو۔ سورت پڑھو، رکوع کرو لوگوں نے اس پر عمل کیا۔ آپؐ نے روزے رکھے اور اس کے قانون  
 و قاعدے بتائے تو لوگوں کو رمضان کی عبادت کی ششماہی حیثیت معلوم ہوئی حج و جہاد کی تفصیلات اسی طرح فقہ کا  
 جزو اور دین کاظم قرار پائے۔

مہذب نبوی سے عہد امیر المومنینؑ تک آنحضرتؐ کو دیکھنے والے آپؐ کے کچھ نمازیں پڑھنے والے آپؐ کے  
 ساتھ جہاد کرنے والے بکثرت موجود تھے یہ لوگ جو کچھ کرتے ہوتے وہ براہ راست باقی اسلام کی تعلیمات ہوں گی اور  
 اور جن کے عمل اس طریقہ کے خلاف ہوں گے ان کا دین سے تعلق نہ ہوگا یا پھر خبر ہونے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیاب  
 ہونے والوں کے بعد اصول و فروع و عقیدہ اور عمل معلوم کرنے کے لئے عام طریقہ تو یہی رہا ہے کہ پہلے مسلمانوں کے طریقوں کو  
 اختیار کیا گیا اور عقلی طور پر مان لیا گیا کہ فلاں صحابی چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس طرح نماز پڑھتے تھے  
 لہذا ہماری موجودہ نماز کا طریقہ ان کے واسطے سے طریقہ نماز رسالت مآبؐ ہے ہم جو کلمہ پڑھ رہے ہیں وہ اس لئے  
 سند ہے کہ ہم نے مسلمان فارسی کو اسی طرح پڑھتے اور سنا اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح  
 سیکھا تھا۔ بس جہاں سے رسول اللہؐ کے قول و فعل کے بارے میں کسی دوسرے کا ذکر آیا وہاں سے روایت شروع ہوئی  
 ددی۔ یدروی، دواۓتہ، فضرب، یضرب کے باب سے تعلق رکھنے والا مصدر ہے۔ اس کے معنی ہیں  
 روایت کے معنی | اٹھانا، منتقل کرنا، نقل کرنا، کسی بات کا ایک سے دوسرے تک پہنچانا۔

”دینی نقطہ نظر اور علماء کے روزمرہ میں روایت کا مطلب ہے:- وہ بات جو یکے بعد دیگرے معلوم  
 تک پہنچ جائے۔“ جو شخص وہ بات نقل، یا نقل در نقل کرے اسے راوی کہتے ہیں۔ روایت کی جمع،  
 ”روایات“ اور ”راوی کی جمع“ رواۃ ہے۔

محدثین، علماء حدیث اور علماء روایت نے جو بحث کی ہے اس کا بیان سرسری مقصود نہیں صرف یہ سن لیجئے کہ







کا حافظہ کیسے ہے۔ دروغ گو ہے یا نہیں۔

ان مباحث کی طرف اشاروں سے میری مراد یہ ہے کہ فقط قول و فعل معصوم کے بارے میں کسی سے سن لینا کافی نہیں۔ بلکہ لغت و ادب، صرف و نحو، تاریخ و فقہ، اصول عقائد اور اصول درایت سے واقف ہونا بھی ضروری ہے پھر احادیث کا عام مطالعہ اس کی مشکلات کا علم ہو۔ جب جا کر حدیث پر بحث کرنے کا سول ہوتا ہے جدید علوم و مسائل پر یوں بحث کرنے کا جس کا دل چاہے بحث کرے۔ مگر حقیقتاً نہ ہر آدمی کی بات سمجھ دار آدمیوں کے نزدیک مسند ہوتی ہے نہ صاحبان فن اسے کوئی حیثیت دیتے ہیں۔ اب قانون ہی دیکھ لیجئے۔ اس علم پر بے شمار کتابیں موجود ہیں آپ بھی اس کا مطالعہ کر سکتے ہیں اور میں بھی انھیں دیکھ سکتا ہوں سوال یہ ہے کہ مردم کے قانون سے پاکستان کے دستور تک مطالعہ کر لینے کے بعد ہمیں یہ حق مال ہے کہ جس عدالت میں چاہیں کھڑے ہو کر کسی نکتے کی تشریح کر سکیں! نہیں کیونکہ قانون کا تنہا مطالعہ صاحب رائے نہیں بناتا۔ اس کے لئے تاریخ اصول استحقاق، فن بحث علم نظائر، اسالیب استدلال، اس نکتے پر اہل کمال کی بحث اور عدالتوں کے فیصلے پیش نظر ہوں اور ماہر سا تذہبی کی قابلیت کو قابلِ سند مان کر سند بھی دی ہو۔ تفسیر و فقہ، حدیث اور تمام علوم دین کی یہی حالت ہے ہر علم سے پہلے کچھ مقدمات ہوتے ہیں ان مقدمات و مبادی کی تحصیل کے بعد اصل علم پر بحث و نظر سود مند بھی ہے اور سند بھی ورنہ مطالعہ تو وسیع نظر کا فائدہ تو دیتا ہے لیکن حق استدلال جدا کا نہ چیز ہے۔

شیعوں کو دینی مسائل میں ہمیشہ بڑی آسانیاں رہی ہیں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام ان کے بعد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین موجود تھے یہ سلسلہ الذہب اور معصوم کے بعد معصوم کا سلسلہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت ۲۶۰ھ سب کے سامنے ہے حقیقت پسند مسلمان ان حضرات کی موجودگی میں دینی معاملات و احکام میں کسی غیر کی طرف متوجہ نہ ہو سکے۔ ان کا عقلی اور منطقی، مشاہداتی اور واقعاتی تاثر یہ تھا کہ احکام خدا و رسول کے شارح یہی ہیں اس بنا پر جو کچھ پوچھنا ہوتا تھا، انہی سے پوچھتے، انہی کو امام الکمل فی الکمل ملتے رہے ان کے اقوال و افعال مبارکہ لکھتے اور جمع کرتے نقل کرتے اور شیعوں تک پہنچاتے تھے۔

ہر امام کے اصحاب میں متعدد علماء مایہ ہیں جنہوں نے اپنے امام کے ارشادات جمع کئے اور باقاعدہ تالیفات یا دکار چھوڑے امام جعفر صادق علیہ السلام کے عہد مبارک میں ایسے مشیعہ علماء کی بہت بڑی تعداد یکجا ہو گئی اور فقط اس زمانے میں چار سو ایسی کتابیں لکھی گئیں جو فن حدیث میں قابلِ فخر اضافہ تھیں۔ محدثین ان کتابوں کو اصول اربع ماہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔



اصحاب آئمہ کی تالیفات کے مستقل نام اور الگ الگ موضوع تھے ان کا ہر کتب کو اصل کہا جاتا تھا حکومتوں کے یہی مدد و جزر اور شیعوں دشمن بادشاہوں کے ہاتھوں آئمہ اطہر علیہم السلام پر جو ظلم ڈھائے گئے وہ سب کو معلوم ہیں آخر شیعہ ایزدی نے آخری امام حضرت جہد علیہ السلام کو ہماری نگاہوں سے ہٹا کر پردہ غیب میں جلوہ نشیں ہونے کا حکم دیا۔ امام علیہ السلام بحمد زندہ صبح و محفوظ طور پر موجود ہیں انہم صرف حضور ہی کی نگاہ فیض کی بدولت زندہ ہیں (مزید بحث و تفصیل کے لئے دیکھیے برقی کتاب تائید خدین حدیث)

ڈھائی پونے تین سو برس میں ہمارے علوم و ذخائر پر کیا کیا گزری؟ وہ ایک طویل داستان ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آفاقی سے انہماک ہمارے علماء جہاں جلتے وہاں انہیں قتل قید اور جلا وطنی کے مصائب کا شکار ہونا پڑا تھا ان کے کتب خانے جلانے جلتے۔ ان کا اثاثہ لوٹا جاتا رہا۔ مگر یہ حضرات کسب علوم کے لئے ظلم و ستم سے بے پروا ہو کر کام کرتے رہے جس طرح ہوتا تھا چھپ چھپ کر علماء کے پاس ملتے اور احادیث و محدثات کو ذخیرہ معلوم کرتے اور انہیں پڑھتے پڑھاتے اور لکھتے لکھاتے رہے۔

آخر تقریباً  $\frac{۳۲۵۰}{۶۸۶۴}$  میں ایک ایسے سرد مجاہد اور عالم جلیل کی ولادت ہوئی جسے سعادت کی وہ بلند **ثقة الاسلام کلینی** نصیب ہوئی جس کی مثال کیا ہے۔ اسے دو موجودہ طہران کے ایک موضع کلین میں جناب یعقوب کا گھر ملے و گھر تھا انہی یعقوب کو خداوند عالم نے ایک فرزند مرحمت فرمایا جو آگے بڑھ کر ابو جعفر محمد کلینی کے نام سے مشہور ہوا اور علماء محدثین اسلام نے ثقة الاسلام کے لقب سے یاد کیا۔

ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے امام حسن عسکری علیہ السلام کا خند مبارک پایا تھا شیعوں کے گیارہویں امام علیہ السلام کی شہادت کے وقت جناب کلینی بہت زیادہ کم سن تھے جب ہوش سنبھالا اور جوانی آئی تو جناب علامہ علوم دین کی تکمیل کر چکے تھے آپ نے شیعوں کی مشکلوں کا جائزہ لیا۔ دشمنوں کی منسوبہ بندیوں کا ملاحظہ فرمایا آپ کے سامنے کتب خانوں کی تباہی اور علماء کی پریشانیوں کی صورت حال تھی۔ خدا نے ہمت بلند ذہن رسا، حافظہ حیرت انگیز مرحمت فرمایا تھا اس لئے مکرہت چست کی اور فیصلہ فرمایا کہ کلینی جس طرح ہو سکے تعلیمات محمد و آل محمد کو ضائع ہونے سے بچاؤ، جو خدمت تم کر سکتے ہو کرو۔ لکھے اور یہ سوچ کر طلب حدیث اور جمع کتب کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ میں سال کے بعد انسانی مرتب فرمائی۔

کتاب "الکافی" فن حدیث کی وہ معرکتہ آلا کتاب ہے جس کے ابواب و فصول اس قدر جامع اور **الکافی** ایسے اچھے انداز سے مرتب کئے کہ اس کے بعد عام لوگوں کو اصول اربع ماہ اور ساقیوں کے ذخیرہ احادیث کا فردا فردا مطالعہ کرنے کی ضرورت نہ رہی۔ آپ کو جس قدر کتابیں مل سکیں۔ ان کو شیوخ روایت حدیث کے سلسلے سے جانچ کر اصول و فروع، عقائد و اعمال کی ترتیب سے مرتب کیا۔ بیس برس کی شب و روز کی محنت کا آج کوئی



کیا اندازہ کر سکتا ہے جبکہ امن کا دور ہے وسائل کی فراوانی، کتب خانوں کی بہتات، کام کرنے کی آزادی ہے۔ علامہ کلینی کا شہر شہر جانا گھر گھر سے کتابیں لانا، قریہ قریہ میں شیوخ کا پتہ معلوم کرنا، ان سے ملنا فیض اٹھانا احادیث جمع کرنا پھر ان میں سے انتخاب اور پھر ان کی ترتیب ایسا کام ہے اس پر بتنا بھی فخر کیا جائے کہ ہے جناب حسین علی شیون نے چھتیس شیوخ کے نام معلوم کئے ہیں اور بتایا ہے کہ کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے ان حضرات سے روایات لئے ہیں۔

تقریباً سولہ ہزار حدیثوں کا یہ مجموعہ فضائل صفات و قتل سے میراث بلکہ فہیمہ تک ایسے بڑے اور کئی سو ذیلی ابواب پر مشتمل ہے۔ علامہ مرحوم نے بڑے موضوعات کو "کتاب" اور ذیلی عنوانات کو "باب" کے نام سے شروع کیا ہے۔

کتاب العقل سے کتاب الحجۃ کے آخر تک اور کتاب الکفر والایمان سے کتاب العشرۃ تک آٹھ کتابوں عنوانات کا مجموعہ "الاصول من الکافی" کے نام سے مشہور ہے اور کتاب الطہارت سے کتاب الایمان والعدۃ والکفایات اور کتاب الروضۃ کے آخر تک المغرور من الکافی ہے۔

کافی چونکہ عہد فضیلت صغریٰ اور زمانہ سفراء اربعہ میں تالیف کی گئی ہے اس لئے سندی کافی کی خصوصیات | حیثیت سے نہایت اہم کتاب ہے اس کے ترک و اسناد کی بڑی غفلت ہے تمام علماء اہل امامیہ اس کے خوش چین ہیں اور لوہری ملت اسلامیہ اس کا احترام کرتی ہے حضرت ثقبۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کے نقل میں مندرجہ اصول پیش نظر رکھے ہیں۔

۱۔ حدیث کا پورا سلسلہ دعاۃ بیان کرتے ہیں یا ماخذ کا حوالہ دیتے ہیں۔  
۲۔ موضوع اور مسائل میں عقلی اور منطقی ترتیب قائم کی ہے مثلاً پہلے "عقل" کی اہمیت، پھر "علم" کا بیان، اس کے بعد توحید کے مسائل پھر حجت کے مباحث ایمان و کفر پر محمد و آل و محمد کے ارشادات "وما پر احادیث کا ذخیرہ" قرآن کی فضیلت سے متعلق روایات معاشرتی زندگی کے بارے میں تعلیمات دین ماسی طرح عملی زندگی کے لئے شریعت کے احکام کا ترتیبی بیان ہے۔

۳۔ ہر کتاب اور ہر باب میں احادیث کی ترتیب میں اس بات کا خیال رکھا ہے کہ پہلے ایسی احادیث دار کرتے ہیں جو مفہوم کے لحاظ سے زیادہ واضح ہوں پھر اس سے مختصر اس کے بعد اس سے زیادہ مختصر۔

۴۔ الہیات میں بالکل نئے سوالات اور نئے گوشوں کو عنوان بنایا ہے پھر اس کے ذیل میں آئمہ کے ارشادات کو جمع

۵۔ جناب کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے شعبان ۳۲۹ھ میں رحلت فرمائی آپ کے مفصل حالات اور تالیفات کے بارے میں دیکھیے "تاریخ تدوین حدیث اور محدثین شیعہ" طبع داولپنڈی۔



کر لیا ہے جن سے توحید صفات اور اسماء کیفیات وحشیت و قدرت و اختیار جیسے اہم مباحث پر مبسوط مواد یک جا ہو گیا ہے  
۵۔ متعارف اعلیٰ شہرت کم نقل کی ہیں۔ عنوان کی ذیل میں عموماً ایسا ردایات جمع کی ہیں جو موضوع کو روشن اور  
مددگار ثابت کرتی ہیں۔

۶۔ کافی فنی طور پر علم حدیث کی پہلی کتاب ہے جس میں مطالعہ کی وسعت، مسائل کی فراوانی اور مآخذ کو احتیاط سے  
جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے پھر تنقیح و تحقیق کے لئے عموماً راویوں کے نام لکھ کر مزید تحقیق کی گنجائش بھی رکھی  
ہے۔ مسلم طور پر ہر کتاب میں کافی دلائل و دھارے کتاب شاہک جات ہے اور سلف نے غلط کام سب اس کا احترام کرتے ہیں اس کی نقل، طباعت  
اور شروح فنی مدارس اور تعلیم میں ہمیشہ اہتمام کیا گیا ہے فارسی و عربی میں متعدد شرحیں لکھی جا چکی ہیں جن میں سے کچھ چھپا اور کچھ  
قلمی ہیں خواہش اور غلامی جمع بین الکتب الاربعہ کا کام بھی ہو چکا ہے۔

برصغیر کے مدارس و نیسے میں بھی کافی کی تعلیم عام ہے اور متعدد حضرات علمائے  
**آرد و ترجمہ کافی** | اس کی شرح اور ماشیہ کی طرف توجہ فرمائی ہے لیکن ہمارے بعد مزید مسائل اور  
حضرات اہلسنت کی طرف سے ہمارے ادب پر شدید غلوں کی وجہ سے ہماری ہم اتنی تیز نہ رہی کہ جس طرح مناظرہ کی بڑی  
سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی کتابیں لکھی گئی ہیں اس طرح حدیث اور خصوصاً کافی کی شرح پر مدد توں پوری توجہ نہ دی جا سکی  
زاد العالیین جناب مولانا سید محمد تقی صاحب سرسوی کی ایک ضخیم لکھنؤ تالیف جس کی کم و بیش آٹھ جلدیں  
نو لکھنؤ پریس لکھنؤ سے چھپ چکی ہیں اس کتاب میں امارت کا متنوع ذخیرہ شامل ہے سب سے زیادہ جمع کیا گیا لیکن  
یہ کتاب مستقل تالیف ہے۔

اصول کافی کے تراجم و شروح میں خالص اور فقط کافی پر آرد و میں جو کام ہوا ہے وہ نہ تو فرہستوں کے  
ذریعہ محفوظ ہو سکا نہ اشاعت پذیر ہوا مختلف چیزوں کی چھان بین اور مختلف حضرات کے مضامین سے جو کچھ علم ہوا  
اس کی تفصیل انشاء اللہ تاریخ تدوین حدیث کی دوسری اشاعت میں عرض ہوگی سر دست فہرست مختصر  
حاضر خدمت ہے۔

۱۔ آیتہ اللہ مولانا سید ظہور حسین صاحب قبلہ بن السید فرزند علی صاحب قبلہ بارسوی مولود ۱۲۸۲ھ ۱۸۶۵ء  
متوفی یکم ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۳۵ء اپنے عہد کے بہت بڑے مقدس عالم تھے فقہ و حدیث و  
تفسیر و کلام کے علاوہ منطق و فلسفہ و ہیئت میں یگانہ روزگار تھے عربی نظم و نثر میں متعدد چیزیں ان سے



یادگار میں نواب حامد علی خان صاحب اعلیٰ اللہ تعالیٰ نے چاہا تھا کہ پوری کافی اور کتب اربعہ کا ترجمہ کیا جائے اس لئے متعدد علماء کو رام پور بلایا۔ جناب مولانا سید ظہور حسین صاحب قبلہ کے سپرد کافی کا ترجمہ ہوا۔ لیکن پھر ایک دوسرا منصوبہ بن گیا جس میں صرف کافی کی کتاب الایمان والکفر کا ترجمہ داخل تھا یہ ترجمہ و شرح نواب صاحب رام پور کے حکم سے ۳۷۲ صفحات پر رام پور ہی سے شائع ہوئی۔

۲۔ مولانا ذوالفقار حسین صاحب قبلہ اپنے ایک مضمون ثقۃ الاسلام کلینی اور کافی میں لکھتے ہیں ایک صاحب جو حیدر آباد دکن کے رہنے والے تھے یا وہاں ان کا قیام تھا انھوں نے کافی کی کتاب الکفر والایمان کے کچھ الجواب کا اردو میں ترجمہ کیا تھا۔ علامہ مولانا ظہور حسین صاحب نے جب کافی کا اردو ترجمہ شروع کیا تو موصوف نے اپنا ترجمہ بھیج دیا۔ تقریباً پندرہ برس ہوئے جب میں نے اس کو مولانا کے پاس دیکھا تھا ترجمہ مطلب خیر اور اچھا تھا افسوس ہے کہ مترجم صاحب کا نام مجھے معلوم نہیں ملے ص ۱۷۔

۳۔ جناب نواب سید محمد حسین صاحب کوثر کانپوری نے اصول کافی کا بہت بڑا حصہ اردو میں منتقل کر لیا تھا لیکن کتاب العقل والوجدان، کتاب العلم، کتاب المعاشرتین مجھے ملاقات شائع ہوئے۔

جناب مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ امرہوی مدظلہ العالی نے ایک مدت سے علمی زیر نظر ترجمہ خدمتوں کا سلسلہ قائم کر رکھا ہے آپ کا ماہنامہ رسالہ ”نور“ شیعوں کا بہت پرانا محبوب رسالہ ہے اس کے علاوہ مختلف مفید موضوعات پر تقریباً دو سو کتابیں اور کتابچے شائع کئے ہیں جن میں آئمہ معصومین کی سوانح مبارک، ترجمہ کتاب المناقب ابن شہر آشوب کے علاوہ ترجمہ جامع الاخبار خاص طور پر قابل ذکر ہے مولانا کا یہ ترجمہ ہمارے یہاں بہت مقبول ہوا اور اس کی اشاعت بھی ایک مرتبہ سے زیادہ ہوئی، مولانا نے اس کے بعد مناقب ابن شہر آشوب کا ترجمہ مجمع الفضائل کے نام سے دو جلدوں میں کیا۔ پھر اصول کافی کا ترجمہ کیا جو اپنی اہمیت اور وقت کی ضرورت کے لحاظ سے خصوصیت رکھتا ہے یہ ترجمہ کئی بیعتوں سے قابل قدر ہے۔

۱۔ اردو میں پہلی مرتبہ اصول کافی کا حامل المتن ترجمہ معرض و مجدد میں آیا۔

۲۔ پاکستان میں پہلی مرتبہ حدیث کی اس مہتمم بالاثان کتاب پر اکیلے ایک بزرگ نے کام کیا۔

۳۔ میرا خیال ہے کہ شاید یہ ترجمہ مولانا سید محمد تقی صاحب سرسوی ہی کا ہو۔ مرنفلی

۴۔ نواب صاحب اشار اللہ حیات ہیں آپ ہی کے ارسال کردہ رسائل کتاب العلم و کتاب المعاشرت کے دو جزو مسیّر پاس محفوظ ہیں۔ انتظامی کانپور میں یہ ترجمہ د ۱۳۵۷ھ میں چھپا۔



۳۔ ترجمے کو ترجمے ہی کے حدود میں رکھا تاکہ مختلف صاحبان نظر اس سے فائدہ اٹھا سکیں اور بحث و مباحثہ سے کتاب بھاری نہ ہو۔

۴۔ مستند شروع کو سامنے رکھا ہے تاکہ اکابر علماء نے جو افادات فرمائے ہیں وہ بھی سمجھ سکیں جائیں۔  
۵۔ مولانا قلم رواں انداز تحریر سادہ و عام فہم ہے حدیث کا معنی نیز ترجمہ کیلئے نقلی ترجمہ کی سچیدگی نہیں ہے۔  
دعا ہے کہ خداوند عالم جناب مولانا کو تادیر زندگی و احیاء رکھا و مزید توفیقات سے نوازا جائے آمین  
بہن محمد آل محمد۔

احقر اکرمین  
سید مرتضیٰ حسین علی عہد

اجناب کاثر عقیدہ و سدا تسکین شریں المحدثین افتخار الفقہاء العالمہ علامۃ العصر مولانا محمد مصطفیٰ صاحب قبلہ تلامذہ اعلیٰ  
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کف و سلام علی عبادة الذین اصطفیٰ : اما بعد :- حضرت ادیب اعظم جناب  
ظہیر العلماء مولانا استیغفر من صاحب قبلہ مدیر رسالہ نور کی ذات والا صفات محتاج تعارف نہیں کہ موصوف اس  
سرحد میں قدم رکھ چکے ہیں جو سیکڑوں منزلوں سے آگے ہے بلکہ اس دور کے نام برآوردہ بننے والے تعارف میں  
موصوف کی گردش قلم کے محتاج ہیں موصوف کی زندگی افادیت و شہادۃ و نشر علوم آل محمد علیہم السلام میں گزری۔ کئی سو  
کتابوں کے مصنف ہیں اور ان کا مطالعہ کرنے والے حضرات موصوف کی بہارت تحریر اور وثاقت علمی کی بقصد سعی  
تھا و لگا چکے ہوں گے۔ موصوف کے چہاد قلم کا ایک اور مفید و مفید نتیجہ پیش نظر ہے اور وہ ہے اصول کائناتی  
کا ترجمہ یہ کتاب شیعہ عقائد کی جامع اور مستند کتاب ہے اس کی مدد اور اس کی حدیثوں سے استنباط کر کے علماء  
خلف و سلف نے عقائد میں سپرد قلم فرمائیں تسکین نے اسی کتاب سے استفادہ کیا۔ مورخین نے تصحیح تاریخ میں اس  
سے مدد لی۔ محدثین نے فن رجال میں اسے سامنے رکھا۔ ارباب ایمان نے اپنی دنیا اور دین کی اصلاح اسی کتاب  
سے کی اور ارباب عرفان نے اسی کی مدد سے سلمان اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی بلندی عرفانی کو سمجھا۔ ان  
خوبیوں اور نہ جانے کتنے فوائد پر مشتمل یہ کتاب عربی زبان میں تھی اور عوام اس کے مطالبہ سے بہ وسالت ذاکرین  
و مقررین و مصنفین فیضیاب ہوتے تھے حضرت ادیب اعظم دام ظلہ کی سعی و کوشش نے آج کے مضامین عالیہ  
کو اردو کا لباس پہنا کر ہاتھوں ہاتھ کر دیا ہے یہ مستم ہے کہ ایک زبان کے اقوال کا ترجمہ دوسری زبان میں



جامع طریقہ سے ناممکن کے قریب ہے کہیں محاورہ بدل جاتا ہے کہیں ادبی نکتہ نظر سے اوجھل رہ جاتا ہے کہیں اس زبان کے صرف و نحو پر قدرت کاملہ نہ ہونے سے ترجمہ کہیں کا کہیں پہنچ جاتا ہے لیکن حضرت ادیب اعظم کے لئے عربی زبان میں مذکورہ بالا خطروں میں سے کسی ایک کی طرف سے تردد کامل نہیں ہے سب سے عظیم منزل یہ ہے کہ ترجمہ ہے معصومین علیہم السلام کے اقوال کا خواہ کلیدی کی جامع کتاب کافی ہی کیوں نہ ہو۔ وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتے تھے کہ میں نے معصوم اس ارشاد کو کما حقہ سمجھ لیا ہے لہذا ممکن ہے کہ ناظرین ترجمہ پڑھتے وقت کبھی کسی مقام پر چونک اٹھیں کہ انہوں نے اس حدیث کا ترجمہ بزرگ منبر فلان ذکر سے لیں سنا تھا اور اس کتاب میں یہ ہے اس اختلاف کو دفع کرنے کی صورت یہ ہے کہ اقوال معصومین علیہم السلام ہمہ گیر حیثیت رکھتے تھے ان میں نفسیاتی پہلو بھی ہوتا ہے اور عقل بھی، انفرادی بھی ہوتا ہے اور اجتماعی بھی۔ وعلیٰ هذا القیاس۔ اسی لئے مختلف شارحین احادیث کی فروع میں اختلاف نظر آتا ہے حالانکہ وہ اختلاف نہیں ہے۔ فطرت انسانیہ کے ہر پہلو کی اصلاح کا رخ ہے یہی مسئلہ ترجمہ میں کام آ سکتا ہے بہر حال مولانا نے قوم شیعہ پر یہ احسان فرمایا ہے کہ انہیں براہ راست حقائق و معارف سے روشناس کرا دیا ہے اور اپنے ذخیرہ آخرت کو صد چند و ہزار چند سے بھی آگے بڑھا دیا ہے بڑی قیمت بات یہ ہے کہ ترجمہ معتبر اور ذمہ دار قلم کے ذریعہ پیش ہوا ہے اور اس منزل میں اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں اس سے آگے مجتہدین کرام کثر اللہ شاہیم کافرینہ ہے خداوند عالم حضرت ادیب اعظم دام ظلہ کا سایہ عاطفت قوم کے سروں پر دراز رکھے۔ آمین

احقر  
محمد مصطفیٰ اعفی عنہ  
جوہر

۳ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ

از جناب مستطاب ملک الناطقین سلطان الوداعین فخر المحققین حضرت ثقل الاسلام

علامہ مولانا محمد بشیر صاحب قبلہ انصاری مدظلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جناب ادیب اعظم مولانا اسید ظفر من صاحب قبلہ امروہوی مدظلہ العالی کا تعارف مجھے اس وقت سے حاصل ہے جب محلہ دربار شاہ ولایت امروہہ میں مجاس عشرہ اربعین کی خدمت انجام دیا کرتا تھا اور یہ خدمت پندرہ سال انجام دی۔



اسی زمانہ میں آپ کے بلند پایہ مؤلفات سے روشناس ہوتا رہتا تھا۔ ممدوح نے اسی دور میں ایک کتاب یا شبی طمانچہ تحریر فرما کر محمود احمد عباسی کی کتب فرب عباسی کا ایسا مسکت جواب دیا تھا کہ وہ اس طمانچہ کی تاب نہ لاسکا۔ مولانا موصوت دوسو سے زیادہ کتابیں تصنیف و تالیف فرما چکے ہیں پاک و ہند کے علماء و نویسین میں شاید ہی کوئی ایسا مصنف ہو جس کی تصانیف کی تعداد اس حد تک پہنچی ہو۔

۱۹۴۰ء میں رسالہ "نور" بھی موصوت ہی کی ادارت میں دینی خدمات انجام دے رہا ہے اس میں اکثر و بیشتر مضامین آپ ہی کے جو اہر ریزے ہوتے ہیں۔

عباسی خوانی کے سلسلے میں جو چھ کتابیں آپ نے تحریر فرمائی ہیں عصر حاضر کے ذاکرین ان سے استفادہ کر رہے ہیں اور شائقین مجلس خوانی کے لئے استاد کا درجہ رکھتی ہیں۔

اپنے زمانہ قیام مراد آباد میں موصوت نے جناب صدوق علیہ الرحمہ کی کتاب جامعہ الاخبار کا ترجمہ تحفۃ الابرار کے نام سے شائع فرمایا تھا جو غالباً ان عقائد و اعمال صحیحہ کے لئے بہترین ذریعہ ہے۔

پاکستان میں تشریف آوری کے بعد آپ نے مناقب شہر آشوب علیہ الرحمہ جیسی بلند علمی کتاب کا ترجمہ فرمایا جو مجمع الفضائل کے نام سے دو جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔

اس کے بعد آپ کی طبع موندوں نے باوجود پیرایہ سالی ایک ایسے اہم کام کی طرف متوجہ کیا کہ جو ان سال طمانچہ اس کی انجام دہی میں اپنے ہمتوں میں ارتعاش پاتے ہیں وہ ہے ترجمہ "اصول کافی" مگر آپ نے حبیب ابن مظاہر کی ہنسی میں کمر بستہ باندھی اور سالہ "نور" میں اس کا ترجمہ شروع کر دیا جو جنوری ۱۹۶۶ء میں مکمل ہو کر کتابی صورت میں آگیا اصحاب فروری ۱۹۶۶ء سے کافی جلد دوم کا ترجمہ شائع ہو رہا ہے۔

یہ وہ دینی خدمت ہے جس کا جواب نہیں۔ آج تک ہماری کتب اربعہ کا ترجمہ اردو میں نہ ہو سکا یہ خداوند عالم کا خاص فضل اور خصوصی توفیق ہے کہ اس کا سپہا بھی آپ ہی کے سر پر۔

آج کل یہ ترجمہ میرے پیش نظر ہے نہایت سلیس اور بامعاوضہ ہے اور لقب ادیب اعظم کی توفیق و تصدیق ہے یہ ترجمہ معہ اصل جہاں ہے اور آپ کی علمی صلاحیتوں کا بہترین شاہکار ہے میں آپ کی خدمت میں ہر تبریکات و عیمانت پیش کرتا ہوں اور طول عمر کے لئے دعا کرتا ہوں تاکہ کتب اربعہ کا ترجمہ آپ کے قلم فادات رحمہ سے مومنین کرام کی خدمت میں پہنچ جائے۔ کافی جلد اول کا ترجمہ از سر نو نہایت شاندار طریقہ پر شائع ہو رہا ہے کتابت و طباعت کا بہترین انتظام ہو رہا ہے خداوند کریم مومنین کو ان تبرکات سے بہرہ اندوز ہونے کا موقع عطا فرمائے۔

جناب مولانا نے جو علمی خدمات انجام دی ہیں وہ ایک طرف ہے مگر دوسری طرف وہ ایک بنیادی خدمت



دین انجام دی ہے جس کی نظیر پاکستان میں نہیں ہے اور وہ ہے "جامعہ امامیہ مدرستہ الوداعین کراچی" جس کا میں  
موسس ہوں اور مولانا کے مبارک ہاتھوں سے میری اس تاسیس کی تکمیل ہوئی ہے۔

میں نے اور برادرم سید مسیب علی صاحب زیدی نے جب اس جامعہ کی بنیاد کا ارادہ مولانا کی خدمت میں  
پیش کیا تو آپ اس کے تصور اور اس اہم تعمیری پروگرام کی تکمیل کو ناممکن سمجھنے لگے مگر میں نے اور زیدی صاحب نے اپنی مکمل  
خدمات کا یقین دلایا مگر پھر بھی راضی نہ ہوتے تھے بالآخر قرآن مجید سے تفاعل کے لئے عامی بھری۔ میں نے با وضو ہو کر  
تفاعل کیا تو آیت نکلی۔

یا ایہا الرسول بلغ ما انزلنا الیک

اب کیا تھا مولانا کو راضی ہونا پڑا۔ ورنہ حسب مفاد آیت تمام خدمات کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوا چنانچہ میں نے  
آپ کو صبر اور زیدی صاحب کو سکریٹری تجویز کر کے کام شروع کر دیا اور مومنین کی بروقت توجہ سے اس کی تکمیل کر دی  
تو اب یہ تعمیری بنیادی یادگار قوم کے سامنے ہے۔

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم۔

غفرق تقصیر

محمد بشیر انصاری بقلمہ

۲۳ جون ۱۹۶۶ء از روضی باؤس فیڈرل ایریا کراچی۔



## ارجناب سرکار شریعت مدار فرامحققین سلطان الشانین حجة الاسلام علامہ عصر مولانا و مقتدا نا محمد حسین صاحب قلم محمد عصر الزمان و نسل دارالعلوم محمدیہ سرگودھا دامت برکاتہ و عتباتہ

شمس الراغبین ادیب اعظم حضرت مولانا سید ظفر حسن صاحب قلم امر دہوی مظلہ کا دہرزدی جو ملت جعفریہ کے لئے باعث مدد و انتساب ہے جناب مولانا لطف علی صاحب مدد و عرصہ بند یہ تحریر تقریر و ملت کے جو فوائد جلیلا انجام دے رہے ہیں وہ عیاں راہ بیان کی صداقت ہیں۔ تقریباً دو سو چھٹا بڑی کتب تصنیف و تالیف فرمائی ہیں۔ مجلہ علمیہ ماہنامہ نور کراچی کا علمی محرر و ان کے علاوہ ہیں جناب مولانا اب زنگ کے اس دور سے گزرتے ہیں جن میں طبی تقاضوں کے مطابق ان کو بڑے سکون و آرام کی ضرورت تھی مگر خدمت دین بہین کا جو صلح جذبہ ان کے دل و دیش میں سرایت کر چکا ہے وہ ان کی راحت و آرام سے میٹھے نہیں دیتا۔ چنانچہ انھوں نے اس پیرائے سال کے عالم میں اصول کافی ایسی اہم کتاب (جو کہ جناب رسول خدا اور آئمہ ہدیٰ کی مستند احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ ہے) کے ترجمہ کا بیڑا اٹھایا ہے جو نومبر ۱۹۶۴ء سے بنام الشان ترجمہ اصول کافی بطور نمبر ماہنامہ نور کراچی قوم کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے یہ ایک فسوسناک حقیقت ہے کہ جہاں برادارانِ اسلامی نے اپنی صحاح ستہ کے متعدد تراجم بلکہ شرح اردو زبان میں شائع کر دیئے ہیں وہاں ہماری قوم کے موجود و نمود کا یہ عالم ہے کہ آج تک ہماری کتب اربعہ میں سے کسی ایک کتاب کا بھی مکمل ترجمہ شائع نہ ہو سکا یہ دست ہے کہ کئی اہل علم حضرات نے اصول کافی کا ترجمہ سفر شروع کیا۔ مگر وہ اس کی تکمیل کے لئے موافق نہ ہو سکے۔ کمالیخی علی اباب الاطلاع والشفوف قرآن سے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کاتبان تصانیف درلئے سعادت غنائی ہمارے ادیب اعظم مظلہ کے حصہ میں نہ دی گئی ہے۔

ایں سعادت بزور باد و نیست تابہ بخشد خدائے بخشنده

قلت وقت اور کثرت مشاغل نے اس ترجمہ شریف کے بالاستیعاب دیکھنے کی سعادت حاصل کرنے کی اجازت تو نہ دی ہاں البتہ اس کے چند مقامات دیکھنے کا اتفاق ہوا چشم بد و قد اس ترجمہ کی عمدگی، شائستگی، ہشتگی اور شگفتگی میں کیا کلام ہو سکتا ہے جو حضرت ادیب اعظم مظلہ کے قلم فصاحت و قلم کا نتیجہ ہے مزید برآں اصل متن کتاب بھی ہمراہ موجود ہے تاکہ اہل علم حضرات اصل کتاب کی عبارت سے بھی متمتع ہو سکیں۔ پھر ماہنامہ مفید توضیحات بھی موجود ہیں جن سے ترجمہ کی افادیت میں اور اضافہ ہو گیا ہے قوم کو جناب مولانا کا شکر گزار ہونا چاہیے ادا ان کی اس تازہ پیش کش کی کما حقہ قدر و قیمت کرنا چاہیے اباب علم و ایمان کو چاہیے کہ فرصت ملا ہی ماہ نامہ نور کراچی کی خریداری قبول فرما کر اس علمی دستاویز کو محفوظ کرنے کا سامان کریں ادا ان جو اہرات علمیہ سے اپنے دامن مراد کو پُر کریں دعا ہے کہ خداوند عالم بطنیل چارون معصومین حضرت ادیب اعظم



مذللہ کی صحت و سلامتی کے ساتھ تادیر زندہ رکھے تاکہ وہ اس ترجمہ کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں اور تو ان کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتی رہے۔

ایں دعا از من از مجلسہ چہاں آمین باد

### از حضرت سرکار محترم قائد ملت خطیب اعظم الحاج علامہ السید محمد صاحب بریلوی دہلی مت برکات

مجھے علم و عمل حضرت ادیب اعظم مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ دام عزہ سے قوم کا کون سا فرزند اتنا ہے آپ کے علمی شاہکار ہیں دوسو سے زیادہ تصانیف ہیں جو مختلف عنوانات سے قوم کے سامنے آچکی ہیں اور ملی شاہکار ہیں مدرسہ ابراہیمین کراچی ہے جو آپ کی سعی ایمانی کا منظر ہے ۲۵ سال سے رسالہ نور میں آپ کے مضامین مایہ کی بھرمار ہو رہی ہے حضرت موصوف سے میں زمانہ طالب علمی سے واقف ہوں اسی زمانہ میں آپ کی ذہانت صد انگارہی تھی کہ مدرسہ سے فارغ ہو جائیں تو اپنے کوشش و کھادوں، فراغت مدرسہ کے بعد آپ کی تصانیف کا وہ ریل پیل ہو ہی کہ باغبر مونیسن کے مکانات ان سے خالی نہ رہے والمونیسن والمونسات دونوں فیضیاب رہے دوسو کی گنتی لگنا آسان ہے، مگر دوسو کتاب لکھنی اسی شہر دل علامہ کا کام تھا جسے خدا نے تحریر و تفسیر دونوں سے ایک ساتھ نوازا ہے اس پر انکسار اور پھر محنت ابن جناب کا حقد ہے آپ کا آخری علمی چہاد ترجمہ اصول کافی ہے جس کے لئے عرصہ سے بڑھے ہوئے قدم ہٹ رہے تھے لیکن فردت زمانہ اور شوق نشر کمالات اہلبیت علیہم السلام نے مجبور کر دیا کہ وہ اس قدر غلطی کو بجا لائیں ترجمہ کیا اور خوب کیا، آخر کتاب کافی قسطنطنیہ سے زیادہ اہم تو نہ تھی جب اس کے سینکڑوں ترجمے ہو چکے ہیں تو کتاب اللہ کے بعد یہ عترتی کامیدان ترجمہ سے کیوں خالی رہ جاتا۔ حضرت مولانا خمیس بن کر آگے بڑھے ہیں آئندہ اگر کسی اور صاحب نے کسی اور زمانہ کی توضیحات کے ساتھ ترجمہ کیا تو اس کی روشنی میں ان کو بے حد آسانی ہوگی قوم کا فریضہ ہے کہ وہ اس انمول جواہر کو سر پر رکھے اور جو مدد کر سکتا ہے اس چہاد میں دریغ نہ کرے نور کا حشر بیدار بن جانا ہی اس کی عملی مدد ہے۔



## از جناب سرکار شریعت مدار فیقہم پنجاب علامہ مولانا میرزا یوسف حسین صاحب قبلہ مدظلہ العالی

مدت دراز سے یہ ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ ہماری کتب احادیث خصوصاً کتب اربعہ جن پر ہمارے عقائد و اعمال کا دار و مدار ہے زبان اردو میں منظر عام پر آجائیں تاکہ ہمارے ملک کے لوگ بھی حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام کی مقدس اور پاکیزہ تعلیمات سے مستفیض ہو سکیں مگر مدیم الفرستی اور عوائق دنیوی کے باعث کوئی جوان بھی یہ ہمت نہ کر سکا ان طویل اور بے حد کتب کو اردو کا لباس پہننا۔ مگر حضرت ادیب اعظم مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ مروہوی متول و منظم مدرسۃ الوداعین جامعہ امیہ کراچی کی ہمت لائق مدحین و آفرین ہے کہ انہی پیرائے سال اور کثیر مشاغل کے باوجود علامہ کلینی کی تالیف منیف یعنی کافی کے ترجمہ کے لئے کمر ہمت باندھ لی جو تقریباً سب کتابوں سے زیادہ مفصل اور جامع ہے۔

آپ اسے باقیات القسط و رسائلہ نور میں شائع فرما رہے ہیں جو ہم راہ میری نظر سے گزرتا رہتا ہے ایک ادیب اور وہ بھی ادیب اعظم کے ترجمہ سے متعلق میں کیا عرض کر سکتا ہوں کہ وہ کس قدر سلیس و با محاورہ و عام فہم اور جامع ہے اس پر طوطی کہ اس کی جلد تکمیل کے لئے آپ نے رسائلہ نور کے حجم میں بھی اضافہ فرمادیا اور مزید ہاں یہ کہ اس رسالہ کی کتابت بھی اس قدر صحیح اور حسین نہیں ہوتی جیسا کہ قدر صحیح اور حسین کتابت اور طباعت سے یہ ترجمہ معاصل جہارت کے طبع ہو رہا ہے میری نظر میں ہر شیء گھر میں اس رسالہ کا آنا ضروری ہے تاکہ یہ مقدس کتاب ہر گھر میں باقیات الصالحات بن کر موجود رہے اور اس کے ذریعہ اپنے اور بیگانے تعلیمات الہیہ کے ان بہتے دریاؤں سے سیراب ہوتے رہیں چونکہ احادیث کے مولفین نے ہر قسم کی احادیث کو جمع فرمادیا ہے جس میں صحیح، حسن، مؤثق، ضعیف، امارہ، متواتر، ہر قسم کی احادیث ہیں جس کا صحیح اندازہ اس کے ابن راویوں کے سوانح حیات سے ہو سکتا ہے جن کے نام ہر حدیث کے ساتھ درج ہیں طارک اس نے صرف انہی احادیث کو حافظہ قرار دیا ہے جو قابل اعتماد ثابت ہوئی ہیں اس لئے مجھے توقع ہے کہ اختتام ترجمہ کے بعد ادیب اعظم ایک ضخیمہ اور عمدہ ضرورت شائع فرما دیں جس سے ناظرین یہ اندازہ کر سکیں گے کہ ان میں کون کون سا قندار ہیں جو قابل اعتماد ہیں

میری دعا ہے کہ خداوند عالم حضرت ادیب اعظم کا سایہ قوم پر تادیر سلامت رکھے۔



# باب اول

## کتاب العقل والحواس

بسم الله الرحمن الرحيم

اخبرنا ابو جعفر محمد بن یعقوب قال: حدثني عدة من اصحابنا منهم محمد بن يحيى القطان، عن احمد بن محمد، عن الحسن بن محبوب، عن القلاء بن كزيب، عن محمد بن مسلم، عن ابي جعفر عليه السلام قال: لما خلق الله العقل استنطقه ثم قال له: اقبل فاقبل ثم قال له: ادير فادبر ثم قال: وعزني وجلالي ما خلقت خلقا مواحبا لى منك ولا اكملتك الا فيما احب، اما انى ايتاك امر و ايتاك انى و ايتاك اغاب و ايتاك اثيب.

۱۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب خدا نے عقل کو پیدا کیا تو اسے توبہ گویا لے کر فرمایا۔ آگے آئے۔ پھر کہا پیچھے ہٹ دیجئے۔ پھر فرمایا۔ اپنے عزت و جلال کی قسم میں نے تجھ سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں پیدا کی۔ میں تجھ کو صرف اس شخص میں کامل کروں گا جس کو میں دوست رکھتا ہوں میں تیرے پختہ ہونے پر امر و نہی کرتا ہوں اور ثواب دیتا ہوں۔ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ مدار تکلیف بشری عقل ہے جب تک عقل پختہ نہ ہو۔ احکام الہیہ کا تعلق انسان سے نہیں ہوتا۔ توضیح دوسرے پہلو عقل سے مراد خلق تدبیری نہیں بلکہ تقدیری ہے۔ یعنی بطور استعارہ تمثیلیہ خلق کہا گیا ہے۔ تیسرے پہلو مسیح کی تعریف یہ ہے کہ جہاں آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں آگے بڑھے۔ جہاں پیچھے ہٹنے کا حکم ہے وہاں پیچھے ہٹے۔ جو جسے کامل عقل کا منظر انبیا و مرسلین اور آئمہ طاہرین ہیں جن کی عقل وقت پیدائش ہی سے کامل ہوتی ہے۔ پانچویں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عقل ہے کیونکہ وہ ذریعہ معرفت باری تعالیٰ ہے۔ چھٹے یہی عقل وجہ فضیلت ہے تمام مخلوق پر۔



۶۔ حدیث پیشا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔

٢- عَلِيُّ بْنُ قَهْرٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ سَعْدِ  
ابْنِ مَرْيَمَ، عَنْ الْأَسْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ: هَبَطَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ:  
يَا آدَمُ إِنِّي أَمَرْتُ أَنْ أُخَيِّرَكَ وَاحِدَةً مِنْ ثَلَاثٍ فَأَخْتَرْتُهَا وَدَعَيْتُ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ آدَمُ: يَا جِبْرِيلُ  
وَمَا الثَّلَاثُ؟ فَقَالَ: الْعَقْلُ وَالْحَيَاءُ وَالِدِّينُ فَقَالَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنِّي قَدْ اخْتَرْتُ الْعَقْلَ فَقَالَ جِبْرِيلُ  
لِلْحَيَاءِ وَالِدِّينِ: انصرفا وَدَعَا فَقَالَا: يَا جِبْرِيلُ إِنَّا أَمَرْنَا أَنْ نَكُونَ مَعَ الْعَقْلِ حَيْثُ كَانَ  
قَالَ: فَشَانِكُمَا وَعَرِجَ.

جب جبرئیل زمین پر آئے تو آدم سے کہا۔ مجھ پر حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہیں زمین چیزوں میں سے ایک کے لینے اور دو کے چھوڑنے کا اختیار دوں  
آدم نے پوچھا وہ زمین کیا ہے جبرئیل نے کہا عقل حیار و دین ہیں۔ آدم نے کہا میں نے عقل کو لے لیا جبرئیل نے حیار و دین سے کہا تم واپس جاؤ اور  
عقل کو چھوڑو انہوں نے کہا۔ اے جبرئیل ہمارے لئے حکم یہ ہے کہ ہم عقل کے ساتھ ہیں۔ جہاں کہیں بھی وہ رہے۔ جبرئیل نے کہا شک ہے  
اسا سان پر چلے گئے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حیا مادہ دین عقل کے ساتھ ہیں اگر عقل نہیں تو پھر ان کا واسطہ حیا سے رہتا ہے نہ دین سے  
خدا کے دین کو چھوڑنا اس کی دلیل ہے کہ عقل رخصت ہو چکی۔

۳۔ حدیث امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

۳. أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ ، عَنْ ثَمِيمِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا رَفَعَهُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، قَالَ : قُلْتُ لَهُ : مَا الْعَقْلُ ؟ قَالَ : مَا عَيْدَ بِهِ الرَّحْمَنُ وَ اكْتَسَبَ بِهِ الْجَنَانُ ، قَالَ : قُلْتُ : فَإِنِّي كُن فِي مَعَادِنَهُ ، فَقَالَ : تِلْكَ النُّكْرَاءُ ، تِلْكَ الشَّيْطَانَةُ وَ هِيَ شَبِيهَةٌ بِالْعَقْلِ وَ لَيْسَتْ بِالْعَقْلِ .

کسی نے صادق آل محمد سے پوچھا عقل کی تعریف کیا ہے۔ فرمایا جس سے رحمن کی عبادت کی جائے اور جنت کو حاصل کیا جائے پوچھا معادینہ میں کیا چیز تھی۔ فرمایا انکراۃ، نکراۃ سے مراد وہ چیز ہے جس سے دوسرا گنا چلیجئے۔ (چالاک مکار کا)



شیطان سے کام لیا۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:-

۴۔ ثَقَاتُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عِيسَى، عَنْ ابْنِ فَضَالٍ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ الْجَهْمِ قَالَ:  
سَمِعْتُ الرَّضَاءَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: صَدِيقُ كُلِّ امْرِءٍ عَقْلُهُ وَعَدُوُّهُ جَهْلُهُ.

ہر شخص کا دوست اس کی عقل ہے اور اس کا دشمن اس کی جہالت، یعنی جو کوئی عقل رکھتا ہے پیروی حق کتاب ہے اور اس صورت میں دشمن کی دشمنی اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی اور اگر عقل نہیں ہے بلکہ جہالت ہے تو کوئی اسے نفع نہیں پہنچا سکتا

۵۔ وَ عَنْهُ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ ابْنِ فَضَالٍ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ الْجَهْمِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ عِنْدَنَا قَوْمًا لَهُمْ مَحَبَّةٌ وَلَيْسَتْ لَهُمْ تِلْكَ الْقَرِيبَةُ يَقُولُونَ بِهَذَا الْقَوْلِ: فَقَالَ: لَيْسَ أَوْلَيْكَ مَعَهُ غَائِبٌ اللَّهُ إِنَّمَا قَالَ اللَّهُ: فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ.

۵۔ مدادی نے امام رضا علیہ السلام سے کہا۔ ہمارے پاس ایک ایسی جماعت ہے کہ ان کو آپ کی محبت تو ہے لیکن وہ بات نہیں سمجھ سکتے لائق ہیں کیوں کہ انھوں نے اپنے دین کو حکمت قرآن سے علم و یقین و بصیرت کے ساتھ نہیں دیا بلکہ ہم اقرار کرتے ہیں اس لوگ نہیں کہتے کیا وہ لوگ مومن ہیں فرمایا یہ لوگ ان میں سے نہیں جن کی اسب آموزی خدا نے کی ہے اللہ نے ایسے لوگوں سے خطاب نہیں کیا۔ عقل مندوں سے خطاب کرتے ہوئے سورہ حشر میں فرمایا ہے۔ اے بصیرت والو! حجت حاصل کرو۔ یعنی یہ قوم صحیح معنی میں مومن نہیں بلکہ اہل شک ہیں

۶۔ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ ثَعْلَبِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ أَبِي شَمْرٍ الرَّازِيِّ، عَنْ سَبْعِ بْنِ عَمِيرَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ كَانَ غَافِلًا كَانَ لَهُ دِينٌ وَ مَنْ كَانَ لَهُ دِينٌ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

۶۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جو صاحب عقل ہے اس کا ایمان حقیقی ہے وہ داخل جنت ہوگا

۷۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ يَقْتَنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَنَانٍ، عَنْ أَبِي الْجَارُودِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّمَا يَدَاقُ اللَّهُ الْعِبَادَ فِي الْحِسَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى قَدَرِ مَا آتَاهُمْ مِنَ الْعُقُولِ فِي الدُّنْيَا.

۷۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ خداوند عالم روز قیامت اپنے بندوں سے محاسبہ اسی لحاظ سے کریگا جتنی عقل ان کو دنیا میں دی گئی ہے



۸۔ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْحَاقَ الْأَحْمَرِ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سُلَيْمَانَ الدَّبْلَجِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فَلَا مِنْ عِبَادَتِهِ وَدِينِهِ وَفَضْلِهِ؟ فَقَالَ: كَيْفَ عَقَلَهُ؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي، فَقَالَ: إِنَّ الْبَابَ عَلَى قَدْرِ الْعَقْلِ، إِنْ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ يَتَعْبُدُ اللَّهَ فِي حَبْرَةٍ مِنْ حَرَاثِرِ الْبَحْرِ خَضِرًا نَضِيرًا كَثِيرًا الشَّجَرِ طَاهِرَةً الْمَاءِ، وَإِنْ مَلَكَ مِنْ الْمَلَائِكَةِ مَرَّ بِهِ فَقَالَ: يَا رَبِّ أَرِنِي بَابَ عَمَلِكَ هَذَا فَأَرَاهُ اللَّهُ [تعالى] ذَلِكَ، فَاسْتَقَلَّهُ الْمَلَكُ فَأَوْحَى إِلَيْهِ تَعَالَى: إِلَهُ: أَنْ اسْمَحْهُ فَأَرَاهُ الْمَلَكُ فِي سُورَةِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لَهُ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا رَجُلٌ عَابِدٌ بَلَّغَنِي مَكَانَكَ وَعِبَادَتَكَ فِي هَذَا الْمَكَانِ فَأَنْبَأَكَ لَا عِبَادَةَ مَعَكَ فَكُنْ مَعَهُ يَوْمَهُ ذَلِكَ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ لَهُ الْمَلَكُ: إِنْ مَكَانَكَ لَمَرَّةٍ وَمَا يَصْلُحُ إِلَّا لِلَّهِ أَنْتَ فَقَالَ لَهُ الْعَابِدُ: إِنْ لِمَكَانَتِنَا هَذَا عَيْنًا فَقَالَ لَهُ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: لَيْسَ لِرَبِّنَا بَيْعَةٌ فَأَوْكَانَ لَهُ جِمَارٌ رَمَيْنَاهُ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ فَلَمَّا هَذَا الْحَبِيشُ يَصْبِغُ، فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ الْمَلَكُ: وَمَا لِرَبِّكَ جِمَارٌ؟ فَقَالَ: لَوْ كَانَ لَهُ جِمَارٌ مَا كَانَ يَصْبِغُ مِنْهُ هَذَا الْحَبِيشُ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى الْمَلِكِ إِنْمَا أُبَيِّدُهُ عَلَى قَدْرِ عَقْلِهِ.

۸۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ فلاں شخص اپنی عبادت اور دین میں ایسا ایسا فرمایا اس کی عقل کیسے ہے میں نے کہا یہ میں نہیں جانتا فرمایا تو اب بعد عقل بتا دے بنی اسرائیل میں ایک ماہر اللہ کی عبادت ایسے جویرہ میں کر رہا تھا جو نہایت مسرور و خاداب تھا۔ بہت دعت تھا اور صاف و صاف پانی۔ ایک فرشتہ اس پر چڑھا۔ باب مجھ اس بندے کا ثواب دکھانے کے لئے دکھا دیا فرشتہ کو بلحاظ عبادت کم معلوم ہوا۔ خدا نے وہی کی کہ تو اس کی صحبت میں جا کر وہ فرشتہ بشری صورت میں اس کے پاس گیا اس نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں ایک عابد ہوں مجھے چاہیے کہ میں جہالت کا دل چاہا کہ تیرے ساتھ اللہ کی عبادت کروں پس وہ اس کے ساتھ دن بھر رہا۔ صبح کو فرشتہ نے کہا یہ بڑی فرحت کی جگہ ہے عبادت کے لئے بہت موزوں ہے۔ خدا نے کہا میں اچکے گمراہ ایک بات خرابی کہ ہے اس نے کہا وہ کیل ہے۔ کہا ہمارے رب کے پاس کوئی چوپایہ نہیں۔ اگر گدھا ہوتا تو ہم چراتے اور یہاں کی گھاس بے کار ہے ہائی۔ خدا نے فرشتہ کو وہی کی کہ ہم اس کو ثواب بعد اس کی عقل کے دیں گے۔

۹۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الثَّوْقَلِيِّ، عَنِ الشَّكُونِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا بَلَغَكُمْ عَنْ رَجُلٍ حُسْنُ حَالٍ فَانظُرُوا فِي حُسْنِ عَقْلِهِ، فَإِنَّمَا يُجَازَى بِعَقْلِهِ.



۱۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

جب تم کو کسی شخص کے متعلق اچھی عبادت کا حال معلوم ہو تو یہ دیکھو اس کی عقل کیسی ہے کیوں کہ بدلہ عقل کے مطابق دیا جائیگا

۱۰۔ تَحْمِيْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَامٍ، عَنْ ابْنِ مَجْبُوبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: ذَكَرْتُ

لَا بِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلًا مُبْتَلًى بِالْوُسْوَ وَالصَّلَاةِ، وَ قُلْتُ: هُوَ رَجُلٌ عَاقِلٌ، فَقَالَ: أَبُو عَبْدِ اللَّهِ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَيْ عَقْلٌ لَهُ وَهُوَ يُطِيعُ الشَّيْطَانَ، فَقُلْتُ: لَهُ: وَ كَيْفَ يُطِيعُ الشَّيْطَانَ فَقَالَ: سَلُّهُ هَذَا  
الَّذِي يَأْتِيهِ مِنْ أَيْ شَيْءٍ هُوَ فَإِنَّهُ يَقُولُ لَكَ: مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ.

۱۰۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا جو وضو اور نماز میں مبتلائے دوسو اس تعاقب  
نے کہا وہ مرد ماقول ہے فرمایا۔ راوی عقل لہ وہو طبع الشیطان اس کے پاس عقل کہاں جو شیطان کی پیروی کرتا ہے۔ میں نے کہا یہ  
کیسے فرمایا۔ اس سے پوچھو۔ یہ دوسو اس جو تیرے دل میں پیدا ہوتے ہیں یہ کہاں سے آتے ہیں وہ کہے گا یہ عمل شیطان ہے۔

۱۱۔ وَدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَامٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ، رَفَعَهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: مَا قَسَمَ اللَّهُ لِلْعِبَادِ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنَ الْعَقْلِ، قَدْ رُفِعَ الْعَالِمُ أَفْضَلُ مِنْ سَهْرِ الْجَاهِلِ وَ إِقَامَةُ  
الْعَالِمِ أَفْضَلُ مِنْ شُحُوصِ الْجَاهِلِ وَلَا بَيْتَ اللَّهِ نَيْبًا وَلَا رَوْحًا حَتَّى يَسْتَكْمِلَ الْعَقْلَ وَ يَكُونَ عَمَلُهُ  
أَفْضَلَ مِنْ جَمِيعِ عُقُولِ أُمَّتِهِ وَ مَا يُضَوِّرُ النَّبِيَّ ﷺ فِي نَفْسِهِ أَفْضَلُ مِنْ اجْتِهَادِ الْمُجْتَهِدِينَ،  
وَ مَا أَدَّى الْعَبْدُ قَرَأَتِ اللَّهِ حَتَّى عَقَلَ عَنْهُ وَلَا بَلَغَ جَمِيعُ الْعَالَمِينَ فِي فَضْلِ عِبَادَتِهِمْ مَا بَلَغَ الْعَالِمُ  
وَالْعَالِمَةُ هُمْ أَوْلُو الْأَلْبَابِ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَمَا يَذْكُرُوا إِلَّا أُولَ الْأَلْبَابِ،

۱۱۔ راوی کہتا ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا نے اپنے بندوں پر عقل سے افضل کوئی چیز تقسیم نہیں کی۔ ماقول  
کا سونا۔ جاہل کے جاننے سے بہتر ہے عقل تقسیم ہونا بہتر ہے۔ جاہل کے سفر جغ و غیرہ کرنے سے۔ خدا نے جس رسول کو بھیجا وہ از روئے عقل  
کامل تھا اس کی عقل افضل ہوتی ہے تمام مابدوں کی عقلوں سے یا ابدی عبادات کی وجہ سے اور وہ اولوالالباب ہیں جن کا ذکر خدا نے  
قرآن میں کیا ہے۔ وَمَا يَذْكُرُوا إِلَّا أُولَ الْأَلْبَابِ



۱۲۔ ابو عبد اللہ الاشمعی، عن بعض اصحابنا ذکھ عن هشام بن الحکم قال: قال لي ابو الحسن موسى بن جعفر **عليه السلام**: يا هشام ان الله تبارك و تعالی بشر اهل العقل و الفهم في كتابه فقال: «بشیر عبادہ الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه اولئک الذین هداهم الله و اولئک هم اولو الالباب»۔

احل ہشام بن الحکم سے مروی ہے کہ ابو الحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے مجھ سے بیان فرمایا کہ اچھے ہشام خدا اہل عقل و فہم کے لئے اپنی کتاب میں فرماتا ہے بشیر عباد اللہ الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین هداهم اللہ اولئک هم اولو الابواب۔ (اچھے محمد و انبیاء سے دو میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر میرا کلام سنتے ہیں اور اچھی بات پر عمل کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی ہے اور وہ عقلمند ہیں۔)

یا هشام: ان الله تبارك و تعالی اکمل للناس الخلق بالعقول و نصر النبیین و دلہم علی ربوبیتہ بالأدلة فقال: «والہکم الة واحد، لا الة الا هو الرحمن الرحیم» ان فی خلقی السموات و الارض و اختلاف اللیل و النهار و الفلک الہی تجری فی البحر بما یتبع الناس، و ما انزل الله من السماء من ماء فاحیی بہ الارض بعد موتہا و بک فیہا من کل دابۃ و نسر و خیال و یاج و السحاب المسخر بین السماء و الارض، لا یات یقوم یعقلون»۔

اے ہشام خدا نے عقل کے ذریعے سے اپنی حجت کو انسانوں پر تمام کیا اور بیان سے انبیاء کی نصرت اور دلائل سے اپنی ربوبیت کی طرف ان کی رہنمائی فرمائی اور فرمایا۔ بے شک آسمانوں اور زمین کی خلقت میں امدادات ملک کے آنے جلنے میں اور ان کشتیوں میں جو دریا میں چلتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اور آسمان سے جو پانی نازل ہوتا ہے اور اس سے زمین زندہ کی جاتی ہے اور ہر قسم کے چھپائے ہوئے پھرتے ہیں اور ہواؤں کا چلنا اور آسمان زمین کے درمیان بادل کا سفر ہونا یہ سب ان لوگوں کے لئے خدا کی نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں۔

یا هشام قد جعل الله ذلك دليلاً على معرفته بأن لهم مدبراً، فقال: «و سخر لكم الليل و النهار و الشمس و القمر و النجوم مسخرات بأمره، ان في ذلك



لآیات لقوم یعقلون . « . وقال : « هو الذی خلقکم من تراب ثم من نطفة ثم من علقۃ ثم ینخرجکم طفلاً ثم لتبلغوا أشدکم ثم لتکونوا شیوخاً ومنکم من یتوفى من قبل ولتبلغوا أجلاً مسمی ولعلکم تعقلون . « وقال : « إن فی اختلاف اللیل والنهار وما أنزل اللہ من السماء من رزق فأحیی به الأرض بعد موتها و تصریف الریح والسحاب المسخر بین السماء والأرض ] لآیات لقوم یعقلون . « وقال : « ینحیی الأرض بعد موتها ، قد بیّنا لکم الآیات لعلکم تعقلون . « . وقال : « وجنات من أعناب وزرع ونخیل ، صنوان و غیر صنوان یسقی بما ، واحد و تفضل بعضها علی بعض فی الأکل ، إن فی ذلک لآیات لقوم یعقلون . « . وقال : « ومن آیاته یریکم البرق خوفاً وطمعاً ینزل من السماء ماء فیحیی به الأرض بعد موتها . إن فی ذلک لآیات لقوم یعقلون . « . وقال : « قل تعالوا أتل ما حرّم ربکم علیکم ألا تشرکوا به شیئاً وبالوالدین إحساناً ولا تقتلوا أولادکم من إملاق ، نحن نرزقکم و إیتامکم ولا تقرّبوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن ولا تقتلوا النفس الّتی حرّم اللہ إلا بالحق ، ذلکم وصّیکم به لعلکم تعقلون . « . وقال : « هل لکم من ما ملکتم أیمانکم من شرکاء فیما رزقناکم فأنتم فیہ سواء تخافونهم کخیفتمکم أنفسکم ، کذلک تفصل الآیات لقوم یعقلون

اے ہشام خدا نے ان کا اپنی معرفت کی دلیل قرار دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مدبر ہے۔ وہ فرماتا ہے تمہارے لئے رات اور دن اور سورج اور چاند کو مسخر کر دیا اور ستارے اس کے حکم سے مسخر ہیں ان میں عقلمندوں کے لئے خدا کی معرفت کی نشانیاں ہیں یہ بھی فرماتا ہے کہ خدا وہ ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر لطف سے پھر طقت سے پھر تمہیں کچھ بنا کر نکالتا ہے پھر تمہیں شباب کی منزل تک پہنچاتا ہے پھر تم بڑھے ہو جاتے ہو اور بعض اس سے پہلے مر جاتے ہیں۔ تاکہ تم پہنچو مدت معین تک اور تاکہ تم سمجھو اور تمہارے لئے بعد زمین کو زندہ کرتا ہے۔ ہم نے اپنی آیات تم سے بیان کر دیں تاکہ تم سمجھو۔

اور فرماتا ہے انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور خرما کے درخت ہیں ایک تنہ کے اور دو شاخوں کے جو ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں اور ہم نے نالہ میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ نشانیاں ہیں اس قوم کے لئے جو سمجھ والی ہیں اور فرمایا اس کی نشانیاں ہیں سے ایک یہ ہے کہ تم کو بجلی دکھاتا ہے جو تمہارے لئے اسید و نیم کا باعث ہوتی ہے اور آسمان سے



ہاں برساتا ہے جس سے زمین مرنے کے بعد زندہ ہو جاتی ہے اس میں آیات ہیں اس علوم کے لئے جو صاحب عقل ہیں۔

اور فرماتا ہے آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ خدا نے تم پر کیا حرام کیا ہے کسی چیز کو خدا کا شریک نہ بناؤ۔ والدین سے احسان کرو اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں بھی مذاق دینے والے ہیں اور ان کو بھی۔ اور بدکار لیل کے قریب نہ جاؤ۔ ظاہریوں یا چھپی ہوئی اور بے خطا کسی کی جان نہ لو۔ ہاں حق پر قتل کرو تو ٹھیک ہے۔ میری حم کو یہی ہدایت ہے تاکہ تم عقلمند بنو۔ اور فرمایا۔ آیا تمہارے شریک ہیں تمہارے تمام ظلام اور کنیزیں اس چیز میں جو ہم نے تم کو مذاق دیا ہے تو کیا تم اس مال کے تصرف میں سب برابر ہو کہ تم ڈرتے ہو کیا تمہیں ان سے ایسا ہی خوف ہے جیسا تمہیں اپنے لوگوں کا حق و حسد دینے میں خوف ہوتا ہے (پھر بندوں کو خدا کا شریک کیوں بناتے ہو ہم عقلمندوں کے لئے اپنی آیات کو نہیں تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

یعنی جب تم اقرار کرتے ہو اس بات کا کہ تم اس امر پر راضی نہیں ہوتے کہ تمہارے کینز او فلام بغیر تمہارے حکم کے تمہارا اس مال میں تصرف کریں جو پہلے تم کو دیا ہے تو خدا کیوں کر اس بات پر راضی ہو گا کہ اس کے بندے پیروی ظن کر کے اس کے کارخانہ قدرت میں تصرف کریں جس میں اس نے کسی کا شریک نہیں بنایا۔

بَاهِسَامُ : ثُمَّ وَعَظَ أَهْلَ الْعَقْلِ وَرَغَّبَهُمْ فِي الْآخِرَةِ فَقَالَ : هَوَا الْحَيَوةِ الدُّنْيَا إِلَّا كَعِبٍّ وَ  
لَهُوٍ وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ .

امام علیہ السلام نے فرمایا - اے ہشام خدا نے اپنی حجت پروردی کرنے کے لئے عقلوں اور پیغمبروں کی ہدایت پر اکتفا نہیں کی بلکہ اس کے بعد عقلوں کو نصیحت کی اور آخرت کی طرف رغبت دلائی۔ اس طرح کہ فرمایا نہیں ہے زندگانی دنیا مگر بہو و لعب، البتہ دار آخرت بہتر ہے ان لوگوں کے لئے جو عذاب آخرت سے ڈرتے ہیں اور عقل سے کام لیتے ہیں۔

يَاهِئَامُ : ثُمَّ خَوَّفَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ عِقَابَهُ فَقَالَ تَعَالَى : وَتُمْ دَمَرْنَا الْآخِرِينَ وَ إِيَّاكُمْ  
أَتَمَّرُونَ عَلَيْهِمْ مُصْهِحِينَ وَ بِاللَّيْلِ أَفْلَاتَعْقِلُونَ . وَ قَالَ : إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَى أَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ جُرْأً  
مِنَ السَّمَاءِ ، بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً يَسْتَنُّ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ .

پھر بندھے بعد اس نے ان لوگوں کو ڈرایا جو سمجھ بوجھ سے کام نہیں لیتے فرمایا ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا۔ اے اہل مکہ تم



گرتے ہو سفر میں اس طرف سے جہاں قوم لوہ کو ہلاک کیا تھا۔ جس وقت آپؐ نے منظر دیکھتے ہوئے تو کیا تم سمجھ سے کام نہ لو گے۔ ہم نازل کرنے والے ہیں اس گاؤں کے باشندوں پر آسمان سے عذاب کیونکہ وہ فاسق ہیں اور ہم نے اس عذاب سے دشمن دیلیں چھوڑ دی ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل والے ہیں۔

يَا هِشَامُ . إِنَّ الْعُقْلَ مَعَ الْعِلْمِ فَقَالَ : وَ زَيْلِكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ

اے ہشام عقل علم کے ساتھ ہے جیسا کہ فرماتا ہے یہ مثالیں ہم نے ان لوگوں کے لئے بیان کی ہیں جو ذی عقل ہیں کیوں کہ ان کو نہیں سمجھتے بلکہ عقل والے۔

يَا هِشَامُ ثُمَّ ذَمَّ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ فَقَالَ : « وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوْ لَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ »  
 وَقَالَ : « وَمِثْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمِثْلِ الَّذِي يَنْقُبُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دَعَاءَ وَنِدَاءَ صَمٍّ بِكُمْ عَمِيٍّ فَمِمَّ لَا يَعْقِلُونَ » . وَقَالَ : « وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ أَفَأَنْتَ تَسْمَعُ الصَّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ » . وَقَالَ : « أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا » . وَقَالَ : « لَا يِقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قَرَى حَصْنَةٍ أَوْ مِنْ وَرَاءِ جَدِّ بِأَسْهُمٍ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ تَحْسِبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّى ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ » . وَقَالَ : « وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ »

اے ہشام پھر خدا نے مذمت کی ہے۔ ان لوگوں کی جو عقل نہیں رکھتے فرماتا ہے جب ان سے کہا گیا جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کی پیروی کرو۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم تو پیروی کریں گے اس کی جس پر ہم نے اپنے آباء و اجداد کو پایا ہے اگرچہ ان کے آباء و اجداد نے کچھ بھی نہیں سمجھا اور نہ ہدایت پائی۔ اور فرمایا۔ کافروں کی مثال ان لوگوں جیسی ہے جو ندا کرتے ہیں ان ربکریوں کو جو آواز کے سوا کچھ نہیں سنتیں۔ وہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے اور فرماتا ہے بعض ایسے ہیں کہ اے رسول تمہاری بات سنتے ہیں۔ مگر راہ پر نہیں آتے پس تو کیا تم بہروں کو سناتے ہو چاہے وہ عقل نہ رکھتے ہوں اور فرماتا ہے تو کیا تم اے رسول یہ گمان کرتے ہو کہ اکثر لوگ جو تمہاری بات سنتے اور سمجھتے ہیں تو ایسا نہیں وہ جو پاؤں



کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ سبیل، زیادہ گمراہ۔ اے ہشام پھر فرماتا ہے یہودی تم سے جنگ نہیں کرتے بلکہ ایسے قریبوں میں جو خندقوں سے محفوظ ہیں یا دیواروں کے پیچھے کیوں کرو اپنیوں سے بھی بہت ڈرتے ہیں تم ان کو یا ہم دوست بناتے ہو حالانکہ ان کے اندسا خندق ہے اور وہ عقل نہیں رکھتے اور فرماتا ہے سورہ بقوہ میں تم اپنے نفسوں کو بھروسے بناتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

يَا هِنَامُ : ثُمَّ ذَكَرَ اللَّهُ الْكَثْرَةَ فَقَالَ : . وَإِنْ تُطِيعُ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ . وَقَالَ : . وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ : قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ، بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ . وَقَالَ : . وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْبَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ، بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ .

اے ہشام خدائے کثرت کی مذمت کی ہے فرماتا ہے اگر تم اس اکثریت کا اتباع کرو جو روئے زمین پر ہے تو وہ تم کو خدا کے راستے سے گمراہ کر دے گی پھر فرماتا ہے اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا۔ تو وہ کہیں گے اللہ نے۔ کہہ دو حمد ہے اللہ کے لئے اور اکثر ان میں سے نہیں جانتے اور خدا نے فرمایا۔ اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان سے کس نے پانی برسا یا جس سے مرنے کے بعد زمین کو زندہ کیا گیا۔ تو وہ کہیں گے اللہ نے۔ کہہ دو حمد ہے اللہ کے لئے۔ لیکن ان کے اکثر نہیں سمجھتے۔

يَا هِنَامُ ثُمَّ مَدَحَ الْقِلَّةَ فَقَالَ : . وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرِينَ . وَقَالَ : . وَقَلِيلٌ مَا هُمْ . قَالَ : . وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ . وَقَالَ : . وَمَنْ آمَنَ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ . وَقَالَ : . وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ . وَقَالَ : . وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ .

حضرت نے فرمایا۔ اے ہشام خدائے کثرت کی مذمت نے بعد قلت کی مدح فرمائی ہے۔ فرماتا ہے : میرے شکر گزار بندے کم ہیں (سہا، اور ایمان و عمل صالح رکھنے والے کم ہیں) ایک بندہ مومن جو آل فرعون میں سے تھا کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے (مومن) اور سورہ ہود میں ہے کہ نوح پر کم لوگ ایمان لائے لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے اور ان کے اکثر سمجھ نہیں رکھتے۔

يَا هِنَامُ ثُمَّ ذَكَرَ أُولَى الْأَبَابِ بِأَحْسَنِ الذِّكْرِ وَحَلَّاهُمْ بِأَحْسَنِ الْجَلِيَّةِ ، فَقَالَ : . يُؤْتِي



الْحِكْمَةُ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذْكَرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ،  
 وَقَالَ : هُوَ الَّذِي إِسْخُونُ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذْكَرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ،  
 وَقَالَ : هَإِنِّي فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَا يَاتِ لِأُولِي الْأَلْبَابِ . وَقَالَ :  
 هَإِنَّمَنْ يَعْلَمُ إِنَّمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنَ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَى إِنَّمَا يَنْذَرُكُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ . وَقَالَ :  
 هَإِنَّمَنْ هُوَ قَائِمٌ أَنَا ، الْمَلِكُ مَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْتَدُّ الْخَرَّةَ وَيَرْجُو رَحْمَةً رَبِّهِ ، قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ  
 يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَنْذَرُكُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ . . . وَقَالَ : كِتَابُ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُذَكِّرُوا  
 آيَاتِهِ وَيُنْذِرَ أُولُو الْأَلْبَابِ . . . وَقَالَ : وَاقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَى ، وَ أَوْثَقْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ  
 الْكِتَابَ هُدًى وَ ذِكْرًا لِأُولِي الْأَلْبَابِ . وَقَالَ : هُوَ ذِكْرٌ فَإِنَّ الذِّكْرَ يَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ،

اے ہشام پھر خدا نے صاحبان عقل کا ذکر بہترین صورت میں کیا ہے اور بہترین زیور فضل و کمال سے ان کو آراستہ  
 کیا ہے اور فرمایا ہے خدا جے چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جے حکمت دی گئی ہے اسے غیر کثرت دی گئی اور نہیں ذکر کرتے مگر  
 اولوالالباب اور پھر فرماتا ہے آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے سات دن کے بار بار آنے جانے میں صاحبان عقل کے  
 لئے خدا کی نشانیاں ہیں جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ اے رسول تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ حق ہے وہ اس  
 اندھے کی طرح نہیں جو کچھ نہیں سمجھتا۔ مذکرہ کرنے والے تو صاحبان عقل ہی ہیں جو سات کی تاریکی میں سمجھ و قیام کے ساتھ اللہ کی  
 طرف رجوع کر رہا ہے اور وہ آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی حکمت کی امید کرتا ہے۔ کہہ دو اے رسول جو لوگ جانتے  
 ہیں اور جو نہیں جانتے کیا وہ برابر ہیں۔ بے شک صاحبان عقل ہی تذکرہ کرتے ہیں اور فرمایا۔ اے رسول جو کتاب ہم نے تم پر  
 نازل کی ہے وہ مبارک ہے اور غرض نزول یہ ہے کہ لوگ اس کی آیات میں غور و تامل کریں اور تذکرہ کرتے ہیں اس کا صاحبان  
 عقل، ہم نے موسیٰ کو ہدایت بھری کتاب دی اور وارث بنایا۔ بنی اسرائیل کی اس کتاب کا جو ہدایت و نصیحت ہے  
 عقائدوں کے لئے ذکر کرو کیوں کہ ذکر نامومنین کو نفع دیتا ہے۔

بَاهِشَامُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ : هَإِنِّي فِي ذَلِكَ لَذِكْرٌ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ ،  
 يَعْنِي : عَقْلٌ : وَقَالَ : هَإِنَّمَنْ آتَيْنَا لِقَامَانَ الْحِكْمَةَ ، قَالَ :



اے ہشام خدا اپنی کتاب میں فرماتا ہے نصیحت اس کے لئے سود مند ہے جو دل یعنی عقل رکھتا ہے۔ ہم نے لقمان کو حکمت دی (امام نے فرمایا اس سے مراد عقل مندی اور ہوش مندی ہے)

يَا هِشَامُ إِنَّ لِقْمَانَ قَالَ لِابْنِهِ : تَوَاضَعْ لِلْحَقِّ تَكُنْ أَمَلُ النَّاسِ وَ إِنَّ الْكَثِيرَ لَدَى الْحَقِّ يَبِيرُ ، يَا بَنِيَّ إِنَّ الدُّنْيَا بَحْرٌ عَمِيقٌ ، قَدْ غَرِقَ فِيهَا عَالَمٌ كَثِيرٌ فَلْتَكُنْ بَنِيَّتُكَ فِيهَا تَقْوَى اللَّهَ ، وَخَشَوْهَا الْإِيمَانَ وَشِرَاعَهَا التَّوَكُّلَ وَ قِيَمَهَا الْعَقْلَ وَ دَلِيلَهَا الْعِلْمَ وَ سُكَّانَهَا الصَّبْرَ .

اے ہشام لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا۔ احکام کتاب اللہ کے آگے فروتنی کر تاکہ لوگوں میں سب سے زیادہ عقل مند ہو بے شک عقلمند لوگ خدا کے حکیم کے نزدیک کم ہیں دیکھو کہ اکثر لوگوں نے کتاب اللہ کو چھوڑ کر اپنی خواہشوں کی پیروی کر لی ہے، اے فرزند دنیا ایک گہرے سمندر کی مانند ہے جس میں بہت سے لوگ ڈوب گئے پس چاہیے کہ تیری کشتی اس پر شور و دیا میں تقویٰ ہو اور متاع کشتی تو جبرائی اللہ اور اس کا بادبان تو کل علی اللہ ہو۔ اور اس کی کار فرما عقل ہو اور ناز خدا علم اور ہمت اور صبر ہو۔

يَا هِشَامُ إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ دَلِيلًا وَ دَلِيلُ الْعَقْلِ التَّفَكُّرُ ، وَ دَلِيلُ التَّفَكُّرِ التَّمَتُّ ، وَلِكُلِّ شَيْءٍ مَطَابِقَةٌ وَ مَطَابِقَةُ الْعَقْلِ التَّوَاضُّعُ وَ كَفَى بِكَ جَهْلًا أَنْ تَرْكَبَ مَا نُهِيتَ عَنْهُ .

اے ہشام ہر شے کے لئے ایک دلیل ہوتی ہے اور دلیل عقل فکر ہے عواقب امور میں اور رہنمائی فکر غموشی میں ہے ہر شے کا ایک مدگار ہے عقل کا مدافع تو تنہی پر ہے کیونکہ تکبر کرنا اللہ کی ممانا۔ عقلمندی کی راہ سے ہٹا دیتا ہے اور بے عقلی کے لئے تنبیہات کافی ہے کہ جس چیز نے خدا نے منع کیا ہے تو اسے بچالو۔

يَا هِشَامُ مَا بَعَثَ اللَّهُ أَنْبِيَاءَ وَ رُسُلًا إِلَى عِبَادِهِ إِلَّا لِيَعْقِلُوا عَنِ اللَّهِ فَأَحْسَنَهُمْ اسْتِجَابَةً أَحْسَنَهُمْ مَعْرِفَةً ، وَ أَغْلَهُهُمْ بِأَمْرِ اللَّهِ أَحْسَنَهُمْ عَقْلًا ، وَ أَكْمَلَهُمْ عَقْلًا أَرْفَعَهُمْ دَرَجَةً فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ .

اے ہشام خدا نے بندوں کی طرف اپنے انبیاء و مرسلین کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ عقلمندی کے ساتھ اللہ سے یعنی قرآن سے علم حاصل کریں اور از روئے استجاب و معذرت امر اللہ میں سب سے بہتر ہوں اور عقل میں کامل ہوں اور دنیا و آخرت



میں از روئے درجات بلند ہوں۔

يَا هِشَامُ إِنَّ اللَّهَ عَلَى النَّاسِ حُجَّتَيْنِ: حُجَّةٌ ظَاهِرَةٌ وَحُجَّةٌ بَاطِنَةٌ؛ فَأَمَّا الظَّاهِرَةُ: فَالْقُرْآنُ وَالْأَنْبِيَاءُ وَالْأُتُمَّةُ ~~وَالْأُتُمَةُ~~، وَأَمَّا الْبَاطِنَةُ: فَالْقَوْلُ.

يَا هِشَامُ إِنَّ الْعَاقِلَ الَّذِي لَا يَسْتَعْلُ الْحَلَالَ شُكْرَهُ وَلَا يَنْفِلُ الْحَرَامَ صَبْرَهُ.

اے ہشام عقلمند وہ ہے کہ حلال روزی کی اس کے شکر کو کم نہیں کرتی ہے اور حرام کی زیادتی اس کے صبر کو کم نہیں کرتی یعنی حرام چیزوں کی زیادتی دیکھ کر وہ ان میں تصرف کدوا نہیں رکھتا۔

يَا هِشَامُ مَنْ سَلَّطَ ثَلَاثًا عَلَى ثَلَاثٍ فَكَانَ سَامًا أَعَانَ عَلَى هَدْمِ عَقْلِهِ: مَنْ أَظْلَمَ نُورَ تَعَكُّرٍ يَطُولُ أَمَلُهُ، وَ مَخَا طَرَأَتْ حِكْمَتُهُ بِفُضُولِ كَلَامِهِ، وَأُظْلِمَ نُورَ عِبَرَتِهِ بِشَهَوَاتِ نَفْسِهِ فَكَانَ سَامًا أَعَانَ هَوَاهُ عَلَى هَدْمِ عَقْلِهِ، وَ مَنْ هَدَمَ عَقْلَهُ أَفْسَدَ عَلَيْهِ دِينَهُ وَ دُنْيَاهُ.

اے ہشام جس نے تین چیزوں کو تین پر مسلط کیا اس نے اپنی عقل کے خراب ہونے میں مدد کی اور جس نے طول عمل سے اپنی فکر کو تاریک کیا اس نے اپنے فضول کلام سے اپنی حکمت کے نواہر کو اپنے سے الگ کیا اور اپنے نورِ غیرت کو بجھا دیا۔ گویا اس نے عقل کی خرابی پر اپنی خواہشوں کی مدد کی اور جس نے اپنی عقل کو خراب کیا اس نے اپنے دین و دنیا کو تباہ کیا۔

يَا هِشَامُ كَيْفَ يَزُكُّ عِنْدَ اللَّهِ غَمْلًاكَ وَ أَنْتَ قَدْ شَغَلْتَ قَلْبَكَ عَنْ أَمْرِ رَبِّكَ وَأَطَعْتَ هَوَاكَ عَلَى غَلَبَةِ عَقْلِكَ.

اے ہشام کیوں کر پاک صاف رہے گا تیرا عمل۔ در آنحالیکہ تو نے حکم رب سے دل کو ہٹا لیا ہے اور عقل کے تباہ کرنے میں خواہش نفس کی پیروی کی ہے۔

يَا هِشَامُ الْعَبْرُ عَلَى الْوَحْدَةِ عَلَامَةٌ قُوَّةِ الْعَقْلِ، فَمَنْ عَقَلَ عَنِ اللَّهِ اعْتَزَلَ أَهْلَ الدُّنْيَا



وَالرَّائِغِينَ فِيهَا وَرَغِبَ فِيمَا عِنْدَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ أَتَنَّهُ فِي الْوَحْشَةِ وَصَاحِبَهُ فِي الْوَحْشَةِ وَغَنَاءُ فِي  
الْمَبْلَةِ وَهُوَ مِنْ غَيْرِ عَشِيرَةٍ.

اے ہشام تنہائی پر صبر کرنا تو عقل کی علامت ہے جس نے یہ کتاب خدا سے علم حاصل کیا تو وہ اہل دنیا اور اس کی طرف  
رغبت کرنے والوں سے الگ ہو گیا اور خدا کی طرف رجوع کی پس خدا وحشت میں اس کا آس اور وحدت میں اس کا ساتھی  
اور مفلسی میں اس کی تو نگری اور غیورید اس کے لئے عزت ہوا۔

يَا هِشَامُ نَصَبُ الْحَقِّ لِبَطَاعَةِ اللَّهِ، وَلَا نَجَاءَ إِلَّا بِالطَّاعَةِ، وَالطَّاعَةُ بِالْعِلْمِ، وَالْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ، وَالتَّعَلُّمُ  
بِالْعَقْلِ، يُعْتَقَدُ وَلَا عِلْمَ إِلَّا مِنْ عَالَمٍ رَبَّانِيٍّ، وَمَعْرِفَةُ الْعِلْمِ بِالْعَقْلِ.

اے ہشام خدا اپنی کتاب میں کہتا ہے اس کتاب میں نصیحت ہے اس شخص کے لئے جس کے پاس قلب یا عقل ہو  
ہشام حق طاعت خدا میں ہے اور نہیں ہے نجات مگر طاعت خدا میں اور طاعت ہوتی ہے علم سے اور علم ہوتا ہے حاصل  
کرنے سے اور حاصل کیا جاتا ہے عقل سے اور نہیں علم لینا چاہیے مگر عالم ربانی سے اور معرفت علم کا تعلق عقل سے ہے۔

يَا هِشَامُ قَلِيلُ الْعَمَلِ مِنَ الْعَالَمِ مَقْبُولٌ مُضَاعَفٌ كَثِيرُ الْعَمَلِ مِنْ أَهْلِ الْهُوْمَةِ الْجَهْلِ بِرُودٍ  
يَا هِشَامُ إِنَّ الْمَاقِلَ رَضِيَ بِالْذُّنُوبِ مِنَ الدُّنْيَا مَعَ الْحِكْمَةِ، وَلَمْ يَرْضَ بِالْذُّنُوبِ مِنَ الْحِكْمَةِ  
مَعَ الدُّنْيَا، وَلِذَلِكَ رِبَحَتْ تِجَارَتُهُمْ.

اے ہشام عالم کا قلیل عمل مقبول اور دو چند ہے اور اہل ہوا و جہل کا کثیر عمل بھی مردود ہے۔  
اے ہشام عقل مند آدمی حکمت و دانائی پاکر کم سے کم متاع دنیا پر راضی ہوتا ہے اور نہیں راضی ہوتا کم خرد مندی پر جو زیادتی  
سامان دنیا کے ساتھ ہو۔

يَا هِشَامُ إِنَّ الْعُقُلَاءَ تَرَكُوا أَفْضُولَ الدُّنْيَا فَكَبِفَ الذُّنُوبِ وَتَرَكُوا الدُّنْيَا مِنَ الْفَضْلِ وَتَرَكُوا  
الذُّنُوبَ مِنَ الْقُرْبِ.



اے ہشام دنیا کے سامان کی زیادتی کو قتل مند لوگوں نے ترک کیا۔ پس حدود گناہ ان سے کیوں ہو، ترک دنیا فضیلت ہے اور ترک گناہ فرض۔

بَاهِنَامُ إِنَّمَا نَاوِلَ نَظَرَ إِلَى الدُّنْيَا وَإِنِّي أَهْلِبُهَا فَعَلِمَ أَنَّهَا لَا تُنَالُ إِلَّا بِأَمْسَقَةٍ وَ نَظَرَ  
إِلَى الْآخِرَةِ فَعَلِمَ أَنَّهَا لَا تُنَالُ إِلَّا بِأَمْسَقَةٍ فَطَلَبَ بِأَمْسَقَةٍ أَبْقَاهَا.

اے ہشام عقل مند آدمی نے نظر کی دنیا اور اس کے اہلک طرف، پس معلوم ہوا کہ دنیا نہیں ملتی مگر مشقت سے اور پھر نظر کی آخرت کی طرف پس معلوم ہوا کہ وہ بھی مشقت سے حاصل ہوتی ہے پس اس نے طلب کیا مشقت کے ساتھ ان دونوں میں زیادہ باقی رہنے والی کو یعنی آخرت کو

بَاهِنَامُ إِنَّمَا الْعُقْلَاءُ رَغَبُوا فِي الدُّنْيَا وَرَغِبُوا فِي الْآخِرَةِ، لِأَنَّهُمْ عَلِمُوا أَنَّ الدُّنْيَا  
طَالِبَةٌ مَطْلُوبَةٌ وَالْآخِرَةُ طَالِبَةٌ وَمَطْلُوبَةٌ هَعْمَنْ طَلَبَ الْآخِرَةَ طَلَبَتْهُ الدُّنْيَا حَتَّى يَتَوَفَّى مِنْهَا رِزْقَهُ  
وَمَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا نَبِهَتْهُ الْآخِرَةُ فَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ فَيُنْسِدُ عَلَيْهِ دُنْيَاهُ وَآخِرَتُهُ.

اے ہشام عقل مند آدمی نے رہنے کی دنیا اختیار کیا اور آخرت کی طرف رغبت کی کیونکہ انھوں نے یہ جان لیا کہ دنیا طالبہ اور مطلوبہ ہے اور آخرت بھی طالبہ اور مطلوبہ ہے پس جس نے آخرت کو طلب کیا دنیا اس کی طالب بنی یہاں تک کہ اس کا رزق دنیا سے پورا ہوا اور جس نے دنیا کو طلب کیا آخرت نے اس کو طلب کیا جب اس کو موت آئی تو اس کی دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہوئیں

بَاهِنَامُ مَنْ أَرَادَ الْغِنَى بِالْأَمْوَالِ وَرَاحَةَ الْقَلْبِ مِنَ الْحَسَدِ وَالسَّلَامَةَ فِي الدِّينِ، فَلْيَتَضَرَّعْ  
إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي مَسْأَلَتِهِ بِأَنْ يُكَمِّلَ عَقْلَهُ، فَمَنْ عَاقَلَ قَتَعَ بِمَا يَكْفِيهِ وَ مَنْ قَتَعَ بِمَا يَكْفِيهِ  
اسْتَفْنَى وَ مَنْ لَمْ يَقْتَعْ بِمَا يَكْفِيهِ لَمْ يَتْرِكِ الْغِنَى أَبَدًا.

اے ہشام جو چاہتا ہے کہ آرزو سے چھٹکارا ملے اور حسد سے دل دور رہے اور امر دین میں سلامتی حاصل ہو کہ سے چاہیے کہ اللہ کی طرف رجوع کر کے یہ سوال کرے کہ وہ اس کی عقل کو کامل بنادے جس کی عقل کامل ہوئی اس نے قناعت کی بقدر کفایت چیز پر اور جس نے قناعت کی اس پر وہ مستغنی ہو گیا اور جس نے بقدر ضرورت اکتفا نہ کی اس نے استغنا کو کبھی نہ پایا۔



يَا هِنَامُ إِنَّ اللَّهَ حَكِيمٌ عَنْ قَوْمٍ صَالِحِينَ : أَنَّهُمْ قَالُوا : رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِزْهَاتِنَا  
وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ وَحِينَ عَلِمُوا أَنَّ الْقُلُوبَ تَزِيغُ وَيَتَعَوَّدُ إِلَى عَمَلِهَا  
وَرَدَّهَا ، إِنَّهُ لَمْ يَخَفِ اللَّهَ مَنْ لَمْ يَعْقِلْ عَنِ اللَّهِ وَ مَنْ لَمْ يَعْقِلْ عَنِ اللَّهِ لَمْ يَتَّقِ قَلْبَهُ عَلَى مَعْرِفَةِ  
نَائِجَةِ بَيْعِهَا وَ يَجِدُ حَقِيقَتَهَا فِي قَلْبِهِ وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ كَذَلِكَ إِلَّا مَنْ كَانَ قَوْلُهُ لِفِعْلِهِ مُصَدِّقًا وَسِرُّهُ  
لِعَلَانِيَتِهِ مُوَافِقًا لِأَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمْ يَدُلَّ عَلَى الْبَاطِلِ الْعَنَفِيِّ مِنَ الْعَقْلِ إِلَّا بِظَاهِرٍ مِنْهُ وَنَاطِقٍ عَنْهُ .

اے ہشام خدا نے حکایت کی ہے نیک لوگوں کی بائیں طرف کہ انھوں نے کہا کہ اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو کچھ نہ کر اس کے  
بعد کہ تو نے ہم کو ہدایت کی ہے۔ اے ہشام یہیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر بے شک تو بڑا بخشنے والا ہے جب انھوں نے یہ جان لیا کہ  
قلب کچھ چھوتے ہیں اور بے خبری اور ہلاکت کی طرف لوٹتے ہیں تو یہ سمجھ لیا کہ جس نے اللہ سے عقل حاصل نہیں کی۔ یعنی کتاب خدا سے  
علم حاصل نہیں کیا وہ اللہ سے نہیں ڈرتا جس نے خرد مندی کو کتاب خدا سے حاصل نہ کیا اور اپنے دل میں معرفت پائندہ کو جگہ نہ  
دی جس سے مدد حاصل کرتا اور حقیقت کو بالیقین یہ تو وہی کر نیگا جس کا قول اس کے فعل کی تصدیق کرتا ہو اور ظاہر باطن کے  
مطابق ہو کیونکہ خدا نے لوگوں کو رہنمائی نہیں کی باطن غیبی پر جس سے مراد عقل ہے مگر حکمت قرآن سے یعنی رسول سخن عزیز کے  
ہدایت فرماتے تھے اور منع کرتے تھے اختلاف اور پیری وطن سے۔

يَا هِنَامُ كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ : مَا عُبِدَ اللَّهُ بِشَيْءٍ أَفْضَلَ مِنَ الْعَقْلِ وَ مَا تَمَّ عَقْلُ  
أَمْرٍ حَتَّى يَكُونَ فِيهِ خِصَالُ ثَلَاثٍ : الْكُفْرُ وَالشَّرُّ مِنْهُ مَأْمُونَانِ وَالرُّشْدُ وَالْخَيْرُ مِنْهُ مَأْمُولَانِ وَ  
فَضْلُ مَا لَمْ يَمْتَدَّ وَ فَضْلُ قَوْلِهِ مَكْشُوفٌ وَ نَسِيْبُهُ مِنَ الدُّنْيَا الْفَوْتُ ، لَا يَشْبَعُ مِنَ الْعِلْمِ دَمْرَةٌ  
الَّذِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مَعَ الْإِيمَانِ الْعِزُّ مَعَ غَيْرِهِ وَ التَّوَّاضُعُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الشَّرَفِ ، يَسْتَكْبِرُ قَابِلُ الْمَعْرُوفِ  
مِنْ غَيْرِهِ وَ يَسْتَقِلُّ كَثِيرَ الْمَعْرُوفِ مِنْ نَفْسِهِ وَ يَرَى النَّاسَ كُلَّهُمْ خِدَائِيَّةً وَ أَنَّهُ شَرٌّ مِنْ نَفْسِهِ  
نَفْسِهِ وَ هُوَ تَعَالَى الْأُمُورِ .

اے ہشام امیر المؤمنین فرمایا کرتے تھے کہ عقل سے بہتر عبادت خدا کسی نے نہیں کی۔ آدمی کا عقل کامل نہیں ہوتا جب تک اس میں چند خصلتیں  
نہ ہوں۔ ۱۔ اس کو کفر و شر سے امن ہو ۲۔ اس سے نیکی اور خیر کی امید ہو ۳۔ ضرورت سے زیادہ مال کو راہ خدا میں



خبر کسے۔ ۴۔ دنیا سے اس کا حصہ قوت لایموت ہے۔ علم کی تحصیل سے سیر نہ ہوا۔ راہِ خدا میں ذلت اس کے نزدیک زیادہ محبوب ہو اس عزت سے جو غیر سے ملے، غیر کا تھوڑا احسان زیادہ جانے اور۔ اپنا احسان دوسرے کے ساتھ کم سمجھے۔ سب کو اپنے سے بہتر اور اپنے کو ان سے بدتر جانے۔

بَاهِشَامُ إِنَّ الْعَاوِلَ لَا يَكْذِبُ وَإِنْ كَانَ فِيهِ هَوَاهُ.

عقل مند جھوٹ نہیں بولتا۔ ہر چند خواہش طبع ہو۔

بَاهِشَامُ لَا بَيْنَ لِمَنْ لَا رُوءَ لَهُ وَلَا رُوءَ إِيَّاهُ لَأَعْقَلَ لَهُ وَإِنْ أُعْظِمَ النَّاسُ قُدْرَ النَّبِيِّ لَا يَزِي أَدْبَا لِنَفْسِهِ خَطَرًا إِذَا كَانَ أَبْدَانَكُمْ آيَسَ لَهَا تَمَنُّ إِلَّا الْجَنَّةُ فَلَا تَبْغُوهَا بِغَيْرِهَا.

اے ہشام جس کے لئے مروت نہیں۔ اس کے لئے دین نہیں۔ اور مروت اسی کے لئے نہیں جس کے پاس عقل نہیں مازدگ قدر و منزلت سب سے بڑا آدمی وہ ہے جو اپنے لئے دنیا کو کوئی بڑی چیز نہیں سمجھتا ناگاہ ہو کہ تمہارے ابدان کی قیمت جنت کے سوا کچھ نہیں۔ پس ان کو جنت کے سوا کسی کے بدلہ میں نہ بیچو۔

يَا هِشَامُ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَقُولُ : إِنَّ مِنْ عَلَامَةِ الْعَاقِلِ أَنْ يَكُونَ فِيهِ ثَلَاثُ خِصَالٍ : يَجِيبُ إِذَا سُئِلَ ، وَيَنْطِقُ إِذَا عَجَزَ الْقَوْمُ عَنِ الْكَلَامِ ، وَيَشِيرُ بِالرَّأْيِ الَّذِي يَكُونُ فِيهِ صَلَاحُ أَهْلِهِ ، فَمَنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مِنْ هَذِهِ الْخِصَالِ الثَّلَاثِ شَيْءٌ ، فَهُوَ أَحَقُّ .  
إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : لَا يَجْلِسُ فِي صَدْرِ الْمَجْلِسِ إِلَّا رَجُلٌ فِيهِ هَذِهِ الْخِصَالُ الثَّلَاثُ أَوْ وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ ، فَمَنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ شَيْءٌ مِنْهُنَّ فَجَلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ .

اے ہشام! امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے تھے عقل مند کی علامت یہ ہے کہ اس میں تین خصلتیں ہوں۔ جب سوال کیا جائے تو جواب دے اور جب قوم عاجز ہو تو بولے اور مشورہ دے ایسی حالت جس سے اس کے اہل کی اصلاح ہو جس میں تین خصلتیں نہ ہوں یا ان میں سے ایک بھی نہ ہو۔ وہاں حق ہے امیر المؤمنین نے فرمایا مجلس کے صدر میں نہ بیٹھے مگر وہ شخص جس میں یہ تین خصلتیں ہوں یا کم سے کم ان میں سے ایک ہو اور جس میں ایک بھی نہ ہو۔ وہ اہمق ہے۔



و قال الحسن بن علي عليه السلام: إذا طلبتم الخواص فاطلبوها من أهلها، قيل يابن رسول الله ومن أهلها قال: الذين قص الله في كتابه وذكركم، فقال: إنما يتذكروا أولو الألباب، قال: هم أولو الأول، و قال علي بن الحسين عليه السلام: مجالسة الصالحين ذريعة إلى الصلاح وإدراك العلماء زيادة في العباد و طاعة ولاء العترة تمام العز و استيلاء المال تمام المروءة و إرشاد المشير قضاء الحق النعمة و كثرة الأذى من كمال العقل و فيه راحة القلب عاجلاً و آجلاً

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا۔ جب تم حاجتوں کو طلب کرو تو اس کے اہل سے طلب کرو کسی نے کہا یا بن رسول اللہ اہل کون ہیں فرمایا وہ لوگ ہیں جن کا ذکر خدا نے کیا ہے اور الالباب نصیحت مانگتے ہیں اور حضرت نے فرمایا وہ صاحبان عقل ہیں۔

حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ نیکوں کی صحبت میں بیٹھنا صلاح و دوستی کا سبب ہوتا ہے اور آداب علماء باطن زیادتی عقل ہے اور عاقل حکمرانوں کی اطاعت سبب عزت ہے اور اپنے مال کو فقراہن و عیال میں خرچ کرنا مروت ہے اور طالب مشورت کو راہ نیک دکھانا حق نعمت ہے اور ایذا رسانی سے باز رہنا کمال عقل اور راحت بہت ہے جلد یا بدیر۔

بَابُ إِذَا تَلَقَّيْتُمُ الْغَائِبَ لَا يَحْدُثُ مَنْ يَخَافُ تَكْذِيبَهُ وَلَا يَسْأَلُ مَنْ يَخَافُ مَنَعَهُ وَلَا يَبْذُرُ عَلَيْهِ وَلَا يَزْجُو مَا يَنْفَعُ بِرَجَائِهِ وَلَا يَقْدِمُ عَلَى مَا يَخَافُ قُوَّتَهُ بِالْعَجْزِ عَنْهُ

اے ہشام عقل مند بات نہیں کرتا اس سے جس کے جھٹلانے سے ڈرتا ہے اور نہیں سوال کرتا اس سے جس کے منع کرنے سے ڈرتا ہے اور جس پر قابو نہ ہو اس کا وعدہ نہیں کرتا اور نہیں امید کرتا اس چیز کی جس کی امید باعث سرزنش ہو اور نہیں قدم اٹھاتا ایسی چیز کی طرف کہ خبر کی بنا پر اس کے فوت ہونے کا خوف ہو۔

- عَلِيُّ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ رَفَعَهُ قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: الْعَقْلُ عِطَابُ تَبِيٍّ وَالْفَضْلُ جَمَالُ ظَاهِرٍ فَاتَّبِرْ خَلْقَ خَلْقِكَ بِفَضْلِكَ وَ قَاتِلْ هَوَاكَ بِعَقْلِكَ، تَسَلَّمَ لَكَ الْمَوَدَّةُ وَ تَطَلَّعَ لَكَ الْمَحَبَّةُ

امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا عقل ایک پردہ میں پنہاں ہے اور بخشش مال بہ خوبی نمایاں ہے پس اپنے خلق کی خرابی کو بخشش سے چھپالے اور اپنی بدخواہشوں کو اپنی عقل سے قتل کر دے لے باطنی محبت قائم رہے گی اور لوگوں کی ظاہر دوستی



سایاں ہوگی

عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ

قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعِنْدَهُ حَمَانَةٌ مِنْ مَوَالِيهِ فَجَرَى ذِكْرَ الْعَقْلِ وَالْجَهْلِ فَقَالَ  
 "نُورُ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَعْرِفُوا الْعَقْلَ وَجُنْدَهُ وَالْجَهْلَ وَجُنْدَهُ أَهْتَدُوا قَالَ سَمَاعَةُ: فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ  
 ، نَرَوْهُ إِلَّا مَا عَرَفْنَا، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ الْعَقْلَ وَهُوَ أَوَّلُ خَلْقٍ  
 مِنَ الرُّوحَانِيِّينَ عَنِ يَمِينِ الْعَرْشِ مِنْ نُورِهِ فَقَالَ لَهُ أُدِيرُ فَأُدِيرَ، ثُمَّ قَالَ لَهُ أَقْبِلْ فَأَقْبَلَ، فَقَالَ اللَّهُ  
 تَبَارَكَ وَتَعَالَى: خَلَقْتُكَ خَلْقًا عَظِيمًا وَكَرَّمْتُكَ عَلَى جَمِيعِ خَلْقِي، قَالَ: ثُمَّ خَلَقَ الْجَهْلَ مِنَ  
 الْبَحْرِ الْأَجَاجِ ثَلَاثِينَ قَالَ لَهُ: أُدِيرُ فَأُدِيرَ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: أَقْبِلْ فَلَمْ يُقْبَلْ فَقَالَ لَهُ: اسْتَكْبَرْتَ  
 فَلَعَنَهُ، ثُمَّ جَعَلَ لِلْعَقْلِ خَمْسَةً وَسَبْعِينَ جُنْدًا فَلَمَّا رَأَى الْجَهْلُ مَا أَكْرَمَ اللَّهُ بِهِ الْعَقْلَ وَ مَا أُعْطَاهُ  
 أَشْمَرَ لَهُ الْعَدَاوَةَ فَقَالَ الْجَهْلُ: يَا رَبِّ، هَذَا خَلْقٌ مِثْلِي خَلَقْتَهُ وَكَرَّمْتَهُ وَقَوَّيْتَهُ وَأَنْصَدْتَهُ  
 وَلَا قُوَّةَ لِي بِهِ فَأَعْطِنِي مِنَ الْجُنْدِ مِثْلَ مَا أُعْطِيْتَهُ فَقَالَ: نَعَمْ فَإِنْ عَصَيْتَ بَعْدَ ذَلِكَ أَخْرَجْتُكَ وَ  
 جُنْدَكَ مِنْ رَحْمَتِي قَالَ: قَدْ دَخِلْتَ فَأَعْطَاهُ خَمْسَةً وَسَبْعِينَ جُنْدًا فَكَانَ مِثْلًا أُعْطِيَ الْعَقْلَ مِنَ الْخَمْسَةِ  
 وَالسَّبْعِينَ الْجُنْدَ.

۱۴ سماع سے مروی ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کی خدمت میں آپ کے دوستوں  
 کی ایک جماعت موجود تھی اور عقل و جہل کا ذکر ہو رہا تھا حضرت نے فرمایا عقل اور ایکے شکر کو اور جہل اور اس کے شکر کو  
 پہچاننا نہایت پا جاوے گا سامنے کہا میری جان آپ پر خدا ہو ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا آپ نے بتایا ہے حضرت نے فرمایا  
 خدا نے عز و جل نے عقل کو پیدا کیا اور وہ روحانیوں میں سب سے پہلی مخلوق ہے جس کو اپنے نور سے ہمیں عرش سے پیدا  
 کیا اس سے کہا پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گئی پھر کہا آگے آ۔ وہ آگے آئی۔ خدا نے فرمایا میں نے تجھ کو خلقتِ عظیم کے ساتھ  
 پیدا کیا اور اپنی تمام مخلوق پر فضیلت دی۔ پھر جہل کو پیدا کیا۔ کھانسی دیکھتے ہو ظالماتی تھا اس سے کہا پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گیا



پھر کہا آگے۔ وہ آگے نہ آیا۔ خدا نے کہا تو نے تکبر کیا اور اس پر لعن کی۔ پھر خدا نے عقاب کے لئے پچتر فوجیوں کا شکر عطا کیا۔ جب میں نے عقل کا یعزت و اکرام دیکھا تو عقل کی صارت اس کے دل میں سما گئی جہل نے کہا اے معبود تو نے میری طرح عقل کو بھی پیدا کیا ہے تو نے اسکو صاحب کرامت و قوت بنا دیا۔ میں اس کی خدمتوں میرے لئے کوئی قوت نہیں۔ پس جیسا شکر اے دیلے اپنی رحمت سے مجھے بھی دے۔ خدا نے فرمایا۔ اچھا اگر تو نے اس شکر کی نافرمانی کی تو میں تجھے اندھے شکر کو اپنی رحمت سے دور کر دوں گا۔ اس نے کہا میں راہی ہوں پس خدا نے اسے بھی پچتر فوجی دیئے۔

الخير وهو وزير العقل وجعل ضدّه الشر وهو وزير الجهل ؛ والایمان وضدّه الكفر ؛  
والتصديق وضدّه الجحود ؛ والرجاء وضدّه القنوط ؛ والعدل وضدّه الجور ؛  
والرضا وضدّه السخط ؛ والشكر وضدّه الكفران ؛ والطمع وضدّه اليأس ؛  
والتوكل وضدّه الحرص ؛ والرأفة وضدّها القسوة ؛ والرحمة وضدّها الغضب ؛  
والعلم وضدّه الجهل ؛ والفهم وضدّه الحمق ؛ والعفة وضدّها التهلك ؛  
والزهد وضدّه الرغبة ؛ والرفق وضدّه الخرق ؛ والرغبة وضدّه الجراءة ؛  
والتواضع وضدّه الكبر ؛ والتؤدة وضدّها التسرّع ؛ والحلم وضدّها السفه ؛  
والصمت وضدّه الهذ ؛ والاستسلام وضدّه الاستكبار ؛ والتسليم وضدّه الشك ؛  
والصبر وضدّه الجزع ؛ والصفح وضدّه الانتقام ؛ والغنى وضدّه الفقر ؛  
والتذكر وضدّه السهو ؛ والحفظ وضدّه النسيان ؛ والتعطف وضدّه القطيعة ؛  
والقنوع وضدّه الحرص ؛ والمؤاسة وضدّها المنع ؛ والمودة وضدّها العداوة ؛  
والوفا وضدّه الغدر ؛ والطاعة وضدّها المعصية ؛ والخضوع وضدّه التناول ؛  
والسلامة وضدّها البلاء ؛ والحب وضدّه البغض ؛ والصدق وضدّه الكذب ؛  
والحق وضدّه الباطل ؛ والأمانة وضدّها الخيانة ؛ والاخلاص وضدّه الشوب ؛  
والشهادة وضدّها البلاة ؛ والفهم وضدّه الغباوة ؛ والمعرفة وضدّها الانكار ؛



والمداواة وضدها المكاشفة : وسلامة الغيب وضدها الماكرة : والكتمان وضدها الإفشاء :  
 والصلاة وضدها الإضاعة ، والدوم وضده الإفطار ، والجهاد وضده النكول ؛  
 والحج وضده نبد الميثاق ؛ وصون الحديث وضده النميمة ؛ وبر الوالدين وضده العقوق ؛  
 والحقيقة وضدها الرياء ؛ والمعروف وضده المنكر ؛ والستر وضده التبرج ؛  
 والتقية وضدها الإذاعة ؛ والإنصاف وضده الحمية ؛ والتهبئة وضدها البغي ؛  
 والنظافة وضدها القذر ؛ والحياء وضدها الجلع ؛ والقصد وضده العدوان ؛  
 والراحة وضدها التعب ؛ والسهولة وضدها الصعوبة ؛ والبركة وضدها المحق ؛  
 والعمارة وضدها البلاء ؛ والقوام وضدها المكاثرة ؛ والحكمة وضدها الهوا ؛  
 والبوقار وضده الخفة ، والسعادة وضدها الشقاوة ؛ والتوبة وضدها الإصرار ؛  
 والاستغفار وضده الغترار ؛ والمحافظة وضدها التهاون ؛ والدعاء وضده الاستنكاف ،  
 والنشاط وضده الكسل ؛ والفرح وضده الحزن ؛ والألفة وضدها الفرقة ؛ والسخا ،  
 وضده البخل .

پس عقل کی نوج جن پھترے بنائی گئی وہ یہ ہیں :-

خیر جو زیر عقل ہے اس کی ضد شر ہے جو زیر جہل ہے ایمان جس کی ضد کفر ہے تعدیق جس کی ضد انکار ہے امید  
 جس کی ضد مایوسی ہے ، عدل جس کی ضد ظلم ہے ، رضا جس کی ضد غم ہے ، شکر جس کی ضد کفران ہے ، طبع (امور خیر میں  
 زیادتی کی خواہش) اس کی ضد یاس ہے ، توکل جس کی ضد حرص ہے ، ہرمانی یا نرم دل جس کی ضد سخت دلی ہے ، رحمت  
 جس کی ضد غضب ہے ، علم جس کی ضد جہل ہے ، فہم جس کی ضد حماقت ہے ، تفقہ جس کی ضد ہتک ہے ، زہد جس کی ضد  
 رغبت ، خوش خوئی جس کی ضد بد خوئی ، دانا جس کی ضد جرات ہے یعنی بدی سے ڈرنا جس کی ضد بے باکی ہے فروتنی جس کی ضد  
 دعوی و بزرگی ہے اور شکر و سخن میں آمیزگی ، اس کی ضد جلد بازی ہے اور علم کی ضد نادانی ہے اور خفا و شرم کی ضد  
 ہرزہ گوئی ہے ، اور قبولیت کی ضد سرکشی ہے ، تسلیم کی شک ہے ، صبر کی ضد بے قراری ہے ، درگزر کی ضد انتقام ہے ۔  
 استغنا کی ضد فقر ہے ، تذکر کی ضد سہو ہے حفظ کی ضد نسیان ، ہرمانی کی ضد قطع تعلق اور قناعت کی ضد حرص ہے ۔



محتاجوں سے ہمدردی۔ اس کی ضد ہمدردی کو روک دینا ہے اور محبت کی ضد عداوت ہے اور وفا کی ضد فدا اور طاعت کی ضد معصیت ہے اور گریہ و فدا کی ضد سرکشی اور سلامتی کی ضد بلا اور محبت کی ضد بغض اور سچ کی ضد جھوٹ اور حق کی ضد باطل اور امانت کی ضد خیانت اور بے غرضی کے ضد غرض آلود بات کرنا ہے اور حیران کا جلد تصور کرنا اس کی ضد کو دن بننا ہے۔ فہم کی ضد غمی ہونا ہے اور معرفت کی ضد انکار ہے اور کسی کی بیسی سے چشم پوشی کی ضد اس کا ظاہر کر دینا ہے حاضر و غائب میں کسی ایک روش پر رہنا اس کی ضد ہے دو رنگ ہونا، اور اپنے راز کو چھپانا، اس کی ضد ہے ظاہر کرنا اور نماز کو ادا کرنا، اس کی ضد غفلت ہے بیروی آخر کو ضائع کرنا ہے اور رونہ رکھنا اس کی ضد ہے خشم پرستی، جنگ کرنا دشمنین سے اس کی ضد ہے حق سے روگردانی اور بچ کی ضد ہے پیمانہ اپنی کو پس پشت ڈالنا اور لوگوں کی باتوں پر نگاہ رکھنا اس کی ضد ہے چغل خوری اور مال پاپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اس کی ضد ہے بن کے نافرمانی اور حقیقت کی ضد ہے یا اور معروف کی ضد منکر ہے اور مترک ضد اظہار خوبی اور تقیہ کی ضد ہے اظہار حق بے باک سے کرنا اور انصاف کی ضد ہے لوگوں کے درمیان تفاوت قائم کرنا۔ بے وجہ اور دشمن سے رفا جوئی جس میں دونوں کے لئے بہتری ہو اس کی ضد زیادہ ردي ہے اور پاکیزگی ضد چرک ہے شرم کی ضد ہے شرمی ہے اور میان روی کی ضد حد سے گزرنہ ہے، راحت کی ضد تعب اور سہولت کی ضد صعوبت اور برکت کی ضد محسوس، اور مافیت کی ضد بلا اور اقوال کی ضد مکاشفہ۔ ضد حکمت خواہش ہائے بد اور قمار کی ضد سبکی اور سطات کی ضد شفات، تو بیک ضد افرار، استفادہ کی ضد ہے افرار یا وجود گناہ نعمت ہائے اپنی کھانا اور نگہداری امر و نہی کی ضد ہے سہل نکاری اور دما کی ضد ہے اس سے روگردانی اور ناشائستگی ضد ہے کاہلی، خوشی کی ضد حزن ہے انفت کی ضد فرقت اور سخاوت کی ضد بخل ہے۔

وَلَا تَجْتَمِعْ هَذِهِ النِّصَالُ كُلُّهَا مِنْ أَجْنَادِ الْعَقْلِ إِلَّا فِي نَبِيٍّ أَوْ وَهَبِي نَبِيٍّ أَوْ مُؤْمِنٍ قَدِ  
 امْتَحَنَ اللَّهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ وَ أَمَّا مَا يُرْذَلُكَ مِنْ مَوَالِينَا فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَخْلُو مِنْ أَنْ يَكُونَ فِيهِ بَعْضُ  
 هَذِهِ الْجُنُودِ حَتَّى يَسْتَكْمِلَ وَيَنْقُى مِنْ حُنُودِ الْجَهْلِ فَعِنْدَ ذَلِكَ يَكُونُ فِي الدَّجَةِ الْعُلْيَا مَسْجِدُ  
 الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْصِيَاءِ وَ إِنَّمَا يُنْذَرُكَ ذَلِكَ بِمَعْرِفَةِ الْعَقْلِ وَ شُؤْمِهِ وَ بِمُجَابَبَةِ الْجَهْلِ وَ جُنُودِهِ وَ فَقَدْ  
 اللَّهُ وَ إِيَّاكُمْ لِعِلَائِيهِ وَ مَرْضَاتِهِ



اجساد عقل کی یہ تمام قسمیں نہیں جمع ہوتیں مگر نبی یا وصی نبی میں اس مومن میں جس کے ایمان قلبی کا امتحان خدائے عظیم نے لیا ہو رہے باقی ہمارے حوالے تو ان میں سے کوئی ایسا نہیں جس میں خود عقل سے کوئی چیز نہ نپائی جاتی ہو مگر جنود جہل سے بھی اس میں کچھ ہوگا۔ لہذا وہ بلند درجہ میں انبیاء اور اوصیاء کے ساتھ ہوگا اور وہ یہ درجہ پائے گا۔ عقل اور اس کے لشکر کی معرفت اور جہل سے دور کر دینے کی بناء پر خدا ہم کو اور تم کو اپنی طاعت اور فرماؤ کی توفیق دے۔

۱۵ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَبِيلٍ عَنِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ قُضَيْلٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَا كَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعِبَادَ بِكُنْهِ عَقْلِهِ قَطُّ، وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّا مَعَايِرُ الْأَنْبِيَاءِ أَمَرْنَا أَنْ نُكَلِّمَ النَّاسَ عَلَى قَدْرِ عُقُولِهِمْ.

۱۵ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا انہیں کلام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے بندوں سے ان کی عقل کے اور حضرت صلعم نے فرمایا ہم گروہ انبیاء کو ملکہ یا گلبے کہ لوگوں سے بقدر ان کی عقلوں کے کلام کریں۔

۱۴ عَلِيُّ بْنُ تَقْوَى، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ النَّوْقَلِيِّ، عَنْ الشَّكُونِيِّ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ قُلُوبَ الْجُهَالِ تَبْتَغِي مَا الْأَطْمَاعُ وَتَرْتَبِّهَا الْمَنَى وَتَسْتَفْلِقُهَا الْخَنَائِعُ.

۱۴ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جہال کے دل ان شکاری جانوروں کی طرح ہیں کہ طبع ان کو اپنی جگہ سے نکالتی ہے اور وہ شیطان فریب کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔

۱۷ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ شَهْرٍ الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ هُفَّانٍ عَنْ دُرُسْتٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَكْمَلُ النَّاسِ عَقْلًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا.

۱۷ علی بن ابراہیم نے اپنے والد سے انھوں نے جعفر بن محمد الاشعری سے اور انھوں نے



عبید اللہ الحقان سے۔ عبید اللہ الحقان نے درست اور درست نے ابراہیم بن الحمید سے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کا خلق اچھا ہے وہی لوگوں میں کامل العقل ہے۔

۱۸ عَلِيُّ بْنُ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيُّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ الرَّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَدْ كَرَّنا الْعَقْلَ وَالْأَدَبَ فَقَالَ: يَا أَبَاهَا شَيْمُ الْعَقْلُ جِبَاءٌ مِنَ اللَّهِ، وَالْأَدَبُ كُفَّةٌ، فَمَنْ تَكَلَّفَ الْأَدَبَ قَدَّرَ عَلَيْهِ، وَمَنْ تَكَلَّفَ الْعَقْلَ لَمْ يَزِدْ بِذَلِكَ إِلَّا جَهْلًا.

۱۸ ابوالہاشم جعفری سے مروی ہے کہ ہم امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے پس عقل اور عقلمندی کا تذکرہ ہونے لگا۔ حضرت نے فرمایا اے ابوالہاشم عقل بخش الہی ہے جو کسی کو کم ملی ہے اور کسی کو زیادہ۔ اور عقلمندی اختیار ہے۔ جو بڑھانا چاہے گا بڑھائے گا اور جو دعوت عقل و فہم کرے گا اور علم کو اپنے سے بلند پایہ انسان سے حاصل نہ کرے وہ جہالت کو بڑھائے گا۔

۱۹ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبَلَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي جَارٌ كَثِيرُ الصَّلَاةِ كَثِيرُ الصَّدَقَةِ، كَثِيرُ الْحَجِّ لَا بَأْسَ بِهِ قَالَ: فَقَالَ: يَا إِسْحَاقُ، كَثِيرُ عَقْلُهُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ لَيْسَ لَهُ عَقْلٌ قَالَ: فَقَالَ: لَا يَزِيدُكَ بِذَلِكَ مِنْهُ.

۱۹ اسماعیل بن عمار سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ میرا ایک پڑوسی ہے جو بہت نمازیں پڑھتا ہے، بہت صدقہ دیتا ہے اور بہت حج کرتا ہے۔ فرمایا اے اسماعیل اس کی عقل کیسی ہے۔ میں نے کہا اے عقل نہیں۔ فرمایا۔ تو وہ ان عبادات سے فائدہ نہیں پائے گا۔

۲۰ الْحُسَيْنُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُمِيِّ، عَنْ أَبِي يَنْقُوبٍ الْبَغْدَادِيِّ قَالَ: قَالَ ابْنُ التَّيَكِبِيِّ لِأَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لِمَاذَا بَعَثَ اللَّهُ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْعَمَا وَبِأَيْدِي الْبَيْضَاءِ وَالْأَلْوَانِ



الْبَحْرِ؛ وَبَعَثَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ بِالْحَقِّ، وَبَعَثَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ بِالْكَلامِ وَالْحُطْبِ  
فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ اللَّهَ لَمَّا بَعَثَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ الْغَالِبُ عَلَى أَهْلِ عَصْرِهِ السِّحْرُ فَأَتَاهُمْ  
مِنْ عِنْدِ اللَّهِ بِمَا لَمْ يَكُنْ فِي دُسُومِهِمْ مِثْلُهُ وَمَا أَبْطَلَ بِهِ سِحْرَهُمْ وَ أَثْبَتَ بِهِ الْحُجَّةَ عَلَيْهِمْ وَإِنَّ اللَّهَ  
بَعَثَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي وَقْتٍ ظَهَرَتْ فِيهِ الزَّمَانَاتُ وَاجْتَنَحَ النَّاسُ إِلَى الْبَلِّ فَأَتَاهُمْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ  
بِمَا لَمْ يَكُنْ عَنْدهُمْ مِثْلُهُ وَمَا أَخْبَأَهُمُ الْمَوْتُ وَأُتِيَ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَ أَثْبَتَ بِهِ  
الْحُجَّةَ عَلَيْهِمْ

۲۰ ابو یعقوب بغدادی سے روایت ہے کہ ابن سکیت نے امام علی نقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیوں بھیجا خدا نے موسیٰ  
علیہ السلام کو عصا اور بیضا اور دیگر چیزیں دے کر جو جادو جیسی تھیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو آلات طب جیسی چیزوں کے ساتھ  
بھیجا۔ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا درود ہوا ان پر اور تمام انبیاء پر کلام و خطاب کے ساتھ بھیجا۔ امام  
علیہ السلام نے فرمایا کہ جس زمانہ میں خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو بیعت کیا اس زمانہ میں لوگوں پر سحر کا بڑا فتنہ تھا پس موسیٰ  
علیہ السلام نے دکھلائی یہ ان کو خدا کی طرف سے ایسی چیز کہ اس کی مثل لانا ان کی طاقت سے باہر تھا ان معجزات سے ان کے  
سحر زائل ہو گئے اور خدا کی محبت ان پر ثابت ہو گئی اور عیسیٰ کے زمانہ میں طب کا بڑا اندر تھا پس خدا نے ان کو وہ چیز  
دی جو لوگوں کے پاس نہ تھی پس انہوں نے مریدوں کو زندہ کیا اور سرور وصال اور معجزوں کو اچھا کیا۔ بانگ خدا اور اس  
طرح خدا کی محبت ان پر تمام ہوئی۔

۲۱ وَإِنَّ اللَّهَ بَعَثَ نُوحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي وَقْتٍ كَانَ الْغَالِبُ عَلَى أَهْلِ عَصْرِهِ الْخُطْبُ وَالْكَلَامُ  
وَأُثْبِتَ لَهُ قَالَ: السِّحْرُ. فَأَتَاهُمْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مِنْ مَوَاعِيظِهِ وَحِكْمِهِ مَا أَبْطَلَ بِهِ قَوْلَهُمْ وَ أَثْبَتَ بِهِ الْحُجَّةَ  
عَلَيْهِمْ. قَالَ: فَقَالَ ابْنُ السَّكِّيتِ: تَأَنَّنِ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ قَطُّ فَمَا الْحُجَّةُ عَلَى الْخَلْقِ الْيَوْمَ؟ قَالَ:  
فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْعَقْلُ يُعْرِفُ بِهِ الشَّاقِقُ عَلَى اللَّهِ فَيُصَدِّقُهُ وَالْكَاذِبُ عَلَى اللَّهِ فَيَكْذِبُهُ. قَالَ: فَقَالَ ابْنُ  
السَّكِّيتِ: هَذَا وَاللَّهِ هُوَ الْجَوَابُ

اور اللہ تعالیٰ نے بھیجا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے زمانہ میں جب کہ لوگوں پر خطبوں اور کلام کا بہت زیادہ



اتر تھا۔ پس خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موعظہ پینا اور اپنا کلام جس نے ان لوگوں کے قلوب کو باطل کر دیا اور خدا کی حجت ان لوگوں پر قائم کر دی۔ ابن سکیت نے یہ سن کر کہا میں نے آپ جیسا عالم کبھی نہیں دیکھا۔ پھر کہا یہ بھی ارشاد ہو کہ اب خدا کی حجت اس کی مخلوق پر کون ہے۔ فرمایا عقل جس سے پہچانا جاتا ہے اس صادق کو جو اللہ کی طرف سے ہدایت لاتا ہے پس عقل اس کی تصدیق کرتا ہے اور جھوٹے کو پہچان کر اس کی تکذیب کرتی ہے ابن سکیت نے کہا۔ بیشک یہی جواب ہے۔

۲۱ الْحُسَيْنُ بْنُ قُتَيْبَةَ : عَنْ مُعَلَّى بْنِ قُتَيْبَةَ ، عَنْ الْوَشَّاءِ ، عَنْ الْمُنْشِيِّ الْحَنَاطِ ، عَنْ قُتَيْبَةَ الْأَنْشِيِّ ، عَنْ ابْنِ أَبِي بَقْفُورٍ ، عَنْ مَوْلَى ابْنِ شَيْبَانَ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ : إِذَا قَامَ فَأَيْمَنَّا وَضَعَ اللَّهُ يَدَهُ عَلَى رُؤُوسِ الْعِبَادِ فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمْ عَقُولَهُمْ وَكَمَلَتْ بِهِ أَحْلَامَهُمْ .

۲۱ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ جب ہمارا اتانم خراج کرے گا تو خدا اپنی رحمت کا ہاتھ لوگوں کے سر پر رکھے گا جس سے ان کی عقلیں درست اور افہام کامل ہوں گے۔

۲۲ عَلِيُّ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ ، عَنْ تَهْمَنِ بْنِ سُلَيْمَانَ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ : حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ النَّبِيُّ وَالْحُجَّةُ بَيْنَ الْعِبَادِ وَبَيْنَ اللَّهِ الْعَقْلُ .

۲۲ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی خدا کے بندوں پر اس کی حجت ہے اور اللہ اور بندوں کے درمیان عقل حجت ہے۔

۲۳ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قُتَيْبَةَ مَرْسَلًا قَالَ : قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام : دُعَاءُ الْإِنْسَانِ الْعَقْلُ وَالْعَقْلُ مِنْهُ الْفِطْنَةُ وَانْفِصَالُ الْعِلْمِ وَالْحِفْظُ وَالْعِلْمُ ، وَبِالْعَقْلِ يَكْمُلُ وَهُوَ دَلِيلُهُ وَمُبِيرُهُ وَمِفْتَاحُ أَمْرِهِ ، فَإِذَا كَانَ تَأْيِيدُ عَقْلِهِ مِنَ النُّورِ كَانَ عَالِمًا ، حَافِظًا ، ذَا كِرَاءٍ ، قَاطِنًا ، فِيمَا قَلِمَ بِذَلِكَ كَيْفَ وَلَمْ وَحَيْثُ ، وَعَرَفَ مَنْ نَصَحَهُ وَمَنْ غَشَّاهُ ، فَإِنَّا عَرَفَ ذَلِكَ عَرَفَ مَجْرَاهُ وَمَوْصُولَهُ وَمَقْصُولَهُ وَ أَخْلَصَ الْوَحْدَانِيَّةَ لِلَّهِ وَالْإِقْرَارَ بِالْعُلَمَاءِ فَإِذَا قَعَلَ ذَلِكَ كَانَ مُسْتَدِرًّا كَالِإِمَائَاتِ ، وَوَارِدًا عَلَى مَا هُوَ آتٍ يَعْرِفُ مَا هُوَ فِيهِ وَلَا يَتِي شَيْءٌ هُوَ هَهُنَا ، وَمِنْ أَيْنَ يَأْتِيهِ وَإِلَى مَا هُوَ صَائِرٌ ، وَذَلِكَ كُلُّهُ مِنْ



## تأیید العقل

۲۳ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ستون انسانیت عقل ہے اور خرد مندی سے چار چیزیں حاصل ہوتی ہیں اول محکمت قرآنی سے باطل باتوں کے عیب بتانا اور دوسرے امامان حق کے مرتبہ کو سمجھنا تیسرے اپنی حد کو نگاہ رکھنا مثلاً ہوتا قرآن وغیرہ میں جو کچھ یاد کرنا مسائل دین کا امامان حق سے اور عقل سے آدمی کامل ہوتا ہے عقل درہمائے انسان ہوتی ہے چہرہ چشم ہے اور کلید کار بستہ پس عقل کی مدد سے انسان دلائل ربوبیت اور محکمت قرآن کا عالم ہوتا ہے اور مسائل دین کی حفاظت کرتا ہے اور شمار امامان حق کرتا ہے اور ان کے مرتبہ کا سمجھنے والا ہوتا ہے پس وہ جان لیتا ہے کہ پیغمبر کے بعد اس کی امت کا حال کیا ہوا اور کیوں ہوا اور کہاں ہوا اور وہ جانتا ہے کہ کس سے ملے اور کس سے انگ رہے تو اس نے حق کے مجراے و موصول کو پہچان لیا۔ پھر اس نے توحید رب کو غلوں سے لیا اور اس کی اطاعت کا اقرار کیا۔ جب آیا تو اس نے فوت شدہ چیز کو پالیا اور آنے والی حالت کو سمجھ لیا اور یہ بھی جان لیا کہ وہ کن حالات میں ہے اور کس وجہ سے ہے کہاں سے آیا اور کہاں جا رہا ہے یہ سب بتایید عقل ہے۔

۲۴ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مَسْلُوبِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ زُرَّانَ، عَنْ بَعْضِ رِجَالِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: الْعَقْلُ دَرَاهِمُ الْمُؤْمِنِ.

۲۴ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے عقل مومن کی درہم ہے۔

۲۵ - الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ عُمَرَ، عَنِ الْوَشَّاءِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنِ السَّرِيِّ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَا أَيُّهَا أَفْقَرُ أَشَدُّ مِنَ الْجَهْلِ وَلَا مَالٌ أَعُوذُ مِنَ الْعَقْلِ.

۲۵۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا۔ جہالت سے بڑھ کر محتاجی نہیں۔ عقل سے زیادہ مفید تر کوئی چیز نہیں۔

۲۶ - مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ مَسْلُوبِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي نَجْرَانَ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ السَّقْلَ قَالَ لَهُ: أَقْبِلْ فَأَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَهُ: أَدْبِرْ



قَابِرٍ . فَقَالَ : وَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي مَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَحْسَنَ مِنْكَ . إِيَّاكَ أَمْرٌ وَ إِيَّاكَ أَنْهَى وَ إِيَّاكَ أُبَيِّدُ وَ إِيَّاكَ أَعَاقِبُ .

۲۶ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا نے عقل کو پیدا کیا۔ پس اس سے کہا آگے آ۔ وہ آگے آئی۔ پھر کہا سمجھو یہ وہ سمجھے ہیں۔ پھر فرمایا قسم ہے اپنے عزت و جلال کی میں نے کوئی مخلوق تمھو سے زیادہ اچھی پیدا نہیں کی میں تمھاری کو ہر نبی کا حکم دیتا ہوں اور تمھاری ہی سے ثواب دلاں گا اور تمھاری ہی سے عذاب دلاں گا۔

۲۷ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَبْرِ ، عَنْ الْهَيْثَمِ بْنِ أَبِي مَرْزُوقٍ النَّهْدِيِّ ، عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ خَالِدٍ ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ : قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : الرَّجُلُ آتِيَهُ وَ اسْكَلِمَةُ يَنْفَعِي كَلَامِي فَيَقْرَهُ كَلِمَةً وَ مِنْهُمْ مَنْ آتِيَهُ فَاسْكَلِمَةُ بِالسَّكَلَامِ فَيَسْتَوْفِي كَلَامِي كَلِمَةً ثُمَّ يَرُدُّهُ عَلَيَّ كَمَا كَلِمَتُهُ وَ مِنْهُمْ مَنْ آتِيَهُ فَاسْكَلِمَةُ فَيَقُولُ : أَعِدْ عَلَيَّ فَقَالَ : يَا إِسْحَاقُ وَ مَا تَدْرِي لِمَ هَذَا ؟ قُلْتُ : لَا ، قَالَ : الَّذِي تُكَلِمُهُ يَنْفَعِي كَلَامِكَ فَيَقْرَهُ كَلِمَةً فَذَاكَ مَنْ عَجِزَتْ نَفْسُهُ بِعَقَائِهِ وَ أَمَّا الَّذِي تُكَلِمُهُ فَيَسْتَوْفِي كَلَامَكَ ثُمَّ يُجِيبُكَ عَلَى كَلَامِكَ فَذَاكَ الَّذِي رُكِبَ عَقْلُهُ فَيَدْفِي بِلِسَانِهِ أَمْرَهُ وَ أَمَّا الَّذِي تُكَلِمُهُ بِالسَّكَلَامِ فَيَقُولُ : أَعِدْ عَلَيَّ فَذَاكَ الَّذِي رُكِبَ عَقْلُهُ فَيَدْفِي بِلِسَانِهِ كَبْرًا فَيَقُولُ لَكَ : أَعِدْ عَلَيَّ .

۲۷ اسحاق بن عمار سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ میں ایک شخص کے پاس آتا ہوں اور اس سے کلام کرتا ہوں۔ تمھوڑا سادہ میرے کل کلام کا مطلب سمجھ جاتا ہے اور بیان کر دیتا ہے جو کچھ میں نے اس سے بیان کیا۔ دوسرا وہ ہے کہ جب میں اس سے پوری بات بیان کر دیتا ہوں تب سمجھتا ہے اور وہی وہ ہے کہ جب میں اس سے بیان کرتا ہوں تو وہ اعادہ چاہتا ہے فرمایا۔ جو بعض کلام سے پوری بات سمجھ جاتا ہے۔ وہ وہ ہے جس کے لفظ میں عقل خمیر ہے اور دوسرا وہ ہے جس کو عقل ملے لیکن ماہر میں اور خمیر وہ ہے جس کو بڑا ہونے پر عقل ملی ہے۔

۲۸ - عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَدَدٍ ، عَنْ بَعْضِ مَنْ رَفَعَهُ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ كَثِيرَ الصَّلَاةِ كَثِيرَ الصِّيَامِ فَلَا تَبَاهُوا بِهِ حَتَّى تَنْظُرُوا كَيْفَ عَقْلُهُ ؟



۲۸۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم سی و دہ روزہ لرنے والا پاؤ تو اس پر غور نہ کرو۔ جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ اس کی عقل کیسی ہے۔

۲۹۔ بَعْضُ أَصْحَابِنَا ، رَفَعَهُ ، عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : يَا مُفَضَّلُ لَا تَفْلَحَ مَنْ لَا يَتَّقِلُ وَلَا يَتَّقِلُ مَنْ لَا يَعْلَمُ وَسَوْفَ يَنْجُبُ مَنْ يَفْهَمُ وَيُظْفَرُ مَنْ يَعْلَمُ وَالْعِلْمُ جُنَّةٌ وَالصِّدْقُ عِزٌّ وَالْجَهْلُ ذُلٌّ وَالْقَهْمُ مَجْدٌ وَالْجُودُ نَجْعٌ وَحُسْنُ الْخُلُقِ مَجْلِبَةٌ لِلْمُودَةِ وَالْعَالِمُ بِزَمَانِهِ لَا يَهْجُمُ عَلَيْهِ اللَّوَابِسُ وَالْحَزْمُ مَسَاءَةُ الظَّنِّ وَبَيْنَ الْمَنِّ وَالْحِكْمَةِ بَعْدَةُ الْعَالِمِ وَالْجَاهِلُ شَقِيٌّ بَيْنَهُمَا وَاللَّهُ وَلِيُّ مَنْ عَرَفَهُ وَعَدُوٌّ مَنْ تَكَلَّفَهُ وَالْعَاقِلُ غَفُورٌ وَالْجَاهِلُ خَنُورٌ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُكْرِمَ فَلَنْ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُهَانَ فَاخْشَنَ وَمَنْ كَرَّمَ أَصْلَهُ لَانَ قَلْبُهُ وَمَنْ خَشَنَ غَضْرُوهَ غَلِظَ كَيْدُهُ وَمَنْ فَرَطَ تَوَرَّطَ وَمَنْ خَافَ الْعَاقِبَةَ تَنَبَّتَ عَنِ التَّوَعُّلِ فِيمَا لَا يَعْلَمُ وَمَنْ هَجَمَ عَلَى أَمْرٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ جَدَعَ أَنْفَ نَفْسِهِ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ لَمْ يَفْهَمْ وَمَنْ لَمْ يَفْهَمْ لَمْ يَسْلَمْ وَمَنْ لَمْ يَسْلَمْ لَمْ يُكْرَمْ ، وَمَنْ لَمْ يُكْرَمْ يَهْزَمْ وَمَنْ يَهْزَمْ يَكُنْ الْيَوْمَ وَمَنْ كَانَ كَذَلِكَ كَانَ آخِرُ أَنْ يَنْتَهَمَ

۲۹۔ مفضل ابن عمر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ نہیں فلاح پائے گا وہ جسے عقل نہیں اور نہیں اس کو عقل جس پر کعبہ پاس علم نہیں۔ جو فہم رکھتا ہے وہ شرافت حاصل کرے گا اور جو علیہ ہے وہ فتح پائے گا۔ علم سپرے راستی عزت ہے جہل نلت ہے اور فہم اصلاح سے سخاوت کرنا باعث نجات ہے اور حسن خلق غالب ہودت ہے عالم زمانہ پر وسواس شیطانی کا غلبہ نہیں ہوتا اور پختہ کاری یہ ہے کہ لوگوں کی ظاہری حالت سے دھوکہ نہ کھائے کیونکہ اکثر لوگوں کا باطن خراب ہوتا ہے آدمی اور حکمت کے درمیان۔ عالم دانا نکتہ ہے اور جاہل شقی ہے ان کے درمیان خدا دوست ہے جس نے اس کی معرفت حاصل کی اور پیروی ظن نہ کی۔ اور دشمن ہے اس کا جس نے اسے رب العالمین نہ سمجھا بخردمند بخشنے والا ہے ادبی کا بجا اور جاہل غریب دینے والا ہے اگر تو گرامی قدر ہونا چاہتا ہے تو نرمی کر اور اگر چاہتا ہے کہ لوگ تجھے ذلیل سمجھیں تو سختی کر جس کی نسل بزرگ ہوتی ہے اس کا دل نرم ہوتا ہے جس کی ذات بد ہوتی ہے اس کا دل سخت ہوتا ہے جو بولنے میں جلدی کرتا ہے وہ نجات سے دور رہتا ہے جو عافیت اندیش ہے وہ چیز کو نہیں جانتا اس سے دور رہنے میں خود داری کرتا ہے اور جو بغیر علم کسی چیز میں دخل دیتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے جو نہیں جانتا کہ امام حق کون ہے۔ وہ نہیں سمجھتا اور جو نہیں سمجھتا



وہ شبہات سے محفوظ نہیں رہتا اور جو ایسا نہیں وہ عزاد نہیں جیسا کہ ہم چاہتے ہیں اور جو ایسا ہے وہ لوگوں کے درمیان بڑھ کر رہتا ہے اور جو ایسا ہے وہ ملائت کیا ہو رہا ہے اور جو ایسا ہے اس کا نتیجہ ندامت ہے۔

۲۰۔ تَعْلَانُ يَحْيَى، رَفَعَهُ قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ اسْتَحْكَمَتْ لِي فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْ خِصَالِ الْخَيْرِ احْتَمَلْتُهُ عَلَيْهَا وَاعْتَقَرْتُ فَقَدْ مَا سِوَاهَا وَلَا أُغْنِيَنَّ فَقَدْ عَقِلَ وَلَا دِينُ، لِأَنَّ مُفَارَقَةَ الدِّينِ مُفَارَقَةُ الْأَمْنِ فَلَا يَتَمَتَّعُ بِحَيَاةٍ مَعَ مَخَافَةٍ، وَفَقْدُ الْعَقْلِ فَقْدُ الْحَيَاةِ وَلَا يُقَاسُ إِلَّا بِالْأَمْوَالِ.

۲۰۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا جس میں نیک خصلتوں میں سے ایک خصلت بھی پاؤں گا تو میں اپنے خیموں میں شمار کروں گا اس ایک خصلت کا وجہ سے اور معاف کروں گا اس کے ماسوا کو اور نہیں معاف کروں گا فقدان عقل کو اور فقدان دین کو کیوں کہ دین سے مفارقت خوف ہے اور اس خوف کے ساتھ زندگی خوش گوار نہیں اور عقل کا نہ ہونا زندگی کا نہ ہونا ہے جس کا تقاسم مردوں پر کرنا چاہیے۔

۳۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْمُخَارِبِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ دَلِيلٌ عَلَى مَهَبَةِ عَقْلِهِ.

۳۱۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ان کا اپنے نفس پر مغرور ہونا اس کی عقل کی کمزوری کی دلیل ہے۔

۳۲۔ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْعَاجِزِيُّ: عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَشْبَاطٍ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ الْجَعْفَرِ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرَّضَائِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: ذَكَرَ عَنْهُ أَصْحَابُنَا وَذَكَرَ الْعَقْلُ قَالَ: فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يُعْبَأُ بِأَهْلِ الدِّينِ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنْ مِمَّنْ يَصِفُ هَذَا الْأَمْرَ قَوْمًا لَا بَأْسَ بِهِمْ عِنْدَنَا وَلَيْسَتْ أَمُّ تِلْكَ الْعُقُولُ فَقَالَ: لَيْسَ هَؤُلَاءِ مِمَّنْ خَاطَبَ اللَّهُ إِنْ اللَّهُ خَلَقَ الْعَقْلَ فَقَالَ لَهُ: أَقْبِلْ فَأَقْبَلَ، وَقَالَ لَهُ أَدْبِرْ فَأَدْبَرَ، فَقَالَ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي مَا خَلَقْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْكَ أَوْ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْكَ، بِكَ آخُذُ وَبِكَ أُعْطَى.



۳۲۔ حسن ابن جہم سے مروی ہے کہ امام رضا علیہ السلام کے سامنے عقل کا ذکر آیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اہل دین کے لئے وہ لوگ مافلا اعتبار ہیں جن کو عقل نہیں۔ میں نے کہا۔ ہم شیعوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جن میں بظاہر کوئی عیب نظر نہیں آتا، لیکن وہ صاحب عقل نہیں۔ فرمایا تو یہ لوگ ان میں سے نہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا ہے کہ جب اس نے عقل کو پیدا کیا تو اس سے فرمایا۔ آگے آگے آگے آگے، پھر کہا کیچے ہٹ، پس وہ کیچے ہٹے۔ پھر فرمایا قسم ہے اپنے عزت و جلال کی میں نے تجھ سے بہتر کسی کو پیدا نہیں کیا تو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے میں تیری ہی وجہ سے مہمان گردن گا اور تیرے ہی وجہ سے عطا کروں گا۔

۳۲۔ عَلِيُّ بْنُ قَتَادَةَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَيْسَ بَيْنَ الْإِيمَانِ وَالْكَفْرِ إِلَّا قَلْبُ الْعَقْلِ قِيلَ: وَكَيْفَ ذَلِكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ؟ قَالَ: إِنَّ الْعَبْدَ يَرْفَعُ رَغْبَتَهُ إِلَى مَخْلُوقٍ فَلَوْ أَخْلَصَ نَيْتَهُ لِلَّهِ لَا تَاهُ الَّذِي يُرِيدُ فِي أَسْرَعٍ مِنْ ذَلِكَ.

۳۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کفر ایمان کے درمیان نہیں ہے فرق مگر قلب عقل کا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیسے یا بن رسول اللہ فرمایا۔ کبھی بندہ اپنی حاجت کو دوسرے بندہ کی طرف سے جانتے ہیں اگر اس امر میں اس کی نیت خالص ہوتی ہے اور اللہ کی طرف اس کی رجوع باقی رہتی ہے تو اللہ جلد اس کی حاجت کو بر لاتا ہے۔

۳۲۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَقَّانِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ الْحَلَبِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: بِالْعَقْلِ اسْتَخْرِجْ عَوْرَ الْحِكْمَةِ وَبِالْحِكْمَةِ اسْتَخْرِجْ عَوْرَ الْعَقْلِ وَبِحُسْنِ السِّيَاسَةِ يَكُنْ الْأَدَبُ الصَّالِحُ قَالَ: وَكُنْ يَقُولُ: التَّفَكُّرُ حَيَاةٌ قَلْبِ الْبَصِيرِ كَمَا يَمِشِي الْمَاشِي فِي الظُّلُمَاتِ بِالنُّورِ بِحُسْنِ التَّخَلُّصِ وَ قَوْلُهُ التَّوْبَةُ

الف [عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَمَّادٍ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ إِنَّ أَوَّلَ الْأُمُورِ وَبَدَأُهَا وَقُوَّتُهَا وَعِمَارَتُهَا الَّتِي لَا يَنْتَفِعُ بِشَيْءٍ إِلَّا بِهِنَّ الْعَقْلُ الَّذِي جَعَلَهُ اللَّهُ هَدًى لِحُلُوفِهِمْ وَنُوراً لَهُمْ، فَبِالْعَقْلِ عَرَفَ الْعِبَادُ خَالِقَهُمْ



وَأَنَّهُمْ مَخْلُوقُونَ وَأَنَّهُ الْمُدَبِّرُونَ وَأَنَّهُ الْبَاقِي وَهُمْ الْفَانُونَ، وَاسْتَدَلُّوا بِقَوْلِهِمْ  
عَلَى مَا رَأَوْا مِنْ خَلْقِهِ، مِنْ سَمَائِهِ وَأَرْضِهِ وَشَمْسِهِ وَقَمَرِهِ وَلَيْلِهِ وَنَهَارِهِ، أَنَّ لَهُ وَلَهُمْ خَالِقًا وَمُدَبِّرًا لَمْ  
يَزَلْ وَلَا يَزُولُ وَعَرَفُوا بِدِلَالَةِ الْحَسَنِ مِنَ الْقَبِيحِ وَأَنَّ الظُّلُمَةَ فِي الْجَهْلِ وَأَنَّ النُّورَ فِي الْعِلْمِ فَهَذَا مَا دَلَّهُمْ  
عَلَيْهِ الْعَقْلُ.

قِيلَ لَهُ: قَدْ بَلَغْتَ الْعِبَادُ بِالْعَقْلِ دُونَ غَيْرِهِ، قَالَ: إِنَّ الْعَاقِلَ لَدَلَّ لَأَلَمَ عَقْلِهِ الَّذِي جَعَلَهُ  
اللَّهُ قِوَامَهُ وَزِينَتَهُ وَهُدَايَتَهُ عِلْمٌ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّهُ وَعِلْمٌ أَنَّ إِخْلَاقَهُ مَحَبَّةٌ وَأَنَّ لَهُ  
كَرَاهَةً وَأَنَّ لَهُ طَاعَةً وَأَنَّ لَهُ مَعِيَّةً فَلَمْ يَجِدْ عَمَلَهُ يَدَّاهُ عَلَى ذَلِكَ وَعِلْمٌ أَنَّهُ لَا يُوَسِّلُ إِلَيْهِ إِلَّا  
بِالْعِلْمِ وَطَلَبِهِ وَأَنَّهُ لَا يَنْتَفِعُ بِعَقْلِهِ إِنْ لَمْ يُسَبِّ ذَلِكَ بِعِلْمِهِ فَوَجَبَ عَلَى الْعَاقِلِ طَلَبُ الْعِلْمِ وَالْأَدَبِ  
الَّذِي لَا قِوَامَ لَهُ إِلَّا بِهِ.

ب۔ علی بن محمد عن بعض اصحابہ عن ابن ابی عمیر عن النضر بن سوید عن حمران و  
صفوان بن مہران الجمالی قالاً: سمعنا ابا عبد اللہ یقول: لا غناء احسب من العقل ولا فقر احط  
من الجهل ولا استظهار فی امرٍ یا کثر من المشورۃ فیہ [

وهذا آخر کتاب العقل والجہل]

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ عقل سے حکمت حاصل ہوتی  
ہے اور حکمت سے عقل اور اچھی نگہبان سے ادب صالح حاصل ہوتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ تفکر عقل مند کے قلب کی حیات ہے  
جیسا کہ ملت ہے ملتے والا تار کیوں میں نور کے ساتھ خوبی نجات اور کمی و رنگ کو لے کر



# کتاب نخل العلم بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (بَابُ ۵)

۱۵ فرض العلم و وجوب طلبه و الحث علیہ

۱. أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحُسَيْنِ الْفَارِسِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، إِلَّا إِنْ أَلَانَ اللَّهُ يَجِبُ بُلَاغَةُ الْعِلْمِ.

## کتاب فضل علم فرض علم و وجوب طلب علم و ترغیب علم بَاب دَوِم (۲)

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علم کا طلب کرنا واجب ہے ہر مسلمان پر۔

۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْقُفَرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ.

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ علم کا طلب کرنا فرض ہے۔

۳. عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: هَلْ يَسْمَعُ النَّاسُ تَرْكُ الْمَسْأَلَةِ عَمَّا يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: لَا.



(۱۳) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کیا یہ درست ہے کہ انسان کو جس چیز کے معلوم کرنے کی ضرورت ہو اس کے متعلق سوال ترک کر دے۔ فرمایا نہیں۔

۱۔ عَلِيُّ بْنُ قَهْوٍ وَغَيْرُهُ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ : وَعَمْرٍو يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ عِيسَى جَمِيعاً عَنْ ابْنِ مَجْشُوبٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ السَّيِّمِيِّ عَنْ حَدَّثَهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: أَيُّهَا النَّاسُ ااعْلَمُوا أَنَّ كَمَالَ الدِّينِ طَلَبُ الْعِلْمِ وَالْعَمَلُ بِهِ، إِلَّا وَإِنْ طَلَبَ الْعِلْمَ أَوْجَبَ عَلَيْكُمْ مِنْ طَلَبِ الْمَالِ إِنَّ الْمَالَ مَفْسُومٌ مَفْسُومٌ لَكُمْ قَدْ قَسَمَهُ غَادِلٌ بَيْنَكُمْ وَضَيْعُهُ وَتَبَنِي لَكُمْ وَالْعِلْمُ مَخْزُونٌ عِنْدَ أَهْلِيهِ قَدْ مَرَّتُمْ بِطَلَبِهِ مِنْ أَهْلِهِ فَاطْلُبُوهُ

۴۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ گو سچو لو کہ کمال الدین، طلب علم اور اس پر عمل کرنے میں ہے تاکہ ہو کہ علم کا طلب کرنا تمہارے لئے مال کے طلب کرنے سے زیادہ واجب ہے کیونکہ مال تمہارے لئے تقسیم شدہ ہے اور خدا اس کا ضامن ہے یعنی دنیا کا وہ تم تک ضرور پہنچے گا اور علم محفوظ ہے اس کے اہل کے پاس اور اس کی طلب کا تم کو حکم دیا گیا ہے پس جو اس کے اہل ہیں (آنتم طاہرین)۔ ان سے طلب کرو۔

۵۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا : عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ . عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِنَا رَفَعَهُ قَالَ : قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ . وَفِي حَدِيثٍ آخَرَ قَالَ : قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ ، إِلَّا وَ إِنْ اللَّهُ يُحِبُّ بُنَاءَ الْعِلْمِ

۵۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ علم کا طلب کرنا فرض ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے آگاہ ہو کہ اللہ طالبان علم کو دوست رکھتا ہے۔

۶۔ عَلِيُّ بْنُ قَهْوٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَهْوٍ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ



أَبِي حَمْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام يَقُولُ: تَقَفُّوا فِي الدِّينِ فَإِنَّهُ مَنْ لَمْ يَتَّقْهُ مِنْكُمْ فِي الدِّينِ  
فَهُوَ أَغْرَابِي إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ [فِي كِتَابِهِ]: وَلَيَتَّقَنَّ هُوَ فِي الدِّينِ وَلَيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ  
لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ!

۶۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ دینی مسائل کو یاد کرو جو تم میں ایسا نہ کرے گا تو وہ بدعرب کی مانند  
ہوگا۔ خدا قرآن میں کہتا ہے علم دین لوگ حاصل کریں اور نذرائیں اپنی قوم کو جب وہ ان کی طرف رجوع کریں تاکہ وہ عذر کریں۔

۷۔ الْحُسَيْنُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ تَهْمَانَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ:  
سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام يَقُولُ: عَابَكُمْ بِالْإِسْقَافِ فِي دِينِ اللَّهِ وَلَا تَكُونُوا أَغْرَابًا فَإِنَّهُ مَنْ لَمْ يَتَّقْهُ فِي  
دِينِ اللَّهِ لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَمْ يُزَاوِلْ لَهُ عَمَلًا.

۸۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تمہارے لئے علم دین حاصل کرنا لازم ہے اور تم بدعرب نہ بنو کیوں کہ وہ علم دین حاصل نہیں  
کرتے تمہارے میں سے نہ بنو جن پر اللہ روز قیامت نظر رحمت نہ کرے گا اور اس کے لئے کوئی عمل ہو جائے گا۔

۸۔ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شاذَانَ، عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ جَبَلِ بْنِ كَدَّاحٍ  
عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: كَوَيْدُ أَنْ أَصْحَابِي ضَرَبَتْ رُؤُوسَهُمْ بِالسَّيَاطِ  
خَشِيَ يَتَّقَهُ.

۸۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا میں دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ میرے اصحاب کے سروں پر کوڑے مار  
جائیں تاکہ وہ علم دین حاصل کریں۔

۹۔ عَلِيُّ بْنُ نُعْمَانَ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ قَتَادَةَ بْنِ مِسْكِ، عَنْ رَوَاهُ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام  
قَالَ: قَالَ لَهُ رَجُلٌ: جُعِلْتُ فِدَاكَ رَجُلٌ عَرَفَ هَذَا الْأَمْرَ، لَزِمَ يَتَنَبَّهٌ وَلَمْ يَتَعَرَّفْ إِلَى أَحَدٍ مِنْ إِخْوَانِهِ  
قَالَ: فَقَالَ: كَيْفَ يَتَّقُهُ هَذَا فِي دِينِهِ؟



۹۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کسی نے کہا کہ ایک شخص ہے جس نے آپ کی امامت کو پہچان لیا ہے اور فائدہ نہیں ہو گیا ہے اپنے بھائیوں میں سے کسی سے نہیں ملتا۔ فرمایا اس کو علم کیسے حاصل ہوگا۔ درآنجا ایک معلومات کا دروازہ اس نے اپنے اوپر بند کر لیا۔

## باب سوئم (۳)

### صفت علم و فضیلت علم و علماء

#### صِفَةُ الْعِلْمِ وَفَضِيلَةُ الْعُلَمَاءِ

۱۔ تَحَدَّثَ بِنُ الْحَسَنِ وَ عَلِيٍّ بْنِ قَمُورٍ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ ، عَنْ قُتَيْبِ بْنِ عَيْسَى ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الدِّقَاقِ ، عَنْ ذُرِّبَتِ الْوَاسِطِيِّ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْحَكِيمِ ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْجِدَ فَإِذَا جَمَاعَةٌ قَدْ طَافُوا بِرَجُلٍ فَقَالَ : مَا هَذَا فَقِيلَ : غَلَاظَةٌ فَقَالَ : وَمَا غَلَاظَةٌ ؟ فَقَالُوا لَهُ : أَعْلَمُ النَّاسِ بِأَنْسَابِ الْعَرَبِ وَوَقَائِعِهَا وَأَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ وَالْأَشْعَارِ وَالْعَرَبِيَّةِ ، قَالَ : فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ذَاكَ عِلْمٌ لَا يَبْصُرُ مَنْ جِهَلَةٌ وَلَا يَنْتَفِعُ مَنْ عِلْمَةٌ ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : إِنَّمَا الْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ آيَةٌ مُعْكَمَةٌ أَوْ فَرِيضَةٌ غَادِلَةٌ أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ وَمَا خِلَافُهَا فَهُوَ فَضْلٌ

۱۔ امام موسی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ مسجد میں تھے تو لوگوں کو ایک شخص کے گرد جمع پایا۔ فرمایا۔ یہ کیلئے لوگوں نے کہلے یہ علامہ ہے فرمایا کیسا علامہ، انھوں نے کہا۔ یہ انسان عرب کا سب سے بہتر جاننے والا ہے اور ان کے دقائق کا عالم ہے اور ایام جاہلیت کے اشعار عربیہ سے واقف ہے حضرت نے فرمایا یہ ایسا علم ہے کہ جس کے نہ جاننے سے کوئی نقصان نہیں اور جاننے سے کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم میں ہیں آیات محکمات متعلق، فریضہ



مادہ کے متعلق اور سنت قائمہ کے متعلق اور جو اس کے علاوہ ہے وہ فضل الہی ہے۔

۲۔ تَمَذُّنُ بَعْثَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ تَمِيمٍ عَيْسَى، عَنْ تَمِيمِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي الْبَحْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ أَمَرَ وَرَثَةَ الْأَنْبِيَاءِ وَذَلِكَ أَنْ لَا يَأْتِيَ الْيَوْمَ يُورَثُوا دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا وَ إِنَّمَا أُوْرَثُوا أَحَادِيثَ مِنْ أَحَادِيثِهِمْ فَمَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِنْهَا فَقَدْ أَخَذَ حَقًّا وَافِرًا، فَانْظُرُوا عَلَمَكُمْ هَذَا عَمَّنْ تَأْخُذُونَهُ، فَإِنْ فِينَا أَهْلَ الْبَيْتِ فِي كُلِّ خَافٍ عُدُولًا يَتَّقُونَ عَنْهُ تَحْرِيفَ الْغَالِينَ وَ انْتِخَالَ الْمُبْطِلِينَ وَ تَأْوِيلَ الْجَاهِلِينَ

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ علماء و ارث انبیاء ہیں اور انبیاء نہیں مالک ہوتے درہم و دینار کے بلکہ وہ تو وارث ہوتے ہیں ان کی احادیث کے۔ پس جس نے ان احادیث سے کچھ لے لیا۔ اس نے کافی نصیب پا لیا۔ پس تم اس پر نظر رکھو کہ تم اس علم کو کس سے لیتے ہو۔ یہ علم ہم اہلبیت کے ہے کیونکہ جو علم پیغمبر نے امت کے لئے چھوڑا ہے اس کے وارث ہم اہلبیت۔ رسول ہیں جو مادل ہیں جو رد کرتے ہیں غالین کی تحریف اور اہل باطل کے تغیرات اور جاہلوں کی تاویلوں کو۔

۳۔ الْحُسَيْنُ بْنُ تَمِيمٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مَخْرَمٍ، عَنْ الْعَسَنِ بْنِ قَلْبِ الْوُشَاءِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُمَانَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا قَبَّحَهُ فِي الدِّينِ.

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب خدا کسی بندہ سے نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے علم دین عطا کرتا ہے

۴۔ تَمَذُّنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ الْفَضْلِ بْنِ شاذَانَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عَيْسَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ الْكَمَالُ كُلُّ الْكَمَالِ النَّفَقَةُ فِي الدِّينِ وَالصَّبْرُ عَلَى النَّاتِيَةِ وَ تَقْدِيرُ الْهَيْبَةِ.

۴۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کمال نام ہے علم دین حاصل کرنے، مصیبت پر صبر کرنے اور خرچ میں میانہ روی اختیار کرنے کا۔



۵۔ - عَنْ عَبْدِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عِيسَى، عَنْ عَمْرِو بْنِ سِنَانٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: الْعُلَمَاءُ أُمَمٌ، وَالْأَنْبِيَاءُ شُيُوعٌ وَالْأَوْصِيَاءُ مَنَادَةٌ. وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: الْعُلَمَاءُ مَنَادٌ وَالْأَنْبِيَاءُ حُصُونٌ وَالْأَوْصِيَاءُ مَنَادَةٌ.

۵۔ سرمایا امام جعفر صادق نے علماء کو امم اور انبیاء کو شیعہ کہہ کر قلعے ہیں کہ دشمنوں کے حملوں سے بچاتے ہیں اور اوصیاء سردار امت ہیں۔ دوسری روایت میں ہے علماء بنسار ہدایت ہیں انبیاء قلعہ ہیں اور اوصیاء سردار ہیں۔

۶۔ - أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ إِدْرِيسَ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْكَنْدِيِّ، عَنْ بَشِيرِ النَّخَعَانِيِّ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يَتَّقِي مِنْ أَصْحَابِنَا، يَا بَعِيرُ إِنَّ الرَّجُلَ مِنْهُمْ إِذَا لَمْ يَسْتَقِنْ بِفَقْدِ احْتِاجِ الْيَوْمِ فَإِذَا احْتِاجَ الْيَوْمِ أُدْخِلُوهُ فِي بَابِ خَلَائِفِهِمْ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ.

۶۔ بشیر الدہاں سے روای ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے اصحاب میں بہتری نہیں ہے اس کے لئے جو علم دین حاصل نہیں کرتا۔ اے بشیر جو شخص علم دین حاصل نہیں کرتا وہ دوسروں کی طرف محتاج ہوتا ہے اور جب محتاج ہوتا ہے تو وہ اس کو گمراہی کے سڑکوں میں داخل کر دیتے ہیں اور پھر وہ کچھ نہیں جانتا۔

۷۔ - عَلِيُّ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ النَّوْفَلِيِّ، عَنْ الْأَسْكَوْنِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ أَبِي بَكْرِ الْبَغْدَادِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا خَيْرَ فِي الْعَبْسِ إِلَّا لِرَجُلَيْنِ غَالِمٍ مُطَاعٍ، أَوْ مُتَّبِعٍ وَاجِعٍ. حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عیش میں بہتری نہیں ہے مگر دو شخصوں کے لئے ایک وہ جو سستا ہے اور مل کر تلے دوسرے وہ جو سستا ہے اور اپنے دل میں محفوظ رکھتا ہے۔

۸۔ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، وَعَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ، عَنْ أَبِي حَمْرَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: غَالِمٌ يُنْتَفَعُ بِعِلْمِهِ



أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ أَلْفَ غَابِدٍ

۸۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جو عالم اپنے علم سے غاندہ مال کرتا ہے وہ ستر ہزار غابد سے بہتر ہے۔

۹۔ الْحُسَيْنُ بْنُ عَمْرِو، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعْدَانَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُصَّامٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: رَجُلٌ زَاوِيَةٌ لِحَدِيثِكُمْ يَتُّ ذَلِكَ فِي النَّاسِ وَ يُشَدِّدُهُ فِي قُلُوبِهِمْ قُلُوبُ شِيعَتِكُمْ وَ لَدَلْ غَابِدًا مِنْ شِيعَتِكُمْ لَيْسَتْ لَهُ هَذِهِ الرَّوَايَةُ أَيُّهَا أَفْضَلُ، قَالَ: الرَّوَايَةُ لِحَدِيثِنَا يُشَدِّدُ قُلُوبَ شِيعَتِنَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ غَابِدٍ.

۹۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ ایک شخص آپ کی احادیث کی روایت کرتا ہے اور اس کو لوگوں میں مشہور کرتا ہے اور لوگوں کے اور آپ کے شیعوں کے قلوب کی اصلاح کرتا ہے۔ دوسرا شخص غابد ہے۔ مگر وہ روایت نہیں کرتا آپ کی احادیث کو۔ ان میں کون افضل ہے۔

فرمایا ہماری احادیث کا روایت کرنے والا۔ اور ہمارے شیعوں کے قلوب کی اصلاح کرنے والا

ہزار غابد سے بہتر ہے۔

## (بَابُ أَصْنَافِ النَّاسِ)

۱۔ عَلِيُّ بْنُ عَمْرِو: عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، وَ تَمِيمِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عِيسَى جَمِيعًا، عَنْ ابْنِ مَعْبُودٍ، عَنْ أَبِي أَسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ السَّيِّدِيِّ، عَنْ مَنْ حَدَّثَهُ يُوَثِّقُ بِهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ أَلْوَا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى ثَلَاثَةِ: أَلْوَا إِلَى عَالِمٍ عَلَى هُدًى مِنَ اللَّهِ قَدْ أَغْنَاهُ اللَّهُ بِمَا عَلِمَ عَنْ عِلْمِ غَيْرِهِ وَ جَاهِلٍ مَثَلُهُ أَمَّا لَا يَعْلَمُ لَهُ مُعِيبٌ بِمَا عِنْدَهُ وَ قَدْ فَتَنَتْهُ الدُّنْيَا وَ فَتَنَ غَيْرُهُ وَ مُتَعَلِّمٍ مِنَ عَالِمٍ عَلَى سَبِيلِ هُدًى مِنَ اللَّهِ وَ نَجَاؤُهُ ثُمَّ هَلَكَ مَنْ ادَّعَى وَ خَابَ مَنْ افْتَرَى.



# باب چہارم (۴)

## بیان اصناف مردم

۱۔ امیر المؤمنین نے فرمایا کہ لوگوں نے بعد رسول اللہ تین قسم کے لوگوں کو اپنا والی بنایا۔ ایک وہ عالم جو اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ تھا اور اللہ نے اس کو علم غیر سے بے پروا کر دیا ہے دوسرے جاہل عالم ہیں جس کے پاس علم نہیں۔ مگر جو کچھ اس کے پاس ہے اس پر مغرور ہے۔ دنیا نے اسے دھوکا دیا ہے اور اس نے لوگوں کو تیسرے وہ ہے جو ایسے عالم سے علم حاصل کرتے ہیں جو اللہ کی طرف سے ہدایت پر ہے وہ صاحب نجات ہے پس جس نے جھوٹا دعوے علم کیا وہ ہلاک ہو گیا۔ جس نے افترا پردازی کی وہ نقصان میں رہا۔

۲۔ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيُّ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ عَمْرٍو، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَائِدٍ، عَنْ أَبِي خَدِيجَةَ سَالِمِ بْنِ مُكْرَمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: النَّاسُ ثَلَاثَةٌ: غَالِمٌ وَ مُتَعَلِّمٌ وَ غُشَّاءٌ

۱-۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ آدمی تین قسم کے ہیں۔ عالم، متعلم اور ہرزہ کار (جو حق و باطل کو نہیں جانتے)

۳۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي حَمْرَةَ السَّالِيِّ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَغْدُ غَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا أَوْ أَجِبَ أَهْلَ الْعِلْمِ وَلَا تَكُنْ رَابِعًا فَتَهْلِكَ بِبُغْضِهِ

۳۔ ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ حضرت ابو عبد اللہ نے فرمایا کہ ہرزہ کو تین میں سے ایک بنو یا عالم یا متعلم یا اہل علم کے دوست، چوتھا مت بنو ورنہ تم ان کی عداوت میں ہلاک ہو جاؤ گے۔



۱. عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ ثَمَرِ بْنِ عَيْسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ جَبِيلٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: يَفْقَهُ النَّاسُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ عَالِمٌ وَ مُتَعَلِّمٌ وَ غُلَامٌ، فَتَعْنُ الْعُلَمَاءُ وَ شَبَقْنَا الْمُتَعَلِّمُونَ، وَ سَائِرُ النَّاسِ غُلَامٌ.

۲۔ جبیل سے مروی ہے کہ میں ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سنا کہ لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں: عالم، متعلم اور ہرزہ کار۔  
پہلے عالم ہیں پھر سے شیعہ متعلم اور لوگ ہرزہ کار۔

## بَابُ ثَوَابِ الْعَالِمِ وَ الْمُتَعَلِّمِ

۱۔ ثَمَّانُ بْنُ الْحَسَنِ وَ عَلِيُّ بْنُ ثَمَرٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، وَ ثَمَّانُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ جَمِيعًا، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَيْمُونٍ الْقُحَيْطِيِّ، وَ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَمَادِ بْنِ عَيْسَى، عَنْ الْقُدَّاحِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَ إِنْ الْمَلَائِكَةُ لَتَنُصُّعُ أَجْنَاحَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِهِ وَ إِنْهُ يَسْتَقْفِرُ لَطَالِبِ الْعِلْمِ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الثُّوَبِ فِي الْبَحْرِ، وَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ النُّجُومِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَ إِنْ الْعُلَمَاءُ وَ رِثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، إِنْ الْأَنْبِيَاءُ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينًا وَلَا دَهَمًا وَلَكِنْ وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَ مِنْهُ أَخَذَ بِحَبْطٍ وَافٍ.

## باب پنجم (۵) ثواب عالم و متعلم

۱۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا۔ جو شخص طلب علم کے لئے راستہ طے کرتا ہے اللہ اس کو جنت کی طرف لے جاتا ہے اور ملائکہ اپنے پروں کو طالب علم کے لئے پکھلتے ہیں کیونکہ وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور آسمان اور زمین کے رہنے والے حتیٰ کہ دریا



کی پھیلیں طالب علم کے استغفار کرتی ہیں۔

اور فرمایا کہ عالم دین کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چاند کی فضیلت ستاروں پر اور چاند رات پر اور علماء و ارباب انبیاء پر اور انبیاء پر نہیں چھوڑتے اپنا امت کے لئے درہم و دینار، بلکہ چھوڑتے ہیں علم دین کو۔ پس جس نے اس کو قابل کیا۔ اس نے بڑا نصیب پایا۔

توضیح: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نظام سرمایہ داری قائم کرنے دنیا میں نہیں آتے۔ بلکہ علم دین کی تعلیم کے لئے دنیا میں آتے ہیں جو مال خالصتہ کے اور ان کی اولاد کے بسر اوقات کے لئے مخصوص کیا ہوتا ہے وہ انبیاء کے بعد ان کی اولاد کو ورثہ میں بیچتا ہے تاکہ وہ دولت کی زندگی بسر نہ کریں اور دوسروں کے محتاج بن کر اپنی خودداری اور اپنے روحانی اقتدار کو نہ کھو بیٹھیں ہمارے رسولؐ نے جو ترک چھوڑا وہ اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے تھا اگر حدیث لا منورث و لا نورث کو صحیح تسلیم کیا جائے تو رسولؐ نے اپنے باپ کے ترکہ سے ان کی کنیز ام ایمن کو کیسے ورثہ میں پایا اور رسولؐ کے ورثہ میں ازواج نے مکانات کیسے حاصل کئے۔

۲۔ تَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَخْبُوبٍ، عَنْ جَبَلِ بْنِ مَالِجٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: إِنَّ الَّذِي يُقَلِّمُ الْعِلْمَ مِنْكُمْ لَهُ أَجْرٌ مِثْلُ أَجْرِ الْمُتَعَلِّمِ وَلَهُ الْفَضْلُ عَلَيْهِ، فَتَعَلَّمُوا الْعِلْمَ مِنْ حَمَلَةِ الْعِلْمِ وَعَامُوهُ إِخْوَانَكُمْ كَمَا عَالَمَكُمْ وَالْعُلَمَاءُ

۲۔ ترجمہ: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے شک وہ جو تعلیم دیتے ہیں علم کی تم میں سے ان کا اجر دیا ہی ہے جیسا طالب علم کہے اور اس کے لئے فضل خداوندی ہے پس جنہوں نے علم حاصل کیا صاحبان علم سے اور اپنے بھائیوں کو تعلیم دی جیسا کہ تم کو علماء نے تعلیم دی ہے۔

۳۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام يَقُولُ: مَنْ عَلَّمَ خَيْرًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهِ، قُلْتُ: فَإِنْ عَلَّمَهُ غَيْرَهُ يَجْعَلِي ذَلِكَ لَهُ؟ قَالَ: إِنْ عَلَّمَهُ النَّاسَ كُلَّهُمْ جَرَى لَهُ، قُلْتُ: فَإِنْ مَاتَ؟ قَالَ: وَإِنْ مَاتَ.



۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جس نے کسی کو علم دین دیا۔ اس کو عمل کرنے والے کا سا اجر ملے گا۔ میں نے کہا اگر وہ اپنے غیر کو سکھائے تو فرمایا اگر وہ تمام لوگوں کو سکھاتا رہے گا تو بھی یہی صورت رہے گی ہر ایک کا ثواب اس کو ملے گا میں نے کہا اگر مرد اول مرحلے اور دوسرا کی تعلیم لوگوں کو یاد دلائے تو بھی ثواب ملے گا۔ فرمایا تو بھی ثواب ملے گا۔

۴۔ وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ، عَنْ أَبِي عُيَيْنَةَ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ عَلَّمَ بَابَ هُدًى فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهِ وَلَا يَنْقُصُ أُولَئِكَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ عَلَّمَ بَابَ ضَلَالٍ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ أَوْزَارِ مَنْ عَمِلَ بِهِ وَلَا يَنْقُصُ أُولَئِكَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا.

۴۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ ہمارے دین میں سے کسی ایک چیز کی تعلیم کر دے اس کا وہی اجر ہوگا جو کام کرنے والے کا ہوگا۔ اس کے آج سے کوئی شے کم نہ ہوگا اور جو گمراہی کی کوئی بات تعلیم دے گا تو اس کا وہی گناہ ہوگا۔ جو کام کرنے والے کا ہوتا ہے کوئی شے کم نہ ہوگی

۵۔ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ سَعْدِ بْنِ رَفْعَةَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي طَلَبِ الْعِلْمِ لَطَلَبُوهُ وَلَوْ يَسْفِكُ الْمُهَيَّجُ وَخَوْضِي اللَّجَجِ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَوْحَى إِلَى ذَانِبَالٍ أَنَّ أُمِّتَ عِبِيدِي إِلَى الْجَاهِلِ الْمُسْتَخِفِّ يَحْقِقُ أَهْلَ الْعِلْمِ النَّارَ لِلْإِقْتِدَاءِ بِهِمْ وَأَنَّ أَحَبَّ عِبِيدِي إِلَيَّ النَّفِيُّ الطَّالِبُ لِلثَّوَابِ الْجَزِيلِ الْلازِمِ لِلْعُلَمَاءِ النَّائِبِ لِلْحُلَمَاءِ، الْقَابِلُ عَنِ الْحُكَمَاءِ.

۵۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ اگر لوگ جانتے کہ طلب علم دین میں کیا فائدہ ہے تو البتہ طلب کرتے اس کو جان کے زوال کی صورت میں مصائب کے گردا بد میں غوثہ لگانے کی صورت میں خدا نے ذانیال پیغمبر کو وحی کی کہ میرا سب سے زیادہ دشمن وہ جاہل ہے جو اہل علم کے حق کو چھپاتا ہے اور ان کی پیروی کو ترک کرتا ہے اور میرا سب سے زیادہ محبوب بندہ ثواب عظیم کا طالب ہے وہ علمائے کے ساتھ رہتا ہے حکماء کا تابع ہے اور حکماء کی باتوں کا قبول کرنا پسند کرتا ہے۔



۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ الْمِنْقَرِيِّ، عَنْ خَمْسِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَمِلَ بِهِ وَعَلَّمَ لِقَوْمٍ فِي مَلَكَوَتِ السَّمَاوَاتِ عَظِيماً قَبِيلَ: تَعَلَّمَ لِقَوْمٍ وَعَمِلَ لِقَوْمٍ وَعَلَّمَ لِقَوْمٍ.

۱۔ فرمایا حضرت ابو عبد اللہ نے جن نے علم دین کو سیکھا یا اس پر عمل کیا اور فی سبیل اللہ تعلیم دی تو ملکیت سموات میں وہ بڑی عزت کے ساتھ پکارا گیا اور اس کے لئے کہا گیا کہ اس نے خوشنودی خدا کے لئے عمل کیا اور خوشنودی خدا کے لئے دوسروں کو سکھایا۔

## باب ششم (۶)

### صفت علماء

#### (بَابُ صِفَةِ الْعُلَمَاءِ)

۱۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْعَطَّارُ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيسَى، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ مَعْبُودٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَتَزَيَّدُوا مَعَهُ بِالْحِلْمِ وَالْوَقَارِ وَتَوَاضَعُوا لِمَنْ تَعَلَّمُوهُ الْعِلْمَ وَتَوَاضَعُوا لِمَنْ طَلَبْتُمْ مِنْهُ الْعِلْمَ، وَلَا تَكُونُوا عُلَمَاءَ جَبَّارِينَ قَبِيحَ بَابِلِكُمْ بِحَقِّكُمْ.

(۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ علم دین کو حاصل کرو اور حلم و وقار سے اس کو زینت دو اور فروتنی کرو ان کے سامنے جن سے علم طلب کرتے ہو اور جبہ پسند عالم نہ بنو ورنہ تمہاری باطل پرستی حق سے تم کو ہشادے گی۔



۲۔ عَمَلِي بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ مُعَمَّادِ بْنِ عِيسَى ، عَنْ يُونُسَ ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ ، عَنْ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ النَّضْرِيِّ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ : « إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ » ، قَالَ : يَعْنِي بِالْعُلَمَاءِ مَنْ مَدَّقَ فِعْلَهُ قَوْلَهُ ، وَ مَنْ لَمْ يَصْدَقْ فِعْلُهُ قَوْلُهُ فَلَيْسَ بِعَالِمٍ .

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: آیہ انما یخشى الله الخ کے متعلق کہ مراد علماء ہیں کہ جن کا فعل ان کے قول کے مطابق ہو۔ اور جن کا فعل مطابق قول نہ ہو۔ وہ عالم نہیں۔

۳۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ وَهَّابٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الْقَاسِمِ ، عَنْ الْحَلْبِيِّ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالْفَقِيرِ حَقِّ الْفَقِيرِ : مَنْ لَمْ يَقْطِعِ النَّاسَ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ وَ لَمْ يُؤْمِسْهُمْ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ ، وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُمْ فِي مَعَاصِي اللَّهِ ، وَلَمْ يَنْزِلِ الْقُرْآنَ رَغْبَةً عَنْهُ إِلَى غَيْرِهِ ، أَلَا لَأَخْبِرَ فِي عِلْمٍ لَيْسَ فِيهِ تَقَهُمْ ، أَلَا لَأَخْبِرَ فِي قِرَآئَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَدَبُّرٌ ، أَلَا لَأَخْبِرَ فِي عِبَادَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَفَكُّرٌ .

۳۔ فرمایا امیر المؤمنین نے آگاہ ہو کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ سچا عالم دین کون ہے وہ ہے جو مالوس نہ کرے لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ، اور نہ بے خوف بنائے ان کو عذاب خدا سے اور نہ اجازت دے ان کو خدا کی نافرمانی کی۔ اور قرآن کی تلاوت ترک نہ کرے دوسری کتابوں کی طرف رغبت سے۔ آگاہ ہو نہیں سکتی اس علم میں جس میں دانشمندی نہ ہو اور نہیں ہے بہتری اس قرآن میں جس میں تدبیر نہ ہو اور نہیں ہے بہتری اس عبادت میں جس میں تفکر نہ ہو۔

و فِي رِوَايَةِ أُخْرَى : أَلَا لَأَخْبِرَ فِي عِلْمٍ لَيْسَ فِيهِ تَقَهُمْ ، أَلَا لَأَخْبِرَ فِي قِرَآئَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَدَبُّرٌ ، أَلَا لَأَخْبِرَ فِي عِبَادَةٍ لَا لَوْفَةَ فِيهَا ، أَلَا لَأَخْبِرَ فِي نُسُكٍ لَا وَدَعَ فِيهِ .







۷۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْبُدٍ، عَنْ مَنْ ذَكَرَهُ، عَنْ مُأْوَبَةَ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: يَا طَالِبَ الْعِلْمِ إِنَّ لِلْعَالَمِ ثَلَاثَ عِلَامَاتٍ: الْعِلْمُ وَالْحِلْمُ وَالسَّمْتُ، وَلِلْمُسْكِلِ ثَلَاثَ عِلَامَاتٍ: يُنَازِعُ مَنْ فَوْقَهُ بِالْمَعْصِيَةِ، وَيُظْلِمُ مَنْ دُونَهُ بِالْقَلْبَةِ وَيُظَاهِرُ النَّامَةَ.

۷۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ عالم دین کی تین علامتیں ہیں، علم، حلم اور خاموشی اور بتسکلف عالم بننے والے کی تین علامتیں ہیں۔ معصیت میں اپنے مافوق کے ساتھ جھگڑا کرتا ہے اپنے سے کم پر غلبہ جانتا ہے اور ظالموں کی مدد کرتا ہے۔

## (بَابُ حَقِّ الْعَالِمِ)

۱۔ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ جَعْفَرٍ الْجَعْفَرِيِّ، عَنْ مَنْ ذَكَرَهُ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: إِنَّ مِنْ حَقِّ الْعَالِمِ أَنْ لَا تُكْثِرَ عَلَيْهِ السُّؤَالَ وَلَا تَأْخُذَ بِثَوْبِهِ وَإِذَا دَخَلَ عَلَيْهِ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ فَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ جَبِيًّا وَخُفَاً بِالتَّحِيَّةِ دُونَهُمْ وَاجْلِسْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا تَجْلِسْ خَلْفَهُ وَلَا تَقْعِرْ بِعَيْنِكَ وَلَا تُشِيرَ بِيَدِكَ وَلَا تُكْثِرَ مِنَ الْقَوْلِ: قَالَ فَلَانٌ وَقَالَ فَلَانٌ، خِلَافًا لِقَوْلِهِ لَا تَنْجَرُ بِطُولِ مُحَبِّبِهِ فَإِنَّمَا مَثَلُ الْعَالِمِ مَثَلُ النُّحْلَةِ تَنْتَظِرُهَا حَتَّى يَنْقُطَ عَلَيْكَ مِنْهَا شَيْءٌ مِنَ الْعَالِمِ أَكْثَرُ أَجْرًا مِنَ السَّائِمِ الْقَائِمِ الْغَارِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

## باب ہفتم (۷) عالم کا حق

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ عالم کا حق یہ ہے کہ اس سے بہت زیادہ سوال نہ کرو اور اس کا نام نہ پکڑو۔ اگر وہ مجلس سے اٹھنا چاہے اور جب اس کے پاس جاؤ اور کچھ لوگ اس کے پاس بیٹھے ہوں تو سب کو سلام کرو اور خصوصیت سے



اس کو سلام کرد۔ اس کے سامنے بیٹھ بیٹھے نہ بیٹھو اور اپنا آنکھ سے اشارہ نہ کرو اور ہاتھ سے بھی اشارہ نہ کرو اور زیادہ نہ بولو کہ فلاں فلاں نے آپ کے قول کے خلاف یہ کہا ہے اور طبلِ محبت سے اس کو پریشان نہ کرو۔ عالم کی مثال درخت کی سی ہے کہ تم انظار کرتے رہو کہ اس سے کوئی خشے تمہارے اوپر گرسے۔ عالم کا اجر روزہ دار، نماز گزار اور فی سبیل اللہ فاذی سے زیادہ ہے۔

## (بَابُ فَقْدِ الْعُلَمَاءِ)

۱۔ عِدَّةٌ مِنْ أَهْلِ بَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى، عَنْ أَبِي أُبَيٍّ الْخَزَّازِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُوتُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَحَبَّ إِلَيَّ إِبْلِيسَ مِنْ مَوْتِ فُقَيْهٍ.

## باب ہشتم (۸)

### موت علماء

فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ ابلیس کے لئے عالم دین کی موت ہر مومن کی موت سے زیادہ محبوب ہے

۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ الْفَقِيهُ ثَلَاثٌ فِي الْإِسْلَامِ تَلْمَذَةٌ لَا يَسُدُّ مَا شَيْءٌ.

۲ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب کوئی مومن عالم دین جاتا ہے تو اسلام میں ایسا رخنہ پڑتا ہے جسے کلمتے بند نہیں کر سکتے۔

۳۔ مُحَمَّدُ بْنُ بَعْثٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرٍاءَ، عَنْ ابْنِ مَجْرُبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: إِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ بَكَتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ وَيَقَاعُ الْأَرْضُ إِلَيْهِ.



كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ وَابِئِهَا الْسَّمَاءِ الَّذِي كَانَ يُصَدِّقُ فِيهَا بِأَعْمَالِهِ ، وَثَلِمَ فِي الْإِسْلَامِ ثَلَمَةٌ لَا يَسْتَدَاهَا شَيْءٌ لِأَنَّ الْمُؤْمِنِينَ الْقُسَمَاءَ حُصُونُ الْإِسْلَامِ كَحِصْنِ مَدِينَةٍ لَهَا .

۳۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی مومن فقیہ مرجع رہتا ہے تو ملائکہ اس کے لئے رستے میں اور زمین کے وہ حصے رستے میں جن پر اس نے خدا کی عبادت کی ہو اور وہ آسمان کے دروازے جن سے اس کے اعمال اوپر کو گئے ہیں اور اس کے مرنے سے اسلام میں ایسا رخ پڑتا ہے جسے کوئی شے بند نہیں کر سکتی کیونکہ علمائے دین اسلام کے اس طرح کے قلعے ہیں جس طرح شہر بنیاد والی دیواریں شہر کے گرد ہوتی ہیں۔

۴۔ وَعَنْهُ ، عَنْ أَحْمَدَ ، عَنْ ابْنِ مَعْبُودٍ ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْخَزَّازِ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُوتُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَحَبُّ إِلَى إِبْلِيسَ مِنْ مَوْتِ فَقِيهٍ .

۴۔ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ شیطان کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عالم دین کی موت ہے

۵۔ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ زِيَادٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَصْبَاطٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَعْقُوبَ بْنِ سَالِمٍ ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قُرَيْشٍ قَالَ : قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : إِنْ كَانَ يُشْرِكُ : إِنْ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ بَعْدَهَا يَبْطِئُ وَلَكِنْ يَمُوتُ الْعَالِمُ فَيَذْهَبُ بِمَا يَعْلَمُ فَتَلِيهِمُ الْجَفَاءُ فَيَضِلُّونَ وَ يُضِلُّونَ وَلَا خَيْرَ فِي شَيْءٍ لَيْسَ لِنَاسِلٍ .

۵۔ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ میرے پسر بزرگوار نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے علم کو نازل کرنے کے بعد نہیں روکا۔ مگر جب کوئی عالم دین مرجع رہتا ہے وہ اپنے ساتھ اپنا علم لے جاتا ہے اس کی جگہ لیتے ہیں وہ دن پرست اور باطل نواز جو خود گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرنے میں وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جن کی اصل نہیں ہوتی۔

۶۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا : عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ زَكَرِيَّا ، عَنْ جَابِرٍ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يَقُولُ : إِنَّهُ يُسَخَّرُ نَفْسِي فِي مَرْغَةِ الْمَوْتِ وَالْقَتْلِ



فَبِنَا قَوْلُ اللَّهِ: وَأَوَّلَمَ يَرَوْا أَتَانَا فِي الْأَرْضِ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا، وَهُوَ ذَهَابُ الْعُلَمَاءِ.

۶۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ تکلیف ہوتی ہے میرے نفس کو سرعت موت اور قتل سے امداد ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کیا نہیں دیکھا انھوں نے کہ ہم آتے ہیں اور خراب کرتے ہیں اطراف زمین کو اور اس سے اڑا ہوا مار کا رنا۔

### (بَابُ مُجَالَسَةِ الْعُلَمَاءِ وَصَحْبَتِهِمْ)

۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ تَحْمِيذِ بْنِ عَيْسَى، عَنْ يُونُسَ، قَالَ: قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ: يَا بُنَيَّ اخْتَرِ الْمَجَالِسَ عَلَى عَيْنِكَ فَإِنْ رَأَيْتَ قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ جَلَّ وَعَزَّ فَاجْلِسْ مَعَهُمْ فَإِنْ تَكُنْ غَالِيًا يَتَّقُكَ عِلْمُكَ وَإِنْ تَكُنْ جَاهِلًا عِلْمُكَ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُظِلَّهُمْ بِرَحْمَتِهِ قَبْلَكَ مَعَهُمْ وَإِذَا رَأَيْتَ قَوْمًا لَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ فَلَا تَجْلِسْ مَعَهُمْ فَإِنْ تَكُنْ غَالِيًا لَمْ يَتَّقُكَ عِلْمُكَ وَإِنْ كُنْتَ جَاهِلًا يَزِيدُكَ جَهْلًا وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُظِلَّهُمْ بِمُثُوبَةِ قَبْلِكَ مَعَهُمْ.

## باب نہم (۹)

### مجالستہ علماء اور ان کی صحبت

لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے فرزند مجاںس علماء کو اپنی نظر میں رکھ۔ اگر تو ایسے لوگوں کو پائے جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے پاس بیٹھ، اگر تو عالم ہے تو تجھ کو تیرا علم نفع دے گا اور اگر تو جاہل ہے تو وہ تجھے تعلیم دیں گے اور شاید اللہ ان پر اپنی رحمت نازل کرے اور اگر وہ لوگ اللہ کا ذکر نہیں کرتے تو ان کے پاس مت بیٹھ، اگر تو عالم ہے تو تیرا علم نفع نہ دے گا اور اگر تو جاہل ہے تو وہ تجھ میں اور بھرت پیدا کر دیں گے اور شاید کہ اللہ ان پر اپنا عذاب نازل کرے جو تجھے سبھی گیرے



۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، وَتَحْدِثُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عِيسَى جَمِيعًا، عَنْ ابْنِ مَجْشُوبٍ، عَنْ دُرَيْسِ بْنِ أَبِي مَنصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: مُحَادَّةُ الْعَالِمِ عَلَى الْمَزَائِلِ خَيْرٌ مِنْ مُحَادَّةِ الْجَاهِلِ عَلَى الزَّوَائِلِ

۲۔ امام موسی کاظم علیہ السلام نے فرمایا۔ عالموں کے ساتھ مزبلیوں (کوڑا گھر) پر بیٹھنا بہتر ہے۔ جاہل کے ساتھ مسندوں پر بیٹھنے سے۔

۳۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ النَّبَاقِ، عَنْ شَرِيفِ بْنِ سَابِقٍ، عَنْ الْفَضْلِ بْنِ أَبِي قُرَّةٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: قَالَتِ الْخَوَارِثُونَ لِعِيسَى: يَا رُوحَ اللَّهِ! مَنْ نُبَايَسُ؟ قَالَ مَنْ يَذْكُرُكُمْ اللَّهُ رُؤَيْتُهُ وَيَزِيدُ فِي عِلْمِكُمْ مَنَاطِقَهُ وَيُرْغِبُكُمْ فِي الْآخِرَةِ عَمَلُهُ

۳۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا۔ خواریوں نے حضرت عیسیٰ سے پوچھا ہم کن لوگوں کے ساتھ بیٹھیں۔ فرمایا جن کی صورت ذکر خدا یاد دلائے، جن کی گفتگو سے تمہارا علم زیادہ ہو جن کے علم سے آخرت کی طرف رغبت ہو۔

۴۔ تَحْدِثُ إِسْمَاعِيلُ، عَنْ الْفَضْلِ بْنِ شاذَانَ، عَنْ ابْنِ أَبِي عَمِيرٍ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مُجَاسَاةُ أَهْلِ الدِّينِ شَرَفٌ لِلدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

۴۔ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ اہل دین کے پاس بیٹھنا شرف دنیا و آخرت ہے۔

۵۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ يَحْيَى الْإِسْبَاهَانِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ الْمُنْقَرِي،

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَسْعُودِ بْنِ كِذَا م قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: كَتَبْتُ إِلَى مَنْ أَتَى بِأَوْثَقٍ فِي نَفْسِهِ مِنْ عَمَلٍ سَنَةٍ

۵۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ میں بیٹھتا ہوں مردانہ کی مجلس میں جس پر مجھے اعتماد ہو یہ بیٹھنا مجھے پسند آتا ہے۔ اس کی ایک سال کی عبادت سے۔



# باب دہم (۱۰)

## عالم سے سوال اور مذاکرہ

### (بَابُ سُؤَالِ الْعَالِمِ وَ تَذَاكَرِهِ)

۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ مَجْدُورٍ أَصَابَتْهُ جُنَابَةٌ فَفَسَلُوهُ فَمَاتَ قَالَ: قَتَلُوهُ أَلَا سَأَلُوا فَإِنْ دَوَّاهُمُ السُّؤَالُ.

امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ چپک دالا جنب ہوا۔ لوگوں نے اسے نہلا دیا۔ جس سے دم مر گیا۔ فرمایا انھوں نے اسے قتل کیا۔ کسی عالم سے کیوں نہ پوچھا۔ آگاہ ہو کہ مسائل دین سے نادانی ایک درد ہے جس کی دوا صرف سوال ہے۔

۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ حَبِيبِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زُرَّادَةَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ بَرِيدٍ الْعَجَلِيِّ قَالُوا: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام لِحُمْرَانَ بْنِ أَعْيَنَ فِي شَرْهِ سَأَلَهُ: إِنَّمَا يَهْلِكُ النَّاسُ لِأَنَّهُمْ لَا يَسْأَلُونَ.

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے عمران بن حنین سے فرمایا لوگ اس لئے ہلاک ہوتے ہیں کہ وہ سوال نہیں کرتے۔

۳۔ عَلِيُّ بْنُ تَخْوَمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَلِيِّ بْنِ شُعْرَبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَيْمُونٍ الْقَدَاحِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ: إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ قَلْبُهُ قَدْلٌ وَ مِفْتَاحُهُ الْمَسْأَلَةُ.

۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ علم دین پر تالہ لگا ہوا ہے جس کی کنجی سوال کرنا ہے۔



عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الثَّوَلِيِّ ، عَنْ السَّكُونِيِّ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَحْوُهُ .

۴۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ ثَعْلَبِ بْنِ عَيْسَى بْنِ مُبَيِّنٍ ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْأَخْوَلِ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : لَا يَسْغُ النَّاسُ حَتَّى يَسْأَلُوا وَ يَتَفَقَّهُوا وَ يَغْرِفُوا إِمْلَهُمْ وَ يَسْمَعُوا أَنْ يَأْخُذُوا بِمَا يَقُولُ وَإِنْ كَانَ تَقِيَّةً .

۴۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ معلومات میں وسعت پیدا نہ ہوگی جب تک لوگ پوچھیں گے نہیں علم دین میں نہ کریں گے اور اپنے امام کو پہنچائیں گے نہیں مان کر چلیے کہ بحالت تقیہ بھی جو امام کہیں اس کو لیں۔

۵۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ ثَعْلَبِ بْنِ عَيْسَى ، عَنْ يُونُسَ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : أَنْ يَرَجُلٌ لَا يَتَرَفَّعُ نَفْسَهُ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ لِأَمْرِ دِينِهِ فَيَتَعَاهَدُهُ وَيَسْأَلُ عَنْ دِينِهِ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى لِكُلِّ مُسْلِمٍ .

۵۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دے ہو اس شخص پر جو فارغ نہیں بناتا اپنے نفس کو ہر کام سے روز جمعہ امر دین کے لئے تاکہ مسائل دین لوگوں سے پوچھے اور اپنی آخرت کو درست کرے۔ ایک روایت میں بجائے أَنْ يَرَجُلٌ کے آخری کے بجائے لِكُلِّ مُسْلِمٍ ہے

۶۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ ابْنِ أَبِي حُمَيْرٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : إِنْ ابْتَغَرْتَ وَجَلَ يَقُولُ : تَذَا كِبَرِ الْعِلْمِ بَيْنَ عِبَادِي بِمَا تَحْيِي عَلَيْهِ الْقُلُوبُ الْيَسَنَةُ إِذَا هُمْ انْتَهَوْا فَيَدُ إِلَى أَمْرٍ .

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علم کا مذاکرہ میرے بندوں کے درمیان مردہ قلوب کو زندہ کرتا ہے بشرطیکہ وہ اپنی گفتگو میں میرے حکم کی طرف رجوع کریں۔

۷۔ ثَعْلَبِ بْنِ عَيْسَى ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ ثَعْلَبِ بْنِ عَيْسَى ، عَنْ ثَعْلَبِ بْنِ سِنَانٍ ، عَنْ أَبِي الْجَارُودِ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ رَحِمَ اللَّهُ عَبْدًا أَحْبَبَ الْعِلْمَ قَالَ : قُلْتُ : وَمَا إِحْبَاؤُهُ؟ قَالَ : أَنْ يُذَاكَرَ بِهِ .



## أَهْلُ الدِّينِ وَ أَهْلُ الْوَرَعِ .

۷۔ میں نے امام باقر علیہ السلام سے سنا۔ خدا رحم کرے اس بندہ پر جو علم کو زندہ کرے۔ میں نے کہا اس کی زندگی کیسے فرمایا اسے اہل دین اور اہل ورع کا ذکر کرنا چاہیے۔

۸۔ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَتَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَتَرٍ الْحَجَّالِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَفِيعَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، تَنَازَعُوا وَ تَلَاكُوا وَ تَحَدُّوا فَإِنَّ الْحَدِيثَ جَلَاءُ لِلْقُلُوبِ إِنْ الْقُلُوبَ لَتَرَيْنُ كَمَا يَرَيْنُ السَّيْفُ وَ جَلَاءُهَا الْحَدِيثُ

۸۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے علم دین کا آپس میں ذکر کرنا اور ایک دوسرے سے ملاقات کرنا۔ اور آپس میں بات چیت کرنا کہ یہ چیز تلوہ میں جلا پیدا کرتی ہے۔ تلوہ بھی اسی طرح چمکدار رہتے ہیں جس طرح تلوار کا زنگ دھند کرنے سے تلووار اور حدیث اس کو جلا بخشتی ہے۔

۹۔ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَتَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ قُضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِيانٍ عَنْ مَنْصُورٍ الصَّقَلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ﷺ يَقُولُ: تَنَازَعُوا الْعِلْمَ دِرَاسَةً وَالدِّرَاسَةُ صَلَاحٌ حَسَنٌ.

۹۔ میں نے امام باقر علیہ السلام سے سنا کہ مذاکرہ علم ہوتا ہے اور اس کا ثواب مقبول نماز کے برابر ہے

## باب یازدہم (۱۱)

### بذل علم

۱۔ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَتَرٍ عِيسَى، عَنْ قَتَرٍ إِسْمَاعِيلَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ مَنْصُورٍ بْنِ خَازِمٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: قَرَأْتُ فِي كِتَابٍ عَلَيَّ ﷺ إِنْ اللَّهُ يَأْخُذُ



عَلَى الْجُهَالِ عَهْدًا يَطْلُبُ الْعِلْمَ حَتَّى أَخَذَ عَلَى الْعُلَمَاءِ عَهْدًا يَتَذَلُّ الْعِلْمُ لِلْجُهَالِ ، لِأَنَّ الْعِلْمَ  
كَانَ قَبْلَ الْجَهْلِ .

۱۔ فرمایا حضرت ابو عبد اللہ السلام نے کہ میں نے کتاب علی علیہ السلام میں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں لیا  
جاہلوں سے عہد طلب علم کا جب تک علماء سے عہد نہیں لیا ہے علم سکھانے کا جاہلوں کو کیونکہ علم قبل جہالت ہے

۲۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ وَتَمَّارِ بْنِ  
سِنَانٍ ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ : « وَلَا تُصِغِرُ خَدَّكَ لِلنَّاسِ ، قَالَ  
لَيَكُنِ النَّاسُ عِنْدَكَ فِي الْعِلْمِ سَوَاءً » .

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کے متعلق ، مت روگردانی کرو لوگوں سے ، فرمایا حضرت نے  
مرا یہ ہے کہ لوگ تمہارے نزدیک علم میں برابر ہو جائیں ۔

۳۔ وَ يَهْدِنَا الْإِسْلَامَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ النَّضْرِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شَمْرٍ ، عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي  
جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : زَكَاةُ الْعِلْمِ أَنْ تُعَلِّمَهُ عِبَادَ اللَّهِ .

۳۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ علم کی زکوٰۃ وہ ہے کہ لوگوں کو تعلیم دے ۔

۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ تَمَّارِ بْنِ عَيْسَى بْنِ عُمَيْرٍ ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ سَدِّكَرَةَ  
عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : قَامَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَآئِيلَ فَقَالَ : يَا بَنِي إِسْرَآئِيلَ  
الْجُهَالُ بِالْعِزَّةِ فَتُظْلِمُوهُمْ ، وَلَا تَنْصَرِفُوا أَهْلَهَا فَتُظْلِمُوهُمْ .

۴۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا ۔ جہان سے دانائی کی باتیں کرو  
ورنہ یہ ان پر ظلم ہوگا اور اہل علم کی صحبت سے روکو مت ۔



# باب دوازدہم (۱۲)

## بغیر علم بات کہنے کی ممانعت

۱۔ عُمَرُ بْنُ یَحْیٰی، عَنْ أَحْمَدَ وَ عُبَادَةَ ابْنِ عُمَرَ بْنِ عِیْسَى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ سَبِّ بْنِ قَعْبَرَةَ، عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ مَرْثَدٍ قَالَ: قَالَ [لِي] أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: أَنْتَ أَكْثَرُ مَنْ خَسَلَتْ فِيهِمَا هَلَاكُ الرِّجَالِ: أَنْتَ أَنْ تَدِينَ اللَّهَ بِالْبَاطِلِ وَ تُقْضِي النَّاسَ بِمَا لَا تَعْلَمُ.

(۱) فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے میں تم کو دو ایسی خصلتوں سے منع کرتا ہوں جن سے لوگ ہلاک ہو گئے ہیں نہ کرتا ہوں، احکام دین کی تردید کے باطل سے نہ کرو۔ اور تو نہیں جانتے اس کے تعلق لوگوں کو فتوے نہ دو۔

۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عِیْسَى بْنِ عُثَيْبٍ: عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْعَجَّاجِ قَالَ: قَالَ لِي، أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: إِشَاكَ وَ خَسَلَتْ فِيهِمَا هَلَاكُ مَنْ هَلَكَ: إِشَاكَ أَنْ تُقْضِيَ النَّاسَ بِرَأْيِكَ أَوْ تَدِينَ بِمَا لَا تَعْلَمُ.

(۲) فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے کو دو باتوں سے بھاڑ کہ ان کی وجہ سے لوگ ہلاک ہو گئے اپنی رائے سے فتوے نہ دو اور جہات نہیں جانتے اس میں پیروی ظن نہ کرو۔

۳۔ عُمَرُ بْنُ یَحْیٰی، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ بْنِ عِیْسَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِثَابٍ، عَنْ أَبِي عُيَيْنَةَ الْحَدَّادِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام: قَالَ: مَنْ أَقْضَى النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى لَسَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ وَ لِحْفَهُ وَ زُرْمَنْ عَمِلَ بِغُفَاةٍ.

(۳) فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جو لوگوں کو فتویٰ دیتا ہے بغیر علم کے اس پر ملائکہ رحمت اور ملائکہ عذاب لعنت کہتے ہیں اور میں نے اس کے فتوے پر عمل کیا ہے جس کا لہجہ بھی اسی کے سرائے ہے۔

۴۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ بْنِ خَالِدٍ: عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ، عَنْ أَبَانِ الْأَحْمَرِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام: قَالَ: مَا عَلِمْتُمْ فَقُولُوا وَمَا لَمْ تَعْلَمُوا فَقُولُوا:



اللہ اعلم، ان الرجل لیتزعج الآیۃ من القرآن ینخر فیہا أبعدا ما بین السماء والأرض.

۴۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جو نہیں جانتے اس کے متعلق فتویٰ نہ دواؤ کہ اللہ جانتا ہے ایک آدمی جو تشبیہات قرآن کا وہ تفسیر بیان کرتا ہے جو حقیقت سے اتنی دیر ہوتی ہے جیسے زمین آسمان سے تو اس کا ٹھکانا جہنم میں ہوگا۔

۵۔ تميم بن اسحاق، عن الفضل بن خالد، عن حماد بن عيسى، عن زكريا بن عبد الله، عن تميم بن مسلم، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: للعالم إذا سئل عن شيء وهو لا يعلم أن يقول: الله أعلم، وليس لغير العالم أن يقول ذلك.

۵۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: عالم کو چاہیے کہ جب اس سے کوئی ایسا مسئلہ پوچھا جائے جسے وہ نہیں جانتا تو کھالٹھ اللہ بہتر جانتا ہے اور غیر عالم یہ کہے گا میں حق دار نہیں کیونکہ اس سے لوگوں کو دھوکا اس کا عالم ہونے کا ہوتا ہے

۶۔ علي بن إبراهيم، عن أحمد بن محمد بن خالد بن حماد بن عيسى، عن حريز بن عبد الله، عن تميم بن مسلم، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا سئل الرجل منكم عما لا يعلم فليقل: لا أدري ولا يقل: الله أعلم، فيوقع في قلب صاحبه شكاً وإذا قال المسؤل: لا أدري فلا ينسبه السائل.

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی سے ایسا سوال کیا جائے جس کا جواب معلوم نہ ہو تو اسے کہنا چاہیے کہ میں نہیں جانتا۔ یہ نہ کہے کہ اللہ جانتا ہے ورنہ سائل کے دل میں شک پڑے گا کہ یہ جانتا ہے اور جب کہے گا کہ میں نہیں جانتا تو سائل اس کو سہم نہ کرے گا۔

۷۔ الحسن بن محبوب، عن معلى بن محبوب، عن علي بن أسباط، عن جعفر بن سماعة، عن عمر وأجل، عن أبيان، عن زرارة بن أعين قال: سألت أبا جعفر عليه السلام ما حق الله على العباد قال: أن يقولوا ما يعلمون ويتقوا عند ما لا يعلمون.

۷۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا بندہ خدا پر اللہ کا کیا حق ہے فرمایا وقت ضرورت جو جانتے ہوں بیان کریں اور جو نہیں جانتے اس سے رک جائیں۔



۸۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ يُونُسَ [بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ] عَنْ أَبِي يَنْفُوبٍ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ اللَّهَ خَمْسَ عِبَادَةٍ بِأَيُّنٍ مِنْ كِتَابِهِ أَنْ لَا يَقُولُوا حَتَّى يَعْلَمُوا، وَلَا يَرُدُّوهُمَا وَلَمْ يَعْلَمُوا وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَلَمْ يَأْتُوا بَشَايَئِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِيثَاقُ الْكِتَابِ أَنْ لَا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ، وَ قَالُوا: بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِمَلِكِهِ وَ لَمَّا بَأْنِهِمْ تَأْوِيلُهُ.

۸۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ خدا نے اپنے بندوں کو رغبت دلائی ہے اپنا کتاب میں دو باتوں کی طرف، ایک بے جانے کچھ نہ کہو اور دوسرے جو معلوم نہیں انکی روایت نہ کرو فرمایا ہے کیا میں نے ان سے یہ عہد نہیں لیا کہ خدا کے بارے میں حق بات کے سوا کچھ نہ کہو اور فرمایا بلکہ انھوں نے تکذیب کی اس چیز کی جو ان کے احاطہ علم سے باہر تھی اور جس کی تاویل ان کو نہیں آتی تھی۔

۹۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قُتَيْبِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قُرَيْشٍ، عَنْ قُتَيْبِ بْنِ حَدَّادٍ، عَنْ ابْنِ شُبْرَمَةَ قَالَ: مَا ذَكَرْتُ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ إِلَّا كَذَّابًا أَنْ يَقْصِدَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي حَتْمٍ عَنْ جَدِّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - قَالَ ابْنُ شُبْرَمَةَ وَاقِعٌ مَا كَذَّبَ أَبُوهُ عَلِيُّ بْنُ حَتْمٍ وَلَا جَدُّهُ عَلِيُّ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ عَمِلَ بِالْمُتَشَابِهِ فَقَدْ خَلَعَ وَ أَهْلَكَ وَ مَنْ أَفْتَى النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ هُوَ لَا يَعْلَمُ النَّاسِخَ مِنَ الْمَنْسُوحِ وَ الْمُحْكَمَ مِنَ الْمُتَشَابِهِ فَقَدْ خَلَعَ وَ أَهْلَكَ.

۹۔ ابن شُبْرَمَہ سے مروی ہے کہ میں جب اس حدیث کو یاد کرتا ہوں جس کو میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا تو میرا قلب کانپ جاتا ہے حضرت نے فرمایا میرے پردہ بزرگوار نے میرے جد سے اور انھوں نے رسول اللہ سے نقل فرمایا ہے ابن شُبْرَمَہ نے کہا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نہ ان کے باپ نے جھوٹ بولا اور نہ ان کے دادا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں نے قیاس پر عمل کیا وہ خود بھی ہلاک ہوا اور دوسرے کو بھی ہلاک کیا اور جس نے ایسی حالت میں فتویٰ دیا کہ نہ ناسخ کو منسوخ سے تمیز کرتا ہے نہ محکم کی تشابہ سے تو وہ خود بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔



## باب سیزدہم (۱۳) بغیر علم عمل کرنے والا

۱۔ وعدۃ من أمخانينا، عن أحمد بن محمد بن خالد، عن أبيه: عن محمد بن عثمان، عن طلحة بن زينو قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: العاقل على غير بصيرة كالسائر على غير العلم، لا يزيده سرعة السير إلا بعداً.

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بغیر عقل و فہم کے عمل کرنے والا غلط راستے پر چلنے والے کی مانند ہے کہ جتنا تیز چلے گا اتنا ہی منزل سے دور رہے گا۔

۲۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن محمد بن عثمان، عن ابن مسكان، عن حسن القبطي قال سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: لا يقبل الله عملاً إلا بمعرفة ولا معرفة إلا بعمل فمن عرف ذلك المعرفة على العمل ومن لم يعمل فلا معرفة له؛ ألا إن الإيمان بغيضة من بغض.

یمنے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ اللہ نہیں قبول کرتا کسی عمل کو بغیر معرفت کے اور معرفت مفید نہیں بغیر عمل جس کو معرفت ہے تو وہ نہ سائی گئی ہے عمل کی طرف اور جو عمل نہیں کرتا۔ اس کے لئے معرفت ہی نہیں آگاہ ہو کہ ایمان کا تعلق ہے ایک دوسرے سے۔

۳۔ عنه. عن أحمد بن محمد، عن ابن فضال، عن حسن رواه. عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قال رسول الله ﷺ: من عمل على غير علم كان ما يبيد أكثر مما يصلح.

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بغیر علم کے عمل کیا تو اس نے نیکو کاری کے زیادہ حصہ کو فاسد کر دیا۔



# باب چہارم (۱۴) استعمال علم

۱۔ تھذیب بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ، عن حماد بن عیسیٰ، عن عمر بن اذین عن ابان بن امی غثان، عن سلیم بن قیس الہلالی قال: سمعت ابا المؤمنین علیاً یقول عن النبی ﷺ انہ قال فی کلام لہ: العلماء رجال من رجل عالم یعلو فہما ناس و عالم یتلو فہما فہما مالک و ان اهل النار لیتأذون من ریح العالم التاریک لعلوہ و ان اشد اهل النار تمانی و حسرة رجل دعا عبداً الی اللہ فاستجاب لہ و قبل منه فاطاع اللہ فادخل اللہ الجنة و ادخل اللہ امی النار یشزکو علمہ و اتباعہ الہوی و طول الأمل، أما اتباع الہوی فبشد عن الحق و طول الأمل یشی الآخرة.

۱۔ میں نے سنا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ عالم دو شخص میں ایک وہ جس نے اپنے علم سے فائدہ حاصل کیا پس وہ نجات پانے والا ہے دوسرے وہ جس نے علم کو تارک ہے یہ جہنمی ہے ایسے عالم کہ جو آجہ اہل دوزخ کو اذیت پہنچے گی اور اہل دوزخ میں خود پذیرین ندامت و حسرت اس شخص کو ہوگی جس نے بندہ کو اللہ کی طرف بلایا اس نے دعوت کو قبول کیا اللہ کی اطاعت کی خواہش کو توحش میں داخل کرے گا اور داعی کو بہت تکلم اور ہوا و ہوس کا پیروی اور امیدوں کی دھاندلی کے داخل تارکے گا خواہشاں ہر کہ پیروی انسان کو امر حق سے روک دیتی ہے اور امیدوں کی دھاندلی آخرت کو بھلا دیتی ہے۔

۲۔ تھذیب بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ، عن حماد بن عیسیٰ، عن اسماعیل بن جابر، عن ابي عبد اللہ علیہ السلام قال: العلم مقرون الی العمل، فمن علم عمل و من عمل علم و العلم یتف بالعلم، فان اجابہ و الا ارتحل عنہ.







در نفعل بن عمر نے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے میں نے پوچھا کہ روز قیامت نجات پانے والے کی پہچان کیا ہے فرمایا جس کا فعل اس کے قول کے مطابق ہو کہ یہ گواہی ہوگی پیش خدا اور جس کا فعل اس کے قول کے موافق نہیں تو اس کا ایمان ماری ہوگا۔

۶۔ وَهَذِهِ مِنْ أَصْحَابِنَا. عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قُتَيْبَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، رَفَعَهُ قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي كَلَامٍ لَهُ خُطِبَ بِهِ عَلَى الْمَنْبَرِ: أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا عَلِمْتُمْ فَأَعْمَلُوا بِمَا عَلِمْتُمْ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ. إِنَّ الْعَالِمَ الْعَامِلَ بِغَيْرِهِ كَالْجَاهِلِ الْغَائِبِ الَّذِي لَا يَسْتَفِيقُ عَنْ جَهْلِهِ بَلْ قَدْ آتَتْهُ أَنْ الْحُجَّةَ عَلَيْهِ أَكْثَمُ وَالْحَسْرَةَ أَكْثَرُ عَلَى هَذَا الْعَالِمِ الْمُسْلِكِ مِنْ عِلْمِهِ مِنْهَا عَلَى هَذَا الْجَاهِلِ الْمُسْتَعْرِ فِي جَهْلِهِ وَكَلَامُنَا خَائِرٌ بَازِرٌ، لَا تَرْتَابُوا فَتُكْثَرُوا وَلَا تُكْثَرُوا فَتُكْفَرُوا وَلَا تُرْخَسُوا لَا تُنْكِرُوا فَتُنْجُوا وَلَا تُنْكِرُوا فِي الْحَقِّ فَتُعْسَرُوا وَإِنْ مِنْ الْحَقِّ أَنْ تَقْصُرُوا وَمِنْ الْإِفْهِانِ أَنْ لَا تُقْصِرُوا، وَإِنْ أَنْتَحَكُمُ لِنَفْسِ الْمَوْتِ لِرَبِّهِ وَأَنْتَحَكُمُ لِنَفْسِ أُمَّتِكُمْ لِرَبِّهِ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ يَأْمَنُ وَيَسْتَبِيزُ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ يَجِبُ وَيَنْتَمِ.

۶۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا لوگو جب تم علم حاصل کر لو تو عمل بھی کرو تاکہ ہدایت پاؤ۔ جو عالم اپنے علم کے خلاف عمل کرتا ہے وہ اس جاہل حائر کی مانند ہے جس کو جہالت سے افاقہ نہیں ہوتا۔ میں نے کتاب خدا میں دیکھا ہے کہ ایسے عالم پر جس سے علم علیحدہ ہو گیا ہو۔ خدا کی بڑی حجت تمام ہو گئی اور ہمیشہ حسرت کا شکار رہے گا اور اس کے اہل جو جہالت کی وجہ سے حسرت و باس میں رہتے ہیں۔ دونوں در ماندہ اور جہنی ہیں۔ شک کو طلب نہ کرو۔ در نہ شک میں پڑ جاؤ گے اور خدا کی شکایت نہ کرو۔ کافر ہو جاؤ گے۔ اپنے نفسوں کو اجازت نہ دو کہ وہ پیروی ظن کریں ورنہ سہل انکاری کرنے لگو گے اور امر حق میں سہل انکاری سے عسارہ پاؤ گے حق بات یہ ہے کہ علم دین حاصل کرو تاکہ ٹھوکر نہ کھاؤ۔ بے شک تم میں از روئے نفس اخلاص مند وہ ہے جو اللہ کی سب سے زیادہ اطاعت کرنے والا ہے اور بدترین انسان وہ ہے جو اپنے رب کی معصیت کرے اللہ سے جو اللہ کی اطاعت کریگا اس کو بشارت دی جاتی ہے کہ وہ امن میں رہیگا جو اللہ کی نافرمانی کریگا وہ ناکام و نادم رہے گا۔



۷۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرٍو خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَمْرٍو كَرِهَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
 بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: إِذَا سَمِعْتُمْ الْعِلْمَ فَاسْتَعْمِلُوهُ وَلَتَسْبَحَ قُلُوبُكُمْ  
 فَإِنَّ الْعِلْمَ إِذَا كَثُرَ فِي قَلْبِ رَجُلٍ لَا يَحْتَمِلُهُ، قَدَّ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ، فَإِذَا خَاصَمَكُمُ الشَّيْطَانُ فَأَقْبِلُوا  
 عَلَيْهِ بِمَا تَعْرِفُونَ فَإِنَّ كِبَدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا، فَقُلْتُ وَمَا الَّذِي تَعْرِفُهُ؟ قَالَ: خَاصِمُوهُ بِمَا ظَهَرَ  
 لَكُمْ مِنْ قُدْرَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

۷۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ جب تم احادیث کو سنو تو ان پر عمل بھی کرو اور اپنے قلوب میں بندگی  
 پیدا کرو۔ علم جب کسی شخص میں زیادہ ہوتا ہے تو شیطان اس پر قابو نہیں پاتا۔ جب شیطان تم سے دشمنی کرے تو  
 جو معرفت تم نے حاصل کی ہے اس کی مدد سے اس کا مقابلہ کرو۔ بیشک شیطان کا مکر کمزور ہے میں نے پوچھا ہم کس چیز کی  
 معرفت حاصل کریں۔ فرمایا اس چیز سے شیطان کا مقابلہ کرو جو تم پر قدرت خدا سے ظاہر ہوتی ہے۔

## باب پانزدہم (۱۵)

### علم کو ذریعہ بنا نامال کھانے اور فخر کرنے کا

عَمْرٍو يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرٍو عِيسَى، وَعَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ جَبِيسَ عَنْ حَشَادِ  
 بْنِ عِيسَى، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَدِينَةَ، عَنْ أَبَانِ بْنِ أَبِي عِيَّاشٍ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ  
عليه السلام يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْهُوَ مَنْ لَا يَشْبَعَانِ طَالِبُ دُنْيَا وَطَالِبُ عِلْمٍ فَمَنْ اقْتَصَرَ مِنَ الدُّنْيَا  
 عَلَى مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَهُ سَلِمَ، وَمَنْ تَنَاوَلَهَا مِنْ غَيْرِ حِلِّهَا هَلَكَ إِلَّا أَنْ يَتُوبَ أَوْ يَرِاجِعَ وَمَنْ أَخْطَأَ الْعِلْمَ مِنْ  
 أَهْلِهِ وَغَمِلَ بِعِلْمِهِ نَجَا وَمَنْ أَرَادَ بِالدُّنْيَا فِيهِ خَلَعَ.



رسول اللہ نے فرمایا دو حریس سیر نہیں ہوتے طالب دنیا اور طالب علم جس نے مال دنیا سے حلال روزی پر تقنا  
کی۔ اس نے نجات پائی اور جس نے مال حرام کھایا۔ وہ ہلاک ہوا لیکن ایسی صورت میں کہ توبہ کرے۔ یا جن کا مال لیا ہے  
انہیں لوٹا دے۔ امید نجات ہو سکتی ہے جس نے علم کو اس کے اہل سے لیا اور عمل بھی کیا۔ اس نے نجات پائی جس نے دنیا پانے کا ادا  
کیا ہے وہی ملی۔

۲۔ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ غَابِرٌ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ قُحْوٍ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوُشَّاءِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ  
عَالِيٍّ عَنْ أَبِي حَبِيبَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: مَنْ أَرَادَ الْحَدِيثَ لِمَنْفَعَةِ الدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ لَهُ فِي  
الْآخِرَةِ نَصِيبٌ، وَمَنْ أَرَادَ بِهِ خَيْرَ الْآخِرَةِ أَطَاعَهُ اللَّهُ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جس نے علم حدیث حاصل کر کے نفع دنیا کا ارادہ کیا۔ آخرت  
میں اس کا کوئی حصہ نہیں اور جس نے آخرت کی بہتری چاہی۔ خدا نے اس کو دنیا و آخرت میں بہتری عطا کی

۳۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ قُحْوٍ الْإِسْبَهَانِيِّ، عَنْ الْوُسْطَرِيِّ، عَنْ حَنْصَلِ بْنِ  
غِيَاثٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: مَنْ أَرَادَ الْحَدِيثَ لِمَنْفَعَةِ الدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ لَهُ فِي الْآخِرَةِ نَصِيبٌ.

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جس نے علم حدیث حاصل کر کے نفع چاہا تو آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

۴۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ قُحْوٍ الْوُسْطَرِيِّ، عَنْ حَنْصَلِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنْ أَبِي  
عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْعَالِمَ مُجْبِلًا لِدُنْيَا فَاتَّبِعُوهُ عَلَى دِينِكُمْ فَإِنَّ كُلَّ مُجِبٍّ لِقَرِيحٍ يَحْمِلُ  
مَا أَحَبَّ وَقَالَ عليه السلام: أَوْحَى اللَّهُ إِلَى دَاوُدَ عليه السلام: لَا تَجْعَلَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ عَالِيًا مَقْشُورًا بِالدُّنْيَا  
فَبَعْدَكَ عَنْ طَرِيقِ مَجْبِي فَإِنَّ أَوَّلِيكَ قُطَاعُ طَرِيقِ عِبَادِي الْمُرِيدِينَ، إِنَّ أَدْنَى مَا أَنَا لِيَعْنِيَهُمْ  
أَنْ أَنْزِعَ خَلَاوَةَ مُنَاجَاتِي عَنْ قُلُوبِهِمْ.

۴۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ جب تم کسی عالم کو دیکھو دنیا میں ہلکے پاؤں تو اس کو دین میں اس پر اعتماد نہ کرو۔ ہر محب کو



وہی ملتا ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے۔ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا خدا نے وہی کی داؤد علیہ السلام کی طرف کہ میرے اور اپنے درمیان ایسے عالم کو قرار دے دو جو دنیا کا عاشق ہو کیونکہ وہ تم کو میری محبت کے راستے سے روک دے گا یہ لوگ میرے خاص بندوں کے لئے رہن ہیں کہ سے کم جو میں ان کے ساتھ کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں اپنی مناجات کی عداوت کو ان کے دل سے نکال لیتا ہوں۔

۴۔ عَلِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ التَّوْقَلِيِّ، عَنْ الشَّكُونِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: مَنْ  
سُئِلَ عَنْ النَّفْسِ: أَمَّا الرُّسُلُ مَا لَمْ يَدْخُلُوا فِي الدُّنْيَا قَبْلَ مَا رُسُلُ الْخَلْقِ دَخَلَتْ فِي  
الدُّنْيَا، قَالَ: اتَّبَاعُ السُّلْطَانِ فَإِذَا قَعَلُوا ذَلِكَ فَاحْتَدَوْهُمْ عَلَى دِينِهِمْ

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فقہار رسول کے امین ہیں جب تک کہ دنیا میں داخل نہ ہوں۔ پوچھا دنیا میں ان کے داخلے کی صورت کیلئے فرمایا سلطان جابر کی پیری۔ جب وہ ایسا کریں تو تمہا اپنے دین کو ان سے بچاؤ۔

۶۔ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ الْقُضَلِيِّ بْنِ شَاذَانَ، عَنْ حَسَّانِ بْنِ عَيْسَى، عَنْ رُوَيْحِ بْنِ قَبِيْلَةَ  
عَنْ حَدَّثَهُ: عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُنَافِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ، أَوْ يُنَافِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ  
أَوْ يَصْرِفَ بِهِ دُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ فَلْيَسْبُوهُ مَقْبَعُهُ مِنَ النَّارِ إِنَّ الرِّفَاةَ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لِأَهْلِهَا.

۷۔ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا جس نے علم کو اس لئے حاصل کیا کہ وہ علماء کی مجلس میں فخر کریں یا جاہلوں کی مجلس میں بحث کریں یا اس غرض سے کہ لوگ اس کی طرف توجہ کریں تو ایسے شخص کا ٹھکانہ جہنم میں ہے ریاست کا سزاوار نہیں ہے مگر علم والا۔

## باب شانزدہم (۱۶)

### عالم پر لزوم حجت اور اس پر سخت گیری

۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ قَهْوَرٍ، عَنْ الْيَشْكُرِيِّ، عَنْ حَنْصَلِ بْنِ  
غُبَانٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: قَالَ يَا حَنْصَلُ: يُقَرَّرُ لِلْجَاهِلِ سَبْعُونَ ذَنْبًا قَبْلَ أَنْ يُقَرَّرَ لِلْعَالِمِ



## ذنب واحد

۱۔ حفص بن غياث نے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جاہل کے ستر گدہ عالم کے ایک گنا سے پہلے معاف کر دیے جائیں گے کیونکہ جاہل نہ جان کر گناہ کرتا ہے اور عالم جان بوجھ کر۔

۲۔ وَ يَهْدِي الْإِسْلَامَ قَالَ : قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام : قَالَ عِيسَى بْنُ مَرْثَمٍ عَلَى نَبِيِّنَا وَآلِهِ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ : وَيْلٌ لِلْعُلَمَاءِ وَالسُّوءِ كَيْفَ تَأْكُلِي عَلَيْهِمُ النَّارُ !

۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ علماء سور کے لئے آتش جہنم کے شعلے بری طرح اس کی خبر لیں گے

۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، وَثَمَّةُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، عَنِ الْقُضَلِ بْنِ شاذَانَ جَمِيعًا ، عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ ، عَنْ جَبَلِ بْنِ دَرَّاجٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام يَقُولُ : إِذَا بَلَغَتِ النَّفْسُ هَهْنًا ، وَ أَشَارَ بِمِصْبَرِهِ إِلَى خَلْقِهِ . لَمْ يَكُنْ لِلْعَالَمِ تَوْبَةٌ ثُمَّ قَرَأْنَا التَّوْبَةَ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَتَعَلَّقُونَ بِالسُّوءِ بِجَهَالَةٍ .

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جب سانس پیاں تک آئے گا اور اشارہ کیا اپنے خلق کی طرف تو عالم کی توبہ اس وقت قبول نہ ہوگی، پھر یہ آیت پڑھی۔ غدا سے جو لوگ توبہ کریں جو چھالت سے بُرے کام کرتے ہیں۔

۴۔ وَثَمَّةُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ خَمْدَةَ بْنِ مَرْثَمٍ ، عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ الثَّوْرِيِّ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَلْبِيِّ ، عَنْ أَبِي سَعْدٍ الْمَكْلَبِيِّ ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : فَكَبِّكُوا بَيْنَهُمْ وَالْعَاوُنَ . قَالَ : هُمْ قَوْمٌ وَ سَفَوْا غَدًا بِالسَّيِّئِ ثُمَّ خَالَعُوهُ إِلَى غَيْرِهِ .

۵۔ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کے متعلق۔ پس اوندھے منہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے اور قریش جنھوں نے بغیر حق امامت کو پایا اور ان کے گمراہ بھائی۔ امام نے فرمایا۔ وہ وہ ہیں جنھوں نے حکمت قرآنی کو پہچانا پھر اس کے بعد پیروی ظن کر کے گمراہی کی باتیں کرنے لگے۔



# باب مقدم (۱۷)

## نادر

۱۔ علی بن ابراہیم، عن ابيہ، عن ابن ابي عمیر، عن حفص بن البختیری، رَفَعَهُ  
قَالَ: كَانَ امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَقُولُ: رَوِّ حُوا اتَّسَكُمْ بِبَيْعِ الْحِكْمَةِ لَانَّهَا تَكِلُ كَمَا تَكِلُ الْاَبْدَانُ.

امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے نفوس کو حکمت و دانائی کی باتوں سے سکون پہنچاؤ کیونکہ یہ نفوس کو  
(جہالت و نادانی) سے اس طرح ہلکا کر دیتی ہیں جس طرح اجسام (لہجہ سے) ہلکے ہو جاتے ہیں۔

۲۔ عِدَّةٌ مِنْ اصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَبْرِ، عَنْ نُوحِ بْنِ شُعْبَةَ النَّسَائِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ  
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ التَّيْهَانِيِّ، عَنْ دُرَيْسِ بْنِ أَبِي مَنْصُورٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَجْبِي شُعْبَةَ التَّقْرِفِيِّ، عَنْ  
شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام يَقُولُ: كَانَ امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَقُولُ: يَا طَالِبَ  
الْعِلْمِ! إِنَّ الْعِلْمَ دُونُفَائِلَ كَثِيرَةٍ: قَرَأَتُهُ التَّوَاضُّعُ وَعَيْنُهُ الْبَرَاءَةُ مِنَ الْحَسَدِ وَأُذُنُهُ التَّهَمُّ وَلِسَانُهُ  
الْحِفْظُ وَحِفْظُهُ الْفَخْرُ وَقَلْبُهُ حُسْنُ الْيَقِينِ وَعَقْلُهُ مَعْرِفَةُ الْأَشْيَاءِ وَالْأُمُورِ وَبَيْدَةُ الرَّحْمَةِ وَرِجْلُهُ زِيَارَةُ  
الْعُلَمَاءِ وَهَيْئَتُهُ السَّلَامَةُ وَحِكْمَتُهُ الْوَرَعُ وَمُسْتَقَرُّهُ النَّجَاةُ وَقَائِدُهُ الْعَافِيَةُ وَمَرْكَبَتُهُ الْوَفَاءُ وَ  
سِلَاحُهُ الْكَلِمَةُ وَسَبْعَةُ الرِّضَا وَقُوَّةُ الْمُدَارَاةُ وَجَيْشُهُ مُخَاوَرَةُ الْعُلَمَاءِ وَمَالُهُ الْأَدَبُ وَخَيْرَتُهُ  
اجْتِنَابُ الذُّنُوبِ وَزَادَهُ الْمَعْرُوفُ وَمَاؤُهُ الْمَوَادَعَةُ وَدَلِيلُهُ الْهُدَى وَرَفِيقُهُ مَحَبَّةُ الْأَخْيَارِ.

۲۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا طالب علم کے لئے کثیر فضیلتیں ہیں اس کا سر تواضع ہے۔ آنکھ حسد سے دور  
رہنا ہے اس کا کان مسائل دین کو سمجھنا ہے اس کی زبان پرس ہے، حفاظت علم تلاش حق ہے اس کا دل اچھی نیت ہے اس کی عقل  
اشیاء و امور کی معرفت ہے اس کا ہاتھ ورع ہے اس کا پاؤں زیارت علماء اس کی ہمت سلامتی نفس ہے اس کی  
حکمت پرہیزگاری ہے اس کی جائے قرار نجات ہے اس کا دھنسا مانیت ہے اس کی سواری و فلاح ہے اس کے ہتھیار نرم  
گفتگو ہے اس کی تلوار رخصتے خدا ہے اس کی کمان ہمدردی ہے اس کی مجلس صحبت علماء ہے اس کا مالِ ادب ہے اس کا



ذخیرہ گناہوں سے اجتناب ہے اس کا زادہ نہ کی ہے اور اس کی آبرو بھگڑے کا ترک کرنا ہے اس کا راہبر ہایت ہے اس کا رفیق  
نیکوں کی طرف رغبت ہے۔

۲۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ، عن أحمد بن محمد بن ابی نصر، عن حشاوی بن  
عُثمان، عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: نِعَمَ وَزِيرُ الْإِنْسَانِ الْعِلْمُ، وَ نِعَمَ وَزِيرُ  
الْعِلْمِ الْحِلْمُ، وَ نِعَمَ وَزِيرُ الْعِلْمِ الرَّفْقُ، وَ نِعَمَ وَزِيرُ الرَّفْقِ الصَّبْرُ.

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ایمان کا اچھا وزیر علم ہے اور علم کا اچھا وزیر علم ہے اور علم کا اچھا وزیر لوگوں سے  
اچھا برتاؤ ہے اور رفیق کا وزیر صبرت حاصل کرتا ہے۔

۴۔ علی بن محمد، عن سہل بن زیاد، عن جعفر بن محمد الأشعمی، عن عبد اللہ بن مہمون  
القُداحی، عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال: جاء رجل إلى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال:  
يا رسول اللہ ما العلم؟ قال: الإنصات، قال: ثم مہ؟ قال: الاستبصار، قال: ثم مہ؟ قال: الحفظ،  
قال: ثم مہ؟ قال: العمل به، قال: ثم مہ؟ قال: يا رسول اللہ؟ قال: نشره.

۵۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا علم کیسے فرمایا خاموش رہنا۔ پوچھا۔ پھر کیا فرمایا کان لگا کر  
احادیث و آیات کا سننا۔ پوچھا پھر کیا۔ فرمایا ان کو یاد کرنا اور ان پر عمل کرنا پوچھا پھر کیا فرمایا ان کا نشر کرنا۔

۵۔ علی بن ابراہیم رَفَعَهُ إِلَى ابی عبد اللہ علیہ السلام قال: طَلَبَةُ الْعِلْمِ ثَلَاثَةٌ فَاعْرِفْنَهُمْ بِأَعْيَانِهِمْ وَ  
صِفَاتِهِمْ: صِفَةُ طَلَبَةِ الْجَهْلِ وَالْإِرَاءِ، وَ صِفَةُ طَلَبَةِ الْإِسْطِطَالَةِ وَالْخُتْلِ وَ صِفَةُ طَلَبَةِ الْإِنْفِقِ  
وَالْقُلِّ، فَصَاحِبُ الْجَهْلِ وَالْإِرَاءِ مُؤَدِّ مَعَارٍ مُتَعَرِّضٌ لِلْمَقَالِ فِي أُنْدِيَةِ الرِّجَالِ، يَتَذَكَّرُ الْعِلْمَ  
وَ صِفَةُ الْعِلْمِ، قَدْ تَسَرَّبَ بِالْخُشُوعِ وَ تَخَلَّى مِنَ الْوَرَعِ فَدَقَّ اللَّهُ مِنْ هَذَا خَبْرُومَهُ وَ قَطَعَ مِنْهُ  
خَبْرُومَهُ؛ وَ صَاحِبُ الْإِسْطِطَالَةِ وَالْخُتْلِ دُوحِيٌّ وَ مَلَوِيٌّ يَسْتَبِيلُ عَلَى مِثْلِهِ مِنْ أَشْبَاهِهِ وَ يَتَوَاضَعُ لِلْأَغْنِيَاءِ  
مِنْ دُونِهِ فَهُوَ لِحُلُوفِهِمْ هَاضِمٌ وَ لِيَدِينِهِ حَاطِمٌ، فَأَعْنَى اللَّهُ عَلَى هَذَا خَبْرُهُ وَ قَطَعَ مِنْ أَثَارِ الْعُلَمَاءِ بَأَثَرُهُ.



و صاحب الفقه والعقل ذو کاتبه و حزن و سهر قد تحنک فی برئید و قام اللیل فی حلیہ  
 یعمل و یخشی و جلا داعیا مشفقا مغیلا علی شایه عارفا بأهل زمانه مستوحشا من اوتقوا و اید  
 فسد الله من هذا اركانہ و اعطاه يوم القيامة امانه . و حدثني به محمد بن محمود ابو عبد الله القزويني عن  
 عدو من اصحابنا منهم جعفر بن محمد السبكي و قزويني ، عن احمد بن عيسى العلوي ، عن عباد بن مسيب

۵۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے۔ طالبان حق تین قسم کے ہیں میں ان کے  
 ایمان و صفات کو جانتا ہوں۔ ایک گروہ وہ ہے جو علم کو طلب کرتا ہے لوگوں سے جا ہٹ کر بحث کے لئے، دوسرا گروہ علم حاصل  
 کرتا ہے تکبر و فریب کے لئے اور تیسرا گروہ اس کو حاصل کرتا ہے فقر اور عقل کے لئے۔ پس جاہل اور جھگڑالو لوگوں کو ستانے  
 والا اور ان سے لڑنے والا ہوتا ہے لوگوں کے جلسوں میں صاحبان علم و علم کا وصف اس لئے بیان کرتا ہے کہ وہ اسکی  
 پھر باتوں پر اعتراض نہ کریں۔ وہ خضوع و خشوع کے لباس میں نظر آتا ہے۔ دوسرا خالی کہ پرہیزگاری سے حیا ہوتا ہے خدا  
 اس کو ذلیل کرتا ہے اور زبان قطع کرتا ہے۔ صاحبان تکبر و فریب کی دو حالتیں ہیں یا وہ صاحبان علم کے سامنے ہرزہ سرائیاں  
 کرتے ہیں اور پرشور و شریخیاں مارتے ہیں یا امرار کی چا پلوسی کر کے ان کے حلوے پر اٹھے پر ہاتھ مارتے ہیں اور اپنے دین کو  
 برباد کرتے ہیں۔ پس خدا نے ان کی باتوں پر پردہ ڈال دیا ہے اور اہل علم کے نزدیک ان کی باتوں کو بے اثر نہادیا۔ جو صاحبان  
 علم دین و عقل ہیں وہ بظاہر رنگ و اندہ میں ہیں۔ راتوں کو بیدار رہنے والے ہیں خوشنودی خدا کے لئے ٹاٹ کا لباس پہنتے  
 ہیں اور تاریکی شب میں عبادت کرتے ہیں اور اس خیال سے کہ عبادت قبول نہ ہو۔ مخالف و ترساں رہتے ہیں اور دعا کرتے  
 ہیں نہ دتے ہوئے کہ مبادا ان کی دعا قبول نہ ہو اور اپنے نانہ کے اہل باطل کو پہچان کر ان سے الگ رہتے ہیں اور اپنے بھائیوں تک  
 پر اعتماد نہیں کرتے ان کی بے وفائی دیکھ کر پس خدا نے اس پرہیزگاری کو دیکھ کر ان کے اصول دین کو مستحکم بنا دیا اور روز  
 قیامت ان کو امان دی۔

البصري: عن أبي عبد الله عليه السلام علي بن ابراهيم ، عن أبيه ، عن محمد بن يحيى ، عن طلحة بن زيد  
 قال: سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول: ان رواة الكتاب كبير و ان رعاة قليل و كم من مستضع  
 للحديث مستغنى للكتاب، فالعلماء يحزنونهم ترك الرعاية والجهال يحزنونهم حفظ الرواية فراع يرعى  
 حياته وراع يرعى هلكته فعند ذلك اختلف الراعيان و تباير الفريقان.



۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ کتاب خدا کے راوی تو بہت ہیں اور قرآن پر عمل کرنے والے کم ہیں۔ بہت سے خالص سمجھتے ہیں حدیث کو اور غیر خالص جانتے ہیں قرآن کو۔ جو اس کو مخالف حدیث جانتے ہیں پس علماء فکر کرتے ہیں رعایت قرآن میں اور مذمت کرتے ہیں اس کے مخالفوں کی اور جہاں فکر کرتے ہیں۔ روایت کے متعلق پس تابعین دو قسم کے ہیں ایک جاودانی زندگی کا چاہنے والے دوسرے ہلاکت ابدی کے خواستگار (اس لئے یہ لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے) ایک وہ جو قرآن پر عامل ہیں اور جو حدیث موافق قرآن نہ ہو اس کو ترک کر دیتے ہیں۔ دوسرا گروہ حدیث کو مقدم جانتا ہے چاہے مخالف قرآن ہو۔ جیسے حدیث لا نورث ولا نورث۔

۷۔ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْأَشْعَرِيُّ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ جَمْرٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ جُمُحٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَجْرَانَ، عَنْ ذَكْوَانَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ حَفِظَ مِنْ أَحَادِيثِنَا أَرْبَعِينَ حَدِيثًا بَعَثَ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَالِمًا فَقِيهًا.

۸۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا۔ جس نے ہماری کوششیں حفظ کر لیں تو اللہ اس کو دنیا کی تمام اور فقیرانہ شائے گا۔

۸۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ذَكْوَانَ، عَنْ زَيْدِ الشَّحَامِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: «فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ» قَالَ: قُلْتُ مَا طَعَامُهُ؟ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: «يَأْخُذُهُ، عَنْ يَأْخُذُهُ»

۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیتِ قَلِيلًا مِنَ الْإِنْسَانِ إِلَى طَعَامِهِ سے متعلق فرمایا، راوی نے پوچھا۔ طعام سے کیا مراد ہے۔ فرمایا۔ اس کا علم جس سے بھی حاصل کرے۔

۹۔ تَمِيمُ بْنُ بَحْشٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلَمٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قُرَيْشٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الزَّهْرِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: الْوُقُوفُ هَذَا الشَّيْءُ خَيْرٌ مِنَ الْإِنْتِعَامِ فِي الْهَلَكَةِ وَتَرْكَكَ حَدِيثًا لَمْ تُرَوْدْ خَيْرٌ مِنْ رِوَايَتِكَ حَدِيثًا لَمْ تُعَيِّدْ.

۹۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ شب کے موقع پر کردار و گفتار سے باز رہنا۔ اس سے بہتر ہے کہ اپنے آپ کو خطروں



ڈالا جائے۔ اور نقل نہ کرنا ایسی حدیث کا تیرے لئے بہتر ہے اس صورت میں روایت کرنے سے کہ اس کے تمام اجزاء تیسرے  
دماغ میں محفوظ نہ ہوں۔

۱۰۔ عَنْ أَحْمَدَ، عَنْ ابْنِ قُسَّالٍ، عَنْ ابْنِ بَكْرِ، عَنْ حَمْرَةَ بْنِ الطَّيَالِ أَنْقَرَضَ  
عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ بَقِيَ خَلْبُ أَبِي حَنَسٍ إِذَا بَلَغَ مَوْضِعًا مِنْهَا قَالَ لَهُ: كُنْ وَاسْكُنْ ثُمَّ  
قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع: لَا يَسْعَاكُمْ فِيمَا يَنْزِلُ بِكُمْ مِمَّا لَا تَعْلَمُونَ إِلَّا الْكُفُّ عَنْهُ وَالْتِبَتُ وَالرُّدُّ إِلَى  
أَيِّمَةِ الْهَيْدَى حَتَّى يَخِيلُوا كُمْ فِيهِ عَلَى الْقَصْدِ وَيَجْلُوا عَنْكُمْ فِيهِ الْقَسَى وَيَعْرِفُوا كُمْ فِيهِ الْحَقُّ  
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

۱۰۔ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے تمہارے لئے سزاوار نہیں کچھ کہنا یا کرنا اس امر کے متعلق جس کا تم  
کو علم نہیں۔ بہتر ہے کہ اس سے رک جاؤ اور رجوع کرو اس امر کے بارے میں آئمہ ہدیٰ کی طرف کہ وہ تم کو اس میں صحیح راستہ بتائیں  
جے اور نادانی کو تم پر واضح کر دیں جے اور امر حق کی معرفت کراہیں جے خدا فرماتا ہے کہ اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو۔

۱۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ قَهْوَرٍ، عَنْ الْمُنْقَرِي عَنِ مُقْبَانَ بْنِ عُثَيْنَةَ  
قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ: وَجَدْتُ عِلْمَ النَّاسِ كُلَّهُ فِي أَرْبَعٍ: أَوَّلُهَا أَنْ تَعْرِفَ رَبَّكَ  
وَالثَّانِي أَنْ تَعْرِفَ مَا صَنَعَ بِكَ وَالثَّالِثُ أَنْ تَعْرِفَ مَا أَرَادَ مِنْكَ وَالرَّابِعُ أَنْ تَعْرِفَ مَا يُخْرِجُكَ  
مِنْ دِينِكَ

۱۱۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کو فرماتے سنا۔ میں نے تمام آدمیوں کے علم کو چار صورتوں میں پایا۔ اول یہ کہ تو  
اپنے رب کی معرفت حاصل کرے دوسرے یہ کہ پہچانے کہ خدا نے تیرے اوپر کیا کیا احسان کئے ہیں تیسرے یہ جانے کہ خدا تجھ سے کیا چاہتا  
ہے چوتھے یہ جانے کہ کیا باتیں تجھے دین سے خارج کر دیں گی۔

۱۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي حُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ قُلْتُ: لِأَيِّ  
عَبْدِ اللَّهِ ع: مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ؟ فَقَالَ: أَنْ يَقُولُوا مَا يَعْلَمُونَ وَيَكْفُرُوا عَمَّا لَا يَعْلَمُونَ فَإِذَا فَعَلُوا  
ذَلِكَ فَقَدْ أَذَوْا إِلَى اللَّهِ وَجْهَهُ



۱۲۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا اللہ کا کیا حق ہے اپنی مخلوق پر، فرمایا۔ وہ کہیں جو جانتے ہیں اور باز میں اس سے جو نہیں جانتے۔ ایسی صورت میں وہ اللہ کا حق ادا کریں گے۔

۱۳۔ محمد بن الحسن، عن سہل بن زیاد، عن ابن سینا، عن عمرو بن عمرو بن العجلی، عن علی بن حنظلہ قال: سمعتُ ابا عبد اللہ ؑ يقول: اعرفوا منازل الناس علی قدر روائعہم هنا۔

۱۳۔ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ کے نزدیک لوگوں کے مراتب کا حال معلوم کرنے کے لئے یہ دیکھو کہ وہ ہم سب میں مساویت کرنے میں کیسے ہیں کثرت پر تو نہیں کرتے اور (اپنی طرف سے اس کے معنی تو بیان نہیں کرتے)

۱۴۔ الحسن بن الحسن، عن محمد بن زکریا القلابی، عن ابن عائشۃ البصری رفعہ ان امیر المؤمنین ؑ قال فی بعض خطبہ: ایہا الناس اعلموا انہ لیس بما قبل من انزعج من قول الزور فید ولا یحکم من رضی بقاء الجاہل علیہ الناس ابنا ما یحسبون وقد کثر امرہ ما یحسن فتکلموا فی العلم تین اقدار کم۔

۱۴۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے ایک خطبہ میں فرمایا ہے کہ لوگو جان لو کہ وہ شخص عقلمند نہیں جو اپنے متعلق کسی جھوٹی بات کے کہنے پر خوشی سے اچھل پڑا۔ اور کہنے والے کو سزا دینا حکیم نہیں وہ شخص جو جاہل کی تعریف پر افسوس ہو۔

۱۵۔ الحسن بن محمد، عن معلى بن محمد عن الوشاء، عن ابان بن عثمان عن عبد الله بن سليمان قال سمعتُ ابا جعفر ؑ يقول و عنده رجل من اهل البصرة فقال له عثمان الاعشى وهو يقول: ان الحسن البصري يزعم ان الذين يكتنون العلم يؤذي ربيع بطونهم اهل النار، فقال ابو جعفر ؑ: فذلك اذن مؤمن آل فرعون ما زال العلم مكنوما منذ بعث الله نوحا ؑ فلينب الحسن يميناً و شمالاً فوالله ما يوجد العلم الا هنا۔

۱۵۔ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ جب آپ کے پاس بصرہ کا ایک شخص عثمان نامی بیٹھا ہوا تھا



اور اس نے کہا کہ حسن بصری کا گمان یہ ہے کہ جو لوگ علم کو چھپاتے ہیں ان کے بدن کی بدبو دوزخیوں کو تکلیف پہنچانے کی  
حضرت نے فرمایا تو اس صورت میں مومن آل فرعون جہنمی قرار پایا، کیونکہ وہ علم و ایمان کو چھپاتا تھا۔ جب خدا نے نوح کو  
مبعوث کیا علم تو (ان کے اوصیاء میں) چھپا ہی رہا۔ حسن بصری کے دائیں بائیں جا کر یہ سناؤ کہ یہاں کے سوا (یعنی ائمہ  
معصومین کے سوا) علم اور کہیں پایا ہی نہیں جاتا۔

## باب سچیکم (۱۸)

### روایت کتب و حدیث و فضیلت کتابت و تمسک بالکتب

۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ يُونُسَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ  
قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام تَوَلَّى الرَّجُلُ ثَلَاثًا: الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحَدَهُ  
قَالَ: هُوَ الرَّجُلُ يَسْمَعُ الْحَدِيثَ فَيُعَدُّ بِرِ كَمَا سَمِعَهُ لَا يَزِيدُ فِيهِ وَلَا يَنْقُصُ مِنْهُ

۱۔ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا الذین یستمعون القول یتبعون احده  
وہ شخص ہے جو ہماری حدیث کو ویسے ہی بیان کرتا ہے جیسا سنتا ہے نہ اس میں کچھ زیادہ کرتا ہے اور نہ کم۔

۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ  
مُسْلِمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام أَسْمِعْ الْحَدِيثَ مِنْكَ فَارِزِدْ وَ أَتَقْصُ؟ قَالَ: إِنْ كُنْتَ تَرِيدُ  
مَعَانِيَهُ فَلَا بَأْسَ

۲۔ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ سے جو کلام سنتا ہوں چاہتا ہوں کہ اس کی روایت بے کم و  
کاست کروں۔ لیکن یاد نہیں آتا، فرمایا عذر آویسا نہیں کرتے کہ جو بیان کرتے ہو اس سے لوگوں کو بدگمانی میں ڈالو میں نے کہا  
نہیں فرمایا۔ یعنی مفہوم تو بے کم و کاست بیان کرتے ہو۔ میں نے کہا ہاں، فرمایا تو کوئی مصلحت نہیں۔

۳۔ وَ عَنَّا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ ابْنِ سِنَانٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قُرَيْشٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي  
عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: إِنْ سَمِعْتُ الْكَلَامَ مِنْكَ فَارِيدُ أَنْ أَرْوِيَهُ كَمَا سَمِعْتُهُ مِنْكَ فَلَا يَجِيءُ، قَالَ: فَتَعْبِدُ



ذَلِكَ ؟ قُلْتُ : لَأَقَالَ : تُرِيدُ الْمَعَانِي ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ، قَالَ فَلَا بَأْسَ

۳۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا کہ میں جو حدیث آپ سے سنتا ہوں جب دوسروں سے نقل کرتا ہوں تو الفاظ میں کمی بیشی ہو جاتی ہے کیا یہ جائز ہے فرمایا کہ اگر معنی میں کوئی کمی و زیادتی نہیں ہوتی اور ہمارے مفہوم کو نہیں بدلتا تو کوئی مضائقہ نہیں۔

۴۔ وَ عَنْهُ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ عِيسَى ، عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ جَمْرٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام : الْحَدِيثُ أَسْمَعُ مِنْكَ أَوْ رَوَيْهِ عَنْ أَبِيكَ أَوْ أَسْمَعُ مِنْ أَبِيكَ أَوْ رَوَيْتَكَ قَالَ سَوَاءٌ إِلَّا أَنَّكَ تَرَوِيهِ عَنْ أَبِي أَحَبُّ إِلَيَّ وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام لِيَجْمَلَ : مَا سَمِعْتَ مِنِّي فَارَوِهِ عَنْ أَبِي

۴۔ میں نے صادق آل محمد سے کہا جو حدیث میں آپ سے سنتا ہوں آپ کے والد ماجد کے نام سے روایت کرتا ہوں اور جو ان سے سنتا ہوں وہ آپ کے نام سے بیان کر دیتا ہوں اس میں کوئی حرج تو نہیں۔ فرمایا کوئی مضائقہ نہیں، بات برابر ہے۔ آگاہ ہو جو تم میسر پر بزرگوار کے نام سے ہمہ ساری حدیث نقل کر دیا کرو۔ داد و تحفہ وہ شیک ہے۔

۵۔ وَ عَنْهُ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ جَمْرٍ ، وَ مُحَمَّدَ بْنِ الْحُسَيْنِ ، عَنْ ابْنِ مَجْشُوبٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام : يَجِبُنِي الْقَوْمُ فَيَسْتَمِعُونَ مِنِّي حَدِيثَكُمْ فَأَضْجِرُ وَلَا أَقْوَى ، قَالَ : فَأَقْرَأْ عَلَيْهِمْ مِنْ أَوَّلِهِ حَدِيثًا وَمِنْ وَسْطِهِ حَدِيثًا وَمِنْ آخِرِهِ حَدِيثًا

۵۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ لوگ میرے پاس آپ کی کتاب حدیث سننے کے لئے آتے ہیں تو آپ لوگوں کو کثرت حدیث، دل تنگ پریشان اور کمزوری محسوس کرنے لگتا ہوں فرمایا حدیث کے تین حصہ کر کے انہیں سناؤ۔ پہلے اول حصہ پڑھ پھر درمیان پھر آخر۔



۱۔ عَنْهُ بِإِسْنَادِهِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَمْرٍ الْخَلَّالِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام: الرَّجُلُ مِنْ أَصْحَابِنَا يُعْطِينِي الْكِتَابَ وَلَا يَقُولُ: اذِمْ وَهْنِي بِجُوزُلِي أَنْ أَرِيَهُ عَنْهُ؟ قَالَ: فَقَالَ: إِذَا عَلِمْتَ أَنَّ الْكِتَابَ لَهُ فَارِمْ عَنْهُ.

۴۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا۔ ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص مجھے حدیث کی کتاب دیتا ہے اور یہ نہیں کہتا کہ میری طرف سے اس کی زدایت کرنا پس میرے لئے جائز ہے کہ میں اس کی طرف سے دعایت کروں۔ فرمایا جب تم جان لو کہ یہ اس نے ہم سے لکھا ہے تو اس کی طرف سے دعایت کر دو۔

۷۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، وَعَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النُّوفَلِيِّ عَنِ السَّكُونِيِّ عَنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: إِذَا حَدَّثْتُمْ بِحَدِيثٍ فَأَسْنِدُوهُ إِلَى الَّذِي حَدَّثَكُمْ فَإِنْ كَانَ حَقًّا فَلَكُمْ وَإِنْ كَانَ كَذِبًا فَعَلَيْكُمْ.

۷۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا جب تم کوئی حدیث نقل کرو تو اس راوی کا ذکر کرو جس سے تم نے سنی ہے پس اگر وہ سچ ہے تو اس کا سناؤ نہ تمہیں پہنچے گا اور اگر جھوٹی ہے تو اس کا نقصان اس دعایت کرنے والے کو پہنچے گا۔

۸۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَبْدَ اللَّهِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَطَرٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْمَدَنِيِّ، عَنْ ابْنِ أَبِي هَمِيرٍ عَنْ حُسَيْنِ الْأَحْمَسِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: الْقَلْبُ يَنْكِحُ عَلَى الْكِتَابَةِ.

۸۔ فرمایا صادق آل محمد نے دل اعتماد کرتا ہے لکھے پر یعنی جو حدیث سنو اسے نہ لو تا کہ اس میں شک نہ رہے۔

۹۔ الْحُسَيْنُ بْنُ قَطَرٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ قَطَرٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوُثَّاءِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام يَقُولُ: اَكْتُبُوا فَإِنَّكُمْ لَا تَحْفَظُونَ حَتَّى تَكْتُبُوا.

۹۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ جب کوئی حدیث سنو تو اسے لکھ لیا کرو اس لئے کہ تم بغیر لکھے یاد نہ رکھ سکو گے۔



۱۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ، عن الحسن بن علی بن فضال، عن ابن بکیر، عن عیوب بن زرارۃ قال: قال أبو عبد الله علیہ السلام: احتفظوا بکتابکم فإینکم سوف تحتاجون إلیہا.

۱۰۔ عیوب بن زرارۃ سے مروی ہے کہ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ جو حدیث سنا آئے کہ لو ادھر اپنے ساتھیوں میں شکر کرو

۱۱۔ عدۃ من اصحابنا، عن أحمد بن محمد بن خالد البرقی، عن بعض اصحابہ عن ابي سعید الخیري، عن المنصور بن عمر قال: قال لي أبو عبد الله علیہ السلام: اكتب و بٹ و علمک فی اخواتک فان مت فأورث کتبک بنیک فانہ یأتی علی الناس زمان ھرج لا یأمنون فیہ الا بکتابہم.

۱۱۔ اگر تم مرنے کو تو اس کو اپنی اولاد میں بطور میراث چھوڑ دو ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ لوگ کتابوں سے مانوس ہوں گے

۱۲۔ و بهذا الإسناد، عن محمد بن علی رفعۃ قال: قال أبو عبد الله علیہ السلام: إنا کم و الکذب المفترع فیل لہ: وما الکذب المفترع؟ قال: أن یحدّ ثک الرجل بالحديث فترکہ و ترویہ عن الذی حدّ ثک عنہ.

۱۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے کو کذب و مفترع سے بچاؤ۔ پوچھا گیا کہ کذب و مفترع کیا ہے فرمایا تم کسی حدیث کو امام سے روایت کرو اور اس کا نام نہ بتاؤ۔

۱۳۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ، عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ بن ابی نصر، عن جعبل بن زدر اج قال: قال أبو عبد الله علیہ السلام: أغربوا حدیثنا فانما قوم فصحاء.

۱۳۔ فرمایا صادق آل محمد نے کہ ہماری احادیث پر اعراب لگاؤ کہ ہم فالو انہ رسالت اور نعمائے عرب ہیں ہمارے کلام

میں تغیر و تبدل نہ ہو۔ اعراب لگانے کے بعد لوگ بڑھنے میں غلطی نہ کریں گے۔



۱۴۔ عَلِيُّ بْنُ قَتَرٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَتَرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ وَحَمَّادِ بْنِ عُمَانَ وَغَيْرِهِ، قَالُوا: سَمِعْنَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام يَقُولُ: حَدِيثِي حَدِيثُ أَبِي حَدِيثُ أَبِي حَدِيثُ جَدِّي حَدِيثُ جَدِّي حَدِيثُ الْحُسَيْنِ وَحَدِيثُ الْحُسَيْنِ حَدِيثُ الْحَسَنِ وَحَدِيثُ الْحَسَنِ حَدِيثُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَحَدِيثُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام حَدِيثُ رَسُولِ اللَّهِ وَحَدِيثُ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

۱۴۔ (مایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے میری حدیث میرے والد ماجد کی حدیث سے اور ان کی حدیث میرے حسین کا اور ان کی حدیث حسن کا اور ان کی حدیث امیر المؤمنین کا ادا ان کی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور رسول اللہ کی حدیث خدا نے عزوجل کا قول ہے۔

۱۵۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَتَرٍ، عَنْ عَبْدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي خَالِدٍ ثَبَتُوا لَقَالَ:

قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي عليه السلام: جُعِلَتْ فِدَاكَ إِنَّ مَشَافِئَنَا رَوَّاهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَكَانَتْ التَّيْبَةَ شَدِيدَةً فَكُنْمُوا كُنْمَهُمْ وَلَمْ تُرَوِّعْتَهُمْ فَلَمَّا مَاتُوا مَاتَتِ الْكُتُبُ إِنَّمَا قَالَا: حَدِّثُوا بِهَا فَإِنَّهَا حَقٌّ.

۱۵۔ یعنی میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے کہا میں آپ پر قربان کہ جس جماعت سے ہم کو احادیث پہنچی ہیں انھوں نے دعایت کہ ہے امام محمد باقر اور امام جعفر علیہم السلام سے اس زمانہ میں سخت تقیہ تھا انھوں نے اپنی کتب احادیث کو چھپا دیا۔ پس ان کتابوں سے احادیث نقل نہ کی گئیں ان کے مرنے کے بعد وہ کتابیں ملیں۔ پس ان کتابوں سے ہم نقل حدیث کریں یا نہیں فرمایا کرو۔ وہ صحیح و آراء میں۔

## باب نوزدہم (۱۹) تقلید

۱۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَتَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ ابْنِ مُسْكَانٍ، عَنْ



أبي بصير، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قُلْتُ لَهُ: «اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ؟» فَقَالَ: «أَمَّا وَاللَّهِ مَا دَعَوْهُمْ إِلَى عِبَادَةِ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ دَعَوْهُمْ مَا أَجَابُوهُمْ وَلَكِنْ أَحَلُّوا لَهُمْ حَرَامًا وَحَرَّمُوا عَلَيْهِمْ حَلَالًا فَتَبَدُّوهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ»

(۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت کے سامنے یہ آیت پڑھی۔  
نہ انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے ہمارے اور دہبانوں کو اپنا رب بنالیا اور اس کا مطلب پوچھا فرمایا نصاریٰ کو ان کے علماء و رہبان نے اپنے نفسوں کی پرستش کی دعوت نہیں دی تھی اور الٰہیست دعویت تو وہ قبول نہ کرتے لیکن ان کے علماء نے یہ کیا کہ حلال کو حرام بتایا اور حرام کو حلال، پس انہوں نے اپنے ہمارے تقلید کی۔ اس طرح لاشعوری طور پر ان کی عبادت کی۔

۲۔ عَلِيُّ بْنُ تَمِيمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ تَمِيمٍ التَّمِيمِيِّ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: «يَا تَمِيمُ أَتَدْعُو أَتَمَّ أَتَدْعُو تَقْلِيدًا أَمْ الْمُرْجِيَّةُ؟» قَالَ: قُلْتُ: «فَلَدْنَا وَفَلَدُوا فَقَالَ: لَمْ أَتَاكَ عَنْ هَذَا، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدِي جَوَابٌ أَكْثَرُ مِنَ الْجَوَابِ الْأَوَّلِ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام: إِنَّ الْمُرْجِيَّةَ نَسَبَتْ رَجُلًا لَمْ تَعْرِ مِنْ طَائِفَتِهِ وَفَلَدَهُ وَأَتَمَّ نَسَبَهُ رَجُلًا وَقَرَّ مِنْ طَائِفَتِهِ لَمْ تَقْلُدْهُمْ فَمَنْ أَتَدْعُو مِنْكُمْ تَقْلِيدًا»

۲۔ محمد بن عبیدہ سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے محمد تم شیعہ اپنے امام کی بات زیادہ منفعہ والے ہو تمہارے مخالف میں نے کہا اسخوں نے بھی تقلید کی ہم نے بھی تقلید کی حضرت نے فرمایا۔ میرا یہ سوال نہیں میں نے کہا اس کے علاوہ میرے پاس جواب نہیں حضرت نے فرمایا۔ میرا کہنا یہ ہے کہ مرجیہ فرقہ نے ایسے کا پنا امام بنایا جس کا طاعت ان پر فرض نہ تھی مگر اس پر بھی انہوں نے اس کی تقلید کی اور بات مان لی اور تم نے امام مانا ایسے شخص کو جس کی اطاعت کو تم نے فرض سمجھا ہے مگر اس پر بھی تم نے اس کی پیروی نہ کی، پس تقلید کے بارے میں وہ تم سے زیادہ ہے۔

۳۔ تَمِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ الْفَضْلِ بْنِ شاذَانَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ رَبِيعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي بصير، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام فِي قَوْلِ اللَّهِ تَجَلَّ وَ عَزَّ: «اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ



دُونِ اللَّهِ ، فَقَالَ : وَاللَّهِ مَا صَامُوا لَهُمْ وَلَا صَلُّوا لَهُمْ وَلَكِنْ أَحَلُّوا لَهُمْ حَرَامًا وَحَرَّمُوا عَلَيْهِمْ حَلَالًا فَاتَّبَعُوهُمْ .

۳۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے اس آیت کے متعلق نہ لکھنے اپنے علماء اور یہاں کو چھوڑ کر اپنا رب بنایا فرمایا واللہ نہ لکھنے نہ ان کے لئے ہندے رکھتے اندر نہ مار پڑی تھی بلکہ ان کے علماء نے حلال کو حرام قرار دے دیا تھا اور حرام کو حلال، پس اس میں انھوں نے اپنے علماء کا اتباع کیا تھا۔

## بابِ ستم (۳۰)

### بدعت و رائے و قیاس

۱۔ الْحَسَنُ بْنُ قَعْقَرٍ الْأَشْمَرِيُّ ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ قَعْقَرٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ ، وَ عَدَّثَنِیْ اَمْعَانِيَا . عَنْ اَحْمَدَ بْنِ قَعْقَرٍ ، عَنْ ابْنِ فَضَالٍ جَبِيًّا عَنْ عَلِيٍّ بْنِ حُسَيْنٍ ، عَنْ قَعْقَرٍ مُسْلِمٍ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ؑ قَالَ : خَطَبَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ؑ النَّاسَ فَقَالَ : اَيُّهَا النَّاسُ ! اِنَّمَا بَدَأَ دُكُوعُ الْفِتَنِ اَهْوَاءُ تُتَّبَعُ وَاَحْكَامُ تُبْتَدَعُ يُخَالَفُ فِيهَا كِتَابُ اللَّهِ يَتَوَلَّى فِيهَا رِجَالٌ رِجَالًا فَلَوْ اَنَّ الْبَاطِلَ خَلَصَ لَمْ يَخَفْ عَلَيَّ ذِي جَبِيٍّ وَلَوْ اَنَّ الْحَقَّ خَلَصَ لَمْ يَكُنْ اخْتِلَافٌ وَلَكِنْ يُوْخَذُ مِنْ هَذَا ضَنْفٌ وَمِنْ هَذَا ضَنْفٌ فَيَمْرُجَانِ فَيَجْعِلَانِ مَعَا فَيُنَالُكَ اسْتَعْوَذَ الشَّيْطَانُ عَلٰى اَوْلِيَآئِهِ وَكَجَى الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ الْحُسْنٰى

۱۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے ایک خطبہ میں فرمایا۔ لوگو فتنوں کی ابتداء و خواہشات نفسان کی پیروی اور اپنی طرف سے ان احکام کی ایجادات سے ہوتی ہے جو کتاب اللہ کے سراسر خلاف ہوتے ہیں اور لوگ لوگوں کو اس میں صاحب تصرف بنالیتے ہیں اگر باطل کی صورت سے سامنے آئے تو صاحبان عقل سے پوشیدہ نہ رہتا اور حق فالص صورت میں ہوتا تو اختلاف پیدا ہی نہ ہوتا۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ کچھ باطل سے لیا جاتا ہے اور کچھ حق سے۔ اور یہ دونوں خلط ملط ہو کر لوگوں کے سامنے آتے ہیں اس صورت میں شیطان اپنے اولیاء پر غالب آجاتا ہے اور نجات پاتے ہیں باطل سے وہ لوگ جن کے لئے خبیث



ایزدی میں بہترین منزلت ہے یعنی جنت۔

۲۔ الْحَسَنُ بْنُ قَعْبٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ قَعْبٍ، عَنْ قَعْبِ بْنِ جُمُورٍ التَّمِيمِيِّ رَفَعَهُ قَالَ :  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : إِذَا ظَهَرَتِ الْبِدْعُ فِي أُمَّنِي فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهُ فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ  
فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ.

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بدعت میری امت میں ظاہر ہو تو عالم رہ جائیے کہ نہ اپنے علم کو  
ظاہر کرے اور نہ چھپایا نہیں کرے گا اس پر اللہ کی لعنت۔

۳۔ وَ يَهْدَى الْإِنْسَانُ، عَنْ قَعْبِ بْنِ جُمُورٍ رَفَعَهُ قَالَ : مَنْ أُنِيَ ذَا بِنْعَةٍ فَقَطَعَهُ فَإِنَّمَا يَسْمَى  
بِهَا هَدْمُ الْإِسْلَامِ.

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی صاحب بدعت کے پاس آیا اور اس کی بزرگی کا اقرار کیا تو اس نے  
اسلام کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔

۴۔ وَ يَهْدَى الْإِنْسَانُ عَنْ قَعْبِ بْنِ جُمُورٍ رَفَعَهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : أَيُّْ الْإِصَابِ الْبِنْعَةِ  
بِالنُّوبَةِ، قِيلَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ وَ كَيْفَ ذَلِكَ؟ قَالَ : إِنَّهُ قَدْ أَشْرَبَ قَلْبُهُ حُبًّا

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خدا نے صاحب بدعت کی قوم قبول کرنے سے انکار فرمایا ہے کسی نے  
پوچھا یا رسول اللہ یہ کیوں فرمایا اس لئے کہ اس کے دل میں بدعت کی محبت راسخ ہو گئی۔ خدا جانتا ہے کہ وہ ترک بدعت  
نہیں کرے گا۔

۵۔ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَعْبٍ عَمْرِي، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ مَجْبُورٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ  
سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : إِنْ عِنْدَ كُلِّ بِنْعَةٍ تَكُونُ مِنْ بَنِي بَكْرٍ بِهَا  
الْإِيمَانُ وَلَيْتَا مِنْ أَهْلِ بَنِي مُوَكَّلٍ بِدَنْبٍ عَنْهُ، يَنْطِقُ بِالْهَامِ مِنَ اللَّهِ وَيَعْلِنُ الْعَقْوَ وَ يَتَوَرَّدُ وَ



يُرَدُّ كِتَابَ الْكَافِرِينَ بِعَسْرِ عَنِ الضُّعْفِ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ وَتَكُونُوا عَلَى اللَّهِ

۵۔ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر بیعت پر جو واقع ہوگا میرے بعد تو اس پر جنگ کی جہاد کی خدا اور رسول کی طرف سائل کرنے کے لئے اور اس کے لئے دل ہوگا۔ میرے اہلیت حد ایک شخص جو گنہگار دین و دواک ہوگا دشمنوں کے حملوں کو احکام دین کے متعلق دفاع کریگا امر حق کا اعلان کریگا اور مطابق الہام الہی کلام کریگا اور مکائدوں کے مکر و فریب کو دفع کریگا نصیحتوں کی طرف سے گفتگو کرے گا پس اے صاحبان عقل عبرت حاصل کرو اور اللہ پر توکل کرو۔

۱۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ، وَعَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ هَارُونَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْعَدَةَ بْنِ مَدَنَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام وَ عَلِيٍّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ مَجْشُومٍ رَفَعَهُ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ مِنْ أَتَمِّ الْخَلْقِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَرَجُلَيْنِ: رَجُلٌ وَكَلَهُ اللَّهُ إِلَى تَقْدِيرِ فِتْنٍ جَائِرٍ عَنْ نَصْرِ السَّبِيلِ مَشْمُوفٌ بِكَلَامٍ بَدْعَةٍ، فَدَلَّجَ بِالصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ فَهُوَ فِتْنَةٌ لِمَنْ افْتَنَ بِهِ، ضَالٌّ عَنْ هَدْيٍ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ، مُبْذَلٌ لِمَنْ افْتَدَى بِهِ فِي حَيَاتِهِ وَبَعْدَ مَوْتِهِ، حَسَلُ خَطَايَا غَيْرِهِ، رَمَنُ بِحَبْلَيْنِ وَرَجُلٌ فَشَّ جَهْلًا فِي جُهَالِ النَّاسِ، غَانَ بِأَفْغَاشِ الْفِتَنِ فَنَسَاهُ أَشْبَاهُ النَّاسِ غَالِيًا وَلَمْ يَفْنِ بِهِ مَا سَالِيًا، بَكَرَ فَاسْتَكْبَرَ، مَا قَلَّ مِنْهُ خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ، حَتَّى إِذَا ارْتَوَى مِنْ آجِنٍ وَ اكْتَشَرَ مِنْ غَيْرِ طَائِلٍ، جَلَسَ بَيْنَ النَّاسِ فَاضِيًا ضَامِيًا لِنُغْلِبِي مَا اتَّسَى عَلَى غَيْرِهِ وَإِنْ خَالَفَ فَاضِيًا سَبَقَهُ لَمْ يَأْمَنْ أَنْ يَنْفَضَ حَكْمُهُ مِنْ يَأْتِي بَعْدَهُ كَقَوْلِهِ بَيْنَ كَانَ قَبْلَهُ وَإِنْ تَزَلَّتْ بِهِ إِحْدَى السُّبُهَاتِ السُّبُهَاتِ مَيَّالًا حَشَوُا مِنْ تَأْيِيدِهِ ثُمَّ قَطَعَ بِمَقْوُودٍ مِنْ لَبْسِ السُّبُهَاتِ فِي مِثْلِ غَزَلِ الْمَكْبُوتِ لَا يَدْرِي أَصَابَ أَمْ أَخْطَأَ، لَا يَحْسَبُ الْعِلْمُ فِي شَيْءٍ مِمَّا أَنْكَرَ، وَلَا يَرَى أَنْ ذَرَأَ مَا بَلَغَ فَيَمْنَعُهَا، إِنْ فَاسَ شَيْئًا بِشَيْءٍ لَمْ يَكْذِبْ نَظَرُهُ وَإِنْ أَظْلَمَ عَلَيْهِ أَمْرٌ أَكْتَمَ بِهِ لِمَا يَعْلَمُ مِنْ جَهْلِ نَفْسِهِ لِكَيْلَا يُقَالَ لَهُ لَا يَعْلَمُ، ثُمَّ جَسَرَ فَنَضَى، فَهُوَ مِفْتَاحُ عَشْوَانِدِ كَلَامِ سُبُهَاتٍ، خَبْرُ الْجَهَالَاتِ، لَا يَسْتَنْدِمُهَا لَا يَعْلَمُ قَبْلَهُ وَلَا يَتَقَشَّرُ فِي الْعِلْمِ بِمَنْ فِي قَائِمٍ فَيَنْقُصُ، يَدْرِي الرِّوَايَاتِ ذَرَوَالِ رِيحِ الْهَيْبِ تَبْكِي مِنْهُ الْمَوَارِيثُ وَ تَصْرِخُ مِنْهُ الدِّمَاةُ، يُسْتَحَلُّ بِفَضَائِلِ الْفَرْجِ



الْحَرَامُ وَيُحَرِّمُ بَقَايَا الْفَرَجِ الْحَلَالِ لِأَمَلِهِ بِإِذَا مَا عَلَيْهِ وَرَدَ وَلَا هُوَ أَهْلٌ لِمَا مِنْهُ فَرَطٌ مِنْ  
إِغَايِهِ عِلْمَ الْحَقِّ.

۱۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب سے بدتر دشمن دو ہیں ایک وہ کہ خدا نے چھوڑا اس کے کام کو  
اس پر کہ سلب توفیق کی اس سے کہ وہ امام حق سے بے مبارکہ و اختلات امر حق کو حاصل کرے پس وہ راہ راست سے ہٹ گیا  
اور اپنے پر از بدعت کلام کا مانت بن گیا اور بجائے احکام قرآن اور مسیح دلائل کو لینے کے وہ روزہ و نماز پر فریفتہ ہو کر رہ  
گیا وہ ایک فتنہ ہے اپنے مریدوں کے لئے اور راہ حق سے ہٹانے والا ہے اپنی زندگی میں ان لوگوں کو جو اس کی بات قبول  
کریں اور اپنی موت کے بعد بھی اپنی پیروی کرنے والوں کے لئے وہ دوسروں کے گناہوں کا اٹھانے والا ہے اور اپنے گناہوں میں گرفتار  
ہے دوسرے وہ قاضی اور مفتی وغیرہ ہے جو جہل مرکب کا شکار ہو کر دوسروں کو حیالت میں پھانستا ہے اور فتنوں کو  
پھیلانے میں مدد دیتا ہے اور عوام الناس نے جو جاہل ہیں اس کو عالم سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ اس کا ایک دن بھی احکام الہیہ کے  
متعلق شبہ سے غالی نہیں۔ اس کے جہل مرکب کا نشان یہ ہے کہ جلدی جلدی اس نے بہت کچھ حاصل کر لیا اس چیز کو جس کا  
کم بہتر ہے اس کے زیادہ سے۔ یہاں تک کہ جب وہ آب گندہ سے سیلاب ہو گیا اور لا طائل بانوں سے پڑ ہو گیا تو قاضی بن بیٹھا  
اور عوام بن بیٹھا لوگوں کو شبہات سے لگانے کا۔ اگر اس نے اپنے سے پہلے کے قاضی کے حکم کی مخالفت کی تو وہ بے خوف نہ  
ہوا اس سے کہ اس کے بعد آنے والا اس کے حکم کو اس طرح توڑ دے گا جس طرح اس نے اپنے سے پہلے کے حکم کو توڑا ہے اور  
اگر کوئی خوف مسئلہ سامنے آجاتا ہے تو اپنی رائے سے انٹ سنٹ بیان کرنے لگتا ہے پھر ان نامعقول باتوں پر معاہدہ کو ختم کر دیتا  
ہے اور شبہات کی پردہ پوشی کے لئے حکم لگاتا ہے جس کی مثال مکاری کے جال اتھنے کی ہے نہ اسے یہ پتہ کہ یہ رائے اس کی  
صحیح ہے یا غلط۔ اور اس کے گمان میں یہ بات نہیں کہ جس سے انکار کیا ہے علم اس میں ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ پیروی ظن اور قیاس  
آرائی میں پٹا ہوا ہے مذہب اس سے بالکل الگ ہے اگر قیاس کرتا ہے ایک چیز کا دوسری چیز پر بہ سبب دونوں کے مشابہ ہونے کے تو  
اپنی فکر کو غلط نہیں سمجھتا۔ اگر کوئی امر مخفی اس پر تار یک ہو جاتا ہے یعنی اپنے قیاس کی راہ میں نہیں پاتا تو چھپاتا ہے اس کو  
اپنے جہالت آگاہی علم سے تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ وہ نہیں جانتا پس جسارت کے حکم لگاتا ہے اور کئی بنسبے اندھا پن کی بسیار شبہات کی  
اور شکوک اور اہم سے خطا لوری کرتا ہے جو نہیں جانتا اس کے متعلق ہند نہیں کرتا۔ تاکہ گمراہی سے بچے، اور پوری قوت سے علم مائل  
نہیں کرتا تاکہ قیمت علم و دانش حال کرے۔ اور احادیث اس طرح پر گندہ کرتا ہے جیسے تیز ہوا گھاس کو۔ اس کے غلط حکم دینے سے میراث



دفعہ اور مظلوموں کے خون چھین دیتے ہیں اس لئے فتنے سے حرام شرعاً ہوں کو طلاق کر دیا اور اپنے فیصلہ شرعاً ہوں کو حرام بنا دیا۔ جو احکام اس سے صادر ہوئے وہ ان کے لئے پُر از ظلم نہیں، اور ظلم حق کے متعلق جو کچھ کہتا ہے وہ اس کا اہل نہیں۔  
نوٹ: حضرت نے اپنے خطبہ میں یہ ظاہر فرمایا ہے کہ ایک گروہ تو ان صوفی صاحبان کا ہے جو اہلبیت علیہم السلام کے صحیح راستہ سے ہٹ کر اپنا ایک نیا راستہ بنانے والے ہیں بظاہر وہ نئے نماز کے بڑے پابند بن کر اپنے مریدوں کو اپنی رائے اور قیاس پر عمل کرانے کو گمراہ کر رہے ہیں، دوسرا گروہ ان قاضیوں اور مفتیوں کا ہے جو جہل ہر کب کا شکار ہیں وہ مٹا تو اس کے ہیں کہ لوگوں کے شبہات کو زائل کرنے والے ہیں حالانکہ وہ پیروی شیطان کر کے خود چالیں میں مبتلا ہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ایک قاضی یا مفتی دوسرے کے حکم کو توڑ دیتا ہے۔

۷۔ الْحُسَيْنُ بْنُ تَمِيمٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مَخْلُومٍ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَاقِئِ، عَنْ أَهْلِ بَنِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي حَبِيبَةَ الْخُرَّاسِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَجَلٍ يَقُولُ: إِنَّ أَصْحَابَ الْمَنَاقِبِ طَلَبُوا الْعِلْمَ بِالْمَنَاقِبِ فَلَمْ تَزِدْهُمْ الْمَنَاقِبُ مِنَ الْحَقِّ إِلَّا بُدْءًا وَإِنْ دِينَ اللَّهِ لَا يُصَابُ بِالْمَنَاقِبِ.

۷۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سنا کہ قیاس کرنے والے لوگ ظلم کو قیاس میں تلاش کرتے ہیں لیکن یہ قیاسات انہیں حق سے دور ہی ہٹاتے جاتے ہیں۔ دین قیاسات سے حاصل نہیں ہوتا۔

۸۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، وَدَعْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ الْفَضْلِ بْنِ شاذَانَ وَكَفَا، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَالَ: كُلُّ مَنَعَةٍ ضَلَالَةٍ وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ سَبِيلٌ إِلَى الْتَابِ.

۸۔ در امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام نے کہ ہر روکت ضلالت ہے اور ہر حیات کا راستہ جہنم کا طرف ہے۔

۹۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ مُوسَى عَجَلٍ: جُعِلْتُ فِدَاكَ فَقِمْهُنَا فِي الدِّينِ وَ أَفْنَانَا اللَّهُ بِكُمْ عَنِ النَّاسِ حَتَّى أَنْ الْجَمَاعَةَ وَ مَا لَنْتَكُونُ فِي الْمَجْلِسِ، مَا يَسْأَلُ رَجُلٌ صَاحِبَهُ، تَحْضُرُ الْمَسْأَلَةَ وَ يَحْضُرُ جَوَابَهَا فَبِمَا



مَنْ اللَّهُ عَلَيْنَا بِكُمْ فَرُبَّمَا وَدَّ عَلَيْنَا الشَّيْءَ لَمْ يَأْتِنَا بِهِ عَنْكَ وَلَا عَنْ آبَائِكَ شَيْءٌ فَتَنْظَرْنَا إِلَى أَحْسَنِ مَا يَخْضَرُنَا وَ أَوْفَى الْأَشْيَاءِ لِمَا جَاءَنَا عَنْكُمْ فَتَأْخُذُ بِهِ ، فَقَالَ مَيْبَاتٌ مَيْبَاتٌ فِي ذَلِكَ وَاللَّهِ هَكَذَا مَنْ هَكَذَا يَا بَنَ حُكَيْمٍ ، قَالَ : ثُمَّ قَالَ : لَعَنَ اللَّهُ أَبَا حَبِيبَةَ كَانَ يَقُولُ : قَالَ : عَلَيَّ وَنُفْتُ .  
 مَا لَمْ يَجِدْ حُكَيْمٌ لِيَشَامَ بَنِي الْحَكَمِ وَاللَّهِ مَا أَدْرُتُ إِلَّا أَنْ يَرْخِصَ لِي فِي الْفِيلِ .

(۹) محمد بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم سے علیہ السلام سے کہا میں آپ پر خدا ہوں۔ ہم نے علم دین مانا کیا اور آپ کی وجہ سے ہم دوسروں سے علم حاصل کرنے سے بے بسا ہو گئے یہاں تک کہ ہم میں سے کچھ لوگ جب جلسوں میں جلتے ہیں اور لوگ ہم سے سوال کرتے ہیں تو ہم ان کے جواب دے دیتے ہیں اس لئے کہ خدا نے ہم پر احسان کیا ہے آپ لوگوں کی وجہ سے۔ لیکن بعض اوقات ایسے سوالات بھی سامنے آجاتے ہیں کہ ہم نے ان کا جواب نہ آپ سے حاصل کیا نہ آپ کے آباء نے ظاہر میں سے پس ایسے موقع پر جو ہیں آلمے اسکے ہر پہلو پر غور کر کے جواب دیتے ہیں کہ ابن حکم انہوں نے فرمایا اس میں ہلاکت ہے جس نے ایسا کیا وہ ہلاک ہوا۔ پھر فرمایا۔ خدا لعنت کرے اسے جو غیثہ پر کھڑا ہے اس مسئلہ میں ملے یہ کہتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں۔ یعنی میرا قول ان کے دل سے بہتر ہے۔  
 محمد بن حکیم کہتے ہیں کہ میں نے ہشام بن عبدالحکم سے کہا۔ واللہ میں چاہتا تھا کہ مجھے مسائل دین میں تیسار کرنے کی اجازت مل جاتی۔

۱۔ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ رَفَعَهُ ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، قَالَ : قُلْتُ لَا بِي الْعَسَى لَاؤُلَ  
 يَا أَوْحِدُ ، فَقَالَ : يَا يُونُسُ لَا تَكُونَنَّ مُسْتَبْعَا ، مَنْ تَنَظَّرَ بِرَأْيِهِ هَكَذَا يَمُنْ تَرَفًا حَلَدَ  
 نَبِيٍّ كَيْسٍ نَبِيٍّ مَلَّ ، وَمَنْ تَرَكَ كِتَابَ اللَّهِ وَقَوْلَ نَبِيِّهِ كَفَرَ

۱۰۔ یونس بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کیا امر ہے جس سے دو مائیت باری تعالیٰ کی مشنوت کی میں پائی جائے۔ فرمایا اے یونس بدعت پسند نہ بن۔ جس نے احکام دین میں اپنی رائے سے عمل کیا وہ ہلاک ہوا اور جس نے اپنے نبی کے اہلیت کو چھوڑ دیا۔ ہلاک ہوا اور جس نے کتاب خدا اور قول نبی کو ترک کیا وہ کافر ہوا۔

۱۱۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ الزُّوَّارِ ، عَنْ مُنْشَى الْحَسَاوِ ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ  
 قَالَ : قُلْتُ لَا بِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : تَرَدُّ عَلَيْنَا أَشْيَاءُ لَيْسَ نَعْرِفُهَا فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَا سُنَّةٍ فَتَنْظَرُ فِيهَا



قَالَ : لَا : أَمَا إِنَّكَ إِنْ أَصَبْتَ لَمْ تُوجَرْ ، وَإِنْ أَخْطَأْتَ كَذَبْتَ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ .

○ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ ہم پر کبھی ایسے مسائل پیش کئے جلتے ہیں جن کا جواب ہم کو نہ قرآن سے ملتا ہے نہ حدیث میں۔ پس ہم خود ہی خود کر کے جواب دے دیتے ہیں۔ فرمایا خبردار ایسا نہ کرنا۔ اگر تمہارا قیاس ٹھیک ہو تو اس کا اجر ملے گا اور اگر تم نے غلطی کی تو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا۔

۱۲۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ جَبْرِ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ ، عَنْ مُسْرِ بْنِ أَبَانَ الْكَلْبِيِّ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْقَصِيرِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُّ مَنَفَعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ .

۱۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت کا نتیجہ جہنم ہے۔

۱۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ سَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى عليه السلام قَالَ : قُلْتُ : أَسْلَحَكَ اللَّهُ إِنْهَا نَجْنِعُ قَتْنَا كَرُمَا عِنْدَنَا فَلَا يَرُدُّ عَلَيْنَا شَيْءٌ وَلَا وَعِنْدَنَا فَبِدِ شَيْءٍ مُسْطَرٌّ ذَلِكَ مِمَّا أَنْعَمَ اللَّهُ بِهِ عَلَيْنَا بِكُمْ ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيْنَا الشَّيْءَ السَّيِّئَ لَبَسَ عِنْدَنَا فَبِدِ شَيْءٍ فَيَنْظُرُ بَعْضُنَا إِلَى بَعْضٍ وَوَعِدْنَا مَا يُشْبِهُ فَتَنِيْسُ عَلَى أَحْسَنِ ، فَقَالَ : وَمَا لَكُمْ وَلِلْقِيَاسِ إِنْهَا هَلَكَ مَنْ هَلَكَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِالْقِيَاسِ ثُمَّ قَالَ : إِذَا جَاءَكُمْ مَا تَعْلَمُونَ فَقُولُوا بِهِ وَ إِنْ جَاءَكُمْ مَا لَا تَعْلَمُونَ فَهِيَ وَأَهْوَى بِدِيهِ إِلَى فَبِدِ . ثُمَّ قَالَ : لَعَنَ اللَّهُ أَبَا حَنِيفَةَ كَانَ يَقُولُ : قَالَ عَلِيُّ : قُلْتُ أَنَا وَ قَالَتِ الصَّحَابَةُ قُلْتُ ، ثُمَّ قَالَ : أَكُنْتُ تَجْلِسُ إِلَيْهِ قُلْتُ : لَا وَلَكِنْ هَذَا كَلَامُهُ ، قُلْتُ : أَسْلَحَكَ اللَّهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ النَّاسَ بِمَا يَكْتَفُونَ بِهِ فِي عَهْدِهِ قَالَ : بَعْدَ مَا يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، قُلْتُ : فَضَاعَ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ ، فَقَالَ : لَا هُوَ عِنْدَنَا هَلِي .

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر بدعت ضلالت ہے۔ صحابہ بن مہران نے امام موسیٰ کاظم سے کہا۔ اللہ آپ کی حفاظت کرے۔ جہنم ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو آپ کی امامیت کو یاد کرتے ہیں جو سوال ہم سے کیا جاتا ہے ہم اس کا جواب



ابن اعدیش میں پالتے ہیں جو ہمارے پاس لکھی ہوئی ہیں اور یہ وہ نعمت ہے جو اللہ نے آپ کی بدولت ہم کو دی ہے لیکن بغیر اوتار  
 کوئی ہلکا سا مسدایا بھی ہم سے پوچھا جاتا ہے جس کا جواب ابن اعدیش میں ہم کو نہیں ملتا۔ اور ہم ایک دوسرے کو تکتے لگتے  
 ہیں اور دونوں میں شبہات پیدا ہوتے ہیں ہم اس وقت کسی اچھے قیاس سے کام لیتے ہیں۔ فرمایا قیاس سے تمہارا کیا تعلق۔ اس  
 قیاس کی بنیاد پر تم سے پہلے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔ پھر فرمایا جب تم سے ایسا سوال کیا جائے جس کا جواب تم کو معلوم ہے تو  
 اسے بیان کرو اور اگر معلوم نہ ہو تو حضرت نے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کیا کہ ہم سے پوچھا کرو۔ پھر فرمایا اللہ لغت کرے  
 ابو حنیفہ پر کہ وہ کہا کرتے تھے علی نے یہ کہا ہے اور میں یہ کہتا ہوں یعنی میرا قول علی سے بہتر ہے اور صحابہ نے یہ کہا ہے اور میں یہ کہتا ہوں  
 میرا قول ان سے بہتر ہے پھر فرمایا کیا تم اس کے پاس بیٹھا کرتے ہو میں نے کہا نہیں۔ لیکن یہ جافا ہوں کہ وہ ایسی باتیں کرتے ہیں  
 نے کہا۔ خدا آپ کا نگہبان ہو کیا رسول اللہ نے لوگوں کو اتنا بتایا تھا جو حضرت کے زمانہ میں ان کے لئے کافی ہوتا۔ فرمایا بے شک۔ بتا  
 بتا دیا تھا جس کی ضرورت ان کو قیامت تک ہوگی۔ میں نے کہا۔ کیا اس سے کچھ فائدہ ہو گیا۔ فرمایا نہیں وہ علم اس کا بل  
 کے یعنی ہمارے پاس ہے۔

۱۴۔ عَنْهُ، عَنْ تَمِيمٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ أَبَانٍ، عَنْ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ  
 مَلَأَ عَلَمُ ابْنِ شُرَيْمَةَ عِنْدَ الْجَامِعَةِ إِمْلَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَحَطَّ عَلَيَّ ﷺ يَدِي إِنْ الْجَامِعَةُ لَمْ  
 تَدْفَعْ لِأَحَدٍ كَلَامًا، فَبَيَّنَا عَلَمُ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، إِنْ أَصْحَابَ الْقِيَاسِ طَلَبُوا الْعِلْمَ بِالْقِيَاسِ فَلَمْ  
 يَزِدْنَاهُمْ مِنَ الْحَقِّ إِلَّا جُحْدًا، إِنْ دِينُ اللَّهِ لَا يُنْصَبُ بِالْقِيَاسِ.

۱۴۔ راوی کہتے ہیں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا۔ فرمایا کہ ابن شُریمہ کا علم (عہد عباسیہ کا قاضی) فائدہ ہو گیا  
 جامعہ سے مصنفہ طرہ جس کو لکھو ایسا رسول اللہ نے اپنے ہاتھ سے لکھا علیہ السلام نے اس میں کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی تھی  
 جس میں کسی کو کلام کی گنجائش ہو اس میں علم حلال و حرام ہے قیاس کرنے والوں نے علم کو قیاس میں کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ امر حق سے دور  
 ہوتے چلے گئے۔ خدا کے دین میں قیاس کا دخل نہیں۔

۱۵۔ عَنْ عَبْدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ الْقَضَلِ بْنِ شاذَانَ، عَنْ صفوان بن يحيى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
 بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِنْ السُّنَّةُ لَا تُقَاسُ إِلَّا تَرَى أَنَّ الْمَرْءَ



تَقْضِي سَوْمَهَا وَلَا تَقْضِي صَلَواتَهَا يَا أَبَانُ إِنَّ الشُّنَّةَ إِذَا قَبِيتَ مُعِيقَ الدِّينِ .

۱۵۔ ابان بن تغلب سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ شریعت میں قیاس کو دخل نہیں کیا تو نہیں دیکھتا کہ عورت زانہ حیف کے لئے عدا کرتی ہے مگر نمازیں نہیں۔ حالانکہ نماز روزہ سے افضل ہے۔ جب شریعت میں قیاس کو دخل ہوگا تو دین برباد ہو جائے گا۔

۱۶۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَتَو ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ جَبْرِ قَالَ ، سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ مُوسَى عليه السلام عَنِ الْقِيَاسِ فَقَالَ : مَا لَكُمْ وَالْقِيَاسُ ، إِنَّ اللَّهَ لَا يُسْأَلُ كَيْفَ أَحَلَّ وَكَيْفَ حَرَّمَ .

۱۷۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے میں نے پوچھا قیاس کے متعلق فرمایا قیاس سے تمہارا کیا تعلق۔ خدا سے یہ سوال نہیں ہوگا کہ کسی چیز کو حلال کیوں کیا اور حرام کیوں (سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا کہ حلال و حرام کرنے کا وجہ کیا ہے)۔

۱۷۔ عَمَّارُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ هَارُونَ بْنِ مُسْلِمٍ ، عَنْ مَسْعَدَةَ بْنِ صَدَقَةَ قَالَ : حَدَّثَنِي جَعْفَرُ عَنْ أَبِيهِ عليه السلام أَنَّ عَلِيًّا سَأَلَ اللَّهَ عَلَيْهِ قَالَ : مَنْ نَسَبَ نَفْسَهُ لِلْقِيَاسِ لَمْ يَزَلْ دَهْرُهُ فِي النَّاسِ وَمَنْ دَانَ اللَّهَ بِالرَّأْيِ لَمْ يَزَلْ دَهْرُهُ فِي الرِّئَاسِ . قَالَ : وَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام : مَنْ أَفْنَى النَّاسَ بِرَأْيِهِ فَقَدْ دَانَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فَقَدْ ضَاذَ اللَّهُ حَبْثُ أَحَلَّ وَحَرَّمَ فِيمَا لَا يَعْلَمُ .

۱۸۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا جس نے احکام الہیہ میں قیاس کو راہ دی وہ ہمیشہ شبہات میں مبتلا رہا۔ اور جس نے عمل آخرت اپنی رائے اور ہر وی ظن سے کیا۔ وہ ہمیشہ شبہات میں ڈوبا رہا۔ فرمایا امام جعفر صادق نے کہ امامان فرماتے ہیں کہ جو لوگوں کو فتوے دیتا ہے وہ اپنی رائے سے عمل آخرت کرتا ہے اس چیز سے جس کو وہ نہیں جانتا اور جو باوجود جاننے کے ایب کرتا ہے وہ خدا کا مقابلہ کرتا ہے حرام و حلال قرار دینے میں ان چیزوں کے جن کا اس کو علم نہیں۔

۱۸۔ عَمَّارُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَمَدٍ ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ يَقُطِينٍ ، عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ مِيثَاقٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ : إِنَّ إِبْلِيسَ قَاسَ نَفْسَهُ بِآدَمَ فَقَالَ : خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ، رَ لَوْ قَاسَ الْجَوْهَرُ الَّذِي خَلَقَ اللَّهُ مِنْهُ آدَمَ



باللہ ، کان ذلک اکثر نودا و صیغہ من اللہ

۱۸۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ شیطان نے قیاس کیا اپنے نفس کا نفس آدم پر اور کہا تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے اس نے قیاس کیا آگ کا مٹی پر۔ اگر وہ قیاس کرتا اس بوہرا جس سے خدا نے آدم کو پیدا کیا تو وہ پاتا اس کو نور اور فیاضی نام سے بہتر۔

۱۹۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ تَهْمُونِ بْنِ عَيْسَى بْنِ عُبَيْدٍ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنْ حَبِيزِ بْنِ زُبَايْرَةَ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فَقَالَ : حَلَالٌ مِمَّا حَلَّلَ أَبَدًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَحَرَامُهُ حَرَامٌ أَبَدًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، لَا يَكُونُ غَيْرُهُ وَلَا يَجِيءُ غَيْرُهُ وَقَالَ : قَالَ عَلِيُّ ع : مَا أَحَدٌ ابْتَدَعَ بِنِعْمَةِ إِلَّا تَرَكَ بِهَا سُنَّةً .

۱۹۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے حلال و حرام کے متعلق پوچھا فرمایا جس کو آنحضرت صلعم نے حلال بتایا ہے وہ قیامت تک حلال ہے اور جسے حرام قرار دیا ہے وہ قیامت تک حرام ہے اس کے سوا اب کوئی شریعت نہ ہوگی اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جس نے شریعت میں کوئی نئی چیز ایجاد کی۔ اس نے رسول خدا کے طریقہ کو کھینچ دیا۔

۲۰۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْعَقِيلِيِّ ، عَنْ عَيْسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْقُرَشِيِّ قَالَ : دَخَلَ أَبُو حَنِيفَةَ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فَقَالَ لَهُ : يَا أَبَا حَنِيفَةَ ، بَلَّغْنِي أَلَا تَقْبَلُ قَالَ : نَعَمْ قَالَ : لَا تَقْبَلُ فَإِنَّ أَوَّلَ مَنْ قَامَ إِبْلِيسُ جِنٌّ قَالَ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَ خَلَقْتَ مِنْ طِينٍ فَقَامَ مَا بَيْنَ النَّارِ وَالطِّينِ وَلَوْ قَامَ نُورِيَّةُ آدَمَ بِنُورِيَّةِ النَّارِ عَرَفَ قَضَا مَا بَيْنَ النَّوْرَيْنِ وَ مَعَا أَحَدِيهِمَا عَلَى الْآخَرِ .

۲۰۔ ابو حنیفہ نے ایک روز امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آئے حضرت نے فرمایا میں نے سنا ہے تم شرع میں قیاس کرنے ہو۔ انھوں نے کہا کہ ہاں فرمایا قیاس نہ کیا کرو۔ سب سے پہلے قیاس کرنے والا ابلیس ہے اس نے کہا تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے اس نے آگ اور مٹی کے درمیان قیاس کیا مگر قیاس کرتا نورانیت آدم کا آگ پر نور و نور کی نورانیت ظاہر ہو جاتی اور نور کو جو فضیلت نار پر ہے وہ اس سے پوشیدہ نہ رہتی۔



۲۱۔ عَلِيٌّ ، عَنْ ثَمَّوْبِنْ عَيْسَى ، عَنْ يُونُسَ ، عَنْ قُتَيْبَةَ قَالَ : سَأَلَ رَجُلٌ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام عَنْ مَسْأَلَةٍ فَأَجَابَهُ فِيهَا ، فَقَالَ الرَّجُلُ : أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ كَذَا وَ كَذَا مَا يَكُونُ الْقَوْلُ فِيهَا؟ فَقَالَ لَهُ : مَا أَجَبْتُكَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَسْنَا مِنْهُ أَرَأَيْتَ ، فِي شَيْءٍ .

۲۱۔ ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آیا اس کا ایک مسئلہ پوچھا آپ نے اس کا جواب دیدیا اس نے کہا اگر مسئلہ اس طرح ہوتا تو آپ کا جواب کیا ہوتا فرمایا۔ خاموش۔ میں نے جو جواب دیا وہ وہی ہے جو میں نے رسول سے نقل کیا ہے۔ ہم خود اپنی طرف سے نہیں کہتے۔

۲۲۔ يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيْبٍ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَالِدٍ ، عَنْ أَبِيهِ مُرْسَلًا قَالَ : قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام : لَا تَتَّخِذُوا مِنْ دِينِ اللَّهِ وَلِيَّةً فَلَا تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ فَإِنَّ كُلَّ نَسَبٍ وَ نَسَبٍ وَ كَرَامَةٍ وَ وَلِيَّةٍ وَ بَيْعَةٍ وَ شِبْهِ مُنْقَطِعٍ إِلَّا مَا أَتَيْتُهُ الْقُرْآنُ .

۲۲۔ محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اخذ احکام شریعت میں خدا کا شریک کسی کو نہ بناؤ۔ ورنہ مومن نہ رہو گے۔ ہر سبب نسب و قرابت شرک و بیعت و شبہ ہے روز قیامت کام نہ دے گی مگر وہی چیز جو قرآن سے ثابت ہے۔

## باب بیست و یکم (۲۱)

ہر مسئلہ میں کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنا، حلال و حرام اور ہر وہ چیز جس کی طرف انسان محتاج ہے کتاب و سنت میں پائی جاتی ہے

۱۔ ثَمَّوْبِنْ يَعْنِي ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَيْسَى ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَبِيْبٍ ، عَنْ مُرَّازِمٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ : إِنْ لَمْ يَبْدَأْكَ وَ تَعَالَى أَنْزَلَ فِي الْقُرْآنِ بَيَانًا كُلِّ شَيْءٍ حَسْبِيَ وَاللَّهُ مَا تَرَكَ اللَّهُ شَيْئًا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ الْعِبَادُ حَسْبِيَ لَا يَسْتَطِيعُ عَبْدٌ يَقُولُ لَوْ كَانَ هَذَا أَنْزَلَ فِي الْقُرْآنِ ، إِلَّا وَفَدَ أَنْزَلَهُ اللَّهُ فِيهِ .



۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہر شے کو بیان فرمایا ہے اور جس چیز کے بندے محتاج تھے ان میں سے ایک کو بھی نہیں چھوڑا۔ کوئی یہ کہنے کی طاقت نہیں رکھتا کہ یہ چیز جو قرآن میں نازل کی جاتی ہے آگاہ ہو کہ خدا نے قرآن میں اس کو ضرور نازل کیا ہے۔

۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ ثَمَّارِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ الشَّيْبِ، عَنْ غَمَرِ بْنِ قَبِي، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمْ يَدَعْ شَيْئًا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ الْإِنْسَانُ إِلَّا أَنْزَلَهُ فِي كِتَابِهِ وَبَيَّنَّهُ لِرَسُولِهِ عليه السلام وَجَعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ حَدًّا وَجَعَلَ عَلَيْهِ دَلِيلًا يَهْدِي بِهِ، وَجَعَلَ عَلَى مَنْ تَعَدَّى ذَلِكَ الْحَدَّ حَدًّا

۳۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے کسی ایسی چیز کو قرآن میں نہیں چھوڑا جس کی طرف امت محتاج تھی اس کو اپنی کتاب میں نازل کیا اور اپنے رسول پر ظاہر کر دیا اور ہر شے کی ایک حد قرار دی اور اس پر ایک دلیل بھی قائم کر دی اور غصہ رکھا اس کے لئے جو اس حد سے تجاوز کرے۔

۳۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ ثَمَّارِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ الشَّيْبِ، عَنْ غَمَرِ بْنِ قَبِي، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَا خَلَقَ اللَّهُ حَلَالًا وَلَا حَرَامًا إِلَّا وَكَهُ حَدُّ كَحَدِّ الدَّارِ، فَمَا كَانَ مِنَ الطَّرِيقِ فَمِنْهُ مِنَ الطَّرِيقِ، وَمَا كَانَ مِنَ الدَّارِ فَهُوَ مِنَ الدَّارِ حَتَّى أَشَى الْخَشْيَ فَمَا يَوَاهُ وَابْجَلَتْ وَنِصْفُ الْبَلَدِ.

۴۔ میں نے امام جعفر صادق کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا کہ خدا نے قرار نہیں دیا حلال و حرام کو مگر ہر ایک کے لئے ایک حد مقرر کی ہے گھر کی حد کی طرح پس جو چیز راہ میں ہے وہ داخل خانہ نہیں بلکہ راہ میں ہے اور جو داخل خانہ ہے ظاہر ہے وہ راہ میں نہیں اور جو حدیث کو کھینچ کر اس کی ایسی ہی سزا ہے جیسے جسم کو مجروح کرنے والے کی بھد زخم ایک تازیانہ یا نصف تازیانہ۔

۴۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ ثَمَّارِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ الشَّيْبِ، عَنْ غَمَرِ بْنِ قَبِي، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَفِيهِ كِتَابٌ أَوْسَنُ

۵۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہر وہ چیز جس کی احتیاج لوگوں کو ہوتی ہے کتاب و سنت میں موجود ہے۔

۵۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ثَمَّارِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ الشَّيْبِ، عَنْ غَمَرِ بْنِ قَبِي، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَفِيهِ كِتَابٌ أَوْسَنُ



١٢٧  
 عَنْ أَبِي الْجَارُودِ قَالَ : قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام : إِذَا حَدَّثْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَاسْأَلُونِي مِنْ كِتَابِ  
 اللَّهِ ، ثُمَّ قَالَ فِي بَعْضِ حَدِيثِهِ : إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وآله نَهَى عَنِ الْفِيلِ وَالْقَالِ ، وَفَسَادِ الْمَالِ ، وَ  
 كَثْرَةِ السُّؤَالِ : فَقِيلَ لَهُ : يَا بْنَ رَسُولِ اللَّهِ أَيْنَ هَذَا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ ؟ قَالَ ، إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ :  
 وَالْآخِرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ، وَ قَالَ :  
 وَلَا تَوَلُّوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا ، وَ قَالَ : لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ  
 تُبَدِّلَكُمْ تَسْأَلُكُمْ .

۵۔ ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر تمہیں کسی مسئلہ میں شبہہ وارد ہو۔ مجھ سے پوچھو کتاب اللہ میں کہاں ہے پھر ایک حدیث میں فرمایا کہ رسول اللہ نے منع کیا ہے۔ قیل و قال اور فساد مال اور کثرت سوال سے۔ کسی نے پوچھا یا بن رسول اللہ یہ کتاب خدا میں کہاں ہے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ ان کی زیادہ سرگوشی میں فائدہ نہیں۔ مگر یہ کہ صدقہ یعنی زکوٰۃ وغیرہ کے لئے ہو یا احسان کرنے کے متعلق یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کے سلسلے میں اور خدا فرماتا ہے کہ اپنا وہ مال جو تمہارے لئے سرمایہ معاش ہے بے وقوفوں کے حوالے نہ کرو۔ ورنہ وہ تلف کر دیں گے خدا فرماتا ہے چیزوں کے متعلق سوال نہ کرو کہ (بعض چیزیں ایسی ہوں گی) اگر تم پر ظاہر کی گئیں تو تم کو بُرا معلوم ہوگا۔ امام علیہ السلام نے تینوں باتوں کا جواب آیات قرآنی سے دے دیا۔

٦ - عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، عَنْ ابْنِ قُضَّالٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حَنْبَلٍ، عَنْ  
 الْمُعَلَّى بْنِ خُنَيْسٍ قَالَ : قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام : مَا مِنْ أَمْرٍ يَخْتَلِفُ فِيهِ اثْنَانِ إِلَّا وَلَهُ أَصْلٌ فِي كِتَابِ اللَّهِ  
 عَزَّ وَجَلَّ وَلَكِنْ لَا تَبْلُغُهُ غُفُورُ الرَّجَالِ

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا نہیں ہے کوئی ایسا امر جس میں دو آدمی اختلاف رکھتے ہوں مگر یکہ وہ کتاب اللہ میں ہے لیکن لوگوں کی عقل ان تک نہیں پہنچتی۔

٧ - عَمَّا بَيْنَ يَحْيَى، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ، عَنْ هَارُونَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْعَدَةَ بْنِ صَدْقَةَ، عَنْ أَبِي  
عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ أَهْلُ الْمُؤْمِنِينَ عليهم السلام: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَرْسَلَ إِلَيْكُمْ  
الرُّسُلَ نَبِيًّا وَأَنْزَلَ إِلَيْهِ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَأَنْتُمْ أُمِّيُونَ عَنِ الْكِتَابِ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَعَنِ الرُّسُلِ  
وَمَنْ أَرْسَلَهُ، عَلَى حِينِ فِتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ وَطُولِ مَجْعَةٍ مِنَ الْأُمَمِ <sup>(٢)</sup> وَانْطِلَافٍ مِنَ الْجَهْلِ وَاعْتِرَاضٍ



مِنَ الْفِتْنَةِ وَانْتِقَاضٍ مِنَ الْمُبَرِّمِ وَاعْتَى عَنِ الْحَقِّ وَاضْطِافٍ مِنَ الْجَوْرِ وَاسْتِغَاثٍ مِنَ الدِّينِ  
تَلَقَّى مِنَ الْحُرُوبِ عَلَى جِنِّ اصْفَرَّارٍ مِنْ رِيَاضِ جَنَّاتِ الدُّنْيَا وَ يُبْسٍ مِنْ أَغْصَانِهَا وَ انْتِشَارٍ مِنْ  
وَرَفِهَا وَ يَأْسٍ مِنْ ثَمَرِهَا وَ اغْوَارِيفٍ مَائِهَا، قَدْ دَرَسَتْ أَعْلَامُ الْهُدَى فَظَهَرَتْ أَعْلَامُ الرُّدَى فَالْذُّنُوبُ  
مُنْهَجِمَةٌ فِي رُجُومِ أَهْلِهَا مُكْمَرَةٌ بِمَدِيرَةٍ غَيْرِ مُقْبِلَةٍ، تَمَرُّهَا الْفِتْنَةُ وَ طَعَامُهَا الْجَبَنَةُ وَ شِعَارُهَا  
الْخَوْفُ وَ دِنَارُهَا السَّيْفُ، مَرَّ قَتْمٌ كُلُّ مَرَّ قِيٍّ وَقَدْ أَهَمَّتْ عِيُونَ أَهْلِهَا وَ أَظْلَمَتْ عَلَيَّهَا أَيْتَامُهَا، قَدْ نَطَقُوا  
أَرْحَامَهُمْ وَ سَفَكُوا دِمَائَهُمْ وَ دَفَنُوا فِي التُّرَابِ الْمُؤْتُونَ قِيَسَهُمْ مِنْ أَوْلَادِهِمْ، يَجْنَرُ دُونَهُمْ هَلْبُ الْعَبَسِ  
وَرَفَاهِيَةُ خُفُوضِ الدُّنْيَا، لَا يَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ ثَوَابًا وَلَا يَخَافُونَ وَاعْتِزُّوا بِهَا، حَسِبُوهُمْ أَهْمَى نَجَسٍ وَ  
مَبِينُهُمْ فِي النَّارِ مَبْلَسٌ فَجَاهُهُمْ بِسَخَةِ مَا فِي السُّخْرِ الْأُولَى وَ تَصْدِيقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ تَقْبِيلُ الْعَالِ  
مِنْ رَبِّ الْحَرَامِ ذَلِكَ الْقُرْآنُ فَاسْتَطِيقُوهُ وَلَنْ يَنْطِقَ لَكُمْ أُخْبِرُكُمْ عَنْهُ إِنْ فَبِهِ عِلْمٌ مَاضٍ وَ عِلْمٌ  
مَا جَاءَنِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ حُكْمٌ مَا بَيْنَكُمْ وَ بَيَانٌ مَا أَصْبَحْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ فَمَلُّوا سَائِلُونِي  
عَنْ لَعَلَّتْكُمْ.

۱۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف رسول کو بھیجا اور ان پر کتاب حق نازل کی اور تمہارا پرستار نہ  
کتاب کو جلاتے تھے اور نہ اس کے نازل کرنے والے کو، نہ رسول سے دانستے تھے اور نہ اس ذات سے جس نے ان کو رسول بنا کر بھیجا تھا انہیں  
کہ اس وقت بھیجا جبکہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ قطع ہو گیا تھا اور غفلت لوگوں پر چھائی ہوئی تھی اور جہالت اور فتنوں کا دور  
دعہ تھا اور پیغمبروں کے کاموں سے روگردانی اور غرور میں انہیں ان ظلم و جور کی نجات اور آتشِ حوب کی ہر وقت شعلہ فشاں اور دنیا  
کے بانوں پر بندی چھائی ہوئی ہے اس کی شایں سوکھی ہوئی ہیں اس کے پتے بکھرے ہوئے ہیں اس کے پھل ایسی ہیں اس کا پانی زمین کی تہ میں  
گھسا ہوا ہے تھام کے ثبات مٹے ہوئے ہیں ہلاکت کے نشانات ابھر رہے ہیں۔ دنیا اپنے اہل کے ساتھ ترش لدنی سے منہ چڑھا ہوئے  
بچھکڑ جانے والی آگے کو نہ آنے والی اس کے بھل فتنہ میں اس کا کھانا مر رہا ہے۔ اس کا شعاع روتہ کپڑا جو نیچے پہنا جاتا ہے، فونہ آ  
کا تار (جو کپڑا اوپر پہنا جاتا ہے) تلوار ہے اس نے اپنے اہل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور ان کی آنکھیں اندھی کر دیں اور ان کے ایام  
کو تاریک بنا دیا۔ ان دنیا والوں نے اپنے جسم کو قلعہ کیا تا پس میں خوریزی کی اپنی زندہ لڑکیوں کو زمین میں دبا دیا۔ حالانکہ وہ انہی  
کے اولاد ہیں انھوں نے دنیا میں نفس و راحت کو طلب کیا اور اللہ سے ثواب کی امید نہ رکھی اور اس کے مذاق سے نہیں ڈرتے ہیں ان کے



زندہ اندھے اور سمارا ادا ان کے مردہ دوزخی اور نجات سے نا امید، پس اللہ نے حضرت رسول خدا کے لئے ایک دستور جو کتب سابقہ میں تھا اور تصدیق کی اس کی جو سامنے ہے یعنی انجیل اور اس قرآن میں تفصیل ہے حرام اور حلال کی پس اسکی صفتوں کو بیان کر دے۔ وہ تم سے نہیں بڑے گامیں تم کو بخوشیا ہیں کہ اس میں ان چیزوں کا بھی علم ہے جو گنہگاروں اور ادا ان باتوں کا بھی ہے جو آنے والے ہیں قیامت تک اور تمہارے نزاعات کا فیصلہ بھی ہے۔ اور جن باتوں سے تم اختلاف کرتے ہو وہ بھی اگر تم مجھ سے ان باتوں کو سیانت کرو تو میں بتا دوں۔

۸۔ تَحْمِذُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ ابْنِ فَضَالٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُمَانَ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ أُمِّينَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام يَقُولُ: قَدْ وَلَدَنِي رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَنَا أَعْلَمُ كِتَابَ اللَّهِ وَفِيهِ بَدَأَ الْخَلْقَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَفِيهِ خَبَرُ السَّمَاءِ وَخَبَرُ الْأَرْضِ وَخَبَرُ الْجَنَّةِ وَخَبَرُ النَّارِ وَخَبَرُ مَا كَانَ وَ [خَبَرُ] مَا هُوَ كَائِنٌ، أَعْلَمُ ذَلِكَ كَمَا أَنْظَرُ إِلَى كَيْفِي، إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ فِيهِ تَيَّانُ كُلِّ شَيْءٍ

۸۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا۔ میں فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں میں سب سے زیادہ کتاب خدا کا جانتے والا ہوں۔ اس میں ابتداء کے خلق کا حال بھی ہے اور جو قیامت تک ہونے والا ہے وہ بھی اس میں، آسمان کی خبر بھی ہے اور زمین کی بھی، اس میں جنت کی بھی خبر ہے اور دوزخ کی بھی، جو ہو چکا اس کی بھی اور جو ہونے والا ہے اس کی بھی مدیری نظر کے سامنے یہ سب چیزیں ایسی ہی ہیں جیسے میری ہتھیلی میرے سامنے ہے خدا فرماتا ہے اس قرآن میں ہر شے کا بیان ہے۔

۹۔ مِدَّةُ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَفَصْلٌ مَا بَيْنَكُمْ وَنَحْنُ نَعْلَمُهُ

۹۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کتاب اللہ میں جو تم سے پہلے ہے اس کی بھی خبر ہے اور جو تم سے بعد میں ہو گا اس کی بھی اور تمہارے باہمی نزاعات کا فیصلہ بھی ہے اور یہ سب باتیں جانتے ہیں۔



۱۔ حدیث میں ائمہ بنا ، عن أحمد بن محمد بن خالد ، عن إسماعيل بن مهران ، عن  
سفيان بن عبيدة ، عن أبي المغراء ، عن سماعة ، عن أبي الحسن موسى عليه السلام قال قلت له : أكل  
فيه في كتاب الله وسنة نبيه عليه السلام أو تقولون فيه ؟ قال : بل كل شيء في كتاب الله وسنة  
نبيه عليه السلام .

۱۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے میں نے پوچھا کیا ہر شے قرآن اور سنت نبوی میں ہے جو لوگ کہتے ہیں اس میں  
ہر شے ، جو آپ کہتے ہیں کیا وہ بھی ہے۔ فرمایا ہر شے کتاب اللہ اور احادیث نبوی میں ہے۔

## باب بست دوم (۲۲) اختلاف حدیث

### « بَابُ اخْتِلَافِ الْحَدِيثِ »

۱۔ علی بن ابراہیم بن ہاشم ، عن أبیه ، عن حماد بن عیسیٰ ، عن ابراهیم بن عمر  
البنانی ، عن أبان بن ابي قیس الہلالی قال : قلت لأمیر المؤمنین عليه السلام : إني  
سمعت من سلمان واليقداد و أبي ذر ثبنا من تفسير القرآن و أحاديث عن نبي الله عليه السلام فترما  
في أيدي الناس ثم سمعت منك تصديق ما سمعت منهم و رأيت في أيدي الناس أشياء كثيرة من  
تفسير القرآن و من الأحاديث عن نبي الله عليه السلام أتم تخالفونهم فيها و تزعمون أن ذلك كله  
باطل أفترى الناس يكذبون على رسول الله عليه السلام متعدين و يفسرون القرآن بأبائهم ؟ قال  
فأقبل علي فقال : قد سألت فافهم الجواب إن في أيدي الناس حفا و باطلا و صدقا و كذبا و  
نايغا و منسوخا و عامتا و خاصا و محكما و متشابها و حيفا و دها و قد كذب على رسول  
الله عليه السلام على عهد حسي قام خلبيا فقال : أيها الناس قد كثرت علي الكذابة فمن كتب  
علي متعبدا فليتبوء مفعده من النار ثم كذب عليه من بعده ، و إنما أنا كم الحديث من أربعة



لَيْسَ لَهُمْ خَامِسٌ: رَجُلٌ مُنَافِقٌ يُظَاهِرُ الْإِيمَانَ مُتَصَيِّعًا بِالْإِسْلَامِ لَا يَتَأَنَّمُ وَلَا يَتَعَرَّجُ أَنْ يَكْتِيبَ عَلَى  
 رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُتَعَدِّدًا فَلَوْ عَلِمَ النَّاسُ أَنَّهُ مُنَافِقٌ كَذَّابٌ لَمْ يَقْبَلُوا مِنْهُ وَلَمْ يَصَدِّقُوهُ وَلَكِنَّهُمْ  
 قَالُوا هَذَا قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَرَأَاهُ وَسَمِعَ مِنْهُ، وَأَخَذُوا عَنْهُ وَهُمْ لَا يَبْصُرُونَ حَالَهُ وَقَدْ  
 أَخْبَرَهُ اللَّهُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ بِمَا أَخْبَرَهُ وَصَفَهُمْ بِمَا وَصَفَهُمْ فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: «وَإِنَّا رَأَيْنَاهُمْ تَتَّبِعُكَ  
 أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعُ لِقَوْلِهِمْ، ثُمَّ يَقُولُوا بَعْدَهُ فَتَقَرَّبُوا إِلَى أَيْمَةِ الضَّلَالَةِ وَالنَّهْطِ إِلَى  
 النَّارِ بِالزُّورِ وَالْكَذِبِ وَالْبُهْتَانِ قَوْلُهُمْ الْأَقْصَالُ وَحَمَلُوهُمْ عَلَى رِقَابِ النَّاسِ وَأَكَلُوا مِنْهَا دَنَاءًا  
 وَإِنَّمَا النَّاسُ مَعَ الْمُلُوكِ وَالْأَنْبِيَاءِ إِلَّا مَنْ عَصَى اللَّهَ فَبِئْسَ أَهْلًا لِلْأَنْبِيَاءِ. وَرَجُلٌ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ  
 اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ لَمْ يَحِيلْهُ عَلَى وَجْهِهِ وَدِيمَ فَبَدَّلَ بِمَقْصِدِ كَيْدِهِ فَوُفِيَ بِمَا يَقُولُ بِهِ وَيَقُولُ بِهِ وَ  
 يَزِيدُ يَقُولُ أَنَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَوْ عَلِمَ الْمُسْلِمُونَ أَنَّهُ وَهُمْ لَمْ يَقْبَلُوهُ وَلَوْ عَلِمُوا  
 أَنَّهُ وَهُمْ لَرَفَضُوهُ. وَرَجُلٌ ثَالِثٌ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا أَمَرَهُ بِهِ ثُمَّ نَهَى عَنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ  
 أَوْ سَمِعَهُ يَنْهَى عَنْ شَيْءٍ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَحَفِظَ مَنْسُوخَهُ وَلَمْ يَحْفَظِ النَّاسِخَ وَلَوْ عَلِمَ  
 أَنَّهُ مَنْسُوخٌ لَرَفَضَهُ وَلَوْ عَلِمَ الْمُسْلِمُونَ إِذْ سَمِعُوهُ مِنْهُ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ لَرَفَضُوهُ. وَآخِرُ رَابِعٍ لَمْ يَكْتِيبَ  
 عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، مُبِغِضٌ لِلْكَذِبِ خَوْفًا مِنَ اللَّهِ وَتَعْظِيمًا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَنْتَهِ بِهَذَا حِفْظُ  
 مَا سَمِعَ عَلَى وَجْهِهِ فَجَاءَ بِهِ كَمَا سَمِعَ لَمْ يَزِدْ فِيهِ وَلَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ وَعَلِمَ النَّاسِخَ مِنَ الْمَنْسُوخِ فَعَمِلَ  
 بِالنَّاسِخِ وَرَفَضَ الْمَنْسُوخَ فَإِنَّ أَمْرَ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُ الْقُرْآنِ نَاسِخٌ وَمَنْسُوخٌ وَخَاصٌّ وَعَامٌّ أَوْ  
 مُعْكَمٌّ وَمُتَشَابِهٌ فَكَانَ يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْكَلَامُ لَهُ وَجِهَانِ: كَلَامٌ عَامٌّ وَكَلَامٌ خَاصٌّ  
 مِثْلُ الْقُرْآنِ وَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ: «مَا آتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ، وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ  
 فَانْتَهُوا»، فَتَشَبَّهَ عَلَى مَنْ لَمْ يَعْرِفْ وَلَمْ يَدْرِ مَا عَنِ اللَّهِ بِهِ وَرَسُولِ اللَّهِ ﷺ. وَكَانَ كُلُّ أَصْحَابِ  
 رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُسْأَلُ عَنِ الشَّيْءِ فَيَقْبَلُهُمْ وَكَانَ مِنْهُمْ مَنْ يُسْأَلُ وَلَا يَسْتَقْبِلُهُ حَتَّى أَنْ كَانُوا  
 لَيُجِيبُونَ أَنْ يَجِيءَ الْأَعْرَابِيُّ وَالطَّائِرِيُّ فَيَسْأَلُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يَسْمَعُوا وَفَدَّكَ كُنْتُ أَدْخُلُ عَلَى  
 رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُلَّ يَوْمٍ دَخَلَةً وَكُلَّ لَيْلَةٍ دَخَلَةً فَيُخَلِّبُنِي فِيهَا أَوْ دُرُمَةً حَيْثُ دَارَ، وَفَدَّكَ أَصْحَابُ  
 رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ لَمْ يَمْنَعْ ذَلِكَ بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ غَيْرِي، فَرُبَّمَا كَانَ فِي بَيْتِي يَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ



أَكْثَرُ ذَلِكَ فِي بَيْتِي وَكُنْتُ إِذَا دَخَلْتُ عَلَيْهِ بَعْضَ مَنَازِلِهِ أَخْلَانِي وَأَقَامَ عِنْدِي نِسَاءً مُفْلَاةً يَتَّقِي عِنْدَهُ مَقَرِّي  
وَإِذَا أَتَانِي لِلْخُلُوعِ مَعِيَ فِي مَنْزِلِي لَمْ يَقُمْ عِنْدِي فَاطِمَةُ وَلَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي، وَكُنْتُ إِذَا سَأَلَنِي أَجَابَنِي وَإِذَا  
سَأَلَنِي عَنْهُ وَلَيْسَتْ سَأَلَنِي ابْتِدَائِي فَمَا تَزَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ آيَةً مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَفْرَأَيْهَا وَ  
أَعْلَمَهَا عَلَيَّ فَكُتِبَتْهَا بِخَطِّي وَعَلَّمَنِي تَأْوِيلَهَا وَتَفْسِيرَهَا وَنَاسِخَهَا وَمَنْسُوخَهَا وَ مُحْكَمَهَا وَمُتَشَابِهَهَا  
وَخَاصَّهَا وَغَامِضَهَا وَدَعَا اللَّهَ أَنْ يُطِيبَنِي قَهْمًا وَحِفْظًا فَمَا نَسِيتُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَلَا عَلِمْتُ أَمَلًا  
عَلَيَّ وَكُتِبَتْ مِنْهُ دَعَا اللَّهَ لِي بِمَادَعَاتِهِ مَا تَرَكَ قَبِينًا عَلَّمَهُ اللَّهُ مِنْ حَلَالٍ وَلَا حَرَامٍ وَلَا أَمْرٍ وَلَا نَهْيٍ  
كَانَ أَوْ يَكُونُ وَلَا كِتَابٍ مُنْزَلٍ عَلَى أَحَدٍ قَبْلَهُ مِنْ طَاعَةٍ أَوْ مَعْصِيَةٍ إِلَّا عَلَّمَنِيهِ وَحَفِظْتُهُ فَلَمْ أَنْسَ  
حَرْفًا وَاحِدًا، ثُمَّ وَضَعْتُهُ عَلَى صَدْرِي وَدَعَا اللَّهَ لِي أَنْ يَمْلَأَ قَلْبِي عِلْمًا وَقَهْمًا وَحُكْمًا وَنُورًا فَقُلْتُ:  
يَا نَبِيَّ اللَّهِ يَا أَبَا الْقَاسِمِ مُنْذِرُوتِ اللَّهِ لِي بِمَادَعَاتِهِ لَمْ أَنْسَ قَبِينًا وَكَلِمَةً مِنْهُ فَنِي وَلَمْ أَكُتِبْ أَذًى خَوْفٌ  
عَلَيَّ النَّسْيَانِ فِيمَا بَعْدُ فَكُلَّ: لَأَنْتُ أَتَخَوَّفُ عَلَيْكَ النَّسْيَانِ وَالْجَهْلَ.

۱۔ سلیم بن قیس ہلال سے مروی ہے کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام سے کہا کہ میں نے سلمان و مقداد و ابو ذر  
سے تفسیر قرآن اور حدیث نبوی کے متعلق ایسی چیزیں سنی ہیں جو بالکل الگ ہیں ان چیزوں سے جو تفسیر قرآن کے متعلق عام  
لوگ بیان کرتے ہیں آپ حضرات کا گمان یہ ہے کہ وہ سب باطل ہیں تو کیا یہ سب لوگ رسول اللہ پر جھوٹ پوساتے ہیں  
عمر! اور قرآن مجید کی تفسیر انہی رائے سے کہتے ہیں۔

امیر المومنین نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ تم نے جو سوال کیا اس کا جواب سنو، لوگوں کے ہاتھوں میں  
حق و باطل ہے اور صدق و کذب ہے اور ناسخ و منسوخ اور عام و خاص حکم اور متشابہہ اور حفظ و دہم اور لوگوں نے  
رسول اللہ کے زمانہ میں ان پر جھوٹ بولا آپ نے خطبہ میں فرمایا۔ لوگو! میرے اوپر بہت جھوٹ بولا جا رہا  
ہے۔ پس جس نے مجھ پر عدا جھوٹ بولا۔ اس کی جگہ جہنم ہے اور حضرت کے بعد بھی آپ پر جھوٹ بولا گیا۔

تمہارے پاس احادیث چار طریقے سے پہنچی ہیں ان کے علاوہ پانچواں طریقہ نہیں، اول مردمان حق سے جو ایمان  
کو ظاہر کرتے ہیں اور تصنع سے اسلام قبول کئے ہوئے ہیں وہ رسول پر عدا جھوٹ بولنے کو نہ گناہ سمجھتے ہیں نہ اس میں  
کوئی خرابی سمجھتے ہیں اگر لوگ جانتے کہ یہ بڑا منافق اور جھوٹا ہے تو اس کی بات قبول نہ کرتے اور اس کی تصدیق



نہ کرتے۔ لیکن انھوں نے تو یہ کہا۔ یہ رسول اللہ کا معالیٰ ہے اس نے حضرت کو دیکھا ہے اور ان سے احادیث کو سنلے ہے لہذا انھوں نے احادیث کو اس سے لے لیا اور وہ اس کے حال سے واقف نہ تھے اور منافقوں کے بارے میں اللہ نے جو خبر دی ہے وہ دی ہے اور جو اوصاف ان کے بیان کئے ہیں وہ کئے ہیں فرما کہ جب رسول تم ان کو دیکھتے ہو تو ان کے بھاری بھرکم ڈیل تم کو تعجب میں ڈال دیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ تم ان کی باتیں سنو یہ کہ وہ آنحضرت کے بعد بھی باقی رہا۔ اب انھوں نے آئمہ ضلالت سے تقرب حاصل کیا اور جہنم کی طرف مکر و فریب سے بلائی وہاں سے ہالے اور حکومت ان کے سپرد کر دی اور لوگوں کی گردنوں پر انھیں سوار کر دیا اور ان سے مل کر خوب خوب مزے اڑائے لوگ تو بادشاہان دنیا کے ساتھ ہو ہی جایا کرتے ہیں۔ مگر وہ جسے خدا بچائے ہیں یہ چار میں کا ایک کا گروہ ہے۔

اور دوسرا وہ ہے جس نے رسول اللہ سے کسی بات کو سنا لیکن اس کو پوری طرح یاد نہ رکھا اور وہ ہم کو اس میں دخل دیا اور عداً جھوٹ نہ بولا۔ پس یہ حدیث اس کے پاس ہے اور وہ اس پر عمل بھی کرتا ہے اور دوسرے اس کی روایت بھی کرتا ہے اور کہتا ہے میں نے حضرت رسول خدا سے ایسا سنا۔ پس اگر مسلمانوں کو معلوم ہوتا کہ وہ از روئے وہم گمان ایسا کہ رہا ہے اسے صحیح حدیث یاد نہیں تو وہ اس کی بات کو نہ مانتے اور اگر وہ خود جانتا کہ غلط بیانی کر رہا ہے اور متلائے وہم ہے تو اس کو خود ہی نہ بیان کرتا۔

اتیسرا وہ ہے کہ جس نے رسول سے ایک ایسی حدیث کو سنا جس میں حضرت نے کسی چیز کا حکم دیا تھا اس کے بعد اس کی بھی فوری تھی لیکن اس کو اس نے علم نہ ہوا۔ نہیں سن لیا اور امر کا علم نہ ہوا۔ پس اس نے حکم منسوخ کو تو یاد کر لیا اور ناسخ کو یاد نہ رکھا۔ اگر اس کو علم ہوتا کہ یہ حکم منسوخ شدہ ہے تو وہ اس کا بیان ترک کر دیتا اور اگر مسلمان یہ جان لیتے کہ یہ منسوخ حکم حدیث بیان کر رہا ہے تو وہ اس پر عمل ترک کر دیتے۔

چوتھا وہ ہے جس نے رسول اللہ پر جھوٹ نہیں بولا۔ اسے جھوٹ سے عداوت ہے وہ اللہ سے خوف کرتا ہے اور رسول کی عظمت ان کے دل میں ہے اور وہ نہیں بھولا اس کو جو رسول سے سنا ہے اور اچھی طرح سے اسے یاد بھی ہے پس جیسا رسول سے سنلے ہے ویسا ہی بیان کرتا ہے نہ اس میں کچھ زیادہ کرتا ہے نہ کم۔ وہ ناسخ و منسوخ کا علم لکھتا ہے پس ناسخ پر عمل کرتا ہے اور منسوخ کو ترک کرتا ہے۔

حضرت رسول خدا کے احکام بھی قرآن کی طرح ہیں جو ناسخ بھی ہیں منسوخ بھی، خاص بھی ہیں اور عام بھی، حکم



بھی ہیں اور متشابہ بھی، کبھی رسول کے کلام کی دو سورتیں ہوتی ہیں، کلام عام اور کلام خاص قرآن کی طرح اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے رسول جو تم کو دیں اسے لے لو، اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ یہ امر ان لوگوں پر مشتبہ ہو گیا جنہوں نے نہ جانا اور نہ سمجھا کہ اللہ اور اس کے رسول کا مقصد اس سے کیا ہے۔

اور آنحضرت کے تمام اصحاب ایسے نہ تھے کہ جو سوال کرتے ہوں، اس کے جواب کو سمجھ بھی لیتے ہوں بعض ایسے بھی تھے سوال تو کرتے تھے مگر سمجھنا نہیں چاہتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ چاہتے تھے کہ کوئی بدو عرب یا اجنبی مسافر آجائے اور وہ رسول سے سوال کرے تو حضرت کے جواب کو ہم سب کیونکہ خود بار بار سوال نہیں کر سکتے تھے اور میرا یہ حال تھا کہ میں دن اور رات میں جب چاہتا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ حضرت مجھ سے تخلیہ فرماتے اور جو حضرت بیان فرماتے میں اس کو اپنے دل میں جگہ دیتا جاتا۔

اصحاب اس بات کو جانتے تھے کہ آنحضرت میرے سوا کسی اور کے ساتھ ایسا نہیں کرتے تھے بسا اوقات یہ عمل میرے گھر میں ہوتا تھا جب حضرت میرے گھر میں تشریف لاتے تو زیادہ وقت خلوت میں گزارتے اور ادراج ہمارے پاس سے ہٹ جاتیں۔ میرے سوا کوئی حضرت کے پاس نہ رہتا اور جب میرے گھر میں خلوت ہوتی تو نہ ناظر الگ ہوتیں اور نہ میرا کوئی لڑکا۔ جب میں حضرت سے سوال کرتا تو مجھے حجاب دینے اور جب میں چپ ہو جاتا اور سوالات ختم ہو جاتے تو حضرت ابتدا کرتے۔

قرآن کی کوئی آیت رسول اللہ پر ایسی نازل نہیں ہوتی کہ حضرت نے مجھے پڑھ کر نہ سنائی ہو اور اسے لکھوایا نہ ہو میں نے اپنے ہاتھ سے اُسے لکھا ہے۔

اور مجھے تعلیم کی ہر آیت کی تاویل اور تفسیر اور اس کا ناسخ اور منسوخ اور محکم و متشاذ اور خاص و عام، اور حضرت نے دعا کی کہ وہ مجھے اس کے سمجھنے اور حفظ کرنے کی صلاحیت عطا فرمائے۔ پس کتاب خدا کی کوئی آیت میں نہیں بھولا اور نہ اس چیز کو جو رسول اللہ نے لکھوائی اور میں نے لکھی اور دعا کی۔ آنحضرت نے میرے لئے جو دعا کی، آنحضرت کو علم خدا سے جو ملا۔ اس میں سے کوئی چیز میرے لئے بغیر بتائے نہ چھوڑی، حلال سے ہو یا حرام سے امر سے ہو یا نہی سے، طاعت سے ہو یا معصیت سے میں نے اسے سیکھا ہے اور حفظ کیا ہے اور ایک حرف تک اس کا نہیں بھولا۔

پھر اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور اللہ سے میرے لئے دعا کی کہ وہ میرے قلب کو علم و فہم و حکمت و نور سے بھر کر دے۔ میں نے کہا یا نبی اللہ میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں جب سے آپ نے دعا کی ہے میں کوئی بات نہیں



بھولا۔ اور جس چیز کو میں نے نہیں لکھا اسے فراموش نہیں کیا کیا آپ کو یہ خوف ہے کہ بعد میں بھول جاؤں گا۔ فرمایا نہیں۔ مجھے تمہارے متعلق نسیان و جہل کا خوف ہی نہیں ہوتا۔

۲۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَتَرٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْخَرَّازِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: قُلْتُ لَهُ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرُدُّونَ عَنْ فُلَانٍ وَ فُلَانٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وآله لَا يُشْهِمُونَ بِالْكَذِبِ فَيَجْعَلُ مِنْكُمْ خِلَافَهُ؟ قَالَ: إِنَّ الْحَدِيثَ يُنْسَخُ كَمَا يُنْسَخُ الْقُرْآنُ.

۱۔ راوی کہتا ہے۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ کچھ لوگ روایت کرتے ہیں اصحاب کے ایک سلسلہ کے ساتھ رسول اللہ سے جو نہ کہ وہ حدیث متواتر ہوتی ہے۔ لہذا ہم ان راویوں کو دروغ گو نہیں کہہ سکتے۔ لیکن آپ سے سُننے میں تو وہ ان کی بیان کردہ حدیث کے خلاف ثابت ہوتے ہیں فرمایا آیات قرآنی کی طرح احادیث بھی منسوخ الحکم ہوتی ہیں۔

۳۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ أَبِي تَجْرَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ: قُلْتُ لَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: مَا بَالِي أَسْأَلُكَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ فَتُجِيبُنِي فِيهَا بِالْجَوَابِ ثُمَّ يُجِيبُكَ غَيْرِي فَتُجِيبُهُ فِيهَا بِجَوَابٍ آخَرَ؟ فَقَالَ: إِنَّا نُجِيبُ النَّاسَ عَلَى الزِّيَادَةِ وَالنَّقْصَانِ. قَالَ: قُلْتُ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وآله سَدَقُوا عَلَى نَهْرٍ أَمْ كَذَبُوا؟ قَالَ: بَلْ سَدَقُوا. قَالَ: قُلْتُ: فَمَا بِالْهِمُّ اخْتَلَفُوا؟ فَقَالَ: أَمَا تَعْلَمُ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وآله فَيَسْأَلُهُ عَنِ الْمَسْأَلَةِ فَيُجِيبُهُ فِيهَا بِالْجَوَابِ ثُمَّ يُجِيبُهُ بَعْدَ ذَلِكَ مَا يَنْسَخُ ذَلِكَ الْجَوَابَ فَتَسْخَتُ لِأَحَادِيثُ بَعْضُهَا بَعْضًا.

۳۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ ایک مسئلہ جب میں آپ سے پوچھتا ہوں تو آپ مجھے اس کا جواب دیتے ہیں، پھر میرا غیر جب آپ سے یہی مسئلہ پوچھتا ہے تو آپ اس کو دوسرا جواب دیتے ہیں۔ فرمایا، ہم جواب دیتے ہیں لوگوں کو کبھی زیادتی کے ساتھ اور کبھی کمی کے ساتھ، میں نے کہا اس بناء



پر کہ آنحضرتؐ نے کم و بیش بیان نہیں کیا اور اصحاب نے ایسا کیا تو انھوں نے رسولؐ کے متعلق سچ کہا یا جھوٹ، فرمایا سچ کہا۔ میں نے کہا جب ان کے بیان میں اختلاف ہے، ایک کہتا ہے رسولؐ نے یہ بیان فرمایا ہے دوسرا کہتا ہے یہ، تو پھر کیا صورت ہوگی، فرمایا۔ تم نہیں جانتے کہ ایک شخص رسولؐ کے پاس آتا ہے اور ایک مسئلہ دریافت کرتا ہے آپ اس کا جواب دے دیتے ہیں۔ اس کے بعد وہی الہی اس حکم منسوخ کر دیتی ہے اس کے بعد ایک دوسرا شخص آتا ہے اور وہی بات پوچھتا ہے آپ اس کو ناسخ حکم بتاتے ہیں چونکہ ایک حدیث دوسری حدیث کی ناسخ ہو جاتی ہے لہذا اصحاب کے بیان میں اختلاف ہو جاتا ہے۔

۴۔ عَلِيُّ بْنُ قَتَادَةَ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ ابْنِ مَجْبُوبٍ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ رِثَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: قَالَ لِي: يَا زِيَادُ! مَا تَقُولُ لَوَأْتَيْنَا رَجُلًا مِمَّنْ يَقُولُ نَا بِشَيْءٍ مِنَ النَّبِيِّ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: أَنْتَ أَعْلَمُ جُعِلْتُ فِدَاكَ، قَالَ: إِنْ أَخَذَ بِهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَعْظَمُ أَجْرًا. وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: إِنْ أَخَذَ بِهِ أُوجِرَ وَإِنْ تَرَكَهُ وَاللَّهِ أَتَمُّ.

۴۔ ابو عبیدہ سے مروی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے مجھ سے کہا "مے زیاد (نام ابو عبیدہ) تم کیا کہتے ہو اس معاملے میں کہ ہم فتویٰ دیں۔ اپنے دوستوں میں سے کسی ایک کو ایسے ارکا جس میں تقیہ ہو۔ میں نے کہا فرزند رسولؐ آپؐ بہتر مانتے ہیں فرمایا اگر وہ اس پر عمل کرے گا تو اس کے لئے بہتر ہوگا اور باعث اجر عظیم، اور ایک روایت میں ہے کہ اگر اس پر عمل کرے گا تو اجر بڑے گا اور اگر ترک کرے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔

۵۔ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ زُرَّادَةَ بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ فَأَجَابَنِي ثُمَّ جَاءَهُ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ عَنْهَا فَأَجَابَهُ بِخِلَافِ مَا أَجَابَنِي ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَأَجَابَهُ بِخِلَافِ مَا أَجَابَنِي وَ أَجَابَ صَاحِبِي فَلَمَّا خَرَجَ لِلرَّجُلَيْنِ قُلْتُ: يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ! رَجُلَانِ مِنَ أَهْلِ الْإِيرَاقِ مِنْ شَيْعَتِكُمْ قِيَمَا يَتَنَازَعَانِ فَأَجَبْتَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِغَيْرِ مَا أَجَبْتَ بِهِ صَاحِبَهُ فَقَالَ: يَا زُرَّادَةُ! إِنْ هَذَا خَيْرٌ لَنَا وَأَهْوَى



لَا زَلَمَ لَكُمْ وَلَوْ اجْتَمَعْتُمْ عَلَىٰ أَمْرٍ وَاحِدٍ لَمَذَّ قُلُوبُ النَّاسِ عَلَيْنَا وَلَكِنْ أَقَلَّ لِبَقَائِنَا وَبَقَائِكُمْ .  
 قَالَ : ثُمَّ قُلْتُ لَا هِيَ عَبْدُ اللَّهِ ﷺ : شَيْعَتُكُمْ لَوْ حَمَلْتُمُوهُمْ عَلَى الْأَيْسَةِ أَوْ عَلَى النَّارِ لَمَضَوْا وَهُمْ  
 يَخْرُجُونَ مِنْ عِنْدِكُمْ مُخْتَلِفِينَ ، قَالَ : فَأَجَابَنِي بِمِثْلِ جَوَابِ أَبِيهِ .

۵۔ زدارہ بن اعین سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے میں نے ایک مسئلہ پوچھا۔ حضرت نے اس کا جواب دیا۔ پھر ایک اور شخص آیا اور یہی مسئلہ پوچھا۔ آپ نے میرے جواب کے علاوہ جواب دیا۔ پھر ایک اور شخص آیا۔ اس کو میرے جواب سے علیحدہ جواب دیا اور دوسرے کے جواب سے بھی الگ۔ جب وہ دونوں آدمی چلے گئے تو میں نے کہا یا بن رسول اللہ یہ دونوں عرواۃ آپ کے پرانے شیعوں ہیں سے ہیں ان سوالوں کے جواب آپ نے الگ الگ کیوں دیے۔ فرمایا۔ اے زدارہ یہی بہتر ہے ہمارے اور تمہارے لئے۔ اگر تم ایک ہی امر پر جمع ہو جاؤ۔ تو مخالف تم کو مجلس سے نکال دیں گے اور پھر تم ہمارے پاس۔ کہتے آؤ گے کہ خروج کیجئے۔ اس طرح ہمارا اور تمہارا دنیا میں رہنا کم ہو جائے گا۔ اس کے بعد میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ آپ کے شیعہ ایسے پکے ہیں کہ اگر آپ حکم دیں کہ جنگ میں نیروں پر سینے تان دیں یا آگ میں کود پڑیں تو وہ آپ کے حکم سے منہ نہ پھیریں گے پھر کیا وجہ کہ آپ سے مختلف جواب سنیں، پس حضرت نے وہی جواب دیا جو ان کے والد ماجد نے دیا تھا۔

۶۔ تَحْمِذُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى ، عَنْ تَحْمِذِ بْنِ سِنَانٍ ، عَنْ نَصْرِ بْنِ الْخَنَعِيِّ قَالَ :  
 سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : مَنْ عَرَفَ أَنَا لَا تَقُولُ إِلَّا حَقًّا فَلْيَكْتَفِ بِمَا يَعْلَمُ مِنَّا فَإِنْ سَمِعَ مِنَّا  
 خِلَافَ مَا يَعْلَمُ فَلْيَعْلَمْ أَنَّ ذَلِكَ دِفَاعٌ مِنَّا عَنْهُ .

۶۔ میں نے ابی عبد اللہ علیہ السلام کو فرماتے سنا۔ جو شخص یہ جانتا ہے کہ ہم نہیں کہتے۔ مگر حق تو اس کو چاہیے کہ اکتفا کرے اس پر جو ہم سے جانتا ہے۔ اور اگر ہم سے کوئی بات ایسی سنی ہے جو حکم خدا کے خلاف ہو تو سمجھے کہ ہم نے تم سے دشمنوں کے ضرر کا دفع چاہا ہے یعنی بصورت تقیہ اس کو بیان کیا ہے۔

۷۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى وَالْحَسَنِ بْنِ مَخْبُوبٍ جَمِيعًا ، عَنْ سَمَاعَةَ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قَالَ : سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ اخْتَلَفَ عَلَيْهِ رَجُلَانِ مِنْ أَهْلِ دِينِهِ فِي أَمْرٍ



کِلَاهُمَا يَرْوِيهِمَا أَحَدُهُمَا بِأَمْرٍ بِأَخْبَرٍ بِنَهْأٍ عَنْهُ، كَيْفَ يَصْنَعُ؟ فَقَالَ: يُرْجِيهِ حَتَّى يَلْقَى مَنْ يُخْبِرُهُ، فَهُوَ فِي سَعَةِ حَتَّى يَلْقَاهُ؛ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: بِأَيْتِمَا أَخَذْتَ مِنْ بَابِ التَّسْلِيمِ وَسِعَكَ.

۷۔ روایت ہے امام جعفر صادق علیہ السلام ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے متعلق جس کے دو دینی بھائیوں نے ایک امر کے متعلق دو مختلف حدیثیں بیان کیں ایک سے کرے کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ دوسرے سے نہیں۔ ایسی صورت میں کیا کرے۔ فرمایا۔ اس کو چاہیے کہ عمل میں تاخیر کرے۔ یہاں تک کہ ایسے شخص سے ملے جو امر واقع سے آگاہ کر دے۔ اس کے ملنے تک تاخیر عمل جائز ہوگی۔

اسی ایک اور روایت میں صاحب الزمان علیہ السلام سے ہے کہ ان دونوں روایتوں میں سے کسی ایک پر عمل کرے اس اعتبار سے کہ امام مقرر صراط اللہ کا قول ہے نہ اس اعتبار سے کہ ایک قول کو دوسرے پر ترجیح دے کر۔

۸۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: أَرَأَيْتَ لَوْ حَدَّثَكَ بِحَدِيثِ النَّاسِ ثُمَّ جِئْتَنِي بِهِ فَأَخَذْتُكَ بِأَيْتِمَا كُنْتَ تَأْخُذُ، قَالَ: قُلْتُ: كُنْتُ أَخْذُ بِالْأَخِيرِ؛ فَقَالَ لِي: رَحِمَكَ اللَّهُ.

۸۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شیعہ سے فرمایا کہ اگر میں تم سے اس سال ایک حدیث بیان کروں اور دوسرے سال جب آؤ تو اس کے خلاف بیان کروں تو تم کس پر عمل کرو گے۔ میں نے کہا کہ آخر والی پر، امام نے فرمایا۔ اللہ تم پر رحم کرے گا۔ (یعنی پہلی روایت بنابر ترقیہ تھی۔)

۹۔ وَ عَنْهُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مَرْثُورٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قُرَيْشٍ، عَنْ مُطَّلَى بْنِ حُنَيْسٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: إِذَا جَاءَ حَدِيثٌ عَنْ أَوْلِيائِكُمْ وَحَدِيثٌ عَنْ آخِرِكُمْ بِأَيْتِمَا نَأْخُذُ، فَقَالَ: خُذُوا بِهِ حَتَّى يَبْلُغَكُمْ عَنِ الْحَيِّ فَإِنْ بَلَغَكُمْ عَنِ الْحَيِّ فَخُذُوا بِقَوْلِهِ قَالَ: ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: إِنَّا وَاللَّهِ لَا نَدْخِلُكُمْ إِلَّا فِيمَا يَسَعُكُمْ، وَفِي حَدِيثٍ آخَرَ: خُذُوا بِالْأَخْتِ.

۹۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ اگر کوئی حدیث ہم سے پہلے اماموں سے پہنچے۔ مثلاً امام زین العابدین سے اور دوسری ان کے بعد والے امام سے امام محمد باقر تو ہم کس پر عمل کریں۔ فرمایا اہل



کر دے بعد والی پر جب تک کہ زندہ امام سے دوسری حدیث تم تک پہنچے جب یہ زندہ امام سے ملے تو اس پر عمل کرو۔ پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہم نے بعد والے امام اور زندہ امام کے قول پر عمل کرنے کو اس لئے کہا کہ ہم ہر فرد کو تم سے دوسرا رکھنا چاہتے ہیں اور اگر احتمال ضرر نہ ہو تو جس پر چاہو عمل کرو اور ایک روایت میں ہے کہ جو تازہ تر حدیث ہو اس پر عمل کرو۔

۱۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَيْسَى ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحَصَنِ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام عَنْ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِنَا بَيْنَهُمَا مُنَازَعَةٌ فِي دِينٍ أَوْ مِيرَاثٍ فَتَحَاكَمَا إِلَى السُّلْطَانِ وَ إِلَى الْقَضَاوِ أَيْحُلُ ذَلِكَ ؟ قَالَ : مَنْ تَحَاكَمَ إِلَيْهِمْ فِي حَقٍّ أَوْ بَاطِلٍ فَإِنَّمَا تَحَاكَمُ إِلَى الطَّاغُوتِ وَمَا يَحْكُمُ لَهُ فَإِنَّمَا يَأْخُذُحُنَا وَإِنْ كَانَ حَقًّا فَإِنَّمَا لَهُ لَأَنَّهُ أَخَذَهُ بِحُكْمِ الطَّاغُوتِ وَقَدْ أَمَرَ اللَّهُ أَنْ يَكْفُرَ بِهِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : دُرِّدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ .

قُلْتُ : فَكَيْفَ يَصْنَعَانِ ؟

قَالَ : يُنْتَظَرُ إِنْ إِلَى مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مِمَّنْ قَدْ رَوَى حَدِيثَنَا وَ نَظَرَ فِي حَالِنَا وَ حَرَامِنَا وَ عَرَفَ أَحْكَمَنَا فَلْيَرْضَوْا بِهِ حَكْمًا فَإِنِّي قَدْ جَعَلْتُهُ عَابِكُمْ حَاكِمًا فَإِذَا حَكَمَ بِحُكْمِنَا فَلَمْ يَقْبَلْهُ مِنْهُ فَإِنَّمَا اسْتَخَفَّ بِحُكْمِ اللَّهِ وَعَلَيْنَا رَدُّ وَ الرَّادُّ عَلَيْنَا الرَّادُّ عَلَى اللَّهِ وَ هُوَ عَلَى حَدِّ الشَّرِكِ بِاللَّهِ . قُلْتُ : فَإِنْ كَانَ كُلُّ رَجُلٍ اخْتَارَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِنَا فَرَضِيَا أَنْ يَكُونَا النَّاطِرَيْنِ فِي حَقِّهِمَا وَ اخْتَلَفَا فِيمَا حَكَمَا وَ كِلَاهُمَا اخْتَلَفَا فِي حَدِيثِكُمْ ؟ قَالَ : الْحُكْمُ مَا حَكَمَ بِهِ أَهْلُهُمَا وَ أَفْقَهُمَا وَ أَصْدَقُهُمَا فِي الْحَدِيثِ وَ أَوْعَمُّهُمَا وَ لَا يَلْتَمِزُ إِلَى مَا يَحْكُمُ بِهِ الْآخَرُ .

قَالَ قُلْتُ : فَإِنَّمَا عَدْلَانِ مَرْضِيَانِ عِنْدَ أَصْحَابِنَا لَا يُفْضَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا عَلَى الْآخَرِ قَالَ فَقَالَ : يُنْتَظَرُ إِلَى مَا كَانَ مِنْ رِوَايَتِهِمَا عَمَّا فِي ذَلِكَ الَّذِي حَكَمَا بِهِ الْمُجْتَمِعُ عِنْدَهُ ، نَأْصَحَابُكَ فَيُؤْخَذُ بِهِ مِنْ حُكْمِنَا وَ يُتْرَكُ الشَّاذُّ الَّذِي لَيْسَ بِمَشْهُورٍ عِنْدَ أَصْحَابِكَ فَإِنَّ الْمُجْتَمِعَ تَدْبِيرُهُ لَارِيبَ



فَبِهِ وَ إِنَّمَا الْأُمُورُ ثَلَاثَةٌ : أَمْرٌ بَيْنَ رُشْدِهِ وَ قَبِيحِهِ ، وَ أَمْرٌ بَيْنَ غَيْبِهِ وَ جَبْتِهِ وَ أَمْرٌ مُشْكِلٌ يَرُدُّ  
عِلْمَهُ إِلَى اللَّهِ وَ إِلَى رَسُولِهِ ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : حَالٌ بَيْنَ وَ حَرَامٌ بَيْنَ وَ شُبُهَاتٌ بَيْنَ ذَلِكَ فَمَنْ تَرَكَ  
الشُّبُهَاتِ نَجَا مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ ، وَ مَنْ أَخَذَ بِالشُّبُهَاتِ ارْتَكَبَ الْمُحَرَّمَاتِ وَ هَلَكَ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُ ،  
قُلْتُ : فَإِنْ كَانَ الْخَبْرَانِ عَنْكُمَا مَشْهُورَيْنِ قَدْ رَوَاهُمَا الثَّقَاتُ عَنْكُمْ ؟

قَالَ : يُنْتَظَرُ فَمَا وَافَقَ حُكْمُ الْكِتَابِ وَ السُّنَّةِ وَ خَالَفَ الْعَامَّةُ فَيُؤْخَذُ بِهِ وَ يُتْرَكُ مَا  
خَالَفَ حُكْمُ الْكِتَابِ وَ السُّنَّةِ وَ وَافَقَ الْعَامَّةُ .

قُلْتُ : جُعِلَتْ فِدَاكَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ الْقَبِيحَانِ عَرَفَا حُكْمَ مِنَ الْكِتَابِ وَ السُّنَّةِ وَ وَجَدْنَا  
أَحَدَ الْخَبَرَيْنِ مُوَافِقًا لِلْعَامَّةِ وَ الْآخَرَ مُخَالِفًا لَيْسَ بِأَيِّ الْخَبَرَيْنِ يُؤْخَذُ ؟

قَالَ : مَا خَالَفَ الْعَامَّةَ فَبِهِ الرَّ شَاءَ .

قُلْتُ : جُعِلَتْ فِدَاكَ فَإِنْ وَافَقَهُمَا الْخَبْرَانِ جَمِيعًا .

قَالَ : يُنْتَظَرُ إِلَى مَا هُمْ إِلَيْهِ أَمِيلُ حُكْمُهُمْ وَ قَضَائِهِمْ فَبِهِ تَرَكَ وَ يُؤْخَذُ بِالْآخَرِ .

قُلْتُ : فَإِنْ وَافَقَ حُكْمُهُمُ الْخَبَرَيْنِ جَمِيعًا .

قَالَ : إِذَا كَانَ ذَلِكَ فَارْجِعْ حَتَّى تَلْقَى إِمَامَكَ فَإِنَّ الْوُقُوفَ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ خَيْرٌ مِنَ الْإِفْتِحَامِ

فِي الْهَلَكَةِ .

۱۰۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اپنے اصحاب میں سے ایسے دو شخصوں کے بارے میں پوچھا جو آپس

میں جھگڑا کرنے والے تھے۔ قرض میں یا میراث میں وہ اپنا مقدمہ لے گئے شیطان صفت بادشاہ یا غیر مادل قاضی کے

پاس آیا یہ جائز ہے ان کے لئے فرمایا۔ جو حکم بنائے گا ان کو حق یا باطل میں وہ مقدمہ لے جائے گا۔ ایک شیطان

صفت کے پاس اور جو وہ حکم دے گا وہ رشوت کے تحت ہوگا۔ اگرچہ مدعی کے لئے حق ثابت ہو کیونکہ وہ فیصلہ

شیطان سے لیا گیا ہے۔ حالانکہ اس سے کفر کرنے (بچنے) کا حکم دیا گیا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ وہ چلتے ہیں کہ اپنا

محاکمہ شیطان کی طرف سے جانتے ہیں۔ حالانکہ خدا نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ شیطان کے فریب میں نہ آئیں۔



فرمایا۔ ان دونوں نزاع کر نیوالے شیعوں کو چاہیے کہ وہ اپنا معاملہ بے جا میں تم میں سے اس شخص کی طرف جو ہماری حدیث روایت کرتا ہے اور ہمارے ملال و حرام کو جانتا ہے اور ہمارے احکام کو پہچانتا ہے ان کو چاہیے کہ ان کے فیصلہ پر راضی ہو جائیں اور اگر اس کو قبول نہ کیا تو، توہین کی حکم خدا کی اور ہماری تردید کی اور جس نے ہماری تردید کی اس نے اللہ کی تردید کی۔ وہ اللہ کے ساتھ شرک ہے۔

میں نے کہا۔ اگر دونوں میں سے ہر ایک، ایک ایک آدمی حکم انتخاب کرے ہمارے اصحاب میں سے اور وہ دونوں اس بات پر راضی ہو جائیں کہ ان دونوں کے حق کے بارے میں غور کریں گے۔ پھر مختلف ہو ان کا حکم اور آپ حضرات کے بارے میں بھی مختلف نہوں تو کیا کیا جائے۔ فرمایا ان میں سے اس کے حکم کو مانا جائے جو دونوں میں زیادہ عادل ہو اور زیادہ توفیق دیا ہوا ہو اور بیان حدیث میں زیادہ صادق ہو اور زیادہ تقویٰ و پرہیزگار ہو۔ اور دوسرے کے حکم کی طرف توجہ نہ کی جائے۔

میں نے کہا اگر وہ دونوں یکساں عادل ہوں اور ہمارے اصحاب ان دونوں کو پسند کرتے ہوں اور ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دی جاتی ہو تو کیا ہو۔ فرمایا یہ ہمارے شیعوں سے معلوم کیا جائے کہ کون سی حدیث ہماری ان میں زیادہ مانی جاتی ہے اسی پر عمل کیا جائے اور جو شاذ ہے اور تمہارے اصحاب میں زیادہ مشہور نہیں۔ اسے چھوڑ دیا جائے کیونکہ جس پر لوگوں کا اتفاق ہو اس میں شک نہ ہوگا اور امور شریعت تین قسم کے ہیں اول وہ کہ جن کی رشد و راستی صراحت قرآن و حدیث میں بیان کر دی گئی ہے ان پر عمل کیا جائے۔ دوسرے وہ امور جن کی گمراہی بیان کر دی گئی ہے ان سے اجتناب کیا جائے۔ تیسرے جو مشکل ہیں ان کی صراحت نہیں ان میں اللہ اور رسول کی طرف رجوع کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا، کہ حلال بیان کر دیے گئے وہ واضح ہیں، حرام بیان کر دیے گئے وہ واضح ہیں، رہے ان کے درمیان شبہات، پس جس نے ان کو ترک کیا نجات پائی محرمات سے اور جس نے ان پر عمل کیا وہ مرتکب محرمات ہوا اور نادانی کی صورت میں وہ ہلاک ہوا۔

راوی نے کہا اگر آپ دونوں امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے دو حدیثیں مشہور ہوں اور ثقہ حضرات نے ان دونوں کی روایت بھی کی ہو تو کیا کیا جائے۔ فرمایا۔ دیکھا جائے گا کہ کونسی حدیث قرآن و سنت کے مطابق اور رائے عامہ کے خلاف ہے جو موافق کتاب و سنت ہوگی اس پر عمل کیا جائے گا۔ اس حدیث کو جو کتاب و سنت کے خلاف ہوگی اس رائے عامہ کے موافق۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں اگر دو فقہ



۱۰۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ ہر شخص کے لئے سختی ہش و رغبت ہوتی ہے (بچپن، جوانی میں طلب دنیا کی) اور سستی ہوتی ہے (بڑھاپے میں) پس جس کی سست رفتاری سنت کی طرف ہے اس نے ہدایت پائی اور جس کی بدعت کی طرف ہے۔ وہ گمراہ ہو گیا۔

۱۱۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَشَانٍ وَثَّقُ بْنُ يَحْيَى عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَشَانٍ عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرِ عَنْ ذَرَّازَةَ بْنِ أَعْيَنَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ؑ قَالَ: كُلُّ مَنْ تَعَدَّى السَّنَةَ رَدَّ إِلَى السَّنَةِ

۱۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جس نے درگزر کی سنت پیغمبر سے اور دیر روی ظن و قیاس کی اوہ پلٹا گیا سنت کی طرف سے، یعنی جس کی قدرت ہو اس پر واجب ہے اس روش سے کسے روکے۔

۱۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّوْفَلِيِّ عَنْ السَّكُونِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ؑ: السَّنَةُ سُنَّتَانِ: سُنَّةٌ فِي فَرِيضَةٍ أَلَا خَذُ بِهَا مُهْدًى وَتَرَكُهَا ضَلَالَةٌ وَ سُنَّةٌ فِي غَيْرِ فَرِيضَةٍ أَلَا خَذُ بِهَا فَضِيلَةٌ وَ تَرَكُهَا إِلَى غَيْرِ خَطِيئَةٍ قَدْ تَمَّ كِتَابُ فَضْلِ الْعِلْمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِينَ

۱۲۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ سنت (واجب الہی) کی دو قسمیں ہیں ایک سنت فریضہ (جیسے فرائض یومیہ) اس پر عمل کرنا ہدایت ہے اور اس کا ترک ضلالت، دوسرے غیر فریضہ (فوائض یومیہ) اس پر عمل باعث فضیلت ہے اور ترک کرنا گناہ نہیں۔



ترجمہ کتاب اصول کافی  
کتاب التوحيد



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ترجمہ کتاب اصول کافی  
کتاب التوحيد  
باب اول (۱)  
حدوث عالم واثبات المحدث

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
کتاب التوحيد  
(باب)

حَدَّثَنَا الْعَالَمُ وَإِنِّبَاتِ الْمُحَدِّثِ

د أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي عَلِيٍّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ  
الْحَسَنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَنْصُورٍ قَالَ قَالَ لِي هَاشِمُ بْنُ الْحَكَمِ  
كَانَ يَوْمَئِذٍ يُدْعَى تَبْلُغُهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع أَتَى فَعَرَجَ إِلَى التَّحِيَّةِ لِيُنَاطِرَهُ فَلَمْ يَصَافِهِ بِهَا وَقِيلَ  
لَهُ إِنَّهُ خَارِجٌ بِمَكَّةَ فَعَرَجَ إِلَى مَكَّةَ وَتَعَرَّضَ مَعَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فَصَادَقْنَا وَتَعَرَّضَ مَعَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع  
فِي الطَّوَابِ وَكَانَ اسْمُهُ عَبْدَ الْمَلِكِ وَكَسَبَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع فَضَرَبَ كَتِفَهُ كَتَفَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فَقَالَ لَهُ  
أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع مَا اسْمُكَ؟ فَقَالَ اسْمِي عَبْدُ الْمَلِكِ قَالَ فَمَا كُنْيَتُكَ؟ قَالَ كُنْيَتِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع فَقَالَ لَهُ  
أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع فَمَنْ هَذَا الْمَلِكُ الَّذِي أَنْتَ عَبْدُهُ؟ أَمِنْ مُلُوكِ الْأَرْضِ أَمْ مِنْ مُلُوكِ السَّمَاءِ؟ وَأَخْبَرَنِي عَنْ أَبِيكَ



عَبْدُ إِلَهٍ السَّمَاءِ أَمْ عَبْدُ إِلَهٍ الْأَرْضِ؟ قُلْ مَا شِئْتُ تُخَصِّمُ قَالَ حِشَامُ بْنُ الْحَكَمِ: فَقُلْتُ لِلزُّنْدِيقِ: أَمَا تَرَى دَعْوَتَهُ  
 قَالَ: فَقَبِّحْ قَوْلِي، فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: إِذَا فَرَعْتَ مِنَ الطَّوَائِفِ فَأَتَيْتَا فَلَمَّا فَرَعَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام أَنَا  
 الزُّنْدِيقُ فَقَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام وَخَرُّوا مُجْتَمِعُونَ عِنْدَهُ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام لِلزُّنْدِيقِ  
 أَتَعْلَمُ أَنَّ لِلْأَرْضِ تَحْتًا وَفَوْقًا؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَتَحَلَّتْ تَحْتَهَا؟ قَالَ: لَا قَالَ: فَمَا يَدْرِيكَ مَا تَحْتَهَا؟  
 قَالَ: لَا أَدْرِي إِلَّا أَنِّي أَظُنُّ أَنَّ لَيْسَ تَحْتَهَا شَيْءٌ فَقَالَ: أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: قَالَ لَنْ تَجْزِيَ لِمَا لَا تَسْتَعِينُ  
 ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: أَفَصِغْتَ السَّمَاءَ قَالَ: لَا قَالَ: أَفَتَدْرِي مَا فِيهَا؟ قَالَ: لَا قَالَ: عَجَبًا لَكَ  
 لَمْ تَجْعَلِ الْمَفْرُوقَ وَلَمْ تَبْلُغِ الْمَقْرِبَ وَلَمْ تَنْزِلِ الْأَرْضَ وَلَمْ تَسْعِدِ السَّمَاءَ وَلَمْ تَجْزِ هُنَاكَ فَتَعْرِفَ  
 مَا حَلْفُهَا وَأَنْتَ جَائِدٌ بِمَا فِيهَا؟ قَالَ يَجْعَلُ الْمَاقِلُ مَا لَا يَعْرِفُهُ؟ قَالَ الزُّنْدِيقُ: مَا كَلَّمَنِي بِهَذَا  
 أَحَدٌ غَيْرَكَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: فَأَنْتَ مِنْ ذَلِكَ فِي شَيْءٍ فَلَمَّاهُ هُوَ وَلَمَّاهُ لَيْسَ هُوَ فَقَالَ الزُّنْدِيقُ  
 وَ لَمَّ ذَلِكَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: أَيُّهَا الزُّجُلُ لَيْسَ لِمَنْ لَا يَتْلُمُ حُجَّةً عَلَى مَنْ يَعْلَمُ وَلَا حُجَّةً  
 لِلْجَاهِلِ يَا أَخَا أَهْلَ مِصْرَ! تَقْتَرِفُ عِصْيَانًا لَأَنْتَ فِيهَا أَبَدًا أَمَا تَرَى الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَاللَّيْلَ وَالنَّهَارَ  
 يَلْحَظَانِ فَلَا يَشْتَبِهَانِ وَيَرْجِعَانِ، فَيَاضِطَرُّا لَيْسَ لِهَمَا مَكَلٌّ إِلَّا مَكَانَهُمَا فَإِنْ كَانَا يَقْدِرَانِ عَلَى أَنْ  
 يَنْتَحِبَا فَلِمَ يَرْجِعَانِ؟ وَإِنْ كَانَا غَيْرَ مُضْطَرَّيْنِ فَلِمَ لَا يَبْعِدُ اللَّيْلُ نَهَارًا وَالنَّهَارُ لَيْلًا؟ اضْطَرَّ اللَّهُ  
 يَا أَخَا أَهْلَ مِصْرَ إِلَى دَوَامِهَا وَالَّذِي اضْطَرَّ هُمَا أَحْكَمُ مِنْهُمَا وَأكْبَرُ! فَقَالَ الزُّنْدِيقُ مَدَدْتَ! ثُمَّ  
 قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: يَا أَخَا أَهْلَ مِصْرَ! إِنَّ الَّذِي تَنْتَحِبُونَ الْبَعْدَ تَنْظُرُونَ أَنَّهُ اللَّهُ هُوَ إِنْ كَانَ اللَّهُ يَنْتَحِبُ بِهِمْ  
 لِمَ لَا يَرُدُّهُمْ وَإِنْ كَانَ يَرُدُّهُمْ لِمَ لَا يَنْتَحِبُ بِهِمْ؟ الْقَوْمُ مُضْطَرُّونَ يَا أَخَا أَهْلَ مِصْرَ! لِمَ السَّمَاءُ مَوْضِعَةٌ  
 وَالْأَرْضُ مَوْضِعَةٌ لِمَ لَا يَسْقُطُ السَّمَاءُ عَلَى الْأَرْضِ، لِمَ لَا تَتَحَدُّدُ الْأَرْضُ فَوْقَ طَبَاقِهَا وَلَا يَتِمَّاسُ كُلُّ  
 وَلَا يَتِمَّاسُكَ مِنْ عَلَيْهَا؟ قَالَ الزُّنْدِيقُ: أَمْسَكُهَا اللَّهُ رَبُّهُمَا وَسَيِّدُهُمَا، قَالَ: قَامَنَّ الزُّنْدِيقُ عَلَى  
 يَدَيِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام، فَقَالَ لَهُ حُمْرَانٌ: جُعِلَتْ فِدَاكَ إِنْ آمَنَتِ الزُّنَادِقَةُ عَلَى يَدِكَ فَقَدْ آمَنَ  
 الْكُفَرُ عَلَى يَدَيِ أَبِيكَ فَقَالَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي آمَنَ عَلَى يَدَيِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: اجْعَلْنِي مِنْ تِلْكَ  
 فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: يَا حِشَامُ بْنُ الْحَكَمِ خُذْ إِلَيْكَ وَعَلِمَهُ فَمَلَّاهُ حِشَامٌ فَكَانَ مُتَمَلِّمًا أَهْلَ الشَّامِ وَ



أَهْلِي بِمِزْالِ الْإِيمَانِ وَحَسَنَتْ لَهَا أُنَّةُ حَسَنَاتِ رَضِيَ بِنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ

۱۔ علی بن منصور سے مروی ہے کہ ہشام بن الحکم نے بیان کیا کہ مصر میں ایک زندیق (دھرمیہ) تھا اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی کچھ احادیث سنیں۔ وہ حضرت سے مناظرہ کرنے مدینہ آیا لیکن ملاقات نہ ہوئی لوگوں نے کہا کہ حضرت مکہ تشریف لے گئے ہیں وہ مل گیا۔ ہم طواف میں حضرت کے ساتھ تھے اس زندیق کا نام عبد الملک تھا اور کنیت ابو عبد اللہ اس نے حضرت کے شانہ سے شانہ رکھا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا تیرا نام کیا ہے اس نے کہا میرا نام عبد الملک ہے فرمایا تیری کنیت کیا ہے فرمایا۔ ابو عبد اللہ۔ حضرت نے فرمایا یہ کون ملک ہے جس کا توندرہ ہے آیا یہ زمین کے بادشاہوں میں سے ہے یا آسمان کے اور مجھ اپنے بیٹے کے متعلق بنا۔ یہ آسمان کے اللہ کا بندہ ہے یا زمین کے اللہ کا بن دونوں فتوہ میں سے جو بھی توتائے گا ملزم قرار پائے گا۔ ہشام ابن الحکم نے اس دھرمیہ سے کہا تو حضرت کی بات کا جواب کیوں نہیں دیتا۔ اس کو میرا یہ کہنا برا معلوم ہوا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ ”جب میں طواف سے فارغ ہوں تو میرے پاس آنا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو زندیق آیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا ہم سب بھی حضرت کے پاس بیٹھے تھے آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ زمین کے لئے تحت و فوق ہے اس نے کہا ہاں آپ نے کہا کیا تم زمین کے نیچے جتے ہو اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس میں کیا ہے اس نے کہا کہ مجھے علم نہیں مگر میرا گمان یہ ہے کہ اس کے نیچے کچھ نہیں فرمایا تم آسمان پر چڑھے ہو کیا۔ نہیں۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس میں کیا ہے اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کسی عجیب بات ہے کہ تم نہ شرق میں گئے نہ مغرب میں، نہ زمین کے اندر گئے نہ آسمان کے اوپر۔ اور جب تم وہاں سے نہیں گزرے اور تم کو پتہ نہیں کہ کیا کیا وہاں پیدا کیا گیا ہے تو اس صورت میں ان چیزوں سے تمہارا انکار کیا کیا عقل مند کے لئے جائز ہے کہ جس چیز کو نہیں جانتا اس سے انکار کرے۔

زندیق نے کہا آپ کے سوا اور کسی نے ایسا کلام مجھ سے نہیں کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس معاملہ میں تمہیں شک ہے کہ شاید آسمان زمین میں کچھ ہو یا نہ ہو۔ زندیق نے کہا کہ ہاں ایسا ہی ہے حضرت نے فرمایا اسے شخص جو کوئی نہیں جانتا وہ جاننے والے پر حجت تمام نہیں کرتا۔ جاہل کے لئے توجہ ہی نہیں۔

اے مصری بھائی مجھ سے سمجھ۔ ہم کبھی اللہ کے بارے میں شک نہیں کرتے کیا تم سورج اور چاند اور رات



دن کو نہیں دیکھتے کہ وہ آتے جاتے ہیں۔ ان کی مقررہ حالت میں کوئی اشتباہ نہیں ہوتا۔ وہ جانتے ہیں اور پھر پلٹ آتے ہیں یہ ان کی اضطراری حالت ہے جو ان کی معین جگہ ہے اس سے ہٹ نہیں سکتے انہیں اس پر قدرت نہیں کہ جا کر واپس نہ آئیں۔ اگر غیر مضطر ہوتے تو رات دن نہ بنی اور دن رات نہ ہوتا۔ اے مصری بھائی یہ دونوں ہمیشہ سے مضطر ہیں۔ پس جس نے انہیں مضطر بنایا ہے وہ ان سے زیادہ طاقتور اور بڑا ہے۔

زبدیق نے کہا آپ نے پس فرمایا۔ پھر ابو عبد اللہ نے کہا اے مصری بھائی لوگ جس طرت جا رہے ہیں اور گمان کس میں کہ وہ دہرے اگر دہران کوئے جالبے تو دہران کو لوٹا تا کیوں نہیں اور اگر لوٹا تا ہے تو پھر ان کو مارتا کیوں ہے ہائی کیوں نہیں رکھتا اور حرکت تو اس کی ایک جیسی ہے پھر یہ دو متضاد باتیں کیسی اے مصری بھائی لوگ مضطر ہیں۔ کیوں آسمان کو بلند کیا۔ کیوں زمین کو کچا یا۔

آسمان زمین پر کیوں نہیں گر پڑتا اگر اس کا کوئی مدبر منتظم نہیں اور زمین اپنے طبقات کو لے کر کیوں زمین نہیں جاتی اگر کوئی مدبر حکیم نہ ہوتا تو یہ زمین و آسمان قائم نہ رہتے اور زمین پر لوگ چل نہ سکتے۔

زبدیق نے کہا۔ اللہ دونوں کا رب ان کو روکے ہوئے ہے اور ان کو مضبوط بنایا ہے۔ پس زبدیق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہاتھ پر ایمان لے آیا عمران نے کہا میں آپ پر خدا ہوں زنا دہ آپ کے ہاتھ پر ایمان لائے اور کفار آپ کے پدے بزرگوار کے ہاتھ پر۔

اس مومن نے جو حضرت کے ہاتھ پر ایمان لایا تھا حضرت سے کہا۔ مجھ آپ اپنے خدا گر دل میں بنایا ہے۔ حضرت نے ہشام بن الحکم سے فرمایا۔ ان کو اپنے ساتھ رکھو۔ پس ہشام نے تعلیم دی اور پھر اس نے اہل شام اور اہل مصر کو ایمان کی تعلیم دی اور اس کی ہائزگی نفس سے حضرت خوش ہوئے۔

۲۲۔ وَعَدَّ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ قُتَيْبِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ قُتَيْبٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي مَنُصُورٍ الْمُتَطَبِّبِ فَقَالَ أَخْبَرَنِي زُجَلِيْنُ أَصْحَابِي قَالَ كُنْشَانَا وَابْنُ أَبِي الْمُوَجَّاهِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُتَمِّصِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ ابْنُ الْمُتَمِّصِ: تَرَوْنَ هَذَا الْخَلْقَ يَأْتُونَ بَيْنَهُ إِلَى مَوْضِعِ الطَّوَائِفِ مَا يَنْتَهُمُ أَحَدٌ أَوْ جِبُّ لَهُ اسْمُ الْإِنْسَانِيَّةِ إِلَّا ذَلِكَ الشَّيْخُ الْجَالِسُ يَعْنِي أَبَا عَبْدِ اللَّهِ جَمْعُ بَيْنَ عَمَلِهِمَا فَأَمَّا الْبَانُونَ قَرَعَا وَهَاتَمُ فَقَالَ لَهُ



ابن أبي العرجاء : وَكَتَبْتُ أَوْجَبْتُ هَذَا الْأَيْتَمَ لِهَذَا الشَّيْخِ دُونَ هَؤُلَاءِ : قَالَ : لَا تَنِي رَأَيْتُ عِنْدَهُ مَا لَمْ  
أَرُهُ عِنْدَهُمْ فَقَالَ لَهُ ابْنُ أَبِي الْعُرْجَاءِ : لَا بَدَّ مِنْ اخْتِيَارِ مَا قُلْتَ فَبَدَّ مِنْهُ : قَالَ : فَقَالَ لَهُ ابْنُ الْمُتَّقِيعِ :  
لَا تَعْمَلْ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُنْسِدَ عَلَيْكَ مَا فِي يَدِكَ فَقَالَ : لَيْسَ ذَا رَأْيِكَ وَلَكِنْ تَخَافُ أَنْ يُضَعِفَ رَأْيَكَ  
عِنْدِي فِي إِحْلَالِكَ لِشَاءِ الْمَعْلَى الَّذِي وَصَفْتَ : فَقَالَ ابْنُ الْمُتَّقِيعِ : أَمَا إِذَا تَوَهَّمْتَ عَلَيَّ  
هَذَا فَقُمْ إِلَيَّ وَتَحَفِظْ مَا اسْتَطَعْتَ مِنَ الرِّزْلِ وَلَا تُنِنِي عِيَانَكَ إِلَى اسْتِزْهَالِ قَبُولِكَ إِلَيَّ  
عِقَالًا<sup>(١)</sup> وَسَيُؤْتِيكَ مَا لَكَ أَوْ عَلَيْكَ : قَالَ : فَقَامَ ابْنُ أَبِي الْعُرْجَاءِ وَبَقِيَتْ أَمَا وَابْنُ الْمُتَّقِيعِ جَالِسِينَ  
فَلَمَّا رَجَعَ ابْنُ أَبِي الْعُرْجَاءِ قَالَ : وَبَلَكَ يَا ابْنَ الْمُتَّقِيعِ مَا هَذَا يَبْتَشِرُ وَإِنْ كَانَ فِي  
الَّذِي رُوِيَ عَنِّي بِتَجَسُّدٍ إِذَا طَاءَ ظَاهِرًا وَبِتَرَوُّحٍ إِذَا طَاءَ بَاطِنًا فَيَقُولُ هَذَا : فَقَالَ لَهُ : وَكَيْفَ عَرَفْتُكَ قَالَ :  
جَلَسْتُ إِلَيْهِ فَلَمَّا لَمْ يَبْقَ عِنْدِي مَقَرٌّ ابْتَدَأَ يَقُولُ : قَالَ ابْنُ الْمُتَّقِيعِ : مَا يَقُولُ هَؤُلَاءِ وَهُوَ عَلَى مَا  
يَقُولُونَ : بَنِي أَهْلَ الطَّوَائِفِ فَقَسَّيْمُوا أَوْحَاطَهُمْ وَإِنْ يَكُنِ الْأَمْرُ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَلَيْسَ بِمَا يَقُولُونَ فَقَوُّوا  
اسْتَوْثِقُوا مِنْهُمْ فَقُلْتُ لَهُ : بِرَحْمَةِ اللَّهِ وَآيٍ شَيْءٍ يَقُولُ وَآيٍ شَيْءٍ يَقُولُونَ مَا قَوْلِي وَقَوْلُهُمْ إِلَّا وَاحِدًا : فَقَالَ :  
وَكَيْفَ يَكُونُ تَوَلُّكَ وَقَوْلُهُمْ وَاحِدًا وَهُمْ يَقُولُونَ : إِنْ لَمْ يَكُنْ مُعَادًا وَتَوَابًا وَعِقَابًا وَبَدِينُونَ بَانَ  
فِي السَّمَاءِ إِلَهَا وَانْتَبَهَرُوا أَنْ أَنْتُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ السَّمَاءَ خَرَابٌ لَيْسَ فِيهَا أَحَدٌ قَالَ فَأَعْتَسَمْتُهَا  
مِنْهُ فَقُلْتُ لَهُ : مَا مَنَعَهُ إِنْ كَانَ الْأَمْرُ كَمَا يَقُولُونَ أَنْ يَظْهَرَ لِخَلِيفَتِهِ يَدْعُوهُمْ إِلَى عِبَادَتِهِ حَتَّى لَا يَخْتَلِفَ  
مِنْهُمْ اثْنَانِ وَلَيْمَ احْتَجَبَ عَنْهُمْ وَارْتَدَّى إِلَيْهِمُ الرُّسُلُ وَلَوْ هَاسَرَهُمْ يَنْفُسُهُ كَانَ أَقْرَبَ إِلَى الْإِيمَانِ  
بِهِ : فَقَالَ لِي : وَبَلَكَ وَكَيْفَ احْتَجَبَ عَنْكَ مَنْ أَرَاكَ قُدْرَتُهُ فِي تَفْهِكِ نَشْوَاهُ لَوْ لَمْ يَكُنْ وَكَيْفَ يَتَجَسَّسُ فَرَكُ  
وَقَوْلُكَ بَعْدَ صَفْحِكَ وَصَفْحِكَ بَعْدَ قَوْلِكَ وَصَفْحِكَ بَعْدَ صَفْحِكَ وَصَفْحِكَ بَعْدَ صَفْحِكَ وَصَفْحِكَ  
وَصَفْحِكَ بَعْدَ صَفْحِكَ وَحُزْمِكَ بَعْدَ فَرَحِكَ وَفَرَحِكَ بَعْدَ حُزْمِكَ وَحُزْمِكَ بَعْدَ هَيْبِكَ وَهَيْبِكَ بَعْدَ  
حُزْمِكَ وَغَرَمِكَ بَعْدَ أَنَانِكَ وَأَنَانِكَ بَعْدَ غَرَمِكَ وَشَهْوَتِكَ بَعْدَ كَرَاهَتِكَ وَكَرَاهَتِكَ بَعْدَ شَهْوَتِكَ وَ  
رَهْبَتِكَ بَعْدَ رَهْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ بَعْدَ رَهْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ بَعْدَ رَهْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ بَعْدَ رَهْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ  
يَكُنْ فِي وَهْمِكَ وَغُرُوبِ مَا أَنْتَ مُتَقَدِّمٌ عَنْ ذَهَبِكَ وَمَا زَالَ يُعَدِّدُ عَلَيَّ قُدْرَتَهُ الَّتِي فِي فِي تَنِي  
الَّتِي لَا أَدْفَعُهَا حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيَظْهَرُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ .



٥- عَنْهُ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا رَفَعَهُ وَرَأَى فِي حَدِيثِ ابْنِ أَبِي التَّوْجَاهِ حِينَ سَأَلَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ  
 قَالَ: غَادَ ابْنُ أَبِي التَّوْجَاهِ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي إِلَى مَجْلِسِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام فَجَلَسَ وَهُوَ نَاكِثٌ  
 لَا يَتَوَلَّى فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: كَأَنَّكَ جِئْتَ تُبَيِّنُ بَعْضَ مَا كُنَّا فِيهِ فَقَالَ: أَتَيْتُ ذَلِكَ بِأَنْ رَسُولَ  
 اللَّهِ صلى الله عليه وآله قَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: مَا أَجَبَ هَذَا شُكْرَ اللَّهِ وَتَعَهَّدَ أَيْ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وآله فَقَالَ: الْمَادَّةُ  
 تُغَوِّطُنِي عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ الْعَالِمُ: لَمَّا يَسْتَمُوكَ مِنَ الْكَلَامِ قَالَ: إِجْلَالًا لَكَ وَمَهَابَةً مَا يَهْطَلُونَ  
 لِسَانَهُ بِمِثْلِهِمْ لَوْ بَيَّ فَاعْتَدْتُ الْمَلَأَ وَتَأَخَّرْتُ الْمُتَكَلِّمِينَ لَمَّا تَدَاخَلَنِي حَيْثُ قُطِبَ وَمِثْلُ مَا تَدَاخَلَنِي  
 مِنْ مِثْلِهِ فَالْ يَكُونُ ذَلِكَ وَلَكِنْ أَفْتَحْ عَلَيْكَ سُؤَالَ وَأَقْبَلْ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ: أَمْسُومُ أَنْتَ أَوْغَيْرُ  
 مَسْئُومٍ؟ فَقَالَ عَبْدُ الْكَرِيمِ: بَنُ أَبِي التَّوْجَاهِ بَلْ أَنَا غَيْرُ مَسْئُومٍ فَقَالَ لَهُ الْعَالِمُ عليه السلام: كَيْفَ لِي لَوْ كُنْتُ  
 مَسْئُومًا كَيْفَ كُنْتُ تَكُونُ؟ فَجَبَّ عَبْدُ الْكَرِيمِ مِلْبًا لَا يَجِدُ جَوَابًا وَقَلَعَ بِحَبِّهِ كَأَنَّهُ يَنْتَقِذُ وَهُوَ  
 يَقُولُ طَوِيلٌ عَرِضٌ عَمِيقٌ قَصِيرٌ مَتَحَرَّرَ لَمَّا كُنْ كُلُّ ذَلِكَ حَبِيبُ خَلِيدٍ فَقَالَ لَهُ الْعَالِمُ: فَبَيْنَ كُنْتُ  
 لَمْ تَتَلَمَّ مِثْلَ الصَّنْعَةِ غَيْرَهَا فَاجْعَلْ تَسْلُكًا مَسْئُومًا لِيُجِيبُ فِي نَفْسِكَ مِثْلًا يَخْلُصُ مِنْ غُلُوبِ الْأُمُورِ  
 فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الْكَرِيمِ: سَأَلَنِي عَنْ مَسْأَلَةٍ أَمْ يَسْأَلُنِي عَنْهَا أَحَدٌ قَبْلَكَ وَلَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ بَعْدَكَ عَنْهَا  
 فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: هَبْكَ عَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ تُسْأَلْ فِيمَا مَضَى فَمَا عَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تُسْأَلُ فِيمَا بَقِيَ عَلَى  
 أَنَّكَ يَا عَبْدَ الْكَرِيمِ انْقَضَتْ قَوْلُكَ لِأَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ الْأَشْيَاءَ مِنَ الْأَوَّلِ سَوَاءٌ فَكَيْفَ تَقْدِرُ مَتَى أَخَرْتُ؟  
 ثُمَّ قَالَ: يَا عَبْدَ الْكَرِيمِ أَرَيْتَكَ وَمَوْحَا أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ مَعَكَ كَيْسٌ فِيهِ جَوَابُ فَقَالَ لَكَ قَالَ: هَلْ  
 فِي الْكَيْسِ دِينَارٌ فَتَبَيَّنَ كَوْنُ الدِّينَارِ فِي الْكَيْسِ فَقَالَ لَكَ وَفِيهِ الدِّينَارُ وَكُنْتَ فِي عَالَمٍ وَفِيهِ  
 هَلْ كَانَ لَكَ أَنْ تَتَبَيَّنَ كَوْنُ الدِّينَارِ عَنِ الْكَيْسِ وَأَنْتَ لَا تَعْلَمُ قَالَ: لَا فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام  
 فَالْعَالَمُ أَكْبَرُ وَالْمَوْلُ وَأَعْرَضُ مِنَ الْكَيْسِ فَلَمَّا فِي الْعَالَمِ سَمِعَهُ مِنْ حَبِيبٍ لَا تَعْلَمُ مِثْلَ الصَّنْعَةِ  
 مِنْ غَيْرِ الصَّنْعَةِ فَانْقَطَعَ عَبْدُ الْكَرِيمِ وَاجَابَ إِلَى الْإِسْلَامِ بَعْضُ أَصْحَابِهِ وَبَقِيَ مَعَهُ بَعْضٌ  
 فَعَادَ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَقَالَ: أَقْبَلِ السُّؤَالَ فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: سَلْ عَمَّا شِئْتَ فَقَالَ:  
 مَا الدَّلِيلُ عَلَى حَدَثِ الْأَجْسَامِ؟ فَقَالَ: إِنِّي مَا وَجَدْتُ شَيْئًا صَغِيرًا وَلَا كَبِيرًا إِلَّا وَادَا مِنْهُ الْإِسْمُ



مِنْهُ مَا أَكْبَرَ وَ فِي ذَلِكَ ذَوَالُ وَ انْتِقَالَ عَنِ الْحَالَةِ الْأُولَى وَلَوْ كَانَ قَدِيمًا مَا زَالَ وَلَا حَالٌ لَإِنَّ  
الَّذِي يَزُولُ وَ يَحُولُ يَجُودُ أَنْ يُوَجَدَ يَبْطُلُ فَيَكُونُ بِوُجُودِهِ بَعْدَ غَيْبِهِ دُخُولٌ فِي الْحَدِيثِ وَ فِي  
كَوْنِهِ فِي الْأَزَلِ دُخُولُهُ فِي الْعَمَمِ وَ لَنْ تَجْتَمِعَ صِفَةُ الْأَزَلِ وَالْعَمَمِ وَ الْحُدُوثِ وَ الْقِيَمِ فِي شَيْءٍ  
وَاحِدٍ فَقَالَ عَبْدُ الْكَرِيمِ: هَبْكَ عَلِمْتَ فِي حَزِي الْعَالَتَيْنِ وَالزَّمَانَيْنِ عَلَى مَا ذَكَرْتَ وَاسْتَنْتَلْتَ بِذَلِكَ  
عَلَى حُدُوثِنَا فَلَوْ بَقِيَتْ الْأَشْيَاءُ عَلَى صِفَتِهَا مِنْ أَيْنَ كَانَ لَكَ أَنْ تَسْتَدِلَّ عَلَى حُدُوثِنَا ؟ فَقَالَ الْعَالِمُ  
: إِنَّمَا تَتَكَلَّمُ عَلَى هَذَا الْعَالَمِ الْمُتَوَسَّعِ فَلَوْ رَفَعْنَا وَ وَضَعْنَا عَالَمًا آخَرَ كَانَ لِأَمْرِهِ أَدَلُّ عَلَى  
الْحَدِيثِ مِنْ رَفَعْنَا لِأَمْرِهِ وَ وَضَعْنَا غَيْرَهُ وَلَكِنْ أَجِيبُكَ مِنْ حَبْتُ قَدَرْتَ أَنْ تُلْزِمَنَا فَقُولُ: إِنَّ الْأَشْيَاءَ  
لَوْ دَانَمَتْ عَلَى صِفَتِهَا لَكُنْ فِي الْوَحْمِ أَنْتُمْ أَنْتُمْ كُنْتُمْ إِلَى مِثْلِهِ كَانَ أَكْبَرَ وَ فِي جَوَابِ التَّنْبِيهِ عَلَيْهِ خُرُوجُهُ  
مِنَ الْقِيَمِ كَمَا أَنَّ فِي تَفْصِيهِ دُخُولُهُ فِي الْحَدِيثِ لَيْسَ لَكَ ذَرَاءَةٌ شَرِيهَ يَا عَبْدُ الْكَرِيمِ فَأَقْطَعْ وَ خُزِي  
فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَالَمِ الْقَائِلُ الْتَمَى مَعَهُ فِي الْحَرَمِ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ شَيْعَتِهِ: إِنَّ ابْنَ أَبِي الْعَوْجَاءِ  
قَدْ أَسْلَمَ فَقَالَ الْعَالِمُ : هُوَ أَغْمَى مِنْ ذَلِكَ لَا يَسْلِمُ ، فَلَمَّا بَسُرَ بِالْعَالِمِ قَالَ: سَيِّدِي وَمَوْلَايَ .  
فَقَالَ لَهُ الْعَالِمُ : مَا جَاءَ بِكَ إِلَى هَذَا الْمُتَوَسَّعِ ؟ فَقَالَ : عَادَةُ الْجَسَدِ وَ سُوءُ الْبَلَدِ وَ اسْتِظْرَامُ  
النَّاسِ فِيهِ مِنَ الْجُبُونِ وَالْحُلُقِ وَ رَمَى الْجَعَادَةِ فَقَالَ لَهُ الْعَالِمُ : أَنْتَ بَعْدَ عَلَى مَقَرٍّ وَ مَسَلَاكٍ  
يَا عَبْدُ الْكَرِيمِ فَذَهَبَ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ لَهُ (ع) : لَا جِدَالَ فِي الْحَقِّ وَ تَقْضِي دِيَارَهُ مِنْ تَبِيرٍ وَقَالَ: إِنْ يَكُنْ لِأَمْرٍ  
كَمَا تَقُولُ وَ لَيْسَ كَمَا تَقُولُ نَجَوْنَا وَ نَجَوْتَ وَ إِنْ يَكُنْ لِأَمْرٍ كَمَا تَقُولُ وَ لَمْ كَمَا تَقُولُ نَجَوْنَا  
وَ مَلَكَتْ ، فَأَقْبَلَ عَبْدُ الْكَرِيمِ عَلَى مَنْ مَعَهُ فَقَالَ : وَجَدْتُ فِي قَلْبِي خِزَاةً لَوْ دَوْنِي قَرْدٌ وَ دَفْعَاتٌ  
لَا رَحِمَهُ اللَّهُ !

۱۔ مَنْصُورِ الْمُنْتَظَبِ سے مروی ہے کہ شہر دی میرے ایک صحابی نے کہ میں اور ابن ابی العوجا اور عبد اللہ  
بن ابی ائمنہ مسجد الحرام میں بیٹھے تھے ماہن المقفع نے کہا کہ تم اس مخلوق کو دیکھتے ہو اور اشارہ کیا بلکہ طوان  
کا اور کہا ان میں سے کوئی سزا و ، لفظ انانیت نہیں ۔ مگر یہ بزرگ جو بیٹھے ہوئے ہیں یعنی امام جعفر صادق  
علیہ السلام اور ہانی توانک کا پان ہیں اور یہاں صفات ابن عرجانے کہا ۔ تم نے سب کو چھوڑ کر انہی بزرگ کے پاس



کیوں کہا۔ اس نے کہا جو بات میں ان میں باتا ہوں دوسروں میں نہیں باتا۔ ابن ابی العوجاء نے کہا۔ جو تم نے کہا اس کی آزمائش ضروری ہے ابن المقفع نے کہا۔ ایسا نہ کر مجھے ڈر ہے کہ تیرا عقیدہ فاسد نہ ہو جائے اس نے کہا کہ تیرا عقیدہ نہیں ہے۔ بلکہ تو اس بات سے ڈرتا ہے کہ تیری رائے میرے نزدیک کمزور ثابت ہو ان کی ان کی اس صفت کے بارے میں جو تو نے بیان کی ہے ابن المقفع نے کہا کہ اگر تیرا گمان ہے تو اسٹھ اور ان کے پاس چل اور غلطی سے حتی المقدور اپنے آپ کو بچا۔

اور امید ہے کہ تو اپنی ہاگ کو ان کی مجلس میں راہ ہول سے نہ پھیرے گا اور وہ سوئیں گے تجھ کو دو چیزیں اقل وہ بدخش جو حرکت سے مانع ہو۔ دوسرے وہ علامت جس سے تو ہلنے کو کیا بات تیرے فائدے کے ہے اور کیا نقصان کی۔

ابن ابی العوجاء اسٹھ کر چلا گیا اور میں اور المقفع بیٹھے رہے۔ جب لوٹا تو اس نے کہا ملے ہو تجھ پر یہ شخص بشر نہیں فرشتہ ہے جب جا رہا ہے بھگداس دنیا میں ظاہر ہو تا ہے اور جب جا رہا ہے فرشتوں کی طرح پنہاں ہو جاتا ہے زمانہ کا یہ عقیدہ ہے کہ مجروا ت اپنے افعال میں بدن کی احتیاج نہیں رکھتے اور ہر شے کو ہلنے میں یہاں تک کہ غیب کو بھی۔ لہذا اس نے اپنا یہ عقیدہ حضرت کے متعلق ظاہر کیا۔

اس نے کہا کہ یہ کیسے ابن ابی العوجاء نے کہا میں حضرت کے پاس گیا۔ جب میرے سوا کوئی اور نہ رہا تو حضرت نے خود ہی فرمایا۔ اگر وہ اعرس کو زندہ لوگ کہتے ہیں۔ خلاف اس کے ہے حال طواف کہتے ہیں پس اگر ہماری بات صحیح ہو اے خدا کا دھرم تو سامن نہ مات پائیں گے اور تم ہلاک ہو گے۔

اور اگر جب تم کہتے ہو۔ وہ صحیح ہوا یعنی خدا نہیں ہے اور کسی طرح کی باز پرس نہ ہوگی اور اہل طواف یعنی مسلمانوں کا عقیدہ غلط ہوا تو وہ اور تم برابر۔ خدا پرستی نے انہیں کوئی ضرر نہ پہنچایا۔

میں نے کہا۔ اللہ آپ پر رحم کرے کوئی چیز ہے۔ جو ہم کہتے ہیں اور کوئی چیز ہے جو وہ کہتے ہیں میرا قول اور ان کا قول ایک ہی ہے حضرت نے فرمایا تمہارا اعلان کا قول ایک کیسے ہو جائے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے لئے معاد ہے ثواب ہے عذاب ہے اور ان کا عقیدہ ہے کہ آسمان میں بھی معبود ہے اور آسمان (فرشتوں سے آہستہ) تم کہتے ہو کہ وہ ویران اور آجائے اس میں کوئی بھی نہیں۔

ابن ابی العوجاء نے کہا میں نے حضرت کا یہ کہنا (ثواب و عذاب وغیرہ) غنیمت سمجھا۔ میں نے ان سے کہا اگر ایسا ہی ہے



جیسا لوگ کہتے ہیں یعنی خدا کا وجود ہے تو وہ اپنی مخلوق کے سامنے کیوں نہیں آتا اور سامنے آکر اپنی عبادت کی دعوت کیوں نہیں دیتا اس صورت میں دو آدمیوں کے مدعاں بھی اختلاف نہ ہوتا اور وہ ان سے کیوں چھپا اور اپنے رسولوں کو ان کی طرف بھیجا۔ اگر خود ہی یہ کام کرتا تو لوگ اس پر زیادہ ایمان لاتے۔

حفت نے مجھ سے کہا دلے ہو میرے اوپر کہاں پر شیدہ ہے مجھ سے وہ ذات جس کی قدرت کو تو اپنے نفس میں دیکھتے ہو تو اس نے تجھے پیدا کیا اور بچپن سے جو کچھ بڑا کیا اور ضعف کے بعد تجھے قوت دی اور قوت کے ساتھ ضعف بنایا اور صحت کے ساتھ بیماری دی اور بیماری کے بعد صحت دی اور فضل کے بعد غصب اور غصب کے بعد رضا دی۔ اور خوشی کے بعد غم دیا اور غم کے بعد خوشی اور محبت کے بعد دشمنی، ارادہ کے بعد سستی اور سستی کے بعد ارادہ دیا۔ اور خواہش کے بعد کراہت اور کراہت کے بعد خواہش اور غبت کے بعد رغبت اور امید کے بعد مایوسی اور مایوسی کے بعد امید کو دیا اور دل میں ڈالا اس چیز کو جو میرے وہم میں نہ تھا اور فائب کو دیا میرے ذہن سے جس کو تو ذہن میں لئے ہوئے تھا اور ہمیشہ شمار کرتا ہے مجھ پر اپنی قدرت سے وہ چیزیں جو میرے نفس میں اس طرح ہیں کہ میں ان کو ہٹا نہیں سکتا۔ پہلے تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ ظاہر کرے گا اس چیز کو جو میرے ساتھ اس کے مدعیان ہے۔

(حاصل استدلال یہ ہے کہ جب تو نے اپنے نفس میں قدرت کے وہ آثار پائے جو تیری طاقت اور قدرت سے باہر ہیں تو ضرور تو جانے لگا کہ کوئی خدا ہے قادر ہے اور وہ کیوں کر فائب ہو سکتا ہے اس شخص سے جو اس کے آثار سے

دم بھر غالی نہیں۔)

اصل۔ بعض نسخوں میں ابن العوجاہ کے سوالات کے سلسلے میں ہے کہ دوسرے روز پھر امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا حضرت نے فرمایا جو گفتگو تیرے اور ہمارے درمیان ہوئی تھی کیا اس کے اعادہ کے لئے آیا ہے تو اس نے کہا یا بن رسول اللہ ارادہ تو میری ہے آپ نے فرمایا کیسی عجیب بات ہے اللہ سے انکار کرتے ہو اور مجھ بن رسول اللہ کہتے ہو اس نے کہا عادت کی بناء پر ایسا کہہ دیا۔ حضرت نے فرمایا۔ پھر تجھے کلام کرنے سے کس چیز نے روکا۔ اس نے کہا آپ کی حملاات شان میری زبان کو کلام کرنے کی اجازت نہیں دیتی میں نے بہت سے علماء کو دیکھا اور ان سے مناظرہ کیا۔ مگر ایسی ہیبت مجھ پر کہیں نہیں چھائی حضرت نے فرمایا۔ ان باتوں کو چھوڑا دیر سے سوال کا جواب دے۔

حضرت نے فرمایا تو کسی کا بنایا ہے یا بنایا ہوا نہیں۔ اس نے کہا میں بنایا ہوا نہیں ہوں حضرت نے



فرمایا مجھ بت اگر تو مصنوع ہوتا تو کیسے ہوتا۔ یہ سن کر وہ مہربوت ہو کر نہ گیا اور کوئی جواب نہ دیا پڑا۔ اس نے ایک ٹکڑی اٹھائی اور کہنے لگا اس کا طول ہے عرض ہے گہرائی ہے کوتاہی ہے پٹھن کہ ہے یہ سوال ہے اس میں یہ سب باتیں اس کی خلقت ہے۔

حضرت نے فرمایا۔ اگر تو نے نہیں جانا ان صفتوں کے تو تو اپنے نفس کو مصنوع قرار دے کیونکہ تو نے اپنے نفس میں نہ پایا۔ اس چیز کو جو ان امور سے پیدا ہوتی ہے عبد الکرم نے کہا۔ اس مسئلہ میں ایسا سوال مجھ سے نہ آپ سے پہلے کسی نے کیا ہے اور نہ آپ کے بعد کرے گا۔

حضرت نے فرمایا۔ اے عبد الکرم فرض کر لے تو نے یہ جان لیا کہ جو کچھ گزر گیا اس کے متعلق تجھ سے کسی نے سوال نہیں کیا پس تو نے یہ کیسے معلوم کر لیا کہ بعد میں بھی نہ کرے گا اے عبد الکرم یہ تیرا قول ٹھٹھ گیا کیونکہ تیرا لگن تو یہ تھا کہ وجود اشیاء ازل سے برابر ہے پھر تقدم و تاخر کیسا۔ پھر فرمایا اے عبد الکرم میں اس کی وضاحت کرتا ہوں۔

غور کر اگر تیرے پاس تحصیل میں جو اہرات ہوں۔ اور ایک کتھ والا کتھ کیا اس میں دینا نہیں۔ تو کتھ دینا نہیں نہیں ہیں۔ وہ کتھ۔ دینا کی تعریف تو بتا۔ دنا نہ ایا کہ تو اس کی صفت سے واقف نہیں تو کیا تو یہ کہہ دے گا کہ تحصیل میں دینا نہیں۔ اس نے کہا میں یہ نہیں کہہ سکتا حضرت نے فرمایا۔ پس یہ دنیا جم بہت بڑی اور زیادہ پس چلتی ہے تحصیل سے اور اس میں بہت سی صنعتیں ایسی ہیں جو تیری نہ جانی ہوتی ہیں تو اگر بغیر علم ان سے کیسے انکار کر رہا ہے اس سے جواب نہ دینا پڑا اس کے بعض ساتھی تو مسلمان ہو گئے اور بعض اس کے ساتھ رہے۔

تیسرے روز وہ پھر آیا کہنے لگا۔ اب میں سوال بدلتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ جو چاہے پوچھ۔ کیا دلیل ہے اجسام کے حادث ہونے پر، فرمایا میں ہر چھوٹی بڑی چیز کو اس حالت میں ہاتا ہوں کہ جب اس سے اسی جیسی چیز ادب جاتی ہے تو وہ پہلے سے بڑی ہو جاتی ہے اس پہلی صورت کے زائل ہونے اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلنے سے پہلے کہ وہ حادث ہے اگر قدیم ہوتی تو نہ پہلی صورت زائل ہوتی اور نہ اس کی حالت میں تبدیلی واقع ہوتی۔ جو چیز زوال اور تبدیلی رکھتی ہے تو حادث ہے اس کے لئے وہ پائی جلتے اور نہ پائی جلتے پس جس کا وجود عدم ہو۔

وہ حادث ہے جو ازل میں پیدا ہوا اس کا داخلہ عدم میں لازم، ازل اور عدم حدوث و قدم، دونوں ضد صفتیں ایک چیز میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ عبد الکرم نے کہا۔ فرض کیجئے کہ دونوں حالتوں اور دونوں زمانوں کا جو آپ نے ذکر کیا اور ان کے حدوث پر آپ دلیل لائے ہیں نے اس کو مان لیا۔ لیکن یہ تو بتائیے کہ اگر اشیاء اپنی چھوٹی حالت پر باقی



جیسا لوگ کہتے ہیں یعنی خدا کا وجود ہے تو وہ اپنی مخلوق کے سامنے کیوں نہیں آتا اور سامنے اگر اپنی عبادت کی دعوت کیوں نہیں دیتا اس صورت میں دعا آدمیوں کے مدد ان بھی اختلافات نہ ہوتا اور وہ ان سے کیوں چھپا اور اپنے رسولوں کو ان کی طرف بھیجا۔ اگر خود ہی یہ کام کرتا تو لوگ اس پر زیادہ ایمان لائے۔

حضرت نے مجھ سے کہا کہ لے ہو میرے اوپر کہاں پلٹا دیکھو وہ فاحش جس کی قدرت کو تو اپنے نفس میں دیکھ رہے ہو تو نہیں تھا اس نے تجھے پیدا کیا اور بچپن سے تجھ کو بڑا کیا اور ضعف کے بعد تجھے قوت دی اور قوت کے ساتھ ضعف بنایا اور صحت کے ساتھ بیماری دی اور بیماری کے بعد صحت دی اور صحت کے بعد غضب اور غضب کے بعد رضا دی اور خوشی کے بعد غم دیا اور غم کے بعد خوشی اور محبت کے بعد دشمنی، ارادہ کے بعد ہستی اور ہستی کے بعد ارادہ دیا۔ اور خواہش کے بعد کراہت اور کراہت کے بعد خواہش اور غیبت کے بعد خوف اور خوف کے بعد رغبت اور امید کے بعد مایوسی اور مایوسی کے بعد امید کو دیا اور دل میں ڈالا اس چیز کو جو تیرے دہم میں نہ تھا اور فائز کر دیا تیرے ذہن سے جس کو تو ذہن میں لے ہوئے تھا اور ہمیشہ شمار کرتا ہے مجھ پر اپنی قدرت سے وہ چیزیں جو میرے نفس میں سب طرح ہیں کہ میں ان کو ہٹا نہیں سکتا۔ پہلے تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ ظاہر کرے گا اس چیز کو جو میرے والد اس کے واسطے لے رہے ہیں۔

(حاصل استدلال یہ ہے کہ جب تو نے اپنے نفس میں قدرت کے وہ آثار پائے جو تیری طاقت اور قدرت سے باہر ہیں تو ضرور تو ملنے لگا کہ کوئی قدرے قادر ہے اور وہ کیوں کر فائز ہو سکتا ہے اس شخص سے جو اس کے آثار سے

دم بھر فانی نہیں)

اصل۔ بعض نسخوں میں ابن العوام کے سوالات کے سلسلے میں ہے کہ دوسرے روز پھر امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا حضرت نے فرمایا جو گفتگو تیرے اور ہمارے درمیان ہوئی تھی کیا اس کے اعادہ کے لئے آیا ہے تو اس نے کہا یا بن رسول اللہ ارادہ تو میرا ہے آپ نے فرمایا کیسی عجیب بات ہے اللہ سے انکار کرتے ہو اور مجھ ابن رسول اللہ کہتا ہے اس نے کہا فادات کی بنا پر ایسا کہہ دیا حضرت نے فرمایا پھر تجھے کلام کرنے سے کس چیز نے روکا۔ اس نے کہا آپ کی حمالت شان میری زبان کو کلام کرنے کی اجازت نہیں دیتی میں نے بہت سے علماء کو دیکھا اور ان سے مناظرہ کیا۔ مگر ایسی ہیبت مجھ پر نہیں چھائی حضرت نے فرمایا۔ ان باتوں کو چھوڑ اور میرے سوال کا جواب دے۔

حضرت نے فرمایا تو کسی کا بنایا ہے یا بنایا ہوا نہیں۔ اس نے کہا میں بنایا ہوا نہیں ہوں۔ حضرت نے



میں تو پھر آپ ان کے حدوث پر کیا دلیل لائیں گے۔ حضرت نے فرمایا اے عبد اللہ! یہ گفتگو رہے ہیں۔ اس عالم مرفوض پر اگر ہم اس کو ہٹا کر دوسرا عالم اس جگہ رکھ دیں تو یہ دلیل حدوث ہوگی۔ لیکن اب میں ایک ایسا جواب دیتا ہوں کہ تمہیں ماننا پڑے گا۔ یہ تمام اشیاء اگر چھوٹائی کی حالت ہی میں ہمیشہ میں تو ہمارے وہم و خیال میں یہ بات ضرور رہے گی کہ جب ہم کو کچھ جزاں سے ملے گی تو یہ پہلے ہی بڑی ہو جائیں گی پس ان پر تغیر کا جو ازان کے قدم سے خارج کر دے گا۔ کیونکہ تغیر کا ثابت ہو جانا حادث ہونے کی دلیل ہے اس کے بعد اب کوئی حجت تیرے لئے باقی نہیں رہی پس اس لئے بحث کو قطع کیا اور دلیل ہوا۔

سال آئندہ وہ حرم میں پھر ملا ایک شیعہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا: اے ابی العباس! مسلمان ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا وہ اس طرف سے اندھا ہے اسلام نہیں لائے گا جب وہ حضرت کے رہنے کا یا تو کہنے لگا اے میرے سردار اے میرے مولانا، حضرت نے پوچھا تم کہاں کیسے گئے اس نے کہا جہان فادت لائے ہے تاکہ (موسم حج میں) اس شہر کے طرحے دیکھوں۔ لوگوں کی مجنونانہ حرکات، اُن کا سب مٹنا، کنکریاں پھینکنا۔ دیکھوں۔ حضرت نے فرمایا اے عبد اللہ! اگر تم اسی سرکشی اور ضلالت پر باقی ہے پس اس نے سیرکام شروع کیا۔ حضرت نے فرمایا: اس وقت بمقام مسائل حجے نہیں ہے بلکہ حمد و باری ہے پس جیسا کہ کہتا ہے (خدا ہے نہ ثواب نہ عقاب) اور ایسا نہیں ہے کہ ہم کہتے ہیں تو نہ ہمیں ٹھٹھا اور نہ تجھے ہماری بھی نجات اور تیری بھی۔ اگر ایسا ہوا جیسا ہم کہتے ہیں یعنی خدا ہے اور انماں کی باز پرس ہونی ہے۔ اور ایسا ہی ہے تو ہم نجات پائیں گے اور نہ ہلاک ہوگا پس کروہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا میں اپنے خدایں و دہ پاتا ہوں بس مجھے یہاں سے ملے ملو، لوگ ملے گئے اور وہ مرگیا اللہ کا رحم اس کے لئے نہیں۔

۳۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْأَسَدِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبَرْمَكِيِّ الرَّائِزِيِّ، عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ بَرْدٍ الدَّيْبُورِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْخُرَاسَانِيِّ خَادِمِ الرَّشَاطِيِّ، قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ مِنَ الرَّائِزِ قَوْلَ عَلِيِّ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَمَاعَةً فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَيْسَ الرَّجُلُ أَنَا بَتِ إِن كَانَ الْقَوْلُ قَوْلَكُمْ وَلَيْسَ هُوَ كَمَا تَقُولُونَ أَلَسْنَا وَإِنَّا كَمَا قَرَأَ تَوَالَهُ، لَا يَهْتَرُ نَامَا مَلَيْنَا وَنَمْنَا وَزَكَيْنَا وَآقَرْنَا، فَسَكَتَ الرَّجُلُ! ثُمَّ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَإِنْ كَانَ الْقَوْلُ قَوْلًا وَهُوَ قَوْلُنَا أَلَسْنَا فَهَلْ كُنْتُمْ وَنَجُونَا، فَقَالَ جَمَاعَةُ اللَّهِ وَاجِدِينَ كَيْفَ هُوَ قَائِلٌ هُوَ؟ فَقَالَ: وَتِلْكَ مِنْ النَّبِيِّ



ذَهَبَتْ إِلَيْهِ فَلَمَّا هَوَّاهُ زَلَّ الْأُتْرَاقُ وَكَتَبَ الْكَتَبَ بِمَا كَتَبَ فَلَا يَتَعَرَفُ بِمَا كَتَبُوا فِيهِ وَلَا يَأْتِيهِمْ  
وَلَا يَنْتَدُوهُ بِحَاشِيَةٍ وَلَا يُلَاقِيهِمْ بِمَقْعِدِهِ.

فَقَالَ الرَّجُلُ: كَلَا إِنَّهُ لَا يَلْقَاهُ إِذَا لَمْ يَنْتَدُوهُ بِحَاشِيَةٍ مِنَ الْعَوَاسِي، فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ: **۝**  
وَبَلَدِكَ لَمَّا عَجَزَتْ حَوَاشِيكَ عَنْ إِذَا كَرِهَ أَلَكْرَتِ رَبُّوَيْتِنَا وَتَعَنُّ إِذَا عَجَزَتْ حَوَاشِنَا عَنْ إِذَا كَرِهَ  
أَبْنَا أَنْ رَدَّ بِنَا بِحَوَاشِي كَرِهَ مِنَ الْأَفْجَاءِ.

فَقَالَ الرَّجُلُ: فَأَخْبِرْنِي مَنْ كُنْ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: **۝** أَخْبِرْنِي مَنْ لَمْ يَكُنْ فَأَخْبِرْنِي مَنْ كُنْ.  
فَقَالَ الرَّجُلُ: فَمَا الدَّلِيلُ عَلَيْهِ؟ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ: **۝** إِنِّي لَمَّا نَظَرْتُ إِلَى جَسَدِي وَلَمْ يَكُنْ فِيهِ  
زِيَادَةٌ وَلَا نُقْصَانٌ فِي السَّرْمِ وَالطُّولِ وَدَفِيعَ السَّكْرِ عَنْهُ وَحَرَّ الْمَقْمَعِ إِلَيْهِ عَلِمْتُ أَنَّ لِهَذَا  
الْبَيَانِ بَآيَا فَأَقْرَدْتُ بِمَقْعٍ مَا أَرَى مِنْ دَوْرَانِ الْفَلَكَ بِقُدْرَتِهِ وَإِثْنَاءِ السَّحَابِ وَتَعْرِيفِ الرِّيَاحِ  
وَمَجْرَى الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالنُّجُومِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْآيَاتِ الْعَجِيبَاتِ الْمُبِينَاتِ عَلِمْتُ أَنَّ لِهَذَا  
مُقَدَّرًا وَمُسَمَّنًا

۳۔ ایک دہریہ امام رضا علیہ السلام کے پاس آیا حضرت کے پاس بہت سے لوگ بیٹھے تھے آپ نے فرمایا اے شخص  
خبر کر اگر تیرا قول سچا ہے (خدا نہیں) حالانکہ جو تم کہتے ہو ایسا نہیں تو تم اور ہم برابر ہیں ہمارے لئے کوئی نقصان نہ ہوگا۔  
نمازیں پڑھنے، روزہ رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے اور خدا کا اقرار کرنے سے، یہ سب کرو چھپ ہو گیا۔ پھر حضرت نے فرمایا  
اگر ہمارا کہنا سچا ہوا اور وہ سچ ہی ہے تو کیا تم ہلاک نہ ہو گے اور ہم نجات نہ پائیں گے۔

اس نے حسب عادت کہا۔ اللہ آپ پر رحم کرے۔ اب مجھے بتائیے وہ کیونکر ہے اور کہاں ہے فرمایا ولے  
ہو تیرے اوپر جو خیال تو نے کیا ہے وہ غلط ہے وہ تو ہر جگہ کا پیدا کرنے والا ہے خود کسی جگہ میں نہیں، کینیٹوں کا پیدا  
کرنے والا ہے خود کسی کیفیات میں نہیں وہ کیفیت اور مقام سے نہیں پہچانا جاتا۔ ہم نے جب عاجز پایا۔ اپنے حواس  
سے اس کے ادا کو یقین کر لیا کہ وہ ہمارا رب ہر شے سے علیحدہ ہے۔

اس نے کہا۔ جب وہ حواس اور ادا کا کسے نہیں پہچانا جاسکتا تو وہ لاشع ہے حضرت نے فرمایا۔ ولے ہو تجھ پر۔ جب  
تیرے حواس اور ادا سے قاصر ہوئے۔ تو تو نے اس کی ربوبیت سے انکار کر دیا۔ اور ہم نے جب حواس سے قائل



سال آئندہ وہ عزم میں پھر ملا ایک مشیخ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا: اے ابی العباس! سلمان ہجو گیا۔ حضرت نے فرمایا وہ اس طرف سے اٹھ چکا اسلام نہیں لائے گا جب وہ حضرت کے سامنے آیا تو کہنے لگا اے میرے سردار اے میرے مولانا، حضرت نے پوچھا تم کہاں کیسے گئے۔ اس نے کہا جہانِ عادت لائی ہے تاکہ (موسمِ حج میں) اس شہر کے طرحے دیکھوں۔ لوگوں کی جنونانہ حرکات، آں کا سرمہ ڈانا، کنکر لیاں پھینکنا۔ دیکھوں حضرت نے فرمایا اے عبدالمکریم تو اپنی اسی سرکشی اور ضلالت پر باقی ہے پس اس نے پھر کلامِ مشرّع کیا حضرت نے فرمایا: اس وقت بمقامِ سال حجے نہیں ہے بلکہ وجودِ باری ہے پس جیسا تو کہتے ہو (خدا ہے) خدا ہے نہ ثواب نہ عقاب) اور ایسا نہیں ہے ہم کہتے ہیں تو نہ ہمیں کھٹکا اور نہ تم؟ ہماری بھی نجات اور تیری بھی۔ اگر ایسا ہوا جیسا ہم کہتے ہیں یعنی خدا ہے اور اعمال کی باز پرس ہوتی ہے، اور ایسا ہی ہے تو ہم نجات پائیں گے اور تو ہلاک ہو گا یہ سن کر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا میں اپنے فضل میں دودھ پاتا ہوں بس مجھے یہاں سے ملو، لوگ ملے گئے اور وہ مر گیا اللہ کا رحم اس کے لئے نہیں۔

٣ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْأَسَدِيُّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبَرْمَكِيِّ الرَّائِزِيِّ ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ بَرْدٍ الْيَمَنِيِّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْخُرَاسَانِيِّ خَادِمِ الرَّحْمَنِ ، قَالَ : دَخَلَ رَجُلٌ مِنَ الرَّاوَدِ قِيْلَى أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام ، وَعِنْدَهُ جَمَاعَةٌ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام : أَيُّهَا الرَّجُلُ أَتَيْتَ إِنْ كَانَ الْقَوْلُ فَوَلَّكُمُ وَلَيْسَ هُوَ كَمَا تَقُولُونَ أَلَسْنَا وَإِيَّاكُمْ فِرْعَاوُنًا ، لَا يَهْدِي نَامَا مَلَبْنَا وَصَمْنَا وَزَكَمْنَا وَأَقْرَنَاهُ فَسَكَتَ الرَّجُلُ ، ثُمَّ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام : وَإِنْ كُنَّ الْقَوْلُ كَوَلَّكُمُ وَهُوَ قَوْلُنَا أَلَسْنَا فَعَلَكُمُ نَجُونَا ، فَقَالَ جَمَاعَةٌ أَجَدْنِي كَيْفَ هُوَ قَائِلٌ هُوَ ، فَقَالَ : وَيْلَكَ يَا ذِي



وَاجِدًا وَاللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ذَلَّ صِحَّةُ الْأَمْرِ وَالْتِدْبِيرِ وَالْأَمْرُ عَلَى أَنَّ التَّدْبِيرَ  
وَاجِدٌ ثُمَّ يَلْزَمُكَ إِنْ أَدَّيْتَ اثْنَيْنِ فَرَجَةً مَا بَيْنَهُمَا حَتَّى يَكُونَا اثْنَيْنِ فَصَارَتِ الْفَرَجَةُ ثَالِثًا بَيْنَهُمَا  
فَقَدِيمًا مَتَّعًا فَبَلَّغْتُكَ ثَلَاثَةً فَإِنْ أَدَّيْتَ ثَلَاثَةً لَزِمَكَ مَا قُلْتَ فِي الْإِثْنَيْنِ حَتَّى تَكُونَ بَيْنَهُمْ فَرَجَةً  
فَيَكُونُوا خَمْسَةً ثُمَّ بَتَّاهِي فِي الْمَدَى إِلَى مَا لَزِمَ بَابَهُ لَكُ فِي الْكَثْرَةِ مَغَالِ هِشَامُ فَكُنْ مِنْ سُؤَالِ النَّبِيِّ  
أَنْ قَالَ: فَمَا الدَّلِيلُ عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: وَجُودًا لَا فَاغْبِلْ دَلَّ عَلَى أَنَّ مَا نَبَا مَسْنَعًا الْأَتْرَى أَنَّكَ  
إِنَّا نَظَرْنَا إِلَى بَابِ مُشَبِّهِ مَبْنِي عَلِمْتَ أَنَّ لَهُ بَابِيًا وَإِنْ كُنْتَ لَمْ تَرَ الْبَابِيَّ وَلَمْ تُشَاهِدْهُ قَالَ: فَمَا  
هُوَ قَالَ: شَيْءٌ بِخِلَافِ الْأَشْيَاءِ أَرْجَعُ بِفَوَلِي إِلَى إِبْطَانٍ مَعْنَى وَأَنَّهُ شَيْءٌ بِحَقِيقَةِ الشَّيْئَةِ غَيْرَ أَنَّهُ  
لَا جِسْمٌ وَلَا صُورَةٌ وَلَا يَحْسُ وَلَا يَحْسُ وَلَا يَنْدَلُ بِالْهَوَاسِ الْعَمَسِي لَا تَنْدِرُ لَهُ الْأَوْهَامُ وَلَا تَقْصُرُ لَهُ الْهَوُ  
وَلَا تُغَيِّرُهُ الْأَنْعَامُ

۵۔ ہشام بن الحكم سے حدیث زندقہ میں مروی ہے کہ وہ آیا ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام کے پاس۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ تیرا قول میں حال سے غالی نہیں۔ یا تو وہ دونوں قدیم اور نوی ہیں یا دونوں ضعیف ہیں یا ایک قوی ہے اور دوسرا ضعیف ہے اگر دونوں قوی ہیں تو کیوں نہیں دفع کرتا ہر ایک ان میں سے دوسرے کو اور خود مصداق تدبیر نہیں بنتا۔ اور اگر تیرا خیال یہ ہے کہ ایک قوی ہے اور دوسرا ضعیف تو ثابت ہو کہ ایک ہے جیسا کہ دوسرے کا عجز ظاہر کرتا ہے۔

اگر تو کہے کہ وہی ہیں تو دو حال سے غالی نہیں یا تو وہ متفق ہیں ہر کام میں یا متفق ہیں ہر کام میں لیکن جب ہم مخلوق کو ایک نظام کے تحت پاتے ہیں اور آسمان کو گردش میں دیکھتے ہیں اور رات دن اور چاند سیدہ کو صبح طریقہ پر اور ایک تدبیر کے تحت کام کرتا دیکھتے ہیں اور ان کے کاموں میں موافقت پاتے ہیں تو ہمیں یقین ہوتا ہے کہ مدبر ایک ہے۔

اگر تو نے دو خدا ہونے کا دعویٰ کیا تو لازم آئے گا کہ جہاں کو ایک خدا کرنے والا ہو تاکہ دو کھلاشیں۔ اس صورت میں خدا کرنے والا ان کے درمیان تیسرا قدیم اور موجود بن جائے گا۔ پس اگر زمین کا تو نے دعویٰ کیا تو پھر وہی صورت پیش آئے گی جو میں نے دو کے درمیان کہی ہے ان تین کو خدا کرنے والے دو اور ہو جائیں گے اور اس صورت میں پانچ قدیم ہو



پر بھی قیامت ہے کہ دنیا کو اندر سے داخل کر کے خدا نکال دے نہ دنیا کو ہونہ اندر اٹھائے۔ یہ سن کر ہشام خوش سے اچھٹ پڑے  
 اللہ حضرت کے ہاتھ پر کہ بوسہ دیا اور کہا یا ابن رسول اللہ! یہ جواب کمال ہے۔ پس وہ اپنے گھر چلے گئے۔ دوسرے روز ویطانی  
 آیا اور کہنے لگا۔ لے ہشام میں تم کو سلام کرنے آیا ہوں۔ جواب کے لحاظ سے کہنے نہیں۔ ہشام نے کہا۔ جواب بھی حاضر ہے  
 ویطانی یہ جواب سن کر حضرت کے دروازہ پر آیا اور اجازت چاہی آپ نے اجازت دے دی۔ جب وہ بیٹھا تو کہنے لگا  
 اے جعفر بن محمد مجھے میرے جسد کو بتاؤ فرمایا۔ یہ بتا تیرا نام کیا ہے۔ پس وہ بغیر نام بتائے چلا گیا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا  
 تو نے نام کیوں نہ بتایا۔ اس نے کہا اگر میں کہتا۔ عجل اللہ فرجہ وہ کہتے یہ اللہ کوئی ہے جس کا تو بندہ ہے انھوں نے کہا  
 پھر جا اور کتنا عیر نام پوچھے بغیر بتا دے کہ میرا جسد ہے کوئی اس نے انکار کیا ہی کہا۔ اتفاقاً ایک کم سن لڑکے کے ہاتھ میں  
 انڈا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا یہ انڈا کھدے دے۔ پھر ویطانی سے فرمایا سو کیجیے ایک مغفول قلعہ ہے اس کی موٹی جلد  
 ہے اندر کوئی چاند کے نیچے ایک باریک چلار ہے اور اس کے اندر بہتا ہوا سونہا ہے اور بلی ہوتی چاندی ہے لیکن نہ تو سونا  
 چاندی سے ملتا ہے اور نہ چاندی۔ سونے سے ملتی ہے۔ دونوں اپنی اپنی جگہ پر ہیں نہ کوئی اس  
 کے اندر سے نکلا کر اس کے دست کی جالی کی جڑ تیرا اور نہ اس کے اندر کوئی داخل ہوا کہ اندر کوئی فساد کی جھلکاتا  
 نہ کسی کو یہ پتہ ہے کہ تیرا پیدا ہو گا یا مادہ و ناگاہ وہ پھٹتا ہے اور اس میں سے مور کے سے نقش و نگار پیروں پر  
 لے ہوئے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو کیا تیرے نزدیک کوئی مدد پر نہیں۔ یحییٰ بن کرس نے سر جھکا لیا اور پھر کہا میں گواہی  
 دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے اور کھداس کے جسد رسول ہیں اور آپتہ اسم ہیں اللہ اللہ کی طرف سے اس کی مخلوق  
 پر رحمت ہیں اور میں اپنے گزشتہ خداوند سے توبہ کرتا ہوں۔

هـ قُلْتُ بِنِ إِبْرَاهِيمَ مَنْ أَبَوُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو وَالثَّقَفِيِّ، عَنْ وَشَامِ بْنِ الْحَكَمِ فِي حَدِيثِ  
 النَّبِيِّ النَّبِيُّ أَنِّي أَبَاهُ اللَّهُ ﷻ وَ كُنَ مِنْ قَوْلِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ﷻ: لَا يَخْلُقُ قَوْلُكَ: إِنَّهُمَا اثْنَانِ  
 أَنْ يَكُونَا قَدِيمَتَيْنِ قَدِيمَتَيْنِ أَوْ يَكُونَا أَحَدَهُمَا قَوِيًّا وَالْآخَرُ ضَعِيفًا، فَإِنْ كَانَا قَوِيَّتَيْنِ فَلَمْ  
 لَا يَدْفَعُ كُلُّ وَاحِدٍ رِشْمًا صَاحِبِهِ وَتَقَرَّرُ بِالْثَّقَفِيِّ وَإِنْ رَفَعَتْ أَنْ أَحَدَهُمَا قَوِيٌّ وَالْآخَرُ ضَعِيفٌ  
 بَيَّنَّ أَنَّهُ وَاحِدٌ كَمَا يَقُولُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الثَّانِي، فَإِنْ قُلْتَ: إِنَّهُمَا اثْنَانِ لَمْ يَخْلُ مِنْ أَنْ يَكُونَا  
 مُشْتَقَّيْنِ مِنْ كُلِّ حَبَّةٍ أَوْ مُتَقَرَّقَيْنِ مِنْ كُلِّ حَبَّةٍ فَلَمَّا رَأَيْنَا الْخَلْقَ مُنْقَلِبًا وَالْفَلَكَ جَارِيًا وَالتَّوْبَةَ



جائیں گے۔

ہشام نے کہا زبدی کا سوال یہ تھا کہ وجود خدا پر دلیل کیا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا دنیا کی کھپٹی غریب چیزوں کا وجود اس کی دلیل ہے کہ ان کا کوئی صانع ہے جس نے ان کو بنایا ہے کیا تم کسی مضبوط عمارت کو دیکھتے ہو تو یہ نہیں سمجھتے کہ ضرور اس کا کوئی بانی ہے اگرچہ تم نے اس کو دیکھا نہ مشاہدہ کیا۔ اس نے پھر کہا وہ ہے کیا فرمایا وہ ایک ذات ہے۔ بخلات تمام اشیاء عالم کے میں رجوع کرتا ہوں اپنے قول کی طرف اس مفہوم کو ثابت کرنے کے لئے کہ وہ ایک شخص ہے۔ حقیقت اشیاء کے ساتھ نہ اس کے جسم ہے نہ صورت۔ وہ محسوس ہوتا ہے نہ حواس خمسہ اس کا ادراک ہوتا ہے نہ ادھام اس کو پالتے ہیں نہ گردش دہر اس کو ناقص بناتی ہے نہ زم نے اس میں تغیر پیدا کرنے ہیں

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنِي عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ السُّعْمَانِ عَنْ أَبِي مُسْلَمٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قُرَيْشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الرَّهَرِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ كَفَى لَأُولَى الْأَلْبَابِ يَخْلُقُ الرَّبُّ الْمُسَيَّرَ وَمُلْكُ الرَّبِّ الْقَاهِرُ وَجَلَالُ الرَّبِّ الظَّاهِرُ نُورُ الرَّبِّ الْبَاطِنُ وَبُرْهَانُ الرَّبِّ الصَّادِقُ وَمَا أَنْطَقَ بِهِ أَلْسُنَ الْبَاطِلِ وَمَا أَرْسَلَ بِهِ الرَّسُلَ وَمَا أَنْزَلَ عَلَى الْعِبَادِ دَلِيلًا عَلَى الرَّبِّ

۶۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ عقلمندوں کے لئے یہی دلیل کافی ہے کہ دنیا کی ہر شے اس کی تسخیر ہے اب وہ رب قاهر ہے صاحب علمت و جلال ہے اور اس کی قدرت ظاہر ہے اس کا نور باہر ہے اس کی قدرت کی وسیع روشن ہیں اور وہ صادق ہے اس کی قدرت کی وسیلیں اس کے بندوں کی زبانیں ہیں اور رسولوں کا بھی جملہ اور جو بندوں پر نازل کیا ہے۔



## باب دوم (۲)

اس کا بیان کہ اللہ شے ہے

«(بَابُ إِطْلَاقِ الْقَوْلِ بِأَنَّهُ شَيْءٌ)»

۱۔ محمد بن یعقوب : عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَجْرَانَ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام : عَنِ التَّوْحِيدِ فَقُلْتُ : أَتَوْهُمْ شَيْئًا ؟ فَقَالَ : نَعَمْ ، غَيْرَ مَعْقُولٍ وَلَا مَحْدُودٍ ، فَمَا وَقَعَ وَهُمْ لَعَنَاتِهِ مِنْ شَيْءٍ قَبْلَهُ خِلَافًا ، لِأَيْشِيهِ شَيْءٌ وَلَا تَنْدِرُكَ الْأَوْهَامُ ، كَيْفَ تَنْدِرُكَ الْأَوْهَامُ وَهُوَ خِلَافُ مَا يُعْقَلُ وَخِلَافُ مَا يُتَوَقَّرُ فِي الْأَوْهَامِ ؟ إِنَّمَا يُتَوَقَّرُ شَيْءٌ غَيْرَ مَعْقُولٍ وَلَا مَحْدُودٍ

۱۔ عبد الرحمن بن ابی نجران نے کہا میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے توحید کے متعلق دریافت کیا میں کسی چیز کو اپنے دہم و خیال میں نہیں دیکھا تھا وہ ذات عقل میں آنے والی اور حدود میں محدود ہونے ہونے والی نہیں جو چیز تیسرے دہم میں آئے وہ اس کے خلاف ہے۔ نہ وہ کسی چیز سے مشابہ ہے نہ اس سے مشابہ کوئی شے۔ دہم اس کو پا نہیں سکتا اور دہم ہائے گائیے وہ خلاف ہے اس چیز کے جو عقل میں آئے اور خلاف ہے اس شے کے جس کا تصور دہم میں ہو جو غیر معقول اور لامحدود ذات ہو وہ دہم میں نہیں آ سکتی۔

۲۔ محمد بن ابی عبد اللہ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ ، عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ : سُئِلَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام الثَّانِي : يَجُوزُ أَنْ يُقَالَ لِلَّهِ : إِنَّهُ شَيْءٌ ؟ قَالَ : نَعَمْ يُخْرِجُهُ مِنَ الْحَدِّ بْنِ حَدِّ النَّظْمِ وَحَدِّ النَّشْبِ

۲۔ امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا کہنا جائز ہے کہ خدا کوئی شے ہے۔ فرمایا ہاں دو باتوں سے الگ کر دیا جائے اول اس کے غیر یقینی اس کے بندوں سے اسے جدا کیا جائے۔ دوسرے کسی چیز سے اسے تشبیہ نہ دی جائے۔



۳۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ زُوَيْسٍ، عَنْ أَبِي الْمَغْرَارِ قَعَهُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: قَالَ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ مِنْ خَلْقِهِ وَخَلَقَهُ خَلْقٌ مِنْهُ وَكُلَّمَا وَقَعَ عَلَيْهِ اسْمٌ شَيْءٍ فَهُوَ مَخْلُوقٌ مَا خَلَا اللَّهَ.

۳۔ فرمایا امام باقر علیہ السلام نے اللہ الگ ہے صفات مخلوق سے اور مخلوق جدا ہے اس کے صفات سے ہر وہ چیز جس پر اطلاق شدہ ہو وہ مخلوق ہے اللہ کی۔

۴۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ خَالِدٍ الْبَرْقِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى الْحَلَبِيِّ، عَنْ ابْنِ مُسْكَنَ، عَنْ زُرَّادَةَ بْنِ أَمِينٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ مِنْ خَلْقِهِ وَخَلَقَهُ خَلْقٌ مِنْهُ وَكُلُّ مَا وَقَعَ عَلَيْهِ اسْمٌ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ فَهُوَ مَخْلُوقٌ وَاللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ تَبَارَكَ الَّذِي لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ اللَّهُ الْعَلِيمُ.

۴۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ مخلوق سے الگ ہے یعنی وہ وجود جس کے لئے نہ کوئی صورت ہے نہ جگہ اور مخلوق اس سے الگ ہے جس پر لفظ شے بولا جائے وہ اللہ کے سوا ہے اور اس کی مخلوق ہے اور وہ ہر شے کا خالق ہے پاک ہے وہ اللہ جس کی مثل کوئی نہیں اور نہ بڑا سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

۵۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ حَبِئَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: قَالَ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ مِنْ خَلْقِهِ وَخَلَقَهُ خَلْقٌ مِنْهُ وَكُلُّ مَا وَقَعَ عَلَيْهِ اسْمٌ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ فَهُوَ مَخْلُوقٌ وَاللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ.

۵۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اللہ اپنی مخلوق سے الگ ہے اور مخلوق اس سے جدا ہے اور جس پر لفظ شے بولا جائے وہ اللہ کے سوا ہے اس کی مخلوق ہے وہ ہر شے کا خالق ہے۔

۶۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ الثَّمَالِيِّ بْنِ عَمْرِو النَّعْمِيِّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام أَنَّهُ قَالَ لِلزُّبَيْرِيِّ جِنِّ سَأَلَهُ مَا هُوَ قَالَ: هُوَ شَيْءٌ يَخْلُفُ الْأَشْيَاءَ أَرْجِعْ يَقُولِي إِلَى إِبْنَاتِ مَعْنَى وَأَنَّهُ شَيْءٌ بِحَقِيقَةِ الشَّيْءِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا جِسْمَ وَلَا سُورَةَ وَلَا يَحْسُ وَلَا يَحْسُ.



وَلَا يَبْدُكَ بِالْحَوَاسِ الْخَمْسِ لِأَنَّكَ الْأَوْهَامُ وَلَا تَنْقُصُ الدُّهُورُ وَلَا تَنْقُصُ الْأَزْمَانُ ، فَقَالَ لَهُ السَّائِلُ : فَنَقُولُ : إِنَّهُ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ، قَالَ : هُوَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ : سَمِيعٌ بِغَيْرِ جَارِحَةٍ وَبَصِيرٌ بِغَيْرِ آلَةٍ ، بَلْ يَسْمَعُ بِنَفْسِهِ وَيُبْصِرُ بِنَفْسِهِ ، لَيْسَ قَوْلِي : إِنَّهُ سَمِيعٌ يَسْمَعُ بِنَفْسِهِ وَبَصِيرٌ يُبْصِرُ بِنَفْسِهِ أَنَّهُ شَيْءٌ وَالنَّفْسُ شَيْءٌ آخَرٌ وَلَكِنْ أَرَدْتُ عِبَارَةً عَنْ نَفْسِي إِذْ كُنْتُ مُسَوِّدًا وَ إِنْهُمَا لَكَ إِذْ كُنْتَ سَائِلًا ، فَأَقُولُ : إِنَّهُ سَمِيعٌ بِكُلِّهِ لَا أَنَّ الْكُلَّ مِنْهُ لَهُ بَقِيٌّ وَلَكِنِّي أَرَدْتُ إِنْهُمَا لَكَ وَالنَّفْسُ عَنْ نَفْسِي وَلَيْسَ مَرْجِعِي فِي ذَلِكَ إِلَّا إِلَى أَنَّهُ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْعَالِمُ الْخَبِيرُ بِلَا اخْتِلَافٍ لِذَاتٍ وَلَا اخْتِلَافٍ الْمَعْنَى

فَقَالَ لَهُ السَّائِلُ : فَمَا هُوَ؟ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ﷺ : هُوَ الرَّبُّ وَهُوَ الْمَعْبُودُ وَهُوَ اللَّهُ وَلَيْسَ قَوْلِي : اللَّهُ إِبْثَاتٌ هَذِهِ الْحُرُوفُ : أَلِفٌ وَلَامٌ وَمُهْمَلٌ وَلَا رَاءٌ وَلَا يَاءٌ وَلَكِنْ أَرِجِعْ إِلَى مَعْنَى وَشَيْءٍ خَالِقِ الْأَشْيَاءِ وَصَانِعِهَا وَنَعْتِ هَذِهِ الْحُرُوفُ وَهُوَ الْمَعْنَى سُمِّيَ بِهِ اللَّهُ وَالرَّحْمَنُ وَالرَّحِيمُ وَالْعَزِيزُ وَأَشْبَاهُ ذَلِكَ مِنْ أَسْمَائِهِ وَهُوَ الْمَعْبُودُ جَلَّ وَعَزَّ .

فَقَالَ لَهُ السَّائِلُ : فَإِنَّا لَمْ نَجِدْ مَوْهُومًا إِلَّا مَخْلُوقًا ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ﷺ : لَوْ كَانَ ذَلِكَ كَمَا نَقُولُ لَكُنَّ الذُّجُودُ عَشًا مُرْتَبِعًا لِأَنَّا لَمْ نَكُنْ غَيْرَ مَوْهُومٍ وَلَكِنَّا نَقُولُ : كُلُّ مَوْهُومٍ بِالْحَوَاسِ مُدْرِكٌ بِهِ تَعْدُّهُ الْحَوَاسُ وَتُمَثِّلُهُ فَهُوَ مَخْلُوقٌ ، إِذْ كَانَ النَّفْيُ هُوَ الْإِبْطَالُ وَالْمَدَمُ ؛ وَالْجَهَةُ الثَّانِيَةُ : التَّشْبِيهُ إِذْ كَانَ التَّشْبِيهُ هُوَ صِفَةُ الْمَخْلُوقِ الظَّاهِرِ التَّرَكِيبِ وَالتَّأْلِيفِ فَلَمْ يَكُنْ يَدْرِي أَنَّ إِبْثَاتِ الصَّانِعِ لَوْ جُودِ الْمَصْنُوعِينَ وَالْإِضْطِرَارِ إِلَيْهِمْ أَنَّهُمْ مَصْنُوعُونَ وَأَنَّ صَانِعَهُمْ غَيْرُهُمْ وَلَيْسَ مِنْهُمْ إِذْ كَانَ مِنْهُمْ شَيْءٌ بِهِمْ فِي ظَاهِرِ التَّرَكِيبِ وَالتَّأْلِيفِ وَفِيمَا يَجْرِي عَلَيْهِمْ مِنْ حَدُوثِهِمْ بَعْدَ إِذْ لَمْ يَكُونُوا وَتَقْلِيمِهِمْ مِنْ صَغِيرٍ إِلَى كَبِيرٍ وَسَوَادٍ إِلَى بَيَاضٍ وَنُورٍ إِلَى ضَعْفٍ وَأَحْوَالٍ مَوْجُودَةٍ لَا حَاجَةَ بِنَا إِلَى تَفْسِيرِهَا لِبَيَانِهَا وَوُجُودِهَا .

فَقَالَ لَهُ السَّائِلُ : فَقَدْ حَدَّثَنِي إِذْ أَتَيْتُ وَحُودَهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ﷺ : لَمْ أَحَدَهُ وَلَكِنِّي أَتَيْتُهُ إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ النَّفْيِ وَالْإِبْثَاتِ مَنْرَلَةٌ .







وہ اللہ ہے۔ لیکن میری مراد اللہ سے ان حروف کا ثابت کرنا نہیں۔ ا۔ ل۔ ہ، اور مذرب کا، بلکہ میری مراد وہ ذات ہے جو خالق اشیاء اور ان کا صانع ہے اور ان حروف کا ذکر کرنے سے وہ معنی مراد ہیں جن پر لفظ اللہ، رحمن، رحیم اور عزیز وغیرہ اس کے اسماء کا اطلاق ہوتا ہے۔ وہ معبود ہے جبار۔ عزت والا اور سائل کا سوال یہ تھا کہ حقیقت ذات کا قائم مقام کون اسم چھ اسم نے فرمایا۔ اللہ ہے۔ یہ ہے۔ لیکن ان الفاظ کے حروف اس حقیقت اور معنی ذات کو نہیں سمجھاتے، وہ سب کا معبود ہے اس کی ذات کو کوئی نہیں پاسکتا۔

زمین سائل نے کہا ہم نہیں پاتے مومن شے کو مگر مخلوق، ادنیٰ جب صانع عالم کا تصور اس کے ناموں سے کیا جاسکتا ہے۔ جیسے مومن مذہب سے تو وہ مخلوق ہوگا حضرت نے فرمایا۔ اگر تو ایسا کہتا ہے تو لوگوں کے لئے حقیقت توحید بیان کرنے کی تکلیف ہم سے ماقط ہو جائے گی کہ یہ غیر مومن کی مخلوقیت اور اس کے متعلق کے توحید کے بیان کی ہیں تکلیف ہی نہیں دی گئی۔ یعنی ہمارا کام بیان توحید کے متعلق زیادہ آسان ہو جائے گا۔ کیونکہ اشتدال کے لئے ایک اچھا مقدمہ ہمیں مل جائے گا اور وہ حدوث عالم ہے اثبات محدث ہے جو بدیہی ہے کیونکہ عالم غیر مومن نہیں ہے اور اس سے توحید ثابت ہوگئی جو مومن عالم اس ہو اور اس کا ادراک جو اس کے سامنے آئے تو ضرور مخلوق ہے ورنہ اس کے ابطال و عدم ماننا ہوگا۔ دوسرے کسی سے مشابہت ہونا صفت مخلوق ہے اور اس کا مرکب ہونا ظاہر کرتا ہے۔

جب اشیائے عالم کی ترکیب و تالیف ثابت ہوگئی تو ضرور اس مضموع کا کوئی صانع بھی ہو۔ اجزائے عالم کا اضطراب اس کا ثبوت ہے کہ ان کا صانع ان کا خیر چاہتا ہے اور وہ ان کی مثال نہیں۔ کیونکہ جو قتل ہوگا وہ ان کا مشابہ ہوگا ظاہری ترکیب و تالیف اور ان چیزوں میں جن کا ان کے حدوث سے تعلق ہے جیسے نیست عین کا ہست ہونا اور صفر سے گیر کی طرف اور سفیدی سے سیاہی اور مفعول سے قوت کی طرف جانا اور یہ حالات حدوث کے ایسے واضح ثبوت ہیں کہ ان کے متعلق کسی توضیح کی ضرورت نہیں۔

زمین نے کہا جب آپ نے وجود خدا کو ثابت کیا تو آپ نے اس کو محدود کر دیا حضرت نے فرمایا میں نے محدود نہیں کیا بلکہ اس کے وجود کو ثابت کیا ہے۔ کیونکہ نفی و اثبات کے واسطے ان دونوں کوئی درجہ ہی نہیں۔

سائل نے کہا جب وجود آپ کے نزدیک ہے تو اس کے لئے اسم مشتق یا جامد بھی ہوگا فرمایا۔ ہر شے کے لئے اسم مشتق یا جامد ضروری ہے۔



سائل نے کہا اگر اس کا اشتہار ہے (یعنی قادر) تو لامحالہ اس کے لئے کیفیت ماننا پڑے گی فرمایا ایسا نہیں ہے کیونکہ کیفیت تو صفت کی ایک صورت ہے اور اس کے لئے احوال ضروری ہے اور خدا کے لئے لازم ہے کہ مخلوق سے اس کو جہا کیا جائے۔ اور کسی سے اسے تشبیہ نہ دی جائے کیونکہ مکان و فعلی صورتوں میں اس کا انکار لازم آئے گا اور اس کی ربوبیت سے الگ ہونا پڑے گا اور اس کے وجہ کو باطل قرار دینا پڑے گا جس نے خدا کو اس کے غیر سے تشبیہ دی تو اس نے مشابہ بنایا۔ وہ لوگوں سے جو مستحق ربوبیت نہیں ہے خدا کے لئے تو ایسی صفات ہیں جس کا مستحق اس کا غیر نہیں اور اس میں شریک ہے اور ان کو اس کا غیر جانتا ہی نہیں۔

سائل نے کہا جب خدا کی تدبیر میں کائنات کے منتقل نہیں ہوتی تو لامحالہ اس کو تعجب و تسكان لاحق ہوگی، حضرت نے فرمایا وہ اہل و ارفع ہے اس سے کہ اسے یہاں تعجب کرنے سے تسكان ہوگی تو مخلوق کی صفت ہے کہ ان کو کام کرنے اور ہاتھ پاؤں ہلانے میں تسكان ہوتی ہے وہ اس سے برتر ہے اور اپنے ارادہ اور مشیت کو جلدی کرنے والا ہے اور جو چاہتا ہے اس کا کرنے والا ہے۔

۷۔ عَدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عَيْسَى، عَنْ مَنْ ذَكَرَهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ شَيْءٌ؛ قَالَ: نَعَمْ يُخْرِجُهُ مِنَ الْحَدِّ بْنِ حَتَّى التَّعْطِيلِ وَحَتَّى التَّشْبِيهِ.

۸۔ راوی کہتا ہے امام محمد باقر علیہ السلام نے پوچھا آیا خدا کے لئے یہ کہتا جانتے رہے کہ وہ کوئی شے ہے۔ اس نے کہا ہاں فرمایا اسے تعلیل و تشبیہ کی حدود سے الگ کر۔

## باب سوم (۳)

### وہ نہیں پہچانا گیا مگر اپنی ذات سے

### «بَابُ أَنَّهُ لَا يُعْرَفُ إِلَّا بِهِ»

۱۔ عَلِيُّ بْنُ قَتَادَةَ، عَنْ مَنْ ذَكَرَهُ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عَيْسَى، عَنْ ثَابِتِ بْنِ حُضْرَانَ، عَنْ الْقَعْلَوِيِّ



السَّكَنُ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ علیہ السلام قَالَ : قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام : أَعْرِفُوا اللَّهَ بِاللَّهِ وَالرَّسُولَ بِالرَّسُولَةِ وَأُولِي الْأَمْرِ بِالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ . وَمَعْنَى قَوْلِهِ علیہ السلام أَعْرِفُوا اللَّهَ بِاللَّهِ يَقْنِي أَنْ اللَّهَ خَلَقَ الْأَشْخَاصَ وَالْأَنْوَارَ وَالْجَوَاهِرَ وَالْأَعْيَانَ ، فَلَا عَيْنَ : الْأَبْدَانُ وَالْجَوَاهِرُ : الْأَرْوَاحُ وَهُوَ جَلَّ وَعَزَّ لَا يَسْبِقُهُ جِسْمًا وَلَا رُوحًا وَلَيْسَ لِأَحَدٍ فِي خَلْقِ الرُّوحِ الْحَسَّاسِ الدَّلَالَةُ أَمْرٌ وَلَا سَبَبٌ ، هُوَ الْمُتَعَرِّضُ بِخَلْقِ الْأَرْوَاحِ وَالْأَحْسَانِ فَإِذَا نَمَى عَنْهُ الشَّيْئَانِ : شَبَّهَ الْأَبْدَانِ وَشَبَّهَ الْأَرْوَاحَ فَقَدْ عَرَفَ اللَّهَ بِاللَّهِ إِذَا شَبَّهَهُ بِالرُّوحِ أَوِ الْبَدَنِ أَوِ النُّورِ فَلَمْ يَعْرِفِ اللَّهَ بِاللَّهِ

- عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا : عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ حَالِدٍ ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُقْبَةَ بْنِ قَيْسٍ بْنِ سَمْعَانَ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ : سَأَلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام : بِمَ عَرَفْتَ رَبَّكَ ؟ قَالَ : بِمَا عَرَفْتُ نَفْسِي ، قَبْلَ : وَكَيْفَ عَرَفْتُ نَفْسِي ؟ قَالَ : لَا يَشْبَهُ صُورَةً وَلَا يَحْسُ بِالْحَوَاسِ وَلَا يُقَاسُ بِالنَّاسِ ، قَرِيبٌ فِي بَعْدِهِ ، بَعِيدٌ فِي قُرْبِهِ ، فَوْقَ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا يُقَالُ شَيْءٌ فَوْقَهُ ، أَمَامَ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا يُقَالُ لَهُ أَمَامٌ ، دَاخِلٌ فِي الْأَشْيَاءِ لَا كَشْفٍ دَاخِلٌ فِي شَيْءٍ وَخَارِجٌ مِنَ الْأَشْيَاءِ لَا كَشْفٍ خَارِجٌ مِنْ شَيْءٍ ، سُبْحَانَ مَنْ هُوَ مَكْنُودٌ وَلَا مَكْنُودٌ غَيْرُهُ ، وَلِكُلِّ شَيْءٍ مُبْتَدَأٌ

- مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ الْقُضَلِيِّ بْنِ شَاذَانَ ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ : قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ علیہ السلام : إِنِّي نَظَرْتُ قَوْمًا فَقُلْتُ لَهُمْ : إِنَّ اللَّهَ جَلَّ جَلَالُهُ أَجَلٌ وَأَعَزُّ وَأَكْرَمُ مِنْ أَنْ يُعْرَفَ بِخَلْقِهِ بَلِ الْعِبَادُ يُعْرِفُونَ اللَّهَ ، فَقَالَ : رَحِمَكَ اللَّهُ

۱۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا اللہ کو پہچاننا انہی اسماء و صفات سے جو اس نے خود بیان کی ہے اور رسول کو پہچاننا اس کے معجزات سے اور اولی الامر کو امر بالمعروف اور عدل و احسان سے۔

خدا نے پیدا کیا ہے اشخاص و انوار و جواہر و اعیان کو اور اعیان سے مراد ہیں ابدان و جواہر و ارواح اور صاحب عز و جلال ذات ۔ نہ جسم سے مشابہ ہے نہ روح سے اور نہ حس و دراک ، روحوں کے پیدا کرنے میں کسی کو دخل اور نہ طاقت وہ خلق اجسام و ارواح میں اکیلا ہی خالق ہے پس جب اس سے اجسام و ارواح کی مشابہت کو دور کر دیا جائے تو یہ اللہ کی معرفت سے ہے اور جب اس کو روح بدن و نور سے



مشابہ کر دیا جائے تو پھر اللہ سے معرفت نہ ہوئی۔

امیر المومنین سے کسی نے پوچھا آپ نے اپنے رب کو کیسے پہچانا۔ فرمایا اس چیز سے جس سے اس نے اپنی ذات کا تعارف کرایا۔ اس نے پوچھا کیسے کرایا۔ فرمایا وہ کسی صورت سے مشابہ نہیں اور نہ جو اس سے محسوس ہوتا ہے نہ کسی شے پر اس کا قیاس کیا جاتا ہے وہ باوجود بُعد کے قریب ہے اور باوجود قریب ہونے کے دور ہے۔ ہر شے سے فوق ہے اس سے مافوق کوئی شے نہیں۔ ہر شے سے الگ ہے اس سے آگے کوئی شے نہیں۔ وہ اپنی قدرت سے اشیاء میں داخل ہے لیکن اس چیز کی مانند نہیں جو کسی شے میں داخل ہونے اشیاء سے خارج ہے لیکن اس طرح نہیں جیسے کوئی شے کسی چیز سے نکلتی ہے پاک ہے وہ ذات جو ایسی ہے اور شے اس کا ایسا نہیں ہر شے کا ابتداء ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا کہ میں نے ایک قوم سے مناظرہ کیا اور کہا کہ اللہ بزرگ تر ہے اس سے کہ اس کے اسماء و صفات کو پہچانا جائے مخلوق کے قیاس پر بلکہ اس کے مخصوص بندگی اس کی معرفت رکھتے ہیں فرمایا تم ہر مدت خدا ہو۔

## باب چہارم (۴)

### ادنیٰ معرفت

۱۔ (بَابُ أَدْنَى الْمَعْرِفَةِ)

۱۔ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ الْعَلَوِيِّ؛ وَعَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُخْتَارِ الْهَمْدَانِيِّ جَمْعًا، عَنِ الْقَنْجِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: سَأَلْتُ عَنْ أَدْنَى الْمَعْرِفَةِ فَقَالَ: الْإِقْرَارُ بِأَنَّهُ لَا إِلَهَ غَيْرُهُ وَلَا شَيْءَ لَهُ وَلَا نَظِيرَ وَأَنَّهُ قَدِيمٌ مُنْبَتٌ، مُوجُودٌ غَيْرُ مُقَدِّمٍ وَأَنَّهُ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ.

۱۔ امام علی نقی علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ ادنیٰ معرفت کیا ہے۔ فرمایا اقرار کرنا کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں



نہ کوئی اس کی نظیر جو مثل و مانند اور وہ تدبیر اور ثابت الوجود اور موجود ہے اور فنا ہونے والا نہیں ہے اور اس کی مثل کوئی شے نہیں۔

۲۔ عَلِيُّ بْنُ نَكَّاهٍ، عَنْ سَهْلٍ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ طَاهِرِ بْنِ خَاتِمٍ فِي حَالِ اسْتِفَامَتِهِ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى الرَّجُلِ مَا الْهَدَى لِيُجَنِّزَهُ فِي مَعْرِفَةِ الْخَالِقِ بِدُونِهِ؛ فَكَتَبَ إِلَيْهِ: لَمْ يَزَلْ عَالِمًا وَسَامِعًا وَبَصِيرًا هُوَ الْفَعَالُ لِمَا يَرِيدُ. وَسُئِلَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام عَنْ الَّذِي لِيُجَنِّزَهُ بِدُونِ ذَلِكَ مِنْ مَعْرِفَةِ الْخَالِقِ فَقَالَ: لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَلَا يُشَبَّهُهُ شَيْءٌ لَمْ يَزَلْ عَالِمًا سَمِعًا بَصِيرًا.

۲۔ طاہر بن خاتم سے مروی ہے اس نے آئمہ کے بارے میں غلو سے باز آنے کے بعد امام رضا علیہ السلام کو لکھا۔ وہ کیا ہے جس کے بتیسرے معرفت خالق کافی نہیں حضرت نے لکھا۔ اس کا اقرار کہ وہ ہمیشہ عالم ہے سميع ہے بصیر ہے اور حواس اور کرتا ہے اس کا پورا کرنے والا ہے اور امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی نے پوچھا وہ کیا ہے جس کے بغیر معرفت کافی نہیں ہے۔ فرمایا۔ اس کا اقرار کہ اس کی مثل کوئی شے نہیں۔ اور نہ اس سے ملتی ملتی کوئی شے ہے، اور یہ کہ ہمیشہ سے سمیع و بصیر ہے۔

۳۔ مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ يُونُسَ بْنِ بَشَّاحٍ، عَنْ سَهْبِ بْنِ عَمِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام يَقُولُ: إِنْ أَمَرَ اللَّهُ كُلَّهُ عَجِيبٌ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ احْتَجَّ عَلَيْكُمْ بِمَا قَدَّرَ فَعَلَمُكُمْ مِنْ تَدْبِيرِهِ.

۳۔ ابراہیم بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سنا کہ انھوں نے فرمایا۔ خدا کا ہر ایک امر عجیب ہے لیکن اس نے تم پر حجت تمام کی ہے اسی چیز سے جس سے اس نے اپنی ذات کا تعارف تم سے کرایا ہے۔



# باب پنجم (۵)

## باب المعبود

### (بَابُ الْمَعْبُودِ)

۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ ثَمَّانِ بْنِ عِثْمَانَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ ابْنِ رِثَابٍ وَ عَنْ غَيْرٍ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ : مَنْ عَبْدَ اللَّهِ بِالْتَّوَهُمِ فَقَدْ كَفَرَ وَ مَنْ عَبْدَ الْإِسْمِ دُونَ الْمَعْنَى فَقَدْ كَفَرَ وَ مَنْ عَبْدَ الْإِسْمِ وَالْمَعْنَى فَقَدْ أَشْرَكَ وَ مَنْ عَبْدَ الْمَعْنَى بِإِفْجَاعِ الْأَسْمَاءِ عَلَيْهِ بِصِفَاتِهِ النَّبِيِّ وَصَفَ بِهَا نَفْسَهُ فَقَدْ عَلَيَهُ قَلْبُهُ وَ نَطَقَ بِلِسَانِهِ فِي سِرَائِرِهِ وَ عَلَانِيَتِهِ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام حَقًّا . وَ فِي حَدِيثٍ آخَرَ : أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا .

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جس نے ذات باری کی عبادت توہم سے کی۔ اس نے کفر کیا۔ (یعنی جس نے یہ خیال کیا کہ اس کا کوئی نام اس کی فرد حقیقی ہے۔ جیسے کوئی اس کو صاحب جسم یا قابل رویت جسلے) اور جس نے معنی کو چھوڑ کر صرف نام کو پوجا وہ بھی کافر ہوا۔ یعنی جس نے یہ سمجھا کہ کوئی اسماء الہی سے معنی مشتمل نہیں ہے جس نے اسم و معنی دونوں کی عبادت کی اس نے شرک کیا۔ یعنی جو اسماء کوئی نفسہ خارج میں موجود سمجھتا ہے۔ جیسے اشاعرہ پس اس نے اسم و معنی دونوں کی عبادت کی اور جس نے اس کی اس اعتقاد سے عبادت کی کہ اس کے نام ان صفاتوں کے ساتھ ہیں جن کا وصف اس نے خود بیان کیا ہے اور اس عقیدے کو اپنے دل میں جگہ دی اور زبان سے ناطق ہوا۔ اس کے خفیہ اور علانیہ امیر ہیں۔ وہ سچے اصحاب امیر المؤمنین ہیں ایک روایت میں ہے سچے مومن ہیں۔

۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام، عَنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ وَاشْتِقَاقِهَا، اللَّهُ يَمَّا هُوَ مُشْتَقٌّ؟ قَالَ : فَقَالَ لِي : يَا هِشَامُ ! اللَّهُ مُشْتَقٌّ مِنْ إِلَهٍ وَ الْإِلَهِ يُقْتَضَى مَا لَوْهَا وَ الْإِسْمُ غَيْرُ الْمُسَمَّى، فَمَنْ عَبْدَ الْإِسْمِ دُونَ الْمَعْنَى فَقَدْ كَفَرَ وَلَمْ يَبْقُدْ شَيْئًا وَ مَنْ



عَبْدَ الْإِسْمِ وَالْمَعْنَى فَقَدْ كَفَرَ وَعَبْدُ النَّبِيِّ وَمَنْ عَبَدَ الْمَعْنَى دُونَ الْإِسْمِ فَذَاكَ التَّوْحِيدُ أَقْبَمَتْ  
يَا هِشَامُ، قَالَ فَقُلْتُ زِدْنِي قَالَ إِنَّ لِلَّهِ سَعَةً وَسَمِينَ أَسْمَاءَ فَلَوْ كَانَ الْإِسْمُ هُوَ الْمُسَمَّى لَكَانَ كُلُّ  
إِسْمٍ مِنْهَا إِلَهًا وَلَكِنَّ اللَّهَ مَعْنَى يُدَلُّ عَلَيْهِ بِهَذِهِ الْأَسْمَاءِ وَكُلُّهَا عِزَّةٌ يَا هِشَامُ الْخُبْرُ اسْمٌ لِلْمَا كُولِ  
وَالْمَاءِ اسْمٌ لِلْمَشْرُوبِ وَالثَّوْبُ اسْمٌ لِلْمَلْبُوسِ وَالنَّارُ اسْمٌ لِلْمُحَرَّقِ أَقْبَمَتْ يَا هِشَامُ فَهَمَّا تَدْفَعُ  
بِهِ وَتُنَاصِلُ بِهِ أَعْدَاءَهُ وَالْمُتَخَذِينَ مَعَ اللَّهِ جَلَّ وَعَزَّ عِزَّةً قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَقَالَ : نَفَعَكَ اللَّهُ  
بِهِ وَتَبَتَّكَ يَا هِشَامُ ، قَالَ هِشَامُ قَوْلَ اللَّهِ مَا قَهَرَنِي أَحَدٌ فِي التَّوْحِيدِ حَتَّى قُمْتُ مَعَايِمِ هَذَا .

۲۔ ہشام بن الحکم نے سوال کیا امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسما کیلئے شتقاق کے متعلق اور یہ کہ لفظ  
اللہ کس سے مشتق ہے فرمایا وہ مشتق ہے لفظ اللہ سے اور وہ مقتضی ما و ص ہے اور یہ اسم غیر مسمی ہے پس جس نے  
معنی کو بھیو ثا اسم کی عبادت کی اس نے کفر کیا اور کسی کی بھی عبادت نہ کی۔ اور جس نے اسم و معنی دونوں کی عبادت کی۔ اس  
نے کفر کیا اور دونوں کی عبادت کی اور جس نے معنی کی عبادت کی نہ کہ اسم کا تو یہ توحید ہے۔

حضرت نے فرمایا اسے ہشام تم سمجھ گئے میں نے کہا کچھ اور زیادہ واضح کیجئے فرمایا خدا کے ننانوے نام ہیں پس  
اگر ہر اسم مسمی بن جائے تو ان میں سے ہر نام ایک معبود بن جائے گا۔ لیکن لفظ اللہ سے مراد وہ معنی ہیں جس کی طرف یہ  
تمام اسماء دلالت کرتے ہیں وہ۔ ب۔ اس کے بغیر ہیں، لے ہشام روٹی ایک خوردنی چیز کا نام ہے خود وہ چیز نہیں،  
پانی نوشیدنی ایک چیز ہے۔ کپڑا پہنے کی چیز ہے۔ آگ جلانے والی ایک چیز کا نام ہے یہ نام خود وہ شے نہیں بلکہ اس کو  
بتلانے والے ہیں اسے ہشام اب تو سمجھ گئے۔ اب تم ہمارے دشمنوں کے اعتراضات کو دفع کر سکتے ہو۔ خدا کے سوا غیر کو معبود  
بنانے والوں کو راہ حق دکھا سکتے ہو میں نے کہا ہنسیک۔ فرمایا خدا تم کو ان دلائل سے نفع پہنچائے اور ہر معرکہ میں تمہیں ثابت  
قدم رکھے۔ ہشام نے کہا۔ واللہ اس کے بعد مسئلہ توحید میں کوئی مجھ پر غالب نہ آیا اور میں اپنے مقام پر ثابت قدم رہا۔

۳۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مَقْرُوفٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَجْرَانَ قَالَ :  
كُنْتُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام أَوْقُلْتُ لَهُ : جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ نَعْبُدُ الرَّحْمَنَ الرَّجِيمَ الْوَاحِدَ الْأَحَدَ  
الصَّمَدَ قَالَ فَقَالَ : إِنَّ مَنْ عَبَدَ الْإِسْمَ دُونَ الْمُسَمَّى بِالْأَسْمَاءِ فَقَدْ أَشْرَكَ وَكَفَرَ وَجَدَّ وَلَمْ يَعْبُدِ



شَيْئًا بَلَىٰ اَعْبُدَاللّٰهَ الْوَاحِدَ الْاَحَدَ الصَّمَدَ الْمُسْتَمْسِكُ بِهَيْبِهِ الْاَسْمَاءُ دُونَ الْاَسْمَاءِ ، اِنَّ الْاَسْمَاءَ صِفَاتٌ وَصَفَ بِهَا نَفْسُ

۳۔ عبدالرحمن بن ابی بھران نے کہا۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو لکھا میں آپ پر فدا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ہم عبادت کرتے ہیں یحییٰ ورحیم وواحد، واحد وسمد کی، فرمایا جس نے مسمیٰ کو چھوڑ کر کسی نام کی عبادت کی اس نے شرک و کفر کیا اور کسی چیز کی عبادت نہ کی۔ میں عبادت کرتا ہوں خدا کے واحد، واحد وسمد کی۔ جو نام رکھا گیا ہے بن اسامیٰ سے یہ اسامیٰ توصفات ہیں۔ جن سے اس نے اپنا وصف بیان کیا ہے۔

## باب ششم (۶)

### باب الکنون والمکان

#### (بَابُ الْكُنُونِ وَالْمَكَانِ)

۱۔ تَعْمِدُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ جَعْفَرٍ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَعْبُودٍ ، عَنْ أَبِي حَمْرَةَ قَالَ : سَأَلَ نَافِعُ بْنُ الْأَزْدِ أَبَا جَعْفَرٍ ؑ فَقَالَ : أَخْبِرْنِي عَنْ اللَّهِ مَعْنَى كُنْ ؟ فَقَالَ : مَعْنَى لَمْ يَكُنْ حَتَّى أُخْبِرَكَ مَعْنَى كُنْ ؛ سُبْحَانَ مَنْ لَمْ يَزَلْ وَلَا يَزَالُ قَرْدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا .

۱۔ نافع نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا مجھ بتائیے۔ خدا کب سے ہے۔ فرمایا۔ وہ کب نہ تھا کہ میں بتاؤں کہ وہ کب سے ہے پاک ہے وہ ذات جو ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ وہ کیلا ہے بے نیاز ہے نہ اس کے بی بی ہے نہ بچے۔

۲۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ جَعْفَرٍ بْنِ خَالِدٍ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي تَعْمِرٍ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا ؑ مِنْ دَرَاءٍ نَهْرٍ بَلِيغٍ فَقَالَ : إِنِّي أَسْأَلُكَ عَنْ مَسْأَلَةٍ فَإِنْ أَجَبْتَنِي فِيهَا بِمَا عِنْدِي قُلْتُ بِإِمَامَتِكَ . فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ ؑ : سَلْ عَمَّا شِئْتَ فَقَالَ : أَخْبِرْنِي عَنْ رَبِّكَ مَعْنَى كُنْ ؟



و کَيْفَ كَانَ؟ وَ عَلَى أَيْ شَيْءٍ كَانَ اعْتِمَادُهُ؟ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى أَيْتَنَ الْأَيْتَنَ بِأَلَا أَيْتَنَ وَ كَيْفَ الْكَيْفَ بِأَلَا كَيْفَ وَ كَانَ اعْتِمَادُهُ عَلَى قُدْرَتِهِ، فَقَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَبَّلَ رَأْسَهُ وَ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ أَنْ عَلِيًّا وَ صِغْرِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَ الْقِيَمُ بَعْنَهُمَا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَ أَنْتُمْ الْأَيْتَةُ الصَّادِقُونَ وَ أَنْتَ الْخَلْفُ مِنْ بَعْدِهِمْ.

۲۔ ایک شخص امام رضا علیہ السلام کے پاس آیا۔ دراز نہر میں سے اور کہنے لگا میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں اگر آپ نے جواب دے دیا تو میں آپ کی امامت کا معتقد ہو جاؤں گا فرمایا جو چاہے پوچھ لے اس نے کہا کہ یہ بتائیے کہ آپ کا رب کب سے ہے اور کیسا ہے اور کس چیز پر سہارا کئے ہوئے ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اس نے ہر جگہ دیکھ کر کہہ دیا بنایا۔ اس کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ وہ کیفیتوں کا پیدا کرنے والا ہے خود صاحب کیفیت نہیں۔ اس کا اعتماد اپنی قدرت پر ہے یہ سن کر وہ شخص اٹھا اور حضرت کے سر کو بوسہ دیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد رسول ہیں اور علی وصی رسول ہیں اور رسول اللہ کو جس ماہ پر قائم کیا تھا قائم ہیں اور آپ لوگ سچے امام ہیں اور آپ میں کے صیح جانشین ہیں۔

۳۔ تَعْمَدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ قَهْوَرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْرَةَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لَهُ: أَخْبِرْنِي عَنْ رَبِّكَ مَنْ كَانَ؟ فَقَالَ: وَبِكَ إِنَّمَا يُقَالُ لَيْسَ لَكَ بَكُنْ: مَنْ كَانَ؟ إِنَّ رَبِّي تَبَارَكَ وَ تَعَالَى كَانَ وَ لَمْ يَزَلْ حَيًّا بِأَلَا كَيْفَ وَ لَمْ يَكُنْ لَهُ كَلَنَ، وَ لَاحَنَ لِكُونِهِ كَوْنٌ كَيْفَ وَ لَاحَنَ لَهُ أَيْتَنَ وَ لَاحَنَ فِي شَيْءٍ وَ لَاحَنَ عَلَى شَيْءٍ وَ لَا ابْتَدَعَ لِمَكَانِهِ مَكَانًا وَ لَا قُوِيَ بَعْدَ مَا كَوْنَ الْأَشْيَاءُ وَ لَاحَنَ ضَعِيفًا قَبْلَ أَنْ يَكُونَ شَيْئًا وَ لَا كَانَ مُسْتَوْحِشًا قَبْلَ أَنْ يَتَدَوَّعَ شَيْئًا وَ لَا يُشْبِهَ شَيْئًا مَذْكَورًا وَ لَا كَانَ خَلُوعًا مِنْ الْمَلِكِ قَبْلَ أَنْ يَنْشَأَ وَ لَا يَكُونَ مِنْهُ خَلُوعًا بَعْدَ ذَهَابِهِ، لَمْ يَزَلْ حَيًّا بِأَلَا حَيًّا وَ مَلِكًا قَادِرًا قَبْلَ أَنْ يُنْشَأَ شَيْئًا وَ مَلِكًا خَبِيرًا بَعْدَ انْشَائِهِ لِلْكَوْنِ، فَلَيْسَ لِكُونِهِ كَيْفَ وَ لَا لَهُ أَيْتَنَ وَ لَا لَهُ حَدٌّ وَ لَا يُعْرَفُ بِشَيْءٍ يُشْبِهُهُ وَ لَا يُبْرَمُ لِطَوْلِ الْهَيَاءِ وَ لَا يُصَقُّ لَيْسَ بِهِ لِحُفْوِهِ تَسْمَقُ الْأَشْيَاءُ كُلُّهَا، كَانَ حَيًّا بِأَلَا حَيًّا وَ حَادِثَةً وَ لَا كَوْنٌ مَوْصُوفٍ وَ لَا كَيْفَ مُحَدَّدٍ وَ لَا أَيْتَنَ مَوْصُوفٍ عَلَيْهِ وَ لَا مَكَانَ خَائِرَ شَيْئًا بَلْ حَتَّى يُعْرَفَ وَ مَلِكًا لَمْ يَزَلْ لَهُ الْقُدْرَةُ وَ الْمَلِكُ انْشَأَ مَا شَاءَ حِينَ شَاءَ بِمَشِيئَتِهِ لَا يَحْدُ وَ لَا يُبْقِضُ وَ لَا يُفْنِي، كَانَ أَوْ لَا بِأَلَا



كَيْفَ يَكُونُ آخِرًا بِالْأَيِّنِ كُلُّ شَيْءٍ بِهَالِكٍ إِلَّا وَجْهَهُ، لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ.  
وَبَلَّغْ أَتْبَهَا السَّائِلُ إِنَّ رَبِّي لَا تَغْشَاهُ الْأَوْهَامُ وَلَا تَنْزِلُ بِهِ الشُّبُهَاتُ وَلَا يَخْذُلُ مِنْ شَيْءٍ وَلَا  
يُجَاوِزُهُ شَيْءٌ وَلَا تَنْزِيلُ بِهِ إِلَّا خُذَاتٌ وَلَا يُسْأَلُ عَنْ شَيْءٍ وَلَا يَنْتَمُ عَلَى شَيْءٍ وَلَا تَأْخُذُهُ رِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ  
مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَى

۳۔ ابو بصیر سے مروی ہے کہ ایک شخص محمد باقر علیہ السلام کے پاس آیا اور کہہ ساجھے بتا ہے آپ کا رب کب سے ہے۔ فرمایا وائے ہو تجھ پر وہ کب نہ تھا میرا رب ہے اللہ ہمیشہ رہے گا۔ وہ بغیر کسی کیفیت کے زندہ ہے اور اس کے لئے ہونا نہیں ہے۔ وہ ہر کیفیت کا پیدا کر سکتا ہے اس کے لئے کوئی جگہ نہیں نہ وہ کسی شے میں ہے نہ وہ کسی شے پر ہے نہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے نہ وہ قوی اشیا کو پیدا کرنے کے بعد اور نہ کسی شے کو پیدا کرنے کے بعد کمزور ہوا۔ نہ وہ کسی شے کو پیدا کرنے سے پہلے گھبرا ہوا تھا اور نہ مذکورہ اشیا میں سے کسی چیز کے مشابہ ہے نہ وہ پیدا کرنے سے پہلے اپنے ملک سے الگ تھا اور نہ ان کے ذوال کے بعد وہ اپنی حکومت سے الگ ہوا۔ بغیر حیات کے تعلق کے وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور صاحب قدرت حکم رہا۔ قبل اس کے کہ وہ کسی چیز کو پیدا کرے اور پیدا کرنے سے پہلے بھی وہ ملک جبار رہا۔ اس کے لئے نہ کوئی کیفیت ہے نہ جگہ ہے نہ جود ہے اور اپنی مشابہ چیز سے نہیں پہچانا جاتا اور نہ طول بقا سے وہ بڑھا ہوتا ہے۔ وہ مضطرب نہیں ہوتا کسی چیز سے بلکہ تمام مخلوق اس کے خوف سے مضطرب ہوتی ہے وہ حسی ہے۔ لیکن حیات اس میں پیدا نہیں ہوتی اور نہ وہ ہونے سے موصوف ہے اور نہ کسی کیفیت میں محدود ہے اور نہ کسی جگہ ٹھہرا ہوا ہے اور نہ وہ کوئی جگہ ہے کسی چیز کو جگہ دے۔ وہ حسی ہے جس کی معرفت حاصل کی جاتی ہے وہ ہمیشگی کے ساتھ مالک ہے اس کی قدرت اور حکومت ہمیشہ رہنے والا ہے اس نے جو چاہا اور جیسا چاہا پیدا کیا اپنے ارادے سے نہ اس کی کوئی حد ہے نہ اس کا کوئی جود ہے نہ وہ فنا ہوا نہ اس کے بغیر کسی تغیر کے اول ہے اور بغیر کسی جگہ میں ہونے کے آخر ہے سوائے اس کی ذات کے ہر شے ہلاک ہوئی ہوتی ہے۔ خلق اور امر کا تعلق اسی سے ہے وہ ذات پاک رب العالمین ہے اس سے سائل تجھ پر میرا رب وہ ہے جس کو اوہام نہیں گھیرتے اور شبہات اس کے ساخت قدس میں داخل نہیں ہوتے، حادث کا اس سے تعلق نہیں اس سے کسی چیز کے متعلق سوال نہیں کیا جاتا۔ وہ کوئی کام کر کے نادم نہیں ہوتا نہ اسے اونگھ آئے اور نہ نیند۔ آسمانوں میں زمین میں جو ان کے درمیان ہے اور جو زمین کے نیچے ہے۔ سب اسی کا ہے۔



۴۔ عَدُوٌّ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَبِيْنٍ خَالِيهِ، عَنْ أَبِيهِ رَفَعَهُ قَالَ: اجْتَمَعَتِ الْيَهُودُ إِلَى رَأْسِ الْجَالُوتِ فَقَالُوا لَهُ: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ عَالِمٌ بِمَعْنُونِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام، فَانْطَلِقْ بِنَا إِلَيْهِ نَسْأَلُ قَاتِلَهُ فَقِيلَ لَهُمْ: هُوَ فِي الْقَصْرِ فَانْتَظِرُوهُ حَتَّى خَرَجَ، فَقَالَ لَهُ رَأْسُ الْجَالُوتِ: جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ فَقَالَ: سَلْ يَا يَهُودِيٌّ عَمَّا بِهَذَاكَ، فَقَالَ: أَسْأَلُكَ عَنْ رَبِّكَ مَنْ كَانَ؟ فَقَالَ: كُنْ بِلا كَيْفِيَّةٍ كُنْ بِلا كَيْفٍ كُنْ لَمْ يَزَلْ بِلا كَيْفٍ وَ بِلا كَيْفٍ كُنْ لَيْسَ لَهُ قَبْلٌ، هُوَ قَبْلَ الْقَبْلِ بِلا قَبْلِ وَلَا غَايَةَ وَلَا مُنْتَهَى انْقَطَعَتْ عَنْهُ الْغَايَةُ وَهُوَ غَايَةُ كُلِّ غَايَةٍ، فَقَالَ رَأْسُ الْجَالُوتِ: امْضُوا بِنَا فَهُوَ أَعْلَمُ مِمَّا يُقَالُ فِيهِ.

۵۔ کچھ یہودی راس الجالوت کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ یہ شخص (امیر المؤمنین) عالم ہے ہمارے ساتھ ان کے پاس چلو تاکہ ان سے سوال کریں۔ پس وہ آئے۔ ان سے کہا گیا حضرت قاضی ہیں جب آپ برآمد ہوئے تو راس الجالوت نے کہا ہم آپ سے سوال کرتے ہیں فرمایا۔ جو چاہو پوچھو۔ اس نے کہا میں آپ کے رب کے متعلق پوچھتا ہوں کہ وہ کب سے ہے۔ فرمایا اس کے ہونے کا ابتداء نہیں، نہ اس کے لئے کوئی کیفیت ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے بغیر کسی مدت اور کیفیت کے وہ ہے اور اس کے قبل کوئی نہیں اور پہلے سے پہلے اس کی کوئی حد و انتہا نہیں، انتہا اس متعلق ہی اس سے نہیں، وہ ہر انتہا کی انتہا ہے۔ اس الجالوت نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ چلو یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کے بڑے عالم ہیں۔

۵۔ وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَبِيْنٍ أَبِي نَسْرٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْمُؤَدَّبِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: جَاءَ جَبْرُؤِيلُ الْأَخْبَارِ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ كَانَ رَبُّكَ؟ فَقَالَ لَهُ: تَكَلَّمَكَ أَمْثُكَ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ؟ حَتَّى يُقَالَ: مَنْ كَانَ؟ كَانَ رَؤْيِي قَبْلَ الْقَبْلِ بِلا تَبَلٍّ، وَبَعْدَ الْبَعْدِ بِلا سَبَقٍ وَلَا غَايَةَ وَلَا مُنْتَهَى لِغَايَتِهِ انْقَطَعَتْ الْغَايَاتُ عَنْهُ فَهُوَ مُنْتَهَى كُلِّ غَايَةٍ، فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفَنَسِي أَنْتَ؟ فَقَالَ: وَبَلَّكَ إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ مِنْ عِبِيدِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله، وَ رُؤْيِي أَنَّهُ سُئِلَ عليه السلام: أَيْنَ كَانَ رَبُّنَا نَبَلْ أَنْ يَخْلُقَ سَمَاءً وَ أَرْضاً؟ فَقَالَ عليه السلام: أَيْنَ سُؤَالٌ عَنْ مَكْنٍ، وَ كَانَ اللَّهُ وَ لَا مَكْنٌ.

۶۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہودیوں کا ایک عالم امیر المؤمنین علیہ السلام کے پاس آیا اور



کہنے لگا یہ بتائیے کہ آپ کا رب کب سے ہے فرمایا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے۔ وہ کب نہ تھا کہ یہ کہا جلتے کہ وہ کب سے ہے وہ ہر شخص سے پہلے ہے اس سے پہلے کچھ نہیں وہ ہر شے کے بعد ہے اس کے بعد کوئی نہیں اس کے لئے انتہا نہیں اس لئے کہا کیا آپ نبی ہیں فرمایا وائے ہو تجھ پر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فلاسوں میں سے ایک فلاسہ ہوں۔

ایک دعایت میں ہے کہ حضرت سے ہو چا گیا۔ ہمارا رب کہاں تھا۔ زمین و آسمان کو پیدا کرنے سے پہلے فرمایا یہ سوال مکان سے ہے اور خدا کے لئے مکان نہیں

۱۔ عَلِيُّ بْنُ قَتَوٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ ، عَنْ قَتَوِ بْنِ يَحْيَى ، عَنْ قَتَوِ بْنِ سَاقَةَ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ : قَالَ رَأْسُ الْجَالُوتِ لِلْيَهُودِ : إِنَّ الْمُسْلِمِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّ مَلِيًّا مِنْ أَجْدَلِ النَّاسِ وَ أَعْلَمِهِمْ أَذْهَبُوا بِنَا إِلَيْهِ لَمَلِكِي أَسْأَلُهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ وَ أَوْحِطُهُ فِيهَا فَأَتَانَا فَقَالَ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ! إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ مَسْأَلَةٍ قَالَ : سَلْ عَسَا وَنُتِ ، قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ كُنْ رَبُّنَا ؟ قَالَ لَهُ : يَا يَهُودِي ! إِنَّمَا يُقَالُ : مَنْ كُنْ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ ، فَكُنْ مَنْ كُنْ هُوَ كَلْبٌ لَا كَنْبُوتِيَّةٌ كَلْبٌ ، كَانَ لَا كَنْبٍ يَكُونُ ، بَلَى يَا يَهُودِي ! ثُمَّ بَلَى يَا يَهُودِي ! كَيْفَ يَكُونُ لَقَبُ ؟ هُوَ قَبْلَ الْقَبْلِ بِالْغَايَةِ وَلَا مُنْتَهَى غَايَةٍ وَلَا غَايَةَ إِلَيْهَا انْقَطَعَتِ الْغَايَاتُ عَنْهُ ، هُوَ غَايَةُ كُلِّ غَايَةٍ فَقَالَ : أَشْهَدُكَ رَبِّكَ الْحَقُّ وَأَنْ مَا خَالَفَهُ بِالْإِطْلُ

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس ہمارے نبی نے کہا کہ مسلمانوں کا خیال ہے کہ حضرت علی معارف یقینیہ کے سب سے بڑے جاننے والے ہیں میرے ساتھ ان کے پاس چلو تاکہ میں ایک سوال یہ کروں کہ ان کی خطا ظاہر ہو جائے اس نے امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا میں آپ سے ایک سوال کا جواب چاہتا ہوں فرمایا جو چاہے پوچھو اس نے کہا یہ بتائیے کہ ہمارا رب کب سے ہے فرمایا کب سے ہونا تو اس کے لئے کہا جلتے گا جو پہلے نہ ہو۔ وہ تو ہمیشہ سے ہے اس لئے کوئی وقت اور زمانہ نہیں وہ بغیر کسی کیفیت کے ہے۔ ہاں۔ ہاں۔ اے یہودی۔ اس سے پہلے کایا تعلق۔ جو قبل سے قبل ہو بغیر کسی انتہا کے اس کے لئے تو خدا انتہا ہے ہی نہیں۔ تمام حدیں اس کے ساحت جلال تک پہنچ کر ختم ہو جاتی ہیں وہ ہر انتہا کی انتہا ہے یہ سن کر اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا دین حق ہے اور جو اس کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔



۷۔ عَلِيُّ بْنُ حَزْمَةَ، عَنْ زَادَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام: أَكُنَّ اللَّهُ وَلَا شَيْءَ؟ قَالَ نَعَمْ كُنَّ وَلَا شَيْءَ قُلْتُ: فَأَيْنَ كُنَّ يَكُونُ؟ قَالَ: وَكَانَ مَتَكِنًا فَاسْتَوَى جَالِيًا وَقَالَ: أَحَلَّتْ يَا زَادَةُ سَأَلْتُ عَنِ الْمَتَكْنِ إِذَا لَمْ تَكُنْ.

۷۔ زادہ نے کہا میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا۔ اللہ تھا اور اس کے سوا کچھ نہ تھا فرمایا ہاں کوئی چیز نہ تھی بعد کے کہا پھر وہ کہاں تھا حضرت مکہ لگائے بیٹھتے تھے پس سیدھے ہوئے اور فرمایا تو نے غلط خیال کر کے محال بات پوچھی۔ اے زادہ تو نے مکان کا سوال اس کے لئے کیا جس کے لئے مکان نہیں۔

۸۔ عَلِيُّ بْنُ قَتَادَةَ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْمُؤَمِّلِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: أَنَا جَبَرٌ مِنَ الْأَخْبَارِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! مَتَى كَانَ رَبُّكَ؟ قَالَ: وَبَلَّكَ إِنَّمَا يُقَالُ: مَتَى كُنَّ لِمَا لَمْ يَكُنْ فَأَمَّا مَا كُنَّ فَلَا يُقَالُ: مَتَى كُنَّ، كَانَ قَبْلَ الْقَبْلِ بِلاَ قَبْلِ، وَبَعْدَ الْبَعْدِ بِلاَ بَعْدٍ وَلَا مُنْهَى غَايَةٍ لِنَسْتَهِي غَايَتَهُ، فَقَالَ لَهُ: أَنْبِيَّ أَنْتَ؟ فَقَالَ: لِأَمِكَ الْهَبْلُ إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ مِنْ عَبِيدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک یہودی عالم حضرت علی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ یہ بتائیے کہ آپ کا رب کب سے ہے فرمایا دے ہو جو پر کب کا سوال تو اس کے لئے ہو گا جو پہلے نہ ہو اور جو پہلے سے ہو۔ اس کے لئے کب کیسا۔ وہ پہلے سے پہلے چاروں طرف کے بعد ہے اس کی حد اتنا نہیں وہ ہر انتہا کی انتہا ہے اس نے کہا کیا آپ نبی ہیں۔ فرمایا نہیں فرمایا تیری ماں تیرے اہم میں بیٹے میں تو غلامان محمد میں سے ایک غلام ہوں۔

## باب مضم (۷)

### باب النسب

#### (بَابُ النِّسْبَةِ)

۱۔ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ



عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّ الْيَهُودَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: انْصِبْ لَنَا رَبَّكَ فَلَيْتَ  
ثَلَاثًا لَا يُجِيبُهُمْ ثُمَّ نَزَلَتْ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، إِلَى آخِرِهَا.  
وَرَوَاهُ تَجَمُّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ.

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کچھ یہودی حضرت رسول خدا کے پاس آئے اور کہنے لگے اپنے رب کا نسب نامہ بتائیے حضرت نے تین دن تک کچھ جواب ان کو نہ دیا۔ پھر سورہ قل ہو اللہ ایک نازل ہوا۔

۲۔ تَجَمُّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، عَنْ عِيسَى، وَتَجَمُّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، عَنْ ابْنِ مَعْبُودٍ،  
عَنْ حَمَّادِ بْنِ عَمْرٍو النَّسَبِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قُلْ هُوَ اللَّهُ  
أَحَدٌ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: نِسْبَةُ اللَّهِ إِلَى خَلْقِهِ أَحَدًا مِمَّا أَرْزَلْنَا صَدِيدًا لَا يَظَلُّ لَهُ يَنْفِسُكَ  
وَهُوَ يَمُوكُ الْأَشْيَاءُ بِأَعْيُنِنَا، عَارِفٌ بِالْمَجْهُولِ، مَعْرُوفٌ عِنْدَ كُلِّ جَاهِلٍ، قَرْدَانِيَّةٌ  
لَا خَلْقَ فِيهِ وَلَا هُوَ فِي خَلْقِهِ، غَيْرَ مَحْسُوسٍ وَلَا مَجْسُوسٍ، لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ، عَلَا قَرُبٌ وَدَلَا،  
فَعَبْدٌ وَغُصْبِي، فَفَقَّرَ وَأُطْبِعَ فَشَكَرَ، لَا تَحْوِيهِ أَرْضُهُ وَلَا تَقِلُّهُ سَمَاوَاتُهُ، حَامِلُ الْأَشْيَاءِ بِقُدْرَتِهِ،  
دَيُّمُومِيٌّ أَرْزَلُنِي لِأَيْنَسِي وَلَا يَلْهُو وَلَا يَنْقَلِطُ وَلَا يَلْتَبُّ وَلَا يَرَادِيهِ قَصْلٌ وَقَصْلُهُ جَزَاءُ وَأَمْرُهُ وَاقِعٌ، لَمْ  
يَلِدْ فَيُورَثْ وَلَمْ يُولَدْ فَيُشَارَكَ وَلَمْ يَفُتْ لَهُ كُفُوءٌ أَحَدٌ.

۳۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے قل ہو اللہ احد کے متعلق سوال کیا تو فرمایا اللہ کی نسبت اس کی مخلوق سے یہ ہے کہ وہ احد و صمد ہے سایہ اس کو کچھ نہ آتا نہیں تمام اشیاء کا سایہ اس کے قبضے میں ہے وہ ہر جہوں میں ہے جاننے والا ہے اور ہر حال کا پہچاننا ہوتا ہے ایک طرف مخلوق اس کے اندر نہیں وہ جو اس سے محسوس نہیں ہوتا نہ کسی چیز کے اندر محسوس ہے نہ لگا ہوا اس کو ادا نہیں کر سکتا باد و جو بلندی کے قریب ہے اور بار و جو نزدیکی کے دور ہے نافرمانوں کو بخش دیتا ہے۔ الاموات گزاردن کا شکر گزار ہے اس کی زمین اس پر غالب نہیں آسمان کی گردش اس کو کم نہیں کرتا۔ وہ اپنی قدرت سے ہر شے کا اٹھانے والا ہے ہمیشگی والا ہے ازلی ہے نہ تو سمجھتا ہے نہ لہو لعب میں مبتلا ہے اس کے ارادہ میں فصل نہیں۔ اور اس کا فیصلہ اعمال کا بدلہ ہے اس کا ہر امر واقع ہونے والا ہے اس کا کوئی ہٹانا نہیں اس کا وارث ہو۔ وہ کسی کا بیٹا نہیں کہ اس کی دولت میں شریک ہو۔ کوئی اس کا کھوار نہ ہوسکتا۔



۲۔ تَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ غَالِبِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ التَّوْحِيدِ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلِمَ أَنَّهُ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَقْوَامٌ مُنَعِمُونَ فَأَتَى اللَّهُ تَعَالَى فَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْآيَاتُ مِنْ سُورَةِ الْحَدِيدِ إِلَى قَوْلِهِ: وَهُوَ عَلِيمٌ بِذُنُوبِ الصُّدُورِ فَمَنْ زَامَ ذَاكَ فَقَدْ هَلَكَ.

۳۔ حضرت علی بن الحسین سے توحید کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا: خدا کے علم میں یہ بات تھی کہ آخر زمان میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو خدا کے بارے میں یہودیوں، زندقوں اور فلاسفہ کی طرح سوچیں گے لہذا اس نے سورہ قل ہوا اللہ احد اور سورہ مدینہ کا تیسرا آیت لکھ کر دیکھ کر یہ سوچنے والوں کو دیکھ کر اس نے اس کے سوا دوسرا اعتقاد رکھا ہلاک ہوا۔

۴۔ تَحْمَدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ رَفَعَهُ، عَنْ عَبْدِ الْقَزِيزِ بْنِ الْمُهَنْدِي قَالَ: سَأَلْتُ الرَّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ التَّوْحِيدِ فَقَالَ: كُلُّ مَنْ قَرَأَ «قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ» وَآمَنَ بِهَا فَقَدْ عَرَفَ التَّوْحِيدَ: قُلْتُ كَيْفَ يَقْرَأُهَا؟ قَالَ: كَمَا يَقْرَأُهَا النَّاسُ وَزَادَ فِيهِ كَذَلِكَ اللَّهُ رَبِّي، كَذَلِكَ اللَّهُ رَبِّي.

۵۔ امام رضا علیہ السلام سے میرے نے دریافت کیا: توحید کے متعلق فرمایا جس نے سورہ قل ہوا اللہ احد کو پڑھا اور اس پر ایمان لایا، اس نے معرفت توحید حاصل کی۔ میں نے پوچھا اسے کیسے پڑھا جائے۔ فرمایا: جیسے لوگ پڑھتے ہیں اور سچ کہتے۔ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبِّي، كَذَلِكَ اللَّهُ رَبِّي.

## باب ہشتم (۸)

### کیفیت میں کلام کرنے کی ممانعت

#### (بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْكَلَامِ فِي الْكَيْفِيَّةِ)

۱۔ تَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَخْبُوطٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِثَابٍ، عَنْ أَبِي تَيْمِيٍّ قَالَ: قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: تَكَلَّمُوا فِي خَلْقِ اللَّهِ وَلَا تَتَكَلَّمُوا فِي اللَّهِ فَإِنَّ الْكَلَامَ فِي اللَّهِ



## لَا يُزَادُ صَاحِبُهُ إِلَّا تَعْبِيرًا

۱۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا خالق کے متعلق کلام کر۔ لیکن خدا کے بارے میں نہیں، خدا کے بارے میں کلام کرنے سے آدمی کی حیرت بڑھتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر شے کے متعلق کلام کر دوسرائے ذات ہادی کے۔

۲۔ تَعْبِيرٌ بِحَسْبِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ اللَّهَ تَعَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنْتَهَىٰ، فَإِذَا انْتَهَىٰ الْكَلَامُ إِلَى اللَّهِ فَأَمْسِكُوا.

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے، خدا فرماتا ہے تمہارے رب کی طرف انتہا ہے پس جب کلام کی انتہا رب کی طرف ہو تو خاموش ہو جاؤ۔

۳۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا نَفْسُ إِنَّ النَّاسَ لَا يَزَالُ بَيْنَهُمُ الْمَنْطِقُ حَتَّىٰ يَتَكَلَّمُوا فِي اللَّهِ فَإِذَا سَمِعْتُمْ ذَلِكَ فَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الَّذِي لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ.

۳۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگ طرح طرح کی چیزیں کہتے ہیں یہاں تک کہ وہ خدا کے بارے میں بھی کلام کرتے ہیں جب تم ایسا کلام سنو تو کہو: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وہ ایسا واحد ہے کہ کوئی شے اس کی شریک نہیں

۴۔ وَدَعُوهُ مِنَ الْأَصْحَابِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمَرَانَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ الْحَدَّادِ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا زَيْدُ إِنَّكَ وَالْخُصُومَاتِ فَإِنَّهَا تُورِثُ الشَّكَّ وَتُحْطِ الْعَمَلَ وَتُرْدِي صَاحِبَهَا وَهِيَ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِالشَّيْءِ فَلَا يَقْنُرُ لَهُ، إِنَّهُ كَانَ فِيمَا مَضَىٰ قَوْمٌ تَرَكُوا عِلْمَهُمَا وَكَلَمُوا بِدَوْلَتِهِمَا عِلْمَهُمَا كَمَا كُفُّوا حَتَّىٰ انْتَهَىٰ كَلَامُهُمْ إِلَى اللَّهِ فَتَعَبَّرُوا حَتَّىٰ أَنَّ كَانَ الرَّجُلُ لَيُسْأَلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ فَيَجِيبُ مِنْ خَلْفِهِ وَيَدْعَىٰ مِنْ خَلْفِهِ فَيَجِيبُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَىٰ: حَتَّىٰ تَاهُوا فِي الْأَرْضِ



۴۔ فرمایا، امام محمد باقر علیہ السلام نے، اے زیاد پرہیز کرو، مذہبی نزاعات سے کہ یہ شکوک کو پیدا کرنے والی چیز ہے اور صاحب نزاع کو مستحق جہنم بنا دیتی ہے اور کبھی وہ ایسا کلام کرے تا جبکہ جس کو خدا نہیں بخشے گا۔  
گزشتہ زمانوں میں ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ انھوں نے علم کو چھوڑ دیا جس کا جاننا انھیں لازم تھا اور غیر ضروری کو حاصل کیا یہاں تک کہ ان کا مباحثہ ذات باری تک پہنچا جس نے انھیں حیرت میں ڈال دیا یہاں تک کہ اگر کوئی پیچھے اس کو پکارے تو جواب آگے سے دیتے ہیں اور جب آگے سے پکارے تو پیچھے سے۔

۵۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْقَمِيَّاحِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام يَقُولُ: مَنْ نَظَرَ فِي اللَّهِ كَيْفَ هُوَ هَلَكَ.  
۵۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جس نے اللہ کی کیفیت پر غور کیا وہ ہلاک ہوا۔

۶۔ مُحَمَّدُ بْنُ بَحْمٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيْسَى، عَنْ ابْنِ قَسَّالٍ، عَنْ ابْنِ بَكْتَرٍ، عَنْ زُرَّادَةَ بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: إِنَّ مَلَكًا عَظِيمَ الشَّانِ كَانَ فِي مَجْلِسٍ لَهُ فَنَادَى الرَّبَّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَقَعِدَ فَمَا يَنْدَى أَيْنَ هُوَ.

۶۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ ایک عظیم المرتبت فرشتہ خدا کے بارے میں غور کرنے لگا پس وہ پستہ نہ جلا سکا کہ خدا کہاں ہے یعنی آدمی کا کیا ذکر فرشتہ کو بھی حقیقت باری تعالیٰ کا علم نہیں۔

۷۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنِ الْقَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: إِنَّا كُنَّا وَالتَّفَكُّرَ فِي اللَّهِ وَلَكِنْ إِذَا أُنْتُمْ أَنْ تَنْظُرُوا إِلَى عَظَمَتِهِ فَانْظُرُوا إِلَى عَظِيمِ خَلْقِهِ.

۷۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ خدا کے بارے میں تفکر سے بچو لیکن اگر تم چاہتے ہو کہ اس کی عظمت پر غور کرو تو اس کی عظیم مخلوق کو دیکھو۔



۸۔ تَحْدِثُ أَبِی عَبْدِ اللَّهِ رَفَعَهُ قَالَ : قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : يَا ابْنَ آدَمَ ! لَوْ أَكَلَ قَلْبُكَ طَائِرٌ لَمْ يَشْفَعْهُ وَبَصْرُكَ لَوْ دُضِعَ عَلَيْهِ حَزَقُ إِبْرَةٍ لَفُطِمَ تَرِيدُ أَنْ تَعْرِفَ بِهِمَا مَلَكَوَتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ؛ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَهِنَّهُ الشَّمْسُ خَلِقَ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ فَإِنْ قَدَدْتَ أَنْ تَمْلَأَ عَيْنَيْكَ مِنْهَا فَهُوَ كَمَا تَقُولُ

۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے ابن آدم اگر ایک طائر تیرے قلب کو کھالے تو اس کا بیٹ نہ بھرے گا اور اگر ایک سوئی کا ناک تیری آنکھ پر رکھ دیا جائے تو وہ اس کو ڈھانپ لے گا تو کیا ان دونوں چیزوں سے نظام سموات والارض کو جاننا چاہتا ہے اگر تو اس ارادہ میں ہے تو سورج اسکی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے اگر تیری آنکھوں میں طاق ہے تو ذرا نظر کر دیکھ لے تو معلوم ہو کہ جیسا کہ کہتا ہے ویسا ہی ہے۔

۹۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنِ الْيَعْقُوبِيِّ ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَلَى مَوْلَى آلِ سَامٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : قَالَ : إِنْ يَهُودِيًّا يُقَالُ لَهُ : سَبِّحْ خَلَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! حَيْثُ أَسْأَلُكَ عَنْ رَبِّكَ ، فَإِنْ أَتَيْتَنِي عَمَّا أَسْأَلُكَ عَنْهُ وَإِلَّا رَجَعْتُ قَالَ : سَلْ عَمَّا شِئْتَ ، قَالَ : أَتَيْنَ رَبِّكَ ؟ قَالَ : هُوَ فِي كُلِّ مَكَانٍ وَ لَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْمَكَانِ الْمَحْدُودِ ، قَالَ : وَ كَيْفَ هُوَ ؟ قَالَ : وَ كَيْفَ أَصِفُ رَبِّي بِالْكَيْفِ وَالْكَيْفُ مَخْلُوقٌ وَاللَّهُ لَا يُوصَفُ بِخَلْقِهِ ، قَالَ فَمِنْ أَيْنَ يُعْلَمُ أَنَّكَ نَبِيُّ اللَّهِ ؟ قَالَ : فَمَا بَقِيَ حَوْلَهُ حَجَرٌ وَلَا غَيْرُ ذَلِكَ إِلَّا تَكَلَّمَ بِلسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ : يَا سَبِّحْ ! إِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ سَبِّحْ : مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ أَمْرًا أَتَيْنَ مِنْ هَذَا ، ثُمَّ قَالَ : أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ

۹۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک یہودی رنجت مند نے حضرت رسول خدا کی خدمت میں آیا اور کہا میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں اگر آپ نے جواب دیا تو ٹھیک سب سے دینے واپس چلا جاؤں گا فرمایا جو چاہے پوچھ۔ اس نے کہا کہ یہ بتائیے آپ کا رب کہاں ہے فرمایا ہر جگہ ہے کسی مکان میں محدود نہیں۔ پوچھا پھر وہ کس حال میں ہے۔ فرمایا۔ میں اپنے رب کی کیفیت کیوں کرتا ہوں۔ کیفیت تو اس کی مخلوق ہے اور مخلوق کے وصف سے



اس کی تعریف نہیں، ہو سکتی اس نے کہا پھر کیسے پتر چلے کر آپ اللہ کے نبی ہیں۔ پس کوئی حجر یا مندر ایسا باقی نہ رہا جس نے صاف عربی میں یہ نہ کہا ہو۔ اے سبعت یہ سولی اللہ نہیں یہ سن کر سبحت نے کہا۔ میں نے آج سے زیادہ اس معاملہ میں واضح تر اور کوئی دن نہیں دیکھا۔ پھر اس نے توحید باری تعالیٰ اور آنحضرت صلعم کی رسالت کی گواہی دی۔

۱۰۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ ، عَنْ عَبْدِ بْنِ يَحْيَى الْخَنَفِيِّ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمِيرَةَ الْقَعْبَرِيِّ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام عَنْ شَيْءٍ مِنَ الصِّفَةِ فَرَفَعَ يَدَهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ : تَعَالَى الْجَبَّارُ ، تَعَالَى الْجَبَّارُ ، مَنْ تَعَالَى مَا تَمَّ هَلَكُ .

۱۰۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے صفت باری تعالیٰ کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا۔ بلند مرتبت ہے خدا۔ بلند مرتبت ہے خدا جس نے اس کی کہنہ ذات کو معلوم کرنا چاہا تو وہ ہلاک ہوا۔

## باب نہم (۹)

### ابطال رویت

(بَابُ فِي إِبْطَالِ الرُّوْيَةِ)

۱۔ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي النَّاسِمِ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ : كُنْتُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام أَسْأَلُهُ كَيْفَ يَعْبُدُ الرَّبَّ وَهُوَ لَا يَرَاهُ؟ فَوَقَعَ عليه السلام : يَا أَبَا يُونُسَ جَلَّ سِتْرُكَ وَمَوْلَايَ وَالْمُنِمْ عَلَيَّ وَعَلَى آبَائِي أَنْ يَرَى ، قَالَ : وَسَأَلْتُهُ : هَلْ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم رَبَّهُ؟ فَوَقَعَ عليه السلام : إِنْ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَرَى رَسُولَهُ بِقَلْبِهِ مِنْ نُورٍ عَظِيمٍ مَا أَحَبَّ

۱۔ ابوالیوسف سے مروی ہے کہ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو لکھا کہ جب بندہ نے اپنے رب کو دیکھا ہی نہیں تو وہ اس کی عبادت کیسے کرے۔ آپ نے جواب میں لکھا۔ اے ابوالیوسف میرا سردار، میرا مولا، میرا آقا میرا نعم بالا تر ہے اس سے کہ دیکھا جائے۔ میں نے پوچھا کیا معراج میں حضرت رسول خدا نے اپنے رب کو دیکھا تھا



آپ نے جواب میں لکھا کہ خدا نے دکھایا قلب رسول کو اپنے نورِ علمت سے جتنا چاہا۔

۲۔ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ سَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى قَالَ: سَأَلَنِي أَبُو قُرَّةَ الْمَحْدُونُ أَنْ أُدْخِلَهُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاسْتَأْذَنَنِي فِي ذَلِكَ فَأَذِنَ لِي فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَالْأَحْكَامِ حَتَّى بَلَغَ سُؤَالُهُ إِلَى التَّوْحِيدِ فَقَالَ أَبُو قُرَّةَ: إِنَّا رَوَيْنَا أَنَّ اللَّهَ قَسَمَ الرُّبُوبِيَّةَ وَالْكَلَامَ بَيْنَ نَبِيِّنَ فَقَسَمَ الْكَلَامَ لِمُوسَى وَلِمُحَمَّدٍ الرَّبُّوبِيَّةَ، فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فَمَنْ الْمُبْلَغُ عَنْ اللَّهِ إِلَى الثَّقَلَيْنِ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ؟ وَلَا تُنْذِرُكَ الْأَبْصَارُ وَلَا يُجِيطُونَ بِعِلْمِنَا. وَلَيْسَ كَيْفِيَّةُ شَيْءٍ بِالنَّسْخِ لِمَا فِيهِ مِنْ شَيْءٍ قَالَ: بَلَى؛ فَإِنَّهُ كَيْفَ يَجِيءُ رَجُلٌ إِلَى الْخَلْقِ جَمِيعًا فَيُخْبِرُهُمْ أَنَّهُ مُجَاهِدٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَأَنَّهُ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ بِأَمْرِ اللَّهِ فَيَقُولُ: وَلَا تُنْذِرُكَ الْأَبْصَارُ وَلَا يُجِيطُونَ بِدِلْمِنَا. وَلَيْسَ كَيْفِيَّةُ شَيْءٍ بِمُ يَقُولُ: أَنَا رَأَيْتُهُ بِعَيْنِي وَأَحْلَطُ بِدِلْمِنَا وَهُوَ عَلَى سُورَةِ الْبَشَرِ؛ أَمَا تَسْتَحُونَ مَا قَدَرَتِ الرَّبُّ نَادِفَةً أَنْ تَرْجِعَهُ بِهَذَا أَنْ يَكُونَ يَأْتِي مِنْ عِنْدِ اللَّهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ يَأْتِي بِخِلَافِهِ مِنْ وَجْهِ آخَرَ قَالَ أَبُو قُرَّةَ: فَإِنَّهُ يَقُولُ: وَ لَقَدْ رَأَى نَزْلَهُ أُخْرَى، فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنْ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ مَا يَنْبَغُ عَلَى مَا رَأَى حَبِثُ قَالَ: مَا كُنْتُ الْفَوَاضِلُ مَا رَأَى يَقُولُ: مَا كُنْتُ الْفَوَاضِلُ مَا رَأَى عَيْنَاهُ ثُمَّ أَخْبَرَ بِمَا رَأَى فَقَالَ: لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى، فَأَيُّ آيَاتِ اللَّهِ غَيْرَ اللَّهِ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ: وَلَا يُجِيطُونَ بِدِلْمِنَا فَإِذَا رَأَتْهُ الْأَبْصَارُ فَقَدْ أَحَاطَتْ بِدِلْمِنَا وَوَقَعَتِ الْمَعْرِفَةُ فَقَالَ أَبُو قُرَّةَ: فَتُكْذِبُ بِالرِّبِّ وَآيَاتِهِ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِذَا كَانَتِ الْآيَاتُ مُخَالَفَةً لِلْقُرْآنِ كَذَبْنَا وَمَا جَمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ أَنَّهُ لَا يَحَاطُ بِدِلْمِنَا وَلَا تُنْذِرُكَ الْأَبْصَارُ وَلَيْسَ كَيْفِيَّةُ شَيْءٍ بِالنَّسْخِ لِمَا فِيهِ مِنْ شَيْءٍ

۲۔ سفوان بن یحیی سے مروی ہے کہ مجھ سے ابو قرقہ نے امام رضا علیہ السلام سے ملنے کی خواہش کی۔ میں نے حضرت سے اجازت چاہی۔ وہ آیا اور اس نے حضرت سے حلال و حرام کے متعلق سوال کیا۔ اس کے بعد توحید کا نمبر آیا۔ اس نے کہا: ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ خدا نے تقسیم کیا۔ رویت اور کلام کو دونوں پر، موسیٰ کو کلام سے مخصوص کیا اور محمد کو رویت سے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی طرف سے جن و انس کی طرف وہ کون بھیجا گیا ہے، جس نے یہ خبر دی۔



بینائیاں اس کا ادراک نہیں کرتیں اور اذروئے علم اس کا ادراک اور اس کا احاطہ ممکن نہیں اور اس کا مثل کوئی نہیں کیا یہ خبر دینے والے محمد نہیں۔ اس نے کہا وہی ہیں۔ فرمایا کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص تمام مخلوق کی طرف آئے اور کہے کہ میں اللہ کی طرف سے آیا ہوں اور پھر وہ حکم خدا سے لوگوں کو امر خدا کی طرف دعوت دے اور کہے۔ وہ ایسا ہے کہ بینائیاں اسے نہیں پاتیں۔ اور علم اس کا احاطہ نہیں کرتے اور وہی یہ بھی کہے کہ بشری صورت پر ہے کیا حتم کو چاہیں آئی کہ زندقہ کی طرح حضرت کو نشانہ ملالت بناؤ اس بات پر کہ وہ کسی خدا کی طرف سے ایک بات بیان کرتے ہیں اور کہیں اس کے خلاف، البقرہ نے کہا کہ خدا ہی تو فرماتا ہے کہ محمد نے دیکھا اس کو نزلہ اخروی میں حضرت نے فرمایا اس کے بعد کی آیت یہ بھی تو ہے کہ جو کچھ محمد نے دیکھا۔ اس کے دل نے اسے جھٹلایا نہیں۔ پھر یہ بھی بتایا کہ کیا دیکھا۔ خدا آجوں میں سے ایک بڑی آیت دیکھیں اور آیات الہیہ اللہ کے غیر ہیں۔ خدا نے فرمایا ہے کوئی اذروئے علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا اور جب آنکھیں اسے دیکھ لیں۔ تو علم نے احاطہ کر لیا اور معرفت واقع ہو گئی۔ (البقرہ نے کہا۔ آپ نے روایت کی تکذیب کی۔

حضرت نے فرمایا۔ جو روایتیں مخالف مسلمان ہوں ان کی تکذیب کرتا ہوں اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ کوئی علم خدا کا احاطہ نہیں کر سکتا اور یہ کہ بینائیاں اس کو نہیں پاسکتیں اور اس کی مثل کوئی شے نہیں۔

۳۔ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَبْيَهٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ عُثَيْبٍ قَالَ: كُتِبَ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ الرُّؤْيَةَ مَا تَرَوْنَهُ الْمَاءَ وَالْخَامَةَ وَالْخَامَةُ أَنْ يَشْرَحَ لِي ذَلِكَ، فَكَتَبَ بِحَيْطُورِهِ: اتَّفَقَ الْجَمِيعُ لِاتِّمَاعِ بَيْنَهُمْ أَنَّ الْمَعْرِفَةَ مِنْ حِجَةِ الرُّؤْيَةِ ضَرُورَةٌ فَإِذَا جَاءَ أَنْ يَرَى اللَّهُ بِالْعَيْنِ وَقَعَتِ الْمَعْرِفَةُ ضَرُورَةً ثُمَّ لَمْ تَخُلْ تِلْكَ الْمَعْرِفَةُ مِنْ أَنْ تَكُونَ إِيْمَانًا أَوْ لَيْسَتْ بِإِيْمَانٍ فَإِنَّ كَانَتْ تِلْكَ الْمَعْرِفَةُ مِنْ حِجَةِ الرُّؤْيَةِ إِيْمَانًا فَالْمَعْرِفَةُ الَّتِي فِي دَارِ الدُّنْيَا مِنْ حِجَةِ الْإِكْتِسَابِ لَيْسَتْ بِإِيْمَانٍ لِأَنَّهَا ضِدٌّ فَلَا تَكُونُ فِي الدُّنْيَا مُؤْمِنٌ لِأَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْا اللَّهَ عَزَّ وَكَبَّرُ وَإِنْ أَمْ تَكُنْ تِلْكَ الْمَعْرِفَةُ الَّتِي مِنْ حِجَةِ الرُّؤْيَةِ إِيْمَانًا لَمْ تَخُلْ هَذِهِ الْمَعْرِفَةُ الَّتِي مِنْ حِجَةِ الْإِكْتِسَابِ أَنْ تَزُولَ وَلَا تَزُولَ فِي الْمَعَادِ فَهَذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَرَى بِالْعَيْنِ إِذِ الْعَيْنُ تُؤَدِّي إِلَى مَا وَصَفْنَا.



۳۔ محمد بن عید سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کو مسئلہ رویت اور عامہ اور خاصہ کی روایات کے متعلق لکھا اور اس کی شرح چاہی۔ حضرت نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا کہ مخالفوں کا اس پر اجماع ہے کہ خدا کی معرفت اندوئے رویت ضروری ہے۔ اور جب اللہ کو آنکھ سے دیکھنا جائز ہوگا تو اس کی معرفت بھی ضروری ہوگی پس اس قسم کی معرفت یا تو از روئے ایمان ہوگی یا از روئے ایمان نہ ہوگی۔ اگر از روئے رویت یہ معرفت ایمان قرار پائے گی تو جو معرفت اس دنیا میں آثارِ قدرت کے معائنہ سے حاصل ہوگی وہ ایمان قرار نہ پائے گی کیوں کہ قدر رویت بآس صورت میں کوئی مومن دنیا میں پایا ہی نہ جائے گا کیونکہ کسی نے خدا کو نہیں دیکھا اور اگر یہ معرفت از روئے رویت نہ ہوگی تو اس معرفت میں کوئی خرابی پیدا نہ ہوگی جو از روئے کتاب ہوگی قیامت میں بھی یہ معرفت قائم ہے گی یہ دلیل ہے اس کی کہ خدا آنکھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ کیونکہ آنکھ سے دیکھنا وہی خرابی پیدا کرتا ہے جس کو ہم نے بیان کیا۔

۱۔ وَ عَنْهُ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنَ إِسْحَاقَ قَالَ : كُنْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الثَّالِثِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَا لُ عَنْ الرُّؤْيَةِ وَ مَا اخْتَلَفَ فِيهِ النَّاسُ وَ كُنْتُ : لَا تَجُوزُ الرُّؤْيَةُ مَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الرَّائِي وَ الْمُرْتَبِي هَوَاءٌ [لَمْ يَتَقَدَّمِ الْبَصَرُ فَإِذَا انْقَطَعَ الْهَوَاءُ عَنْ الرَّائِي وَ الْمُرْتَبِي لَمْ يَبْقَ الرُّؤْيَةُ وَ كَانَ فِي ذَلِكَ الْإِشْتِبَاهُ ، لِأَنَّ الرَّائِي مَنَى سَائِي الْمُرْتَبِي فِي السَّبَبِ الْمَوْجِبِ بَيْنَهُمَا فِي الرُّؤْيَةِ وَ جَبَّ الْإِشْتِبَاهُ وَ كَانَ ذَلِكَ التَّشْبِيهُ لِأَنَّ الْأَبْوَابَ لَا يَدْخُلُ مِنْ اتِّحَالِهَا بِالْمُسَبِّبَاتِ

۴۔ احمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام کو مسئلہ رویت اور اس کے اختلاف کے متعلق بتایا۔ فرمایا۔ نہیں جائز ہے رویت جب تک رائی درئی کے درمیان ہوا نہ ہو ورنہ جو بینائی کو اس چیز تک پہنچائے اگر دیکھنے والے اور دیکھی جانے والے کے درمیان ہوا نہ ہو تو دیکھنا ممکن نہ ہوگا اور شبہات بھی پیدا ہوں گے کہیں کر یا تو رائی کی طرف سے کوئی روکاوٹ ہوگی یا مرئی کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے، اس لئے کہ رائی جب برابر ہوگا مرئی کے اس سبب میں جو ان کے درمیان رویت میں ہے تو اشتباہ لازم ہوگا اور یہ اس لئے ہوگا کہ اسباب انفصال سیات سے ضروری ہے یعنی جب تک اسباب رویت جہت مکان، رنگ، وجود ہوا وغیرہ موجود نہ ہوں گے رویت ممکن نہ ہوگی اور اس صورت میں بھی اشتباہات واقع ہوں گے۔



۵۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْبُودٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ :  
 حَضَرْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْخَوَارِجِ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا جَعْفَرٍ! أَيُّ شَيْءٍ تَعْبُدُ؟ قَالَ :  
 اللَّهُ تَعَالَى، قَالَ : رَأَيْتَهُ؟ قَالَ : لَمْ تَرَهُ الْعَبْدُ بِمُشَاهَدَةِ الْأَبْصَارِ وَلَكِنْ رَأَتْهُ الْقُلُوبُ بِحَقَائِقِ الْإِيمَانِ،  
 لَا يَعْرِفُ بِالْقَبَائِلِ وَلَا يُدْرِكُ بِالْحَوَاسِّ وَلَا يُشَبِّهُ بِالنَّاسِ مُوصُوفٌ بِالْآيَاتِ، مَعْرُوفٌ بِالْعَلَامَاتِ،  
 لَا يَجُورُ فِي حُكْمِهِ، ذَلِكَ اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، قَالَ : فَخَرَجَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ : اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ  
 يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ

۵۔ راوی کہتا ہے میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک خارجی آیا اور کہنے لگا۔ اے  
 ابو جعفر آپ کس کی عبادت کرتے ہیں۔ فرمایا۔ اللہ کی۔ اس نے کہا کیا آپ نے اسے دیکھا ہے۔ فرمایا۔ ہاں، لیکن ان  
 آنکھوں سے نہیں، بلکہ دلوں نے اس کو دیکھا ہے۔ حقائق ایمان کے ساتھ۔ وہ قیاس سے نہیں پہچانا جاتا اور  
 نہ ادراک سے محسوس ہوتا ہے نہ لوگوں سے مشابہ ہے وہ اپنی نشانیوں سے موصوف ہے اور اپنی علامات سے پہچانا  
 ہوا ہے وہ اپنے حکم میں ظلم نہیں کرتا۔ یہ ہے اللہ۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ سن کر یہ کہتا نکلا۔ اللہ بہتر جانتا  
 ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں قرار دے۔

۶۔ عَدِيُّ بْنُ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ تَيِّمٍ خَالِدٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ أَبِي نَعْبٍ، عَنْ أَبِي  
 الْحَسَنِ الْمُؤَمِّلِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ : جَاءَ جَبْرٌ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَقَالَ :  
 يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ حِينَ عِبَدْتَهُ؟ قَالَ : فَقَالَ : وَبَلَّكَ مَا كُنْتُ أَعْبُدُ رَبًّا لَمْ أَرَهُ،  
 قَالَ : وَكَيْفَ رَأَيْتَهُ؟ قَالَ : وَبَلَّكَ لِأَنَّكَ الْغُيُوبُ فِي مُشَاهَدَةِ الْأَبْصَارِ وَلَكِنْ رَأَتْهُ الْقُلُوبُ  
 بِحَقَائِقِ الْإِيمَانِ

۶۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک یہودی عالم امیر المؤمنین کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے امیر  
 جب سے آپ نے عبادت کی ہے کبھی اپنے رب کو دیکھا ہے فرمایا۔ وائے ہو تجھ پر میں اس رب کی کیوں عبادت کرتا جس کو  
 نہیں دیکھا۔ اس نے کہا کیسا دیکھا۔ فرمایا وائے ہو تجھ پر یہ آنکھیں اپنی بینائیوں سے اسے نہیں پاتیں لیکن دل اسے  
 دیکھتے ہیں حقائق ایمان کے ساتھ۔



۷۔ أحمد بن إدريس ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عاصم ابن حيد ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : ذا كرت أبا عبد الله عليه السلام فيما يروون من الرؤية فقال : الشمس جزء من سبعين جزءاً من نور الكرسي والكرسي جزء من سبعين جزءاً من نور العرش والعرش جزء من سبعين جزءاً من نور الحجاب والحجاب جزء من سبعين جزءاً من نور السترة فإن كانوا صادقين فليملاؤا أعينهم من الشمس ليس دونها سحاب .

، راوی کتبہ کے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت سے مطلق روایات کا ذکر کیا فرمایا سورج نور کرسی کے ستتر جزوں میں سے ایک جزو ہے اور کرسی نور عرش کے ستتر جزوں میں سے ایک جزو ہے اور عرش نور حجاب کے ستتر جزوں میں سے ایک جزو ہے پس اگر وہ لوگ سچے ہیں تو جبکہ بادل نہ ہو سورج سے پوری طرح آنکھ ملا کے تو دیکھ لیں ۔

۸۔ عَنْ أَبِي يَحْيَى ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عِيسَى ، عَنْ أَبِي أَبِي ثَعْلَبَةَ ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : إِنَّمَا أَسْمِي بِإِلَهِ الْإِنْسَانِ ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ .

اُمی قولہ نماز لا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ ذُو الْأَلْهَامِ (۱/۲۷۱ الانعام)

۸۔ امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شب معراج مجھے آسمان کی طرف لے گئے تو جبرائیل نے مجھے ایسی بگڑ بگڑائی کہ جبرائیل کا قدم اس سے پہلے کبھی نہ گیا تھا پس پردہ ہٹایا گیا اور دکھایا خدا نے اپنے نور عظمیٰ کو جس کو اللہ نے چاہا ۔

۹۔ عَنْ أَبِي يَحْيَى ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عِيسَى ، عَنْ أَبِي أَبِي ثَعْلَبَةَ ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي قَوْلِهِ : «لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ» قَالَ : إِحَاطَةُ الْوَجْهِ ، الْأَنْزَلِي إِلَى قَوْلِهِ : «فَنَجَّاهُ» كَمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ ، لَيْسَ يَعْنِي بَصَرُ الْعَبْدِ ، فَمَنْ أَبْصَرَ فَلْيَتَّقِ ، لَيْسَ يَعْنِي مِنَ الْبَصَرِ بِمَنْبُوتٍ ، وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ، لَيْسَ يَعْنِي عَمَى الْعَبْدِ ، إِنَّمَا عَمِيَ إِحَاطَةُ الْوَجْهِ كَمَا نَقَالَ : فَلَا بَصِيرَ بِالْخَيْرِ وَفَلَانٌ بَصِيرٌ بِالْفَقْرِ وَفَلَانٌ بَصِيرٌ بِالدَّاهِيَةِ وَفَلَانٌ بَصِيرٌ بِالنَّيَابِ اللَّهُ أَعْظَمُ مِنْ أَنْ يُرَى بِالْعَيْنِ



۹۔ آبیہ لا تُنْذِرُکَ الْاَبْصَارُ کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ انسان کا وہم اس کا اوطاق نہیں کر سکتا کیا تم نے اس آیت پر غور نہیں کیا قَدْ خَلَقْنَاکُمْ نَسْأَئِیْرًا وَنَزَعْنَاکَ اَسْمَیْنِیْنِ اس میں بصائر سے مراد بصیرتیں نہیں جیسا کہ تم نے فرمایا ہے فَکَيْفَ اَنْفَعَمَ وَفَیْنَفْسِهِ اس سے مراد آنکھ سے دیکھنا نہیں اور پھر فرمایا وَنَزَعْنَاکَ اَسْمَیْنِیْنِ فَعَلِیْکَ مَا اَسْمَیْنِیْنِ مراد آنکھوں سے اندھا ہونا نہیں بلکہ احاطہ وہم ہر اسے یعنی دل سے عقل سے کام لینا۔ جیسے کہا جاتا ہے فلاں شعر میں بصیر ہے فلاں فقر میں فلاں وہم ہے پس یہ میں فلاں کپڑوں میں اللہ کی ذات اس سے انیم تر ہے کہ آنکھیں اس کو دیکھیں

۱۰۔ مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَمَّوٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرَوِیِّ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ التَّوَّضَاعِ قَالَ سَأَلْتُ عَنْ أَفْرَ حَلِّ یُوحَیْفُ فَقَالَ: أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قُلْتُ: بَلٰی. قَالَ: أَمَا تَقْرَأُ: قَوْلَهُ تَعَالٰی: وَلَا تُنْذِرُکَ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُنْذِرُکَ الْاَبْصَارَ؟ قُلْتُ: بَلٰی، قَالَ: فَتَقْرَأُونَ الْاَبْصَارَ؟ قُلْتُ: بَلٰی، قَالَ: مَا مِی؟ قُلْتُ: اَبْصَارُ الْعَبِیْوْنَ، فَقَالَ: اِنَّ اَوْهَامَ الْقُلُوبِ اَکْبَرُ مِنْ اَبْصَارِ الْعَبِیْوْنَ فَهُوَ لَا تُنْذِرُکَ الْاَوْهَامُ وَهُوَ یُنْذِرُکَ الْاَوْهَامَ.

۱۰۔ راوی کہتے ہیں نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا۔ اللہ کا وصف بیان کیا جائے۔ فرمایا تو نے قرآن پڑھ لے میں نے کہا ہاں۔ فرمایا۔ کیا تو نے یہ نہیں پڑھا۔ میں نے کہا ہاں اس کا ادراک نہیں کرتیں وہ بینائیوں کا ادراک کرتا ہے۔ میں نے کہا۔ یہ آیت پڑھی ہے۔ فرمایا تم نے ابصار کو سمجھا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ بتاؤ ان سے کیا مراد ہے۔ میں نے کہا آنکھوں کا دیکھنا۔ فرمایا قلوب کے اوہام ابصار میں سے زیادہ بڑے ہیں۔ پس اس کے معنی یہ ہیں کہ وہام سے اس کا ادراک نہیں ہوتا۔ البتہ وہ ادراک اوہام کرتا ہے۔

۱۱۔ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عَمَّنْ ذَكَرَهُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِیْسٰی، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرَوِیِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ: لَا تُنْذِرُکَ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُنْذِرُکَ الْاَبْصَارَ؟ فَقَالَ: یَا أَبَا هَاشِمٍ اَوْهَامُ الْقُلُوبِ اَقْبَلُ مِنْ اَبْصَارِ الْعَبِیْوْنَ، اَنْتَ قَدْ تُنْذِرُکَ یَوْهَیْکَ السِّندُ وَالْهِنْدُ وَالْبُلْدَانُ الَّتِیْ لَمْ تَدْخُلْهَا وَلَا تُنْذِرُکَ بِبَصَرِکَ وَاَوْهَامُ الْقُلُوبِ لَا تُنْذِرُکَ فَکَيْفَ اَبْصَارُ الْعَبِیْوْنَ؟



۱۱۔ ابو ہاشم جعفری سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے آیہ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَالْخَلْقُ مُتَعَلِّقُ سَوَال کیا۔ آپ نے فرمایا: اے ابو ہاشم، اوہام قلوب البصاریوں سے زیادہ لطیف و اذوق ہیں۔ تم نے اپنے دہم و خیال سے سندھ و ہندوستان شہروں کا ادراک کر لیا جن میں تم نہیں گئے حالانکہ تم نے آنکھ سے ان کا ادراک نہیں کیا۔ پس جب اوہام قلوب بذات باری کا ادراک نہیں کر سکتے تو آنکھوں سے دیکھنے کا قیہ کر ہی کیا۔

۱۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: الْأَشْيَاءُ كُلُّهَا لَا تُدْرِكُ إِلَّا بِأَمْرَيْنِ: بِالْحَوَاسِّ وَالْقَلْبِ؛ وَالْحَوَاسُّ إِدْرَاكُهَا عَلَى ثَلَاثَةِ مَعَانٍ: إِدْرَاكُهَا بِالْمُدَاخَلَةِ وَإِدْرَاكُهَا بِالْمُنَاسَةِ وَإِدْرَاكُهَا بِلا مُدَاخَلَةٍ وَلَا مُنَاسَةٍ. فَأَمَّا الْإِدْرَاكُ الَّذِي بِالْمُدَاخَلَةِ فَلَا مَوَاتٍ وَالْمَشَامُ وَالطُّمُومُ وَأَمَّا الْإِدْرَاكُ بِالْمُنَاسَةِ فَمَعْرِفَةُ الْأَشْكَالِ مِنَ التَّرْبِيعِ وَالتَّثْلِيثِ وَمَعْرِفَةُ اللَّيْنِ وَالْحَرِّ وَالتَّرْدِ وَأَمَّا الْإِدْرَاكُ بِالْمُنَاسَةِ فَلَا مُدَاخَلَةَ فَلَبَسْرُ فَإِنَّهُ يُدْرِكُ الْأَشْيَاءَ بِالْمُنَاسَةِ وَلَا مُدَاخَلَةَ فِي حَيْثُ غَيْرِهِ وَلَا فِي حَيْثُ وَ، وَإِذَا كَانَ الْبَصَرُ لَهُ سَبِيلٌ وَسَبَبٌ فَسَبِيلُهُ الْهَوَاءُ وَسَبَبُهُ الْغِيَابَةُ فَإِذَا كَانَ السَّبِيلُ مُتَّصِلًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَرْمِيِّ وَالسَّبَبُ قَائِمٌ أَدْرَكَ مَا يُلَاقِيهِ مِنَ الْأَلْوَانِ وَالْأَشْخَاصِ فَإِذَا حِيلَ الْبَصَرُ عَلَى مَا لَا سَبِيلَ لَهُ فَبَدَرَ رَجَعَ رَاجِعًا فَخَكِيَ مَا وَرَاءَهُ كَالنَّاطِلِ فِي الْمِرْآةِ لَا يَتَمَدُّ بَصَرُهُ فِيهِ الْمِرْآةُ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ سَبِيلٌ رَجَعَ رَاجِعًا، يَخْكِي مَا وَرَاءَهُ وَكَذَلِكَ النَّاطِلُ فِي الْمَاءِ الصَّافِي يَرْجِعُ رَاجِعًا فَيَخْكِي مَا وَرَاءَهُ إِذْ لَا سَبِيلَ لَهُ فِي إِنْتَاقِ بَصَرِهِ فَأَمَّا الْقَلْبُ فَإِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الْهَوَاءِ فَهُوَ يُدْرِكُ جَمِيعَ مَا فِي الْهَوَاءِ وَيَتَوَهَّمُهُ فَإِذَا حِيلَ الْقَلْبُ عَلَى مَا لَبَسَ فِي الْهَوَاءِ مَوْجُودًا رَجَعَ رَاجِعًا فَخَكِيَ مَا فِي الْهَوَاءِ فَلَا يَنْتَبِهُ لِلْمَاقُولِ أَنْ يَحْمِلَ قَلْبُهُ عَلَى مَا لَبَسَ مَوْجُودًا فِي الْهَوَاءِ مِنْ أَمْرِ التَّوْحِيدِ جَلَّ اللَّهُ وَعَزَّ فَإِنَّهُ إِنْ فَعَلَ ذَلِكَ لَمْ يَتَوَهَّمْ إِلَّا مَا فِي الْهَوَاءِ مَوْجُودٌ كَمَا نَفَكَ فِي أَمْرِ الْبَصَرِ تَعَالَى إِنَّهُ لَنْ يُشَبَّهَ خَلْقُهُ

۱۲۔ ہشام بن الحکم نے فرمایا کہ اشیاء کا ادراک دو چیزوں سے ہوتا ہے حواس سے اور قلب سے، اور حواس سے ادراک کی چند صورتیں ہیں۔ یا مداخلت سے یا مس کرنے سے یا نہ دخل سے نہ مس سے۔ جو ادراک مداخلت سے

ہو رہا آوازیں ہیں جو کان میں آئیں یا خوشبوئیں جو ناک میں آئیں یا ذائقہ جو زبان پر کوئی چیز رکھنے سے ہوا اور جو ادراک چھونے سے ہوتا ہے وہ معرفت ہے اشیاء کی۔ باری طور کے مرتب ہیں یا مثلث، نرم ہیں یا سخت، گرم ہیں یا سرد اور جو بلا دخل و غش و غش ہیں۔ وہ دیکھتا ہے کہ آنکھ بغیر دخل و غش معلوم کرتی ہے نہ وہ کسی جگہ میں داخل ہوتی ہے اور نہ کوئی چیز اس میں، اور ادراک ہر کے لئے سبب کا ہونا ضروری ہے، سبیل سے مراد ہے افہام یا پہچان اور سبب سے مراد ہے روشنی جب ہوا متصل ہوا۔ رائی (دیکھنے والا) اور مرقی (دیکھا ہوا) کے درمیان اور روشنی بھی ہو۔ تو آنکھ رنگ و شام کو دیکھتی ہے اور جب آنکھ کو راستہ بڑھنے کا نہیں ملتا تو نگاہ لوٹ آتی ہے اور بیان کرتی ہے اور اپنے پیچھے کا حال جیسے آئینہ کا دیکھنے والا کہ بنیائی آئینہ کے اندر نفوذ نہیں کرتی اور جب وہ آگے بڑھنے کی راہ نہیں پاتی۔ تو نظر کرنے والے کی نگاہ لوٹ کر حال بیان کرتی ہے اب رہا دل اس کو ہوا پر غلبہ ہے وہ جو کچھ ہوا میں ہے اس کو ادراک کرتا ہے اور سمجھتا ہے جب دل متوجہ ہوتا ہے اس چیز کی طرف جو ہوا میں نہیں ہے تو لوٹ آتا ہے اور اسی کو بیان کرتا ہے جو فضا میں ہے پس عقلمند کو نہیں چاہیے کہ اپنے قلب کو متوجہ کر لے اس چیز کو معلوم کرنے کی طرت جو فضا میں موجود ہی نہیں یعنی ذات باری تعالیٰ اور اگر اسے کرنا چاہے گا تو وہ اسی چیز کا ادراک کرے گا جو فضا میں ہوگی نہ کہ ذات باری کا جو کسی میں نہیں اور نہ اپنی مخلوق سے مشابہ ہے۔ غلامیہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ نہ تو جو اس سے محسوس ہوئی ہے اور نہ دل اس کی ذات کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے وہ نہ کوئی آواز ہے کہ قوت سامعہ سے اس کا ادراک ہو۔ نہ کھلنے پینے کی اشیاء میں سے ہے کہ زبان ادراک کرے نہ وہ چھونے کی چیزوں میں سے ہے کہ قوت لامسہ ادراک کرے اور نہ دل میں اس کی حقیقت آسکتی ہے کیونکہ دل کا تعلق بھی ان ہی چیزوں سے جو فضا میں موجود ہوں۔

## باب دہم (۱۰)

اس وصف کی نہی جو خدا نے اپنے لئے نہیں بیان کیا

(باب)

(الَّتِي عَنِ الصِّفَةِ بغيرِ مَا وَصَفَ بِهِ نَفْتُ تَعَالَى)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ، عَنِ أَبِي نَجْرَانَ، عَنِ حَمَّادِ بْنِ عَمْرٍو



عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كُنْتُ عَلَى يَدَيْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَعْيَنَ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ :  
 أَنَّ قَوْمًا بِالْمِصْرَاقِ يَصِفُونَ اللَّهَ بِالْحَدَوْدِ بِالْخَطِيطِ فَإِنَّ زَيْنَبَ حَمَلَتِ اللَّهَ فِدَاكَ أَنْ تَكْتُبَ إِلَيَّ  
 بِالْمَذْهَبِ الْمَصْحُوحِ مِنَ التَّوْحِيدِ . فَكُتِبَ إِلَيَّ سَائِلَتِ رَحِمَتُكَ اللَّهُ عَنِ التَّوْحِيدِ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ مَنْ  
 قَبْلَكَ فَتَعَالَى اللَّهُ الَّذِي لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ . تَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ اللَّهُ صَافٍ  
 الْمُسْتَوْسُونَ اللَّهُ يَخْلُقُ الْمُنْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ . فَاعْلَمْ رَحِمَتُكَ اللَّهُ أَنَّ الْمَذْهَبَ الْمَصْحُوحَ فِي التَّوْحِيدِ مَا  
 نَزَلَ بِهِ الْقُرْآنُ مِنْ صِفَاتِ اللَّهِ حَلَّ وَغَيْرَ فَاتَّعَى عَنْ اللَّهِ تَعَالَى الْبَطْلَانُ وَالتَّشْبِهُ فَلَا تَقِي وَلَا  
 تَشْبِهُهُ اللَّهُ الثَّابِتُ الْمَوْجُودُ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُصِفُهُ الْوَاضِعُونَ وَلَا تَعْدُوا الْقُرْآنَ فَتَضِلُّوا  
 بَعْدَ الْبَيَانِ .

۱۔ عبد الرحمان بن عمرو سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو خط میں لکھا کہ عراق کی ایک قوم اللہ کی تشریف سورت اور خط وخال سے کلمہ ہے آپ مجھے توحید کے بارے میں مذہب صحیح سے مطلع فرمائیں حضرت نے مجھے لکھا۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے تم نے توحید کے متعلق اور پہلے لوگوں کے مذہب کے متعلق سوال کیا ہے وہ اتنے باری تعالیٰ اس سے بلند تر ہے کہ کوئی چیز اس کی مثل ہو۔ وہ بڑا سننے والا اور دیکھنے والا ہے اس کا غلط وصف کرنے والے اور مخلوق سے اس کی تشبیہ دینے والا اللہ پر افترا کریمواہل میں ہے خدا کی رحمت تم پر ہو۔ یہ جان لو کہ توحید کے بارے میں مذہب صحیح وہی ہے جو قرآن نے صفات باری تعالیٰ بیان کیں ہیں بطلان اور تشبیہ کو اللہ سے دور رکھو نہ تو اس کی بیان کردہ صفات کی نفی کرنی چاہیے اور نہ اسے اس کی مخلوق سے تشبیہ دینی چاہیے اس کی ذات ثابت و موجود ہے اور بلند تر ہے اس غلط اوصاف سے جن کو لوگ اس کے متعلق بیان کرتے ہیں قرآن سے تمہاؤں کو روک دے مگر اہ ہو جاؤ گے۔

۲۔ تَعَالَى اللَّهُ الَّذِي لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ . تَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ اللَّهُ صَافٍ الْمُسْتَوْسُونَ اللَّهُ يَخْلُقُ الْمُنْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ . فَاعْلَمْ رَحِمَتُكَ اللَّهُ أَنَّ الْمَذْهَبَ الْمَصْحُوحَ فِي التَّوْحِيدِ مَا نَزَلَ بِهِ الْقُرْآنُ مِنْ صِفَاتِ اللَّهِ حَلَّ وَغَيْرَ فَاتَّعَى عَنْ اللَّهِ تَعَالَى الْبَطْلَانُ وَالتَّشْبِهُ فَلَا تَقِي وَلَا تَشْبِهُهُ اللَّهُ الثَّابِتُ الْمَوْجُودُ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُصِفُهُ الْوَاضِعُونَ وَلَا تَعْدُوا الْقُرْآنَ فَتَضِلُّوا بَعْدَ الْبَيَانِ .

۲۔ ابو حمزہ سے مروی ہے کہ میں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے توحید کے متعلق پوچھا فرمایا خدا کی تعریف محمد و مومنین سے نہیں کی جاتی۔ وہ زاید برذات مفتوں سے متبرہ ہے پھر محمد و مومنین سے اس کا کیا تعلق مینائیاں اس کا ادراک نہیں کرتیں۔ وہ البصار کا ادراک کرتے ہیں وہ لطیف و خبیر ہے۔

۳۔ محمد بن ابی عبد اللہ ، عن محمد بن اسماعیل ، عن الحسن بن الحسن ، عن بکر بن صالح ، عن الحسن بن سعید ، عن ابراہیم بن محمد بن الخزاز و محمد بن الحسن قالا : دخلنا علی ابي الحسن الرضا عليه السلام فحكي لنا له أن محمد عليه السلام رأى ربه في صورة الشاب الموفق في سنّ أبناء ثلاثين سنة وقلنا : إن هشام بن سالم و صاحب الطاق والميمني يقولون : إنه أجوف إلى السرة والبقية صمد ؟ فخر ساجد الله ثم قال : سبحانك ما عرفوك ولا وحدوك فمن أجل ذلك وصفوك ، سبحانك لو عرفوك لوصفوك بما وصفت به نفسك ، سبحانك كيف طاعتهم أنفسهم أن يشبهوك بغيرك ، اللهم لا أضفك إلا بما وصفت به نفسك ولا أشبهك بخلقك ، أنت أهل لكل خير ، فلا تجعلني من القوم الظالمين ؛ ثم التفت إلينا فقال : ما توهمتم من شيء ، فتوهموا الله غيره ثم قال : نحن آل محمد النمط الأوسط الذي لا يدركنا الغالي ولا يسبقنا التالي ، يا محمد إن رسول الله صلى الله عليه وآله حين نظر إلى عظمة ربه كان في هيئة الشاب الموفق وسنّ أبناء ثلاثين سنة يا محمد عظم ربّي عزّ وجلّ أن يكون في صفة المخلوقين ؛ قال قلت : جعلت فداك من كانت رجلاه في خضرة ؟ قال : ذاك محمد كان إذا نظر إلى ربه يقلبه جعله في نور مثل نور الحجب حتى يستبين له ما في الحجب ، إن نور الله منه أخضر ومنه أحر ومنه أبيض ومنه غير ذلك يا محمد ما شهد له الكتاب والسنة فنحن القائلون به.

۳۔ ابراہیم محمد بن حسین سے مروی ہے کہ ان دونوں نے کہا ہم امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے بیان کیا حضرت رسول خدا نے شب معراج اپنے رب کو ایک کامل فرحان کی صورت میں دیکھا جس کا سن تیس برس کا تھا اور ہم نے یہ بھی کہا کہ ہشام ابن سالم مومن طاق اور تہی کہتے ہیں کہ خالی ہے ناف تک اور بغیر روحانی ہے حضرت سجدہ میں گئے اور فرمایا۔ اے معبود تو پاک ذات ہے لوگوں نے تجھ کو پہچانا نہیں اور تجھے واحد نہ



جہاں اسی نے تیرا وصف غلط بیان کرتے جس طرح تو نے خود اپنا وصف بیان کیا ہے۔ کیسا مایوس بنایا۔ ان کے نفسوں نے ان کو کہ تجھے مشابہ قرار دیا تیرے غیرے خداوند میں تیرا وہی وصف بیان کرنا ہوں جو تو نے اپنی ذات کا وصف خود بیان کیا ہے میں تیری مخلوق سے تجھے مشابہ قرار نہیں دیتا۔ تو ہر اچھائی کا اہل ہے پس تو تجھے ظالموں میں سے قرار نہ دے۔ پھر حضرت ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: جو ذات تم اپنے خیال میں لیتے ہو وہ اللہ کا غیر ہے۔ پھر فرمایا: ہم اولادِ رسول ہیں۔ ہم امتِ وسط ہیں غالی ہماری معرفت حاصل نہیں کر سکتا اور پیچھے آنے والا ہم پر سہقت نہیں کرتا۔ اے محمد آگاہ ہو۔ جب رسول اللہ نے اپنے رب کی عظمت پر نظر کیا تو وہ اس وقت ایک کامل نوجوان کی صورت میں تھا۔ جو تیس سال کا ہو۔ اے محمد پاک ہے میرا رب اس سے کہ اس میں مخلوق کی صفت ہو میں نے کہا وہ کون تھا جس کے دونوں پاؤں سبزہ میں تھے۔ فرمایا جب آنحضرت نے اپنے قلب کو دیکھا تو خدا نے ان کے لئے ایک نور کو پیدا کیا جو نورِ حجاب کی طرح تھا اس سے حجاب کے اندر کی ہر شے روشن ہو گئی۔ یہ نور خدا سبزہ سرخ و سفید وغیرہ تھا۔ اے محمد جو کتاب و سنت میں ہے ہم اسی کی گواہی دیتے ہیں اور اسی کے قائل ہیں۔

۴۔ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَتَمِيمُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرٍ الْبَرْقِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَمِيرَةَ النَّقْعَابِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ الْجَعْفَرِ، عَنْ أَبِي حَمْرَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَالَ: قَالَ: لَوْ اجْتَمَعَ أَهْلُ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَنْ يَصْنَعُوا لَكَ بِعَظَمَتِكَ لَمْ يَقْدِرُوا.

۴۔ فرمایا۔ حضرت علی بن الحسین نے اگر تمام آسمانوں اور زمینوں والے جمع ہو کر خدا کی عظمت کی تعریف کرنا چاہیں تو اس پر قادر نہ ہوں گے۔

۵۔ سَهْلٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ جَعْفَرٍ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى الرَّجُلِ بِهَذَا: أَنْ مَنْ قِيلْنَا مِنْ مَوَالِيكَ قَدْ اخْتَلَفُوا فِي التَّوْحِيدِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: جَدُّ، وَمِنْهُمْ يَقُولُ: سُورَةُ، فَكَتَبْتُ بِهَذَا يَخْطِئُ: سُبْحَانَ مَنْ لَا يُعَدُّ وَلَا يُؤَمَّنُ، لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّبْعُ الْعَلِيمُ، أَوْ قَالَ: الْبَعِيرُ.

۵۔ ابراہیم بن محمد مدانی سے مروی ہے کہ میں نے امام من عسکری علیہ السلام کو لکھا کہ ہم سے پہلے آپ کے دوستوں نے توحید کے بارے میں اختلافات کیلئے بعض کہتے ہیں وہ جسم ہے بعض کہتے ہیں وہ صورت ہے۔ حضرت نے اپنے تلام سے تحریر فرمایا: پاک ہے وہ ذات جس کے لئے حد نہیں اور جس کا وصف اور صاف مخلوق سے نہیں کیا جاتا۔ اس کی مثل کوئی شے نہیں۔

۶۔ سَبَلُ: عَنْ تَمَّازِ بْنِ عَيْسَى، عَنْ ابْنِ أَبِيهِمَ، عَنْ تَمَّازِ بْنِ حَكِيمٍ، قَالَ: كَتَبَ أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى أَبِي: أَنَّ اللَّهَ أَغْلَا وَأَجَلُّ وَأَعْظَمُ مِنْ أَنْ يُبْلَغَ كُنْهُ صِفَتِهِ فَمَنْ وَصَفَ بِهِ شَيْئًا فَهُوَ رَاغِبٌ فِي ذَلِكَ

محمد بن عیسیٰ سے مروی ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے میرے باپ کو لکھا کہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ و اعظم ہے اس سے کہ کوئی اس کی صفت کی حقیقت کو پہنچ سکے پس اس کی وہی تعریف کرو جو اس نے اپنے نفس کی خود کو ہے اس کے سوا تعریف سے بچو۔

۷۔ سَبَلُ: عَنِ السَّيِّدِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ أُخْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ النَّفْعَلِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ شَيْءٍ مِنَ الصِّفَةِ فَقَالَ: لَا تَجِدُهَا وَامَّا فِي الْقُرْآنِ

۸۔ مُنْفَعِلٌ سے مروی ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم سے پوچھا: صفات باری تعالیٰ کے متعلق۔ فرمایا: قرآن سے تجاوز نہ کرو۔

۸۔ سَبَلُ: عَنْ تَمَّازِ بْنِ عَلِيِّ النَّسَائِيِّ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي قَالَ: أَنْ مَنْ يَكُنَّا قَدْ اخْتَلَفُوا فِي التَّوْحِيدِ قَالَ: فَكُنْتُ أَجِبُ: سُبْحَانَ مَنْ لَا يَحْدُ وَلَا يَدُ صَفٌ، لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ، وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

۸۔ محمد بن علی قاسانی سے مروی ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو لکھا کہ ہم سے پہلے لوگوں نے توحید کے بارے میں اختلافات کیا ہے۔ حضرت نے لکھا خدا کے لئے حد نہیں اور نہ صفات مخلوق سے متصف ہے اس کی مثل کوئی شے نہیں وہ سمیع و بصیر ہے۔



۹۔ سہل، عَنْ يَشْرِيْنَ بَشَائِرِ النَّبَاؤِيْنَ قَالَ كَتَبْتُ اِلَى الرَّحْلِ بِشَايَا اَنْ مَنْ قَلَّمَ قَدَّ  
اَخْلَعُوا فِي التَّوْحِيدِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ (هُوَ) جِسْمٌ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ (هُوَ) مُوَرَّةٌ فَكَتَبْتُ اِلَى  
سُبْحَانَ مَنْ لَا يَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ وَلَا يَشْبُ شَيْءٌ وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

۹۔ بشرے مروی ہے میں نے امام حسن عسکری کو لکھا کہ ہم سے پہلے لوگوں نے توحید میں اختلاف کیا  
ہے بعض کہتے ہیں وہ جسم ہے بعض کہتے ہیں وہ صورت ہے۔ فرمایا پاک ہے وہ ذات جس کی تعریف حد سے نہیں  
کی جاتی، نہ مخلوق کے وصف سے۔ اس کا وصف کیا جاتا ہے اور نہ اس سے کوئی شے مشابہ ہے اور وہ سمیع و  
بصیر ہے۔

۱۰۔ سہل، قَالَ كَتَبْتُ اِلَى أَبِي تَمْرَةَ عَنْ حَسَنِ وَحُسَيْنَ وَمَالِكَيْنِ قَدْ اَخْلَفَ بَاسِيْدِي  
اَصْحَابًا فِي التَّوْحِيدِ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ (هُوَ) جِسْمٌ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ (هُوَ) مُوَرَّةٌ فَإِنَّ بَاسِيْدِي اَنْ  
لَيْسَ مِنْ ذَلِكَ مَا قَوْلُ عَائِدَةَ وَلَا أَجْوَرَةَ قُلْتُ مَطْوَرًا عَلَى عَنَدِكَ فَوَقَّعَ بِخَطِّهِ ع سَأَلْتُ عَنْ  
التَّوْحِيدِ وَمَا عَنْكُمْ مَعْرُوْلٌ، اللَّهُ وَاحِدٌ أَحَدٌ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، خَالِقٌ  
وَلَيْسَ بِمَخْلُوقٍ، يَخْلُقُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَا بَشَاءَ مِنْ الْأَجْسَامِ وَغَيْرِ ذَلِكَ وَلَيْسَ بِجِسْمٍ ذِي يَقْوَدُ مَا  
يَشَاءُ وَلَيْسَ بِصُوْرَةٍ جَلَّ تَعَالَى وَتَقَدَّسَتْ أَسْمَاؤُهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ شَبٌّ هُوَ لِأَعْيُنِهِ، لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَ  
هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ.

۱۰۔ سہل سے مروی ہے میں نے ابو تمراہ امام حسن عسکری علیہ السلام کو ۲۵۵ھ میں لکھا کہ اے میرے  
سرور ہمارے اصحاب نے توحید کے بارے میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں وہ جسم ہے بعض کہتے ہیں وہ  
صورت ہے اگر آپ مجھے تعلیم دیں تو میں اس پر قائم رہوں اور نبی اور زکروں اور آپ کے غلام پر آپ کا بڑا  
احسان ہو۔ آپ نے اپنے درست مبارک سے لکھا۔ تمہارے توحید کے متعلق سوال کیا جو صورتیں تم نے بیان  
کیں تم ان سے الگ ہو۔ اللہ ایک ہے نہ اس نے کسی کو پیدا کیا اور نہ کسی نے اس کو، نہ اس کا کوئی مثل ہے نہ  
مانند، وہ خالق ہے مخلوق نہیں۔ اجسام وغیرہ سے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہ جسم نہیں وہ جیسی صورت

چاہتا ہے بنا دیتا ہے وہ خود صورت نہیں۔ اس کی شمار میں بندگی ہے اس کے اسماء میں تقدیس ہے وہ بڑی ہے اس سے کہ کوئی اس سے مشابہ ہو۔ اس کی مثل کوئی نہیں وہ سمیع و بصیر ہے۔

۱۱۔ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ الْقُضَيْلِ بْنِ شاذَانَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ الْقُضَيْلِ بْنِ بَشَّارٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ : إِنَّ اللَّهَ لَا يُوصَفُ وَكَيْفَ يُوصَفُ وَقَدْ قَالَ فِي كِتَابِهِ : وََمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ، فَلَا يُوصَفُ بِقَدَرٍ إِلَّا كَانَ أَعْظَمَ مِنْ ذَلِكَ .

۱۱۔ فصل بن یسار سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق کو فرماتے سنا کہ خدا کا وصف بیان نہیں کیا جاسکتا اور کیونکر بیان کیا جائے جبکہ وہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ لوگوں نے اس کی تعظیم کا حق ادا نہیں کیا۔ پس جس انداز سے اس کی تعظیم کی جائے گی وہ اس سے کہیں زیادہ ہوگا

۱۲۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ ، وَعَنْ غَيْرِهِ ، عَنْ عَبْدِ بْنِ سُلَيْمَانَ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَنَانٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : قَالَ : إِنَّ اللَّهَ عَظِيمٌ رَفِيعٌ لَا يَقْدَرُ الْعِبَادُ عَلَى صِفَتِهِ وَلَا يَبْلُغُونَ كَمَنَ عَظَمَتِهِ ، لَا تَدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يَدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ وَلَا يُوصَفُ بِكَيْفٍ وَلَا أَيْنَ وَحَيْثُ ، وَكَيْفَ أَصْفَهُ بِالْكَيْفِ ؟ وَهُوَ الَّذِي كَيْفَ الْكَيْفِ حَتَّى صَارَ كَيْفًا فَعَرَفْتُ الْكَيْفَ بِمَا كَيْفَ لَنَا مِنَ الْكَيْفِ أَمْ كَيْفَ أَصْفَهُ بِأَيْنَ ؟ وَهُوَ الَّذِي أَيْنَ الْأَيْنَ حَتَّى صَارَ أَيْنًا فَعَرَفْتُ الْأَيْنَ بِمَا أَيْنَ لَنَا مِنَ الْأَيْنِ ، أَمْ كَيْفَ أَصْفَهُ بِحَيْثُ ؟ وَهُوَ الَّذِي حَيْثُ الْحَيْثُ حَتَّى صَارَ حَيْثًا فَعَرَفْتُ الْحَيْثُ بِمَا حَيْثُ لَنَا مِنَ الْحَيْثُ ، فَاللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى دَاخِلٌ فِي كُلِّ مَكَانٍ وَخَارِجٌ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ، لَا تَدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يَدْرِكُ الْأَبْصَارَ ؟ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ .

۱۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر ہے۔ بندے اس کی صفت بیان کرنے پر قادر نہیں اور نہ اس کی عظمت کی حقیقت تک پہنچ سکتے ہیں بینائیاں اس کو نہیں پاتیں، وہ بینائیوں کا ادراک کرتا ہے وہ لطیف و خبیر ہے اس کا وصف کیفیت سے نہیں ہوتا۔ نہ



جگہ اور حیثیت سے اور کیفیت سے۔ اس کی تعریف کیونکر ہو جبکہ وہ کیفیت کا پیدا کرنے والا ہے وہ کیونکر کیفیت سے متعلق ہوگا۔ ہم نے کیف کی معرفت حاصل کی ہے جبکہ اسٹی ہم کو شکلیف بہ کیفیت کیا ہے۔  
 ہم کیونکر موصوف کریں گے اس کو جگہ سے، در آنحالیکہ وہ جگہ کا پیدا کرنے والا ہے اس کو پیدا کرنے کے بعد جگہ کا اطلاق ہوا ہے پس حادث ہے ہم نے جگہ کی معرفت اس وقت حاصل کی کہ اس نے جگہ کو بنایا اور کسی حالت و حیثیت سے ہم اس کو موصوف کیسے کر سکتے ہیں جبکہ ہر حیثیت کو حیثیت اس نے ہی ہے پس خدا اپنی قدرت سے ہر جگہ میں داخل ہے اور ہر جگہ سے علیحدہ ہے (اس کے لئے نہ کوئی کیفیت ہے نہ مکان نہ حیثیت) وہ (ہر) سب چیزوں کا خالق ہے اور یہ اس کی مخلوق اور حادث ہیں اور مخلوق کا وصف خالق سے نہیں ہو سکتا) خدا کا ادراک بینائیاں نہیں کرتیں۔ البتہ وہ ان کا ادراک کرتا ہے اور وہ لطیف و خبیر ہے۔

## باب یازدہم (۱۱) نہی جسم و صورت

۱۔ (بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجِسْمِ وَالصُّورَةِ)۔

۱۔ اَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ ثَمَرِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ تَمِيمِ بْنِ أَبِي حَمْرَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ الْحَكَمِ يَرْوِي عَنْكَ أَنَّ اللَّهَ جِسْمٌ صَمَدِيٌّ نَوْرِيٌّ، مَعْرِفَتُهُ مَرُورَةٌ، يَمُنُّ بِهَا عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ خَلْقِهِ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: سُبْحَانَ مَنْ لَا يَقْلَمُ أَحَدٌ كَيْفَ هُوَ إِلَّا هُوَ، لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ، وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ، لَا يُحَدُّ وَلَا يُحَسُّ وَلَا يُجَسُّ وَلَا يُدْرِكُ إِلَّا بِأَعْيُنِ الْحَوَاسِّ وَلَا يُحِيطُ بِهِ شَيْءٌ وَلَا جِسْمٌ وَلَا صُورَةٌ وَلَا تَخْطِيطٌ وَلَا تَحْدِيدٌ

۱۔ علی بن حمزہ سے مروی ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ ہشام بن الحکم نے آپ حضرات سے یہ روایت کی ہے کہ خدا جسم ہے ممدی اور نورانی ہے اور اس کی معرفت فردی ہے اپنی مخلوق میں میں پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے حضرت نے فرمایا پاک ہے وہ اللہ جسے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیسا ہے کوئی معبود

اس کے سوا نہیں اس کی کوئی مثل نہیں وہ سمیع و بصیر ہے نہ اس کی کوئی حجبہ نہ وہ محسوس ہوتا ہے نہ تلامش کیا جاتا ہے مینائیاں اور حواس اس کو نہیں پاسکتے۔ نہ کوئی شے اس کا احاطہ کرتی ہے نہ وہ جسم ہے صورت نہ اس کے لئے خطہ ہے نہ حد۔

۲۔ تَجِبُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ حَمْرَةَ بِنْتِ قَبِيصَةَ، كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَسْأَلُهُ عَنِ الْجِسْمِ وَالْمَوْزُونِ، فَكَتَبَ: سُبْحَانَ مَنْ لَا يَسْ كَيْفُهُ شَيْءٌ وَلَا جِسْمٌ وَلَا مَوْزُونٌ، وَرَوَاهُ تَجِبُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَسْمِ الرَّجُلَ.

۲۔ حمزہ ابن محمد نے بیان کیا کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام سے سوال کیا جسم و صورت کے متعلق آپ نے تحریر فرمایا پاک ہے وہ اللہ جس کی مثل کوئی نہیں ہے۔ نہ وہ جسم ہے نہ صورت۔

۳۔ تَجِبُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ تَجِبِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ يَرْبُوعٍ، عَنْ تَجِبِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: جِئْتُ إِلَى الرَّسُولِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَسْأَلُهُ عَنِ التَّوْحِيدِ فَأَمْلَى عَلَيَّ: الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ الْأَشْيَاءِ إِنشَاءً وَمُسْتَبْعاً ابْتِدَاعاً يُفْقِدُ ذِيهِ وَجْهَهُ لَا مِنْ شَيْءٍ قَبْلُ الْإِخْرَاعِ، وَلَا لِعِلَّةٍ فَلَا يَصِحُّ الْإِبْسِدَاعُ، خَلَقَ مَا شَاءَ كَيْفَ شَاءَ مُتَوَحِّداً بِذَلِكَ لِإِظْهَارِ حَيْكُمِهِ وَحَقِيقَةِ زُبُونِيهِ، لَا تَمْسُطُهُ الْقَوْلُ وَلَا تَبْلُغُهُ الْأَوْهَامُ وَلَا تُنْزِكُهُ الْأَبْصَارُ وَلَا يُحِيطُ بِهِ مَقْدَارٌ، عَجَزَتْ دُونَهُ الْعِبَادَةُ وَكَثَّتْ دُونَهُ الْأَبْصَارُ وَصَلَّ قَبْدُ نَصَائِدِ الصَّغَاتِ، احْتَجَبَ بِغَيْرِ حِسَابٍ مَحْجُوبٌ، وَاسْتَرَى بِغَيْرِ سِتْرِ مَسْتَوِرٌ، عُورِفَ بِغَيْرِ زُؤْنَةٍ وَدُفِنَ بِغَيْرِ مَوْزُونَةٍ وَنُصِبَ بِغَيْرِ جِسْمٍ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالَى.

۳۔ محمد بن زید سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے

توحید کے متعلق سوال کیا آپ نے لکھ کر بھیجا حمد ہے اس خدا کے لئے جو اشیاء کا پیدا کرنے والا ہے اور اس نے اپنی قدرت و حکمت سے چیزوں کو ایجاد کیا، کوئی ایجاد کو باطن قرار نہیں دے سکتا اور نہ اس کے لئے کوئی علت ہے کہ اس کی ابتداء صحیح نہ ہو۔ اس نے جو چاہا پیدا کیا۔ اور وہ اکیلا ہے اور یہ پیدا کرنا اپنی حکمت کے اظہار اور



اپنی ربوبیت کے اعلان اور اس کی حقیقت کے بیان کے لئے تہما عقول اس کو محیط میں نہیں لاسکتیں، اوہام اس تکسبچ نہیں سکتے، ابداً اس کا ادراک نہیں کرتے اور کسی مقدار سے اس کا احاطہ نہیں ہو سکتا اور عبادتیں اس کے اوصاف کے بیان سے عاجز ہیں اور بینائیاں اس کے سادت جلال تک پہنچنے سے تھک گئی ہیں اور صفائے کے تغیر وہاں تک جا کر گم ہو گئے ہیں وہ پورے پورے یہ بے گروہ بے گروہ کے اور ستور ہے بغیر کسی روک کے وہ پہچانا ہو رہے بغیر دیکھے ہوئے وہ وصف کیا جاتا ہے اور بغیر صورت کے اور تعریف کیا جاتا ہے بغیر جسم کے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بزرگا اور عالی مرتبت ہے۔

۱۔ تَبَرُّؤُا بِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ النَّبَّاسِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي تَمِيمٍ، عَنْ تَقْوِيٍّ حَكِيمٍ قَالَ: وَصَفْتُ لِأَبِي إِبْرَاهِيمَ عَقْلَ قَوْلِ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ الْجَوَالِيقِيِّ وَحَكِيمَتُهُ لَهُ: قَوْلُ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّ جِسْمَ فَضْلِ بْنِ اللَّهِ تَعَالَى لَا يُشَبَّهُ شَيْئًا، أَيْ فَخْشٍ أَوْ خَلْقٍ أَعْظَمُ مِنْ قَوْلِ مَنْ يَصِفُ خَالِقَ الْأَشْيَاءِ بِجِسْمٍ أَوْ صُورَةٍ أَوْ يَخْلُقُهُ أَوْ يُعَلِّدُهُ وَأَعْظَمُ، تَعَالَى اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا.

۲۔ محمد بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے بیان کیا تو ہشام بن سالم الجوالیقی کا اور ہشام بن الحکم کا کہ خدا جسم ہے حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ مشابہ نہیں کسی چیز سے جو نامعقول ہے اور جس میں مادہ فساد ہے یعنی حادث و فانی ہے اور عظیم تر ہے ہر شے شخص کے قول سے جو وصف بیان کرتا ہے فانی اشیاء کا جسم اور صورت سے اور افسار رسالتی سے یا اس کے لئے حد بندی کرتا ہے یا اعتقاد تجویز کرتا ہے پاک ہے اللہ ان تمام باتوں سے اور اس کی شان بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔

**توضیح۔** اس حدیث میں اور اس سے پہلے بھی ایک حدیث ہشام بن سالم اور ہشام بن الحکم کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ جسم تعالیٰ کے قائل تھے۔ لہذا یہ محل نظر ہے کیونکہ یہ دونوں بزرگا امام جعفر صادقؑ کے اصحاب خاص میں سے تھے یا تو ان دونوں نے کسی جگہ بصورت تیار کیا کہ ہوا گا یا امام جعفر صادقؑ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے یہ لوگ اس عقیدہ کے ہوں گے یا یہ صورت ہوئی کسی جلسہ میں دونوں نے ایک فرضی نزاع قائم کر کے مخالفوں کے دلائل کو مستنجا چاہا ہوگا اور پھر اس کا جواب دیا ہوگا یا یہ کہ سننے والے نے ان

کے کلام کو سمجھا نہیں۔ انھوں نے جسم فرض کر کے اس کی تردید میں اقلہ بیان کی چوں گی یا ان کا کلام مخالفین کے کلام سے مخلوط کر دیا گیا ہے یا مخالفوں نے اس عقیدہ کو ان کی طرف منسوب کر کے بیان کیا ہے اور اس حدیث کے راوی نے ان مخالفوں سے سن کر امام کے سامنے بیان کیا ہے چنانچہ ان مخالفوں نے ایسے غلط عقیدے زور دے ہوئے طاق اور شیعی کے متعلق بھی لوگوں کے سامنے بیان کئے تھے امام نے مصلحتاً یہ نہ کہا کہ ان لوگوں کے متعلق مخالفوں کا غلط پردہ پگینڈا ہے بلکہ اس کے بجائے جو عقیدہ کی صحیح صورت تھی وہ بیان کر دی۔ جناب سید مرتضیٰ علم الہدی نے ہشامین کی اس عقیدہ سے برائے کے متعلق بہت سی دلیلیں اپنی کتاب شافی میں بیان فرمائی ہیں۔

۵۔ عَلِيُّ بْنُ قَتَادَةَ عَنْ ثَمَرِ بْنِ الْقُرَجِ الرَّحْبِيِّ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَا أَسْأَلُ عَنْمَا قَالَ هِشَامُ بْنُ الْحَكَمِ فِي الْجِسْمِ وَ هِشَامُ بْنُ سَالِمٍ فِي الشُّبُوحِ وَ فَكْتَبْتُ : دَع عَنْكَ حَيَرَةَ الْحَيَرَانِ وَ اسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ، لَيْسَ الْقَوْلُ مَا قَالَ الْهَشَامَانِ

۵۔ محمد بن الفرمج سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کو ہشام بن الحکم اور ہشام ابن سالم کے متعلق لکھا کہ وہ جسم و صورت کے قائل ہیں حضرت نے جواب میں لکھا کہ حیران لوگوں کی حیرت کو چھوڑو اور شیطان کے متعلق خدا سے پناہ مانگو۔ دونوں ہشام نے جیسا کہا یہ بات نہیں ہے یعنی خدا نہ صاحب جسم ہے نہ صورت۔

۶۔ ثَمَرُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ ثَمَرِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَسَنِ ، عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُفَيْرِ ، عَنْ ثَمَرِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ : سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ طَبْيَانَ يَقُولُ : دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقُلْتُ لَهُ : إِنَّ هِشَامَ بْنَ الْحَكَمِ يَقُولُ قَوْلًا عَظِيمًا إِلَّا أَنِّي أَخْصِرُ لَكَ مِنْهُ أَحْرَفًا فَرَعَمَ أَنَّ اللَّهَ جِسْمٌ لِأَنَّ الْأَشْيَاءَ شَيْئَانِ : جِسْمٌ وَقَوْلُ الْجِسْمِ ، فَلَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الصَّانِعُ بِمَعْنَى الْفِعْلِ وَ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ بِمَعْنَى الْفَاعِلِ : فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : وَبَعْدَ أَمَّا عَلِمَ أَنَّ الْجِسْمَ مَحْدُودٌ مَتْنَاهُ وَالصُّورَةُ مَحْدُودَةٌ مَتْنَاهُ فَإِذَا احْتَمَلَ الْحَدَّ احْتَمَلَ الزِّيَادَةَ وَ النَقْصَانَ وَ إِذَا احْتَمَلَ الزِّيَادَةَ وَ النَقْصَانَ كَانَ مَخْلُوقًا قَالَ : قُلْتُ : فَمَا أَقُولُ قَالَ : لَا جِسْمَ وَلَا صُورَةَ وَ هُوَ مُجَسِّمُ الْأَجْسَامِ وَ مُصَوِّرُ الصُّورِ لَمْ يَنْجَزْ ؛ وَلَمْ يَنْشَأْ وَلَمْ يَتَزَايَدْ وَلَمْ يَنْتَهَسْ ؛ لَوْ كُنْ كَمَا يَقُولُونَ



لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْخَالِقِ وَالْمَخْلُوقِ فَرْقٌ وَلَا بَيْنَ الْبَشَرِ وَالْمُنْشَأِ لَكِنْ هُوَ الْمُنْشَأُ فَرَّقَ بَيْنَ مَنْ جَسَدُهُ  
مَوْزُونٌ وَأَنْشَأُ إِذْ كَانَ لَا يَشِبُّهُ شَيْءٌ وَلَا يَشْبُهُ هُوَ شَيْءٌ

۶۔ محمد بن زیاد سے مروی ہے کہ میں نے یونس ابن ظبیان کو کہتے سنا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے  
عرض کی کہ ہشام بن الحکم نے ایک بہت بڑی بات بیان کی میں اس کا اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔ اس کا  
گمان یہ ہے کہ اللہ جسم رکھتا ہے اور دلیل: بیان کی ہے کہ تمام اشیاء کی حقیقت دو چیزیں ہیں ایک جسم دوسرے  
فعل جسم۔ پس مانع عالم بمعنی فعل تو ہے نہیں پس لامحالہ بمعنی فاعل ہوگا۔

حضرت نے فرمایا وائے ہو اس پر کیا وہ یہ نہیں جانتا کہ جسم مؤرد و تناسلی ہے اس طرح صورت پر جس کو محدود و مطلق بنا  
گیا اس کے لئے زیادتی و نقصان بھی ماننا پڑے گا اور جس کے لئے نقصان و زیادہ ہے وہ مخلوق ہے راوی کہتا  
ہے میرے کہا۔ پھر میں کیا کہوں، فرمایا وہ نہ جسم ہے نہ صورت، وہ جسموں کا پیدا کرنے والا اور صورتوں کا بنانے  
والا ہے نہ وہ صاحب اجزا ہے اور اس کی انتہا ہے نہ کم ہوتا ہے نہ زائد۔ اگر وہ ایسا ہوتا جیسا لوگ کہتے ہیں تو  
خالق و مخلوق کے درمیان کوئی فرق نہ ہوتا اور نہ پیدا کرنے والے اور پیدا ہونے والے کے درمیان کوئی پیدائش نہ ہوتی  
ہے، فرق ہے مخلوق کے اندام کے درمیان جو جسموں کا بنانے والا، صورت گری کرنے والا اور ایجاد کرنے والا ہے  
کیونکہ وہ نہ کسی چیز سے مشابہ ہے نہ اس سے کوئی شے۔

۷۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ثَمُونِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْقَبَّاسِ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
الْحَفَافِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ هِشَامَ بْنَ الْحَكَمِ زَعَمَ أَنَّ اللَّهَ جِسْمٌ  
لَيْسَ كَيْفِيَّةً شَيْءٌ، عَالِمٌ، سَبْعٌ، بَصِيرٌ، فَادِرٌ، مُنْكَلِمٌ، فَاطِقٌ، وَالْكَلامُ وَالْفَذْرَةُ وَالْعِلْمُ يَجْزِي  
مَجْرَى دَاجِدٍ، لَيْسَ شَيْءٌ مِنْهَا مَخْلُوقًا فَقَالَ فَأَتَلَهُ اللَّهُ أَمَا عَلِمَ أَنَّ الْجِسْمَ مَحْدُودٌ وَالْكَلامُ غَيْرُ  
الْمُنْكَلِمِ مِمَّا دَلَّ اللَّهُ وَأَبْرَأَ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذَا الْقَوْلِ، لِأَجْسَمٍ وَلَا صُورَةٍ وَلَا تَحْدِيدٍ وَكُلُّ شَيْءٍ يَدَّاهُ  
مَخْلُوقٌ، إِنَّمَا تَكُونُ الْأَنْشَاءُ بِإِزَادَتِهِ وَمِثْلِيَّتِهِ، مِنْ غَيْرِ كَلَامٍ وَلَا تَرَدُّ فِي نَفْسٍ وَلَا تُطْفِئُ بِلِسَانٍ  
۸۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا کہ ہشام ابن الحکم کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ

صاحب جسم ہے اس کی شکل کوئی شے نہیں۔ وہ عالم ہے سمیع و بصیر ہے۔ قادر ہے ناظر ہے متکلم ہے اور کلام و قدرت و علم و قائم مقام ذات واحد کے لئے ہیں ان میں سے کوئی چیز مخلوق نہیں۔ فرمایا اللہ اس کو قتل کرے کیا اسے نہیں معلوم کہ جسم محدود ہوتا ہے اور کلام متکلم کا غیر ہوتا ہے خدا کی پناہ کریں اللہ کو اس قول سے بری جانتا ہوں۔ اس کے جسم ہے نہ اس کے لئے حد ہے اس کے سوا ہر شے مخلوق ہے تمام چیزیں اس کے ارادہ اختیار سے پیدا ہوتی ہیں لیکن اس کے لئے نہ کلام کرنے کی ضرورت ہے نہ اس کے نفس میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور نہ اس کا نطق زبان سے ہے توضیح۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں ہشام بن الحکم کا یہ عقیدہ صحبت امام جعفر صادق علیہ السلام میں آنے سے پہلے ہو گا۔ راوی نے بعد عقیدہ سے بے خبر ہو کر اس کو بیان کر دیا اور امام علیہ السلام نے جو تائید فرمایا یہ خبر ماضی سے متعلق ہے نہ حال سے اور ممکن ہے یہ کلام ہشام بن سالم کے ساتھ کسی بحث میں ہو اور تائید اللہ کی ضمیمہ اس قول کے قائل کی طرف ہو۔

۸۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ ثَمُونٍ عَيْسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ ثَمُونِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: وَصَفْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَوْلَ يَهَامُ الْعَوَالِمِ وَمَا يَقُولُ فِي الشَّأْنِ الْمَوْفَقِ وَوَصَفْتُ لَهُ قَوْلَ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْبِقُ شَيْءٌ

۸۔ محمد بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے ہشام جو ایسی ہی کا یہ قول بیان کیا کہ خدا ایک خود بخود جو ان ہے اور ہشام ابن الحکم کا قول بھی بیان کیا نہ فرمایا وہ کسی چیز سے متاثر نہیں

## باب دوازدهم (۱۲)

### صفات الذات

۱۔ (بَابُ صِفَاتِ الذَّاتِ)

۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ ثَمُونِ بْنِ خَالِدٍ الْعَلْبَانِيِّ، عَنْ سَمُوءَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِي مُسْلَبٍ،



عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: لَمْ يَزَلِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ دَبَّنَا وَالْعِلْمُ ذَاتُهُ وَلَا مَعْلُومٌ  
وَالسَّمْعُ ذَاتُهُ وَلَا مَسْمُوعٌ وَالْبَصَرُ ذَاتُهُ وَلَا مُبْصَرٌ وَالْقُدْرَةُ ذَاتُهُ وَلَا مَقْدُورٌ. فَلَمَّا أَحْدَثَ الْأَشْيَاءَ وَكَانَ  
الْمَعْلُومُ، وَقَعَ الْعِلْمُ مِنْ عَلَى الْمَعْلُومِ وَالسَّمْعُ عَلَى الْمَسْمُوعِ وَالْبَصَرُ عَلَى الْمُبْصَرِ وَالْقُدْرَةُ عَلَى الْمَقْدُورِ.  
فَالِ قَالَ: قُلْتُ: فَلَمْ يَزَلِ اللَّهُ مُنْتَحِرًا؟ قَالَ: قَالَتْ تَمَالَى اللَّهُ [عَنْ ذَلِكَ] إِنَّ الْحَرَكَةَ صِفَةٌ مُحْدَثَةٌ بِالْفِعْلِ.  
فَالِ قَالَ: قُلْتُ: فَلَمْ يَزَلِ اللَّهُ مُتَكَلِّمًا؟ قَالَ: قَالَ: إِنَّ الْكَلَامَ صِفَةٌ مُحْدَثَةٌ لِبَسْتِ بِأَرْبَعَةٍ: كَانَ اللَّهُ  
عَزَّ وَجَلَّ وَلَا مُتَكَلِّمًا

۱۔ ابو بکر سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو کہتے سنا کہ خدا نے عزوجل ہمارا رب  
ہمیشہ سے علم اس کی ذات ہے وہ ہمارا جانا ہوا نہیں۔ سمیع اس کی ذات ہے وہ سنا ہوا نہیں، بصر اس کی  
ذات ہے وہ دیکھا ہوا نہیں، قدرت اس کی ذات ہے وہ قدرت دیا ہوا نہیں (یعنی اس کی تمام صفات میں ذات  
ہیں مدوت کا ان سے تعلق نہیں اس کی صفات ہماری سی نہیں کہ وہ ہماری ذات کو عارض ہوتی ہے) اس نے چیزوں  
کو پیدا کیا اور وہ معلوم نہیں ہے اور ہمارا علم واقع ہوا پیدا ہونے کے بعد۔ اسی طرح سمیع سے  
مسموع پرا و بصر پر بصر اور قدرت سے مقدر پر و انفع العلم علی المعلوم سے مراد یہ ہے کہ وہ متعلق ہوا اس چیز سے جو  
اس کو معلوم تھی ازل میں اس کا علم اس پر منطبق ہوا۔ وقوع علم علی المعلوم سے مقصود یہ ہے کہ وہ چیز اس کے علم میں حاضر و  
موجود تھی اور اس کا علم متعلق تھا اس شے سے۔

علمی وجہ الغیبت اس کا وجود بعد میں ہوا پس تغیر کا تعلق معلوم ہے کہ علم ہے، راوی کہتا ہے میں نے کہا تو اللہ تعالیٰ  
ہمیشہ متحرک رہا۔ بحرکت فکر یہ۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا بزرگ و برتر ہے اس سے۔ کیونکہ حرکت ایک صفتِ حادث ہے فعل  
کے ساتھ۔ یعنی مخلوق ایک فعل ہے دوسرے فعل کی طرف۔ محتاج حرکت ہے کہ خالق، ورنہ اس میں اور مخلوق میں  
فرق نہ رہے گا۔

راوی نے کہا تو کیا خدا ہمیشہ کلام کرنے والا رہا ہے فرمایا: کلام تو ایک صفتِ حادث ہے قدیم نہیں۔ اللہ تعالیٰ  
ہماری طرح کلام کرنے والا نہیں۔

۲۔ تَمَامُنْ يَحْيَى، عَنْ تَمَامُنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُسْلِمٍ

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ : سَمِعْتُهُ يَقُولُ : كَانَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا شَيْءَ عَزِيْزُهُ وَكَمْ يَزَالُ عَلِيًّا بِمَا يَكُونُ ، فَعِلْمُهُ بِهِ قَبْلَ كَوْنِهِ كَعِلْمِهِ بِهِ بَعْدَ كَوْنِهِ .

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ خدا کے عزوجل ہے اور اس کے سوا کوئی شے نہیں وہ ہمیشہ سے عالم ہے پس خلق عالم سے پہلے ہی اس کا علم اس طرح سے تھا جیسا کہ اس کے بعد ۔

۳۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُبٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى ، عَنِ الْكَاهِلِيِّ قَالَ : كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام فِي دُعَاءِ الْحَمْدِ مُنْتَهَى عَلَيْهِ فَكَتَبَ إِلَيَّ لَا تَقُولَنَّ مُنْتَهَى عَلَيْهِ فَلَيْسَ بِعِلْمِهِ مُنْتَهَى وَلَكِنَّ قُلَّ مُنْتَهَى رِضَاهُ .

سہ۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کو لکھا۔ اس طرح دعا کرنے کے متعلق حمد ہے اس خدا کی جس کا علم انتہا درجہ کہے حضرت نے لکھا ایسا نہ کہو۔ اس کے علم کے لئے انتہا کا لفظ کہنا درست نہیں، بلکہ یوں کہو حمد ہے اس خدا کی جس کی رضا انتہا درجہ کی ہے۔

۴۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُبٍ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيْسَى ، عَنْ ابْنِ نُوحٍ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام يَسْأَلُهُ عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَكُنَّ يَعْلَمُ الْأَشْيَاءَ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْأَشْيَاءَ وَكَوْنُهَا أَوْ لَمْ يَعْلَمْ ذَلِكَ حَتَّى خَلَقَهَا وَأَرَادَ خَلْقَهَا وَتَكُونُهَا فَلَيْلِمَ مَا خَلَقَ عِنْدَ مَا خَلَقَ وَمَا كَوْنٌ عِنْدَ مَا كَوْنٌ ؟ فَوَقَعَ بِخَطْبِهِ : لَمْ يَزَلِ اللَّهُ عَلِيًّا بِالْأَشْيَاءِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْأَشْيَاءَ كَعِلْمِهِ بِالْأَشْيَاءِ بَعْدَ مَا خَلَقَ الْأَشْيَاءَ .

۴۔ راوی کہتا ہے میں نے امام رضا علیہ السلام کو لکھا اور خدا کے عزوجل کے متعلق یہ سوال کیا۔ کیا وہ خلق و تکوین اشیا سے پہلے ان چیزوں کو جانتا تھا یا نہیں جانتا تھا اور جب جانا تو ارادہ ان کی خلق و تکوین کا کیا یا اس وقت علم ہوا جب ان کو پیدا کیا۔ حضرت نے اپنے مسلم سے یہ جواب لکھا۔ وہ اشیا کے متعلق ہمیشہ سے علم رکھنے والا ہے ان کی خلقت سے پہلے ہی اس کا علم اشیا کے متعلق دیا ہی تھا جیسا ان کی خلقت کے بعد



۵۔ عَنِ عَلِيِّ بْنِ حَمَّادٍ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زَيْبَانَ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ جَعْفَرٍ ، قَالَ : كُنْتُ إِلَى الرَّجُلِ إِذَا أَسْأَلُ أَنْ مَوَالِيكَ اخْتَلَفُوا فِي الْعِلْمِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : لَمْ يَزَلِ اللَّهُ عَالِمًا قَبْلَ فَعْلِ الْأَشْيَاءِ ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ : لَا نَقُولُ : لَمْ يَزَلِ اللَّهُ عَالِمًا ، لِأَنَّ مَعْنَى يَعْلَمُ يَقَعْلُ فَإِنْ أَتَيْنَا الْعِلْمَ فَقَدْ أَتَيْنَا فِي الْأَوَّلِ مَعَهُ شَيْئًا فَإِنْ زَايَتْ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ أَنْ تُعَلِّمَنِي مِنْ ذَلِكَ مَا أَقْبَلَ عَلَيْكَ وَلَا أَجُوزُهُ ؛ فَكَتَبَ عَلَيْهِ بِحُطْبَةٍ لَمْ يَزَلِ اللَّهُ عَالِمًا قَبْلَكَ وَتَعَالَى ذِكْرُهُ .

۵۔ راوی کہتا ہے میں نے امام علی بن ابی طالب علیہ السلام کو لکھا کہ آپ کے دوستوں نے اختلاف کیا ہے علم باری تعالیٰ کے متعلق بعض کہتے ہیں وہ ہمیشہ سے عالم قبل فعل اشیا، بعض کہتے ہیں کہ یہ نہ کہو۔ کہ خدا ہمیشہ سے عالم ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کا علم ہمیشہ سے ہے پس اگر ہم علم کا ازلی ہونا سمجھیں ثابت کریں گے تو اس کے ساتھ کوئی چیز ثابت کرنا ہوگی جس کا اسے علم ہو۔ میں آپ پر خدا ہوں اس کے بارے میں مجھے بتائیے تاکہ میں اس پر تم رہوں اور تجا از نہ کروں حضرت نے اپنے قسم سے مجھے تحریر فرمایا کہ خدا ہے تبارک و تعالیٰ ہمیشہ سے عالم ہے۔

۶۔ تَابَتْ بَعْضِي ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَمَّادٍ ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ ، عَنِ النَّازِمِ بْنِ نُوَيْمٍ ، عَنْ عَبْدِ الصَّمِيدِ بْنِ بَشِيرٍ ، عَنْ فَضْلِ بْنِ سَكْرَةَ قَالَ : قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ : جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُعَلِّمَنِي هَلْ كَانَ اللَّهُ جَلَّ وَجْهُهُ يَعْلَمُ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ أَوْ وَحْدَهُ ؟ فَقَدْ اخْتَلَفَ مَوَالِيكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : قَدْ كَانَ يَعْلَمُ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ شَيْئًا مِنْ خَلْقِهِ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ : إِنَّمَا مَعْنَى يَعْلَمُ يَقَعْلُ وَهُوَ الْيَوْمَ يَعْلَمُ أَنَّ الْأَعْيَادَ قَبْلَ فَعْلِ الْأَشْيَاءِ فَقَالُوا : إِنْ أَتَيْنَا أَنَّ لَمْ يَزَلِ عَالِمًا بِأَنَّهُ لَا غَيْرَ ؛ فَقَدْ أَتَيْنَا مَعَهُ غَيْرَهُ فِي الْأَوَّلِ ؛ فَإِنْ رَأَيْتَ يَا سَعِيدُ أَنْ تُعَلِّمَنِي مَا لِأَعْدُوهِ إِلَى غَيْرِهِ ؛ فَكَتَبَ عَلَيْهِ : مَا زَالَ اللَّهُ عَالِمًا تَبَارَكَ وَتَعَالَى ذِكْرُهُ .

۶۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ آیا۔ خدا مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے اس کا علم رکھتا تھا۔ آپ کے شیعوں اس امر میں مختلف عقیدے رکھتے ہیں کہ وہ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے اس کا علم رکھتا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ علم (جانتا ہے) کے معنی یَفْعَلُ (کرتا ہے) ہیں پس وہ آج

دو وقت خلقت ہاں ہے کہ قبل خلق اشیاء اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ پس وہ یہ دلیل لاتے ہیں کہ اگر ہم یہ ثابت کریں کہ وہ ہمیشہ سے عالم تھا اس بات کا کہ اس کا غیر نہیں تو پھر ہم نے یہ ثابت کیا کہ اس کا غیر ہمیشہ سے اس کے ساتھ ہے پس اسے میرے سردار آپ مجھے تعلیم دیں تاکہ میں اس کے سوا دوسرے عقیدہ نہ رکھوں۔ حضرت نے جواب میں لکھا کہ خداوند عالم ہمیشہ سے عالم ہے۔

**توضیح**۔ اس حدیث میں امام علیہ السلام نے جو اب شبہہ بیان نہیں فرمایا صرف حقیقت کی نقاب کشائی کی ہے شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ سائل کو اس قابلیت کا دیا گیا ہو کہ وہ اس شبہہ کے جواب کو ٹھیک ٹھیک سمجھ سکے یا یہ کہ دوسروں کے سامنے پوری طرح بیان کر سکے یا مخالفین سے کسی ضرر کا اندیشہ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## باب سیزدہم (۱۳)

### تمتہ باب سابق

#### (بَابُ آخَرُ وَهُوَ مِنَ الْبَابِ الْأَوَّلِ)

۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ ثَوْرٍ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ خَرَبِيزٍ، عَنْ ثَعْلَبِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي حَنْظَلَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ فِي صِفَةِ الْقَدِيمِ: إِنَّهُ وَاحِدٌ مَعْدُ أَحَدِي الْمَعْنَى لَيْسَ بِمَعْنَى كَثَرَةٍ مُخْتَلِفَةٍ، قَالَ: قُلْتُ: جُمِلْتُ فِذَاكَ بِزَعْمِ قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ أَنَّهُ يَسْمَعُ بَغِيرَ الَّذِي يُبْصِرُ وَبُصِيرَ بَغِيرَ الَّذِي يَسْمَعُ، قَالَ: فَقَالَ: كَذَبُوا وَالْحَدُّوا وَشَبَّهُوا تَعَالَى اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ، إِذْهُ سَمِعَ بَصِيرٌ يَسْمَعُ بِمَا يُبْصِرُ بِمَا يَسْمَعُ، قَالَ: قُلْتُ: يَزْعُمُونَ أَنَّهُ بَصِيرٌ عَلَى مَا يَبْصُرُ، قَالَ: فَقَالَ: تَعَالَى اللَّهُ إِنْ شَاءَ يَعْقِلُ مَا كَانَ بِصِفَةِ الْمَخْلُوقِ وَلَيْسَ اللَّهُ كَذَلِكَ

۱۔ محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے صفت قدیم کے بارے میں فرمایا کہ وہ واحد



و صمد ہے ایک ہی معنی میں بہت سے معانی نہیں کہ علو و علوہ علیہ ذاتیں سمجھی جائیں، میں نے کہا عراق کے کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ سنا ہے بغیر اس چیز کے جس سے دیکھتا ہے اور دیکھتا ہے بغیر اس چیز کے جس سے سنتا ہے فرمایا وہ جھوٹے ہیں ملحق ہیں۔ اور خدا کو مشابہ بنانے والے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک چلا وہ بغیر کسی آلہ کے سمیع و بصیر ہے جس قدر قدرت سے وہ سنا ہے اسی سے دیکھتا ہے۔ میں نے کہا وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ اس صورت سے بصیر ہے جیسا کہ وہ اس کو سمجھتے ہیں۔ فرمایا۔ خدا اس سے بلند و برتر ہے جو ان کی عقل میں آتا ہے وہ مخلوق کی صفت ہے اللہ ایسا نہیں۔

۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْقَبَائِسِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ فِي حَدِيثِ الرَّبِيعِ الَّذِي سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع، أَنَّهُ قَالَ لَهُ: أَتَقُولُ: أَنَّهُ سَمِعَ بَصِيرٌ؟ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع: هُوَ سَمِعٌ بَصِيرٌ، سَمِعٌ يَقْرِجُ جَارِحَةً وَبَصِيرٌ يَقْرِجُ آلَةً بَلْ يَسْمَعُ وَيَرَى وَبَصِيرٌ يَقْرِجُ لَيْسَ قَوْلِي: أَنَّهُ سَمِعٌ يَقْرِجُ آلَةً شَيْءٌ وَالنَّفْسُ شَيْءٌ آخَرُ وَلَكِنَّ سِيَّ أَرَدْتُ عِبَارَةً عَنْ نَفْسِي إِذْ كُنْتُ مَعَهُ وَلَا إِفْهَامَ لَكَ إِذْ كُنْتَ سَائِلًا فَأَقُولُ يَسْمَعُ بِكُلِّ لَوْ أَنَّ كُلَّهُ لَهُ بَعْضٌ لِأَنَّ الْكُلَّ لَنَا [لَا] بَعْضٌ وَلَكِنْ أَرَدْتُ إِفْهَامَكَ وَالنَّفْسَ عَنْ نَفْسِي وَلَيْسَ مَرْجِي فِي ذَلِكَ كَلِّهِ إِلَّا أَنَّهُ السَّمْعُ الْبَصِيرُ الْعَالِمُ الْخَبِيرُ بِلَا اخْتِلَافٍ الذَّاتِ وَلَا اخْتِلَافٍ مَعْنَى

۲۔ ہشام بن الحکم نے ایک ملحد کی بات بیان کی کہ اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا۔ کیا آپ کہتے ہیں کہ خدا سمیع و بصیر ہے فرمایا بے شک نہ سمیع و بصیر ہے لیکن سننے والا ہے بغیر کسی عضو کے اور دیکھنے والا ہے بغیر کسی آلہ کے وہ اپنے نفس سے سنتا ہے اور اپنے نفس سے دیکھتا ہے اور یہ میں نے نفس کہا اس سے مراد نہیں کہ وہ اور ہے اور نفس اور ہے بلکہ میں نے ارادہ کیا اس لفظ اپنے نفس سے کیونکہ مجھ سے سوال کیا گیا ہے اور میرے سمجھنے کے لئے کیونکہ تو سائل ہے میں کہتا ہوں وہ اپنے کل سے سنتا ہے لیکن وہ یہ کل نہیں جس کے آگے بعض ہو۔ یہ بعض ہمارے لئے ہے میں نے تو یہ تیرے سمجھنے اور اپنے نفس سے اس کو الگ کرنے کے لئے کہا۔ میرا مقصد اس کل سے ہے کہ نہ سمیع و بصیر ہے عالم ہے خبیر ہے بلا اختلاف ذات و اختلاف معنی۔

## باب چہارم (۱۴) ارادہ صفات فعل سے ہے اور تمام صفات فعل

(بَابُ)

الْإِرَادَةُ أَتَمُّهَا مِنْ صِفَاتِ الْفِعْلِ وَسَائِرِ صِفَاتِ الْفِعْلِ

۱۔ تَحْمِيذُ بْنُ يَحْيَى الْعَطَّارُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَمَّادٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْأَشْعَرِيِّ عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ الْأَهْوَازِيِّ عَنْ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قُلْتُ: لَمْ يَزَلِ اللَّهُ مُرِيدًا؟ قَالَ: إِنْ الْمُرِيدُ لَا يَكُونُ إِلَّا لِشَيْءٍ مِمَّا لَمْ يَزَلِ اللَّهُ إِعَالِمًا قَادِرًا ثُمَّ ارَادَ.

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی نے پوچھا کیا اللہ ہمیشہ سے صاحب ارادہ ہے۔ فرمایا مرید کہنے لے یہ دیکھنا ہو گا۔ مصداق مراد کیا ہے اللہ ہمیشہ سے عالم قادر ہے پھر اس نے ارادہ کیا یعنی علم و قدرت بحاظ مفہوم و مصداق ارادہ سے الگ ہے کیونکہ مصداق علم و قدرت ایک چیز ہے یعنی ذات باری تعالیٰ۔ پس علم و قدرت صفات ذات ہیں اور ارادہ صفت فعل لہذا وہ صفت ذات نہیں۔

۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ثَمَرِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَصْبَاطٍ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ الْجَهْمِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ أَقْبَنَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: عَلِمَ اللَّهُ وَشَيْئُهُمَا مُخْتَلِفَانِ أَوْ مُتَّفِقَانِ؟ فَقَالَ: الْعِلْمُ لَيْسَ هُوَ الشَّيْءُ الْآتَرَى أَنْتَ تَقُولُ سَأَقُولُ كَذَا إِنَّمَا اللَّهُ وَلَا تَقُولُ: سَأَقُولُ كَذَا إِنْ عَلِمَ اللَّهُ فَقَوْلُكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَمْ يَسَأْ إِذَا شَاءَ، كَانَ الَّذِي شَاءَ، كَمَا شَاءَ، وَعِلْمُ اللَّهِ السَّابِقُ لِلْمَشِيئَةِ.



۲۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ علم و مشیت الہی الگ الگ یا متفق ہیں فرمایا علم مشیت نہیں ہے کیا تم نے غور نہیں کیا کہ تم کہتے ہو میں یہ کام انشاء اللہ کروں گا اور یوں نہیں کہتے کہ اگر اللہ نے چاہا تو کروں گا اور یوں بھی نہیں کہتے کہ اگر اللہ نے چاہا تو کروں گا یہ دلیل ہے کہ اللہ نے نہیں چاہا۔ جب چاہے گا تو وہی ہو گا جو اس نے چاہا ہے خدا سابق ہے مشیت پر۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى قَالَ: قُلْتُ لَأَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِرَادَةِ مِنَ اللَّهِ مِنَ الْخَلْقِ قَالَ: فَقَالَ: الْإِرَادَةُ مِنَ الْخَلْقِ: الضَّمِيرُ وَ مَا يَتَّبِعُهُ لَهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ مِنَ الْفِعْلِ وَأَمَّا مِنَ اللَّهِ تَعَالَى فَإِرَادَتُهُ إِحْدَاثُهُ لِأَعْيُنِ ذَلِكَ لَا يَزِيدُ وَلَا يُنْقُصُ وَلَا يَتَغَيَّرُ وَ هَذِهِ الصِّفَاتُ مُتَّفِقَةٌ عَنْهُ وَ هِيَ صِفَاتُ الْخَلْقِ: فَإِرَادَةُ اللَّهِ الْفِعْلُ لَا غَيْرَ ذَلِكَ يَقُولُ لَهُ: كُنْ فَيَكُونُ بِإِلَافَةٍ وَلَا نَطْقٍ بِإِلْثَانٍ، وَلَا هِمَّةٍ وَلَا تَعَكُّرٍ، وَلَا كَيْفَ لِذَلِكَ، كَمَا أَنَّكَ لَا كَيْفَ لَهُ

۳۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا کہ ارادہ خدا اور ارادہ مخلوق سے مطابقت فرمائیے فرمایا ارادہ خدا خلق فمیر کی آواز ہے جس کے بعد ان سے کوئی فعل ظاہر ہوتا ہے لیکن ارادہ باری اعداد یعنی خلق کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے کیوں کہ اس کا تعلق فکر و رویت سے نہیں، نہ غور و تامل سے، یہ صفات اس سے دور ہیں یہ تو مخلوق کی صفات ہیں اللہ کا ارادہ اس کا فعل ہے وہ کسی چیز سے کہتا ہے کہ ہو جا، پس وہ ہو جاتی ہے۔ کن کہنا نہ لفظ سے تعلق رکھتا ہے نہ زبان کی گویائی سے، نہ ہمت و تفکر سے اور نہ کسی کیفیت سے کیونکہ کیفیت اس کے شبہ ہے ہی نہیں۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَدِيَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: خَلَقَ اللَّهُ الْمَشِيئَةَ وَتَقَيَّمَهَا ثُمَّ خَلَقَ الْأَشْيَاءَ بِالْمَشِيئَةِ

۴۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا نے پہلے نفس مشیت کو پیدا کیا۔ پھر مشیت سے اشیاء کو پیدا کیا۔

(توضیح: مشیت کے معنی ہیں اللہ کی خواہش اول جس کا تعلق وجود و لفظ عالم سے ہے اور مشیت سے مراد یہاں معداق مشیت ہے کہ جس کے بغیر مشیت کا تحقق نہیں ہوتا اور وہ پانی ہے جو مادہ میں سب سے پہلی مخلوق ہے۔)

٥- عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد البرقي، عن محمد بن عيسى، عن المشرق بن حمزة بن المرتفع، عن بعض أصحابنا قال: كنت في مجلس أبي جعفر (عليه السلام) إذ دخل عليه عمرو بن عبيد فقال له: جعلت فداك قول الله تبارك وتعالى: «ومن يحلل عليه عضبي فقد هوى» ما ذلك الغضب؟ فقال أبو جعفر (عليه السلام): هو العقاب يا عمرو إنّه من زعم أن الله قد زال من شيء، إلى شيء، فقد وصفه مخلوق وإن الله تعالى لا يستغزاه شيء، بغيره.

۵۔ راوی کہتا ہے میں امام محمد باقر علیہ السلام کی مجلس میں حاضر تھا کہ عمر بن عبید زعترؓ آیا اور کہنے لگا: آیہ  
وَمِنْ عِبَادِنَا فَعَسَىٰٓ فُتِحَتْ لَهُمْ ۖ فَقَدْ فَتَحُوا ۖ میں غصہ ہے کیا مراد ہے حضرت نے فرمایا: اس سے مراد ہے عذاب۔ اے عمر  
میں نے یہ گمان کیا کہ خدا ایک حالت سے دوسرے حال کی عزت بدلتا ہے اس نے مخلوق کی صفت سے خدا کو متعسف کیا خداوند  
عالم کو کوئی شے برا نگیختہ نہیں کرتی کہ اس کی حالت میں تغیر ہو۔

١٠ علي بن إبراهيم عن أبيه عن الثمالي بن عمرو عن هشام بن الحكم في حديث  
الزهد الذي سأل أبا عبد الله عليه السلام عن سؤالين من سؤالين قال له: قلنا رضاء وسخط؟ فقال أبو عبد الله  
عليه السلام: نعم. ولكن ليس ذلك على ما يوجد من المخلوقين. وذلك أن الرضاء حال تدخل عليه  
فنتقله من حال إلى حال لأن المخلوق أجوف معتمد متركب للأشياء فيه مدخل، وحالنا  
لأمدخل للأشياء فيه لأنه واحد واحد الذات واجيدي الثمنى فريضاء ثوابه وسخطه عقابه  
من غير شيء يتدخله فيهبه ويتقله من حال إلى حال لأن ذلك من صفات المخلوقين  
الفاجرين المحتاجين.

۶۔ ہشام بن الحکم سے مروی ہے کہ ایک زندقہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ خدا کے لئے خوشنودی ہے اور فحشہ چھوٹنے فرمایا ہاں ہے۔ لیکن اس کی مثال یہ نہیں جو مخلوق میں ہے رفسا یا خوشنودی ایک حالت ہے جو کسی شخص پر طاری ہوتی ہے اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدل دیتی ہے، مخلوق کی شان یہ ہے کہ وہ چیزیں کا اثر قبول کرتی ہے اور ان کے عمل کو اپنے اوپر لیتی ہے اور اجزاء سے مرکب ہے اشیاء اس میں داخل ہوتی ہیں اور ہمارا



خالق ہے جس میں کوئی چیز داخل نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ واجبہ اور ذات کے لحاظ سے یکساں ہے اور معنی کے لحاظ سے  
یگانہ ہے پس اس کی خوشنودی اس کا اثر اس خطا کرنا اور غمخہ ضرب نازل کرنا ہے بغیر اس کے کہ کوئی شے اس میں داخل  
ہو کر اسے ہیجان میں لائے اور ایک حال سے دوسرے حال کا طرہ منتقل کرے کیونکہ یہ تو مخلوق اور عاجزوں اور محتاجوں  
کا صفت ہے۔

۷۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ ابْنِ أَبِي دِيَّانٍ  
عَنْ تَجْرِبِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ الْمُسْتَبْتَةَ حُدَّتْ

۷۔ راوی کہ مشتبہ فرمایا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مشیت باری تعالیٰ یعنی مصداق مشیت عالم  
عادت اور مخلوق ہونا نہیں ہے۔

## ضابطہ صفات ذات و صفات الفعل

۵۔ (حُمَلَةُ الْقَوْلِ فِي صِفَاتِ الدَّاتِ وَصِفَاتِ الْفِعْلِ) ۵

إِنَّ كُلَّ شَيْءٍ وَصَفَتْ لَهُ بِهَا وَكَانَ حَمِيماً فِي الْوُجُودِ فَذَلِكَ بِرَأْيِ قَوْمٍ وَتَقْسِيرُهُمْ  
الْحُمَلَةَ أَنَّكَ تُسَبِّ فِي الْوُجُودِ مَا يُرِيدُ وَ مَا لَا يُرِيدُ وَ مَا يُرِيدُ مَا يَحْطُ وَ مَا يُجِبُ وَ مَا يُبْغِضُ  
فَأَوَّكَانَتْ الْإِرَادَةُ مِنْ صِفَاتِ الدَّاتِ وَ نِلَّ الْعِلْمُ وَ الْقُدْرَةُ كَانَ مَا لَا يُرِيدُ نَاقِضاً لِنِيتِكَ الصِّفَةِ وَلَوْ كَانَ  
مَا يُجِبُ مِنْ صِفَاتِ الدَّاتِ كَانَ مَا يُبْغِضُ نَاقِضاً لِنِيتِكَ الصِّفَةِ الْأَتَرَى أَنَا لَا نَجِدُ فِي الْوُجُودِ مَا لَا  
يَعْلَمُ وَ مَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ وَ كَذَلِكَ دَعَا الْأَرَادِي لَنَا نَصْفُهُ بِقُدْرَةٍ وَ عَجَزَ أَوْ عِلْمَ وَ جَهْلَ وَ سَقَطَ  
وَ حِكْمَةَ وَ حَطَا وَ عِزَّ أَوْ ذِلَّةَ وَ يَجُودُ أَنْ يُقَالَ: يُجِبُ مَنْ أَلْمَاعُهُ وَ يُبْغِضُ مَنْ عَصَاهُ وَ يُؤَالِي مَنْ أَلْمَاعُهُ  
وَ يُعَادِي مَنْ عَصَاهُ وَ إِنَّهُ يَرْضَا وَ يَسْخَطُ وَ يُقَالُ فِي الدُّعَاءِ: اَللَّهُمَّ ارْزُقْ عِبْدِي وَلَا تَسْخَطْ عَائِي وَ  
تَوَلَّنِي وَلَا تُعَادِي وَلَا يَجُودُ أَنْ يُقَالَ: يَقْدِرُ أَنْ يَعْلَمَ وَلَا يَقْدِرُ أَنْ لَا يَعْلَمَ وَ يَقْدِرُ أَنْ يَعْلَمَ وَلَا  
يَقْدِرُ أَنْ لَا يَعْلَمَ وَ يَقْدِرُ أَنْ يَكُونَ عَزِيراً حَكِيماً وَ لَا يَقْدِرُ أَنْ لَا يَكُونَ عَزِيراً حَكِيماً وَ يَقْدِرُ أَنْ

يَكُونُ جَوَادًا وَلَا يَقْدِرُ أَنْ لَا يَكُونَ جَوَادًا ، وَيَقْدِرُ أَنْ يَكُونَ غَفُورًا وَلَا يَقْدِرُ أَنْ لَا يَكُونَ غَفُورًا . أَرَادَ أَنْ يَكُونَ زَبَدًا وَقَدِيمًا وَعَزِيمًا وَمَالِكًا وَعَالِمًا وَقَادِرًا  
لِأَنَّ هَلِيمَ مِنْ صِفَاتِ الذَّاتِ وَالْإِرَادَةُ مِنْ صِفَاتِ الْفِعْلِ ، أَلَا تَرَى أَنَّهُ يَقَالُ : أَرَادَ هَذَا وَلَمْ يَرِدْ هَذَا  
وَصِفَاتِ الذَّاتِ تَتَعَيَّنُ عَنْهُ بِكُلِّ صِفَةٍ مِنْهَا ضِدُّهَا ، يَقَالُ : حَيٌّ وَعَالِمٌ وَسَبِيحٌ وَكَبِيرٌ وَعَزِيزٌ وَ  
حَكِيمٌ ، غَنِيٌّ وَمَلِكٌ ، حَلِيمٌ ، عَدْلٌ ، كَرِيمٌ ، فَالْعِلْمُ يَنْدُ حَيْلٌ ، وَالْقُدْرَةُ يَنْدُ مَا الْعِزُّ ، وَ  
الْحَيَاةُ يَنْدُ مَا الْمَوْتُ ، وَالْبَرَّةُ يَنْدُ مَا الذَّلِيلَةُ ، وَالْحِكْمَةُ يَنْدُ مَا الْخَطَا ، وَضِدُّ الْحَلِيمِ الْعَجَلَةُ وَ  
الْحَيْلُ ، وَضِدُّ الْعَدْلِ الْجَوْرُ وَالظُّلْمُ .

ہر دو چیزیں جسے تعریف باری تعالیٰ کی جلتے کردہ دونوں وجود باری میں جمع ہو سکیں تو صفات فعل ہیں ۔

توضیح :- اللہ عزوجل کی صفات دو قسم کی ہیں ذاتی اور صفاتی ، ذاتی وہ ہیں کہ ایک صفت اور اس کی ضد دونوں اس

کی ذات میں جمع نہیں ہوتیں مثلاً حیات و موت ، کہ یہ دونوں اس کی ذات میں جمع نہیں ہو سکتیں ۔ پس صفات اس کی

صفت ذاتی ہے اور جو دو صفتیں اس کی ذات میں جمع ہو جائیں ۔ وہ صفات فعلی ہیں جیسے رضا و ستم و خوشنوری و غضب

تفسیر اس جملہ کی یہ ہے کہ تم ثابت کرتے ہو وجود باری کے لئے کہ وہ ارادہ کرتا ہے اور نہیں ارادہ

کرتا اور خوش ہوتا ہے اور غضبناک ہوتا ہے اور محبت کرتا ہے اور بغض رکھتا ہے پس اگر ارادہ صفات ذات سے

ہوتا ۔ علم و قدرت کی طرح تو یہ کہنا کہ وہ ارادہ نہیں کرتا اس کا توڑنے والا ہو گا ۔ یہ کہنا کہ وہ ارادہ کرتا ہے اور

اگر یہ کہنا کہ وہ محبت کرتا ہے تو اس کے غلات یہ نہ کہا جاتا کہ وہ بغض رکھتا ہے کیا تم نہیں غور کرتے کہ ہم اس کے وجود

کو عدم علم اور قدرت سے موصوف نہیں کر سکتے کیونکہ علم و قدرت صفات ذات ہیں ہم اس کو موصوف نہیں کرتے قدرت

اور علم و جبل اور بے وقوفی و حکمت اور عزت و دولت سے ۔ ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ خدا محبت کرتا ہے اس سے جو اس

کی اطاعت کرے اور بغض رکھتا ہے اس سے جو اس کی نافرمانی کرے ۔ دوست رکھتا ہے اپنے اطاعت کرنے

والے دشمن رکھتا ہے اپنے نافرمان کو ۔ وہ راضی ہو تلپہا اور غضبناک ہو تلپہے ۔ دعا میں کہا جاتا ہے

خداوند تو مجھ سے راضی ہو اور مجھ سے ناراض نہ ہو مجھے دوست رکھ اور میرا دشمن نہ بن ۔

اور یہ کہنا جائز نہیں کہ وہ قدرت رکھتا ہے جاننے پر اور نہیں قدرت رکھتا اس پر کہ نہ جانے اور قدرت

رکھتا ہے اس پر کہ مالک ہو اور نہیں قدرت رکھتا کہ مالک نہ ہو ۔ اور قدرت رکھتا ہے اس پر کہ حکیم و عزیز ہو اور



نہیں قدرت رکھتا اس پر کہ حکیم و عزیز نہ ہو اور قدرت رکھتا ہے اس پر کہ حجاب ہو اور نہیں قدرت رکھتا ہے کہ حجاب نہ ہو اور قدرت رکھتا ہے اس پر کہ غفور ہو اور نہیں قدرت رکھتا ہے اس پر کہ غفور نہ ہو۔

یہ کہنا جائز نہیں کہ خدا نے ارادہ کیا اس بات کا کہ وہ رب ہو اور تدبیر ہو اور عزیز ہو اور حکیم ہو اور مالک ہو عالم و شام ہو کیونکہ یہ سب صفات ذات ہیں اور ارادہ صفات افعال سے ہیں۔ صفات فعل سے ہے کیا تم غور نہیں کرتے کہ کہا جاتا ہے کہ اس نے یہ ارادہ کیا اور یہ ارادہ نہ کیا۔ صفات ذات نفی کرتی ہیں ہر اس صفت کی جس کی ضد ہو کہا جاتا ہے خدا ہی عالم و شام و وسیع و عزیز و حکیم مالک، ملیم و عادل و کریم ہے پس خدا علم جل ہے خدا قدرت ماحولی خدا حیات و موت و خدا عزت و دولت، خدا حکمت ہے خدا اور خدا علم حسی اور نبات اور خدا علم و جبر ہے ان کا اس سے تعلق نہیں۔

## باب پانزدہم (۱۵)

### حدوث الاسماء

#### ( بَابُ حُدُوثِ الْأَسْمَاءِ )

۱۔ عَلِيُّ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ مَالِیحِ بْنِ أَبِي حَسَّانٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ يُونُسَ، عَنِ الْعَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي حَمْرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى خَلَقَ الْأَسْمَاءَ بِالْحُرُوفِ غَيْرِ مُنْصَوِّتٍ وَبِاللَّفْظِ غَيْرِ مُنْطَقٍ وَبِالشَّخْصِ غَيْرِ مُجَسَّدٍ وَبِالنَّشِیدِ غَيْرِ مُنْصَوِّفٍ وَبِالْمَلُوكِ غَيْرِ مُصْبُوحٍ، مَنَعِي عَنْهُ الْأَقْطَارُ، مُبَعَّدَةً عَنْ الْخُدُودِ، مَحْجُوبَةً عَنْ كُلِّ مُنْوَجٍ، مُسْتَرِي عَنْ مَسْنُورٍ، فَجَعَلَ كَلِمَةً تَأْتِي عَلَى أَرْبَعَةِ أَجْزَاءٍ مِمَّا لَيْسَ مِنْهَا وَاحِدٌ قَبْلَ الْآخِرِ، فَظَهَرَ مِنْهَا ثَلَاثَةُ أَسْمَاءٍ لِغَاوَةِ الْخَلْقِ إِلَيْهَا وَحَبَّ مِنْهَا وَاحِدٌ وَهُوَ الْإِسْمُ الْمَكُونُ الْمَحْرُورُ، قَبْلَهُ الْأَسْمَاءُ الَّتِي ظَهَرَتْ، فَالظَّاهِرُ هُوَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، وَسَجَّ سَجَّانَهُ لِكُلِّ اسْمٍ مِنْ هَذِهِ الْأَسْمَاءِ أَرْبَعَةُ أَرْكَانٍ،

فَدَاكَ اثْنَا عَشَرَ رُكْنًا . ثُمَّ خَلَقَ لِكُلِّ رُكْنٍ مِنْهَا ثَلَاثِينَ اسْمًا فَعَلَا مَسْئُوبًا بِالنَّهَابِ الرَّحْمَنُ  
الرَّحِيمُ ، الْمَلِكُ ، الْقُدُّوسُ ، الْحَافِظُ ، الْبَارِي ، الْمُصَوِّرُ ، الْحَيُّ ، الْقَيُّومُ . لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ  
وَلَا نَوْمٌ ، الْعَلِيمُ ، الْحَيُّ ، السَّمِيعُ ، الْبَصِيرُ ، الْحَكِيمُ ، الْكَرِيمُ ، الْعَنَّا ، الْمُتَكَبِّرُ ، الْعَلِيُّ  
الْمُعْتَبِرُ ، الْقَادِرُ ، السَّلَامُ ، الْمُؤْمِنُ ، الْمُتَبِينُ ، [الْبَارِي] ، الْغَنِيُّ ، الْبَدِيعُ ، الرَّفِيعُ ،  
الْجَبَلُ ، الْكَرِيمُ ، الرَّزَاقُ ، الْمُخَيِّ ، الْمُبِيتُ ، الْبَاقِي ، الْوَاقِعُ ، قَبْدَرُ الْأَسْمَاءِ وَمَا كَانَ مِنَ  
الْأَسْمَاءِ الْخُشْيَ حَتَّى تَبْقَى ثَلَاثٌ يَأْتِيَنَّ اسْمًا فَهِيَ سَبْعَةٌ لِهَذِهِ الْأَسْمَاءِ الثَّلَاثَةِ وَهَذِهِ الْأَسْمَاءُ  
الثَّلَاثَةُ أَزْكَأُ . وَحُجِبَ الْإِسْمُ الْوَاحِدُ الْمَكْنُونُ الْمُخْرُوجُ بِهَذِهِ الْأَسْمَاءِ الثَّلَاثَةِ . وَذَلِكَ قَوْلُهُ  
تَعَالَى : وَفِي ادْعُوا اللَّهَ أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيُّمَا مَا دَعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْخُشْيَ

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم نے ایک اسم کو حروف سے پیدا کیا۔ لیکن ان حروف کی آواز نہ  
تھی اور لفظ بول نہ جاتا تھا اور وہ غیر مجسم تھا اور کسی تسبیح سے موصوف نہ تھا نہ کسی رنگ میں نہ نگاہوں۔ اطران کی  
اس سے نفی تھی حدود اس سے دور تھے ہر جس سے پرستید تھا اللہ نے اس کو کلمہ نامہ قرار دیا۔ مطلب یہ ہے کہ  
مذکورہ بالا چیزیں اس اسم سے چونکہ بعد میں پیدا ہوئیں لہذا اس کا تعلق ان چیزوں سے نہ تھا، اس کلمہ نامہ  
کے اس نے ایک ساتھ چار جز و قرار دیئے (ذات مفہوم ہو، مفہوم، الف و لام و مفہوم، اللہ تعالیٰ ان چیزوں  
میں تقدم و تاخر نہیں اس سے تین نام ظاہر کئے۔ کیونکہ خلق کو ان کی طرف احتیاج تھی اور ایک کو پوشیدہ رکھا۔ پس یہ  
اسمار جو ظاہر ہوئے وہ لفظ اللہ سے ظاہر ہوئے اور ان تینوں ناموں کے تابع بنایا چار ارکان کو، پس یہ بارہ  
رکن ہو گئے۔ پھر ہر رکن سے تیس اسم فعلی پیدا کئے جو منسوب ہیں اسماء کی طرف اور وہ رکن و جسم و ملک و قدوس و  
فان و معصور حی و قیوم نہ اس کو اُنکھ ہے نہ میند، و عظیم و ضعیف و سمیع و بصیر و عظیم و عجز و جبار و متکبر، علی و عظیم  
و مقتدر و قادر و سلام و مومن و مہین، بادی و ماضی و بذیل و ربیع، جلیل و کریم و رازق و مہیت و باعث و وارث  
ہیں یہ اور تمام اسماء سنی مل کر تین سو ساٹھ ہوئے ہیں جو تین ناموں سے منسوب ہیں اور یہ تین ارکان و حجب ہیں اسم  
واحد کے جو پوشیدہ ہے ان تین اسماء میں مراد ہے قول باری سے قل ادعوا الیہ حقیقت یہ ہے کہ حدوث اسماء کے متعلق  
جو اوپر بیان ہوا وہ اسرار الہیہ سے ہے جن کو نبی و امام کے مواء سرانہیں سمجھ سکتے۔ ہم اس کے سوا کچھ نہیں کہہ



سکتے کہ اللہ اسم ذات ہے اس کی حقیقت کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ اس کی حقیقت عقل و حس و حواس ہر شے سے مستعد ہے اس کے علاوہ جو اس کے اسم حسنی میں ہم اس کی معرفت ان کے ذریعے حاصل کرتے ہیں۔

۲۔ أحمد بن إدريس ، عن الحسين بن عبدالله ، عن محمد بن عبدالله و موسى بن عمر : والحسن بن علي بن عثمان ، عن ابن سنان قال : سألت أبا الحسن الرضا عليه السلام : هل كان الله عز وجل عارفاً بنفسه قبل أن يخلق الخلق ؟ قال : نعم ، قلت : يراه أو يسمعه ؟ قال : لا ، ما محتاجاً إلى ذلك لأنه لم يكن يسأله ولا يطلب منها ، هو نفسه ونفسه هو ، فقدرته نافذة فليس يحتاج أن يسمي نفسه ، ولكنه اختار لنفسه اسماً ، لغيره يدعو به ، لأنه إذا لم يدع باسمه لم يعرف ، فأقول ما اختار لنفسه : العلي العظيم لأنه أعلى الأسماء كلها ، فمعناه الله واسمه العلي العظيم ، هو أول أسمائه ، علا على كل شيء .

سنان سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہا مخلوق کو خلق کرنے سے پہلے خدا اپنے نفس کا عالم تھا۔ فرمایا۔ ہاں۔ میں نے کہا کیا وہ اس کو دیکھتا اور سنتا تھا۔ فرمایا۔ وہ اس کا محتاج نہ تھا کہ وہ اپنا نام لے۔ کیوں کہ وہ کسی مشکل میں سوال کرنے والا اور کسی کا طلب گار نہیں۔ اس کا نفس اس کی ذات ہے اور اس کی ذات اس کا نفس ہے اسکی قدرت جاری ہونے والی ہے وہ اس کا محتاج نہیں کہ اس کی ذات کا نام رکھا جائے۔ لیکن اس نے کچھ نام اپنے لئے منتخب کئے ہیں جو اس کی ذات کے غیر ہیں وہ انہی ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ کیوں کہ اگر کسی نام سے پکارا نہ جاتا تو اس کی معرفت نہ ہوتی پس سب سے پہلے اس نے اپنا نام علی العظیم رکھا کیوں کہ وہ تمام چیزوں سے اعلیٰ ہے اس کی ذات اللہ ہے علی العظیم اس کا نام ہے وہ اس کا سب سے پہلے نام ہے وہ ہر شے سے بلند تر ہے۔

۳۔ وَ هَذَا الْإِسْنَادُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ : سَأَلْتُ عَنْ الْأَسْمَاءِ مَا هُوَ . قَالَ : بَيْعَةُ الْمُوصَوِّفِ .

۳۔ اور اسی سند کے ساتھ محمد بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے سوال کیا کہ اسم کیا ہے۔ فرمایا موصوف کی صفت۔

کی صفت۔

۴۔ محمد بن أبي عبدالله . عن محمد بن إسماعيل . عن بعض أصحابه . عن بكر بن

من زعم أنه يعرف الله بحجاب أو بصورة أو بمثال فهو مشرك لأن حجابہ و مثالہ و صورتہ غیرہ و إنما هو واحد متوحد فكيف يوحدہ من زعم أنه عرفہ بغیرہ ، و إنما عرف الله من عرفہ بالله ، فمن لم يعرفہ بہ فليس يعرفہ ، إنما يعرف غیرہ ، ليس بين الخالق والمخلوق شيء ، والله خالق الأشياء لا من شيء كان ، والله يسمی بأسمائه وهو غير أسمائه والأسماء غیرہ .

صالح ، عن علي بن صالح ، عن الحسن بن محمد بن خالد بن يزيد ، عن عبد الله بن علي عن أبي عبد الله عليه السلام قال : اسم الله غبر ، و كل شيء وقع عليه اسم شيء فهو مخلوق ما خلا الله فأما ما عبرتہ الألسن ، أو عملت الأبدی ، فهو مخلوق ، الله غایب عن عیانتہ و المعیسی غیر الغایة ، والغایة موصوفة و كل موصوف مصنوع و صانع الأشياء غیرہ موصوف بعد تسمی . لم يتكون فيعرف كمنو بدته بصلع غیرہ ، ولم يناد إلى غایة إلا كانت عیدہ لا یزل من فهم هذا الحكم أبدأ ، وهو التوحيد الخالص ، فارغوه و صد قوه و نعم موه باذن الله

فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ اسم اللہ کا تیرے ہر وہ شے جس کے لئے کوئی نام ہو مخلوق ہے سوائے اللہ کے جس کو زبانیں تعبیر کرتی ہیں اور ہاتھ اس میں کام کرتے ہیں وہ مخلوق ہے اس خالق پر حق کا نام اس کے نشانات میں سے ایک نشان ہے اور جس کا نشان ہو وہ نشان سے علیحدہ ذات ہوتی ہے اور غایت یا نشان موصوف ہوتا ہے اور جو موصوف ہوتا ہے وہ مصنوع ہے اور خالق اشیا غیر موصوف ہے ۔ کسی کی حد میں وہ پیدا نہیں ہوا کہ اس کے ہونے کو غیر کی صفت سے پہچانا جائے اور اس کے لئے حد و انتہا بھی نہیں کوئی نشان بھی نہیں اور جب ہے وہ اس کا غیر ہے کبھی لغزش نہیں کھائے گا وہ جس نے اس بات کو سمجھ لیا اور یہی توحید ہے فالص توحید ، اس کی رعایت کرو ، اس کی تصدیق کرو اور باذن خدا اُسے سمجھو جس نے گمان کیا کہ اس نے اللہ کو حجاب یا صورت یا نشان سے پہچانا وہ مشرک ہے کیوں کہ حجاب اور صورت اور مثال اس کے غیر ہیں وہ ذات و وحدۃ لاشریک ہے جس نے اللہ کو اس طرح سے پہچانا اس نے خدا کی معرفت مائل کی ۔ اور جس نے اس طرح پہچانا اس نے خدا کو نہ پہچانا اور اس کے غیر کو پہچانا ۔ خالق و مخلوق کے درمیان کوئی شے مشترک نہیں ۔ خدا خالق اشیا ہے نہ کسی چیز سے خود نہیں پیدا ہوا ۔ اس کے ناموں سے اسے موسم کیا جاتا ہے لیکن اس کی ذات ناموں سے الگ ہے اور وہ ناموں سے الگ ہے



## باب شانزدہم (۱۶) اسما کے معانی اور ان کا اشتقاق

(بَابُ مَعَانِي الْأَسْمَاءِ وَاشْتِقَاقِهَا)

۱۔ عَنْ عَبْدِ بْنِ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ بَحْثِی، عَنْ جَدِّهِ وَالْعَسَنِ  
ابْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ علیہ السلام عَنْ تَفْصِيلِ «بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ»  
قَالَ: الْبَاءُ بِهَا تِلْكَ، وَالسِّينُ سَمَاءُ اللَّهِ، وَالْيَمِيمُ مَجْدُ اللَّهِ، وَرَدَى بَعْضُهُمُ: الْيَمِيمُ مُلْكُ اللَّهِ، وَاللَّهُ إِلَهُ  
كُلِّ شَيْءٍ، الرَّحْمَنُ بِجَمِيعِ خَلْقِهِ، وَالرَّحِيمُ بِالْمُؤْمِنِينَ خَاصَّةً

ابو عبد اللہ بن سنان سے مروی ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے تفسیر  
پوچھی۔ فرمایا: ہ سے یہا یعنی اس کا غالب ہونا مراد ہے اللہ سے سنا یعنی اس کی رفعت۔ وحمت مراد ہے میم سے  
مجید اللہ یعنی بزرگی خدا اور بعض کے نزدیک بادشاہت خدا مراد ہے اور اللہ ہر شے کا معبود ہے۔ رحمن ہے  
اپنی مخلوق پر اور رحیم ہے خاص کر مومنین پر۔

۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ سَأَلَ  
أَبَا عَبْدِ اللَّهِ علیہ السلام عَنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ وَاشْتِقَاقِهَا، أَفْتَيْمًا هُوَ مُشْتَقٌّ؟ فَقَالَ يَا هِشَامُ، اللَّهُ مُشْتَقٌّ مِنْ إِلَهٍ وَإِلَهُ  
يَقْتَضِي مَا لَوْهَا وَالْإِسْمُ غَيْرُ الْمُسَمَّى، فَمَنْ عَبْدَ الْإِسْمِ دُونَ الْمَعْنَى فَقَدْ كَفَرُوا لَمْ يَعْبُدْ شَيْئاً وَمَنْ عَبْدَ  
الْإِسْمِ وَالْمَعْنَى فَقَدْ أَشْرَكَ وَعَبْدَ اثْنَيْنِ وَمَنْ عَبْدَ الْمَعْنَى دُونَ الْإِسْمِ فَذَاكَ التَّوْحِيدُ، أَفْتَيْمًا يَا هِشَامُ؟  
قَالَ: قُلْتُ: نِيْذِي قَالَ: فِي رِسْعَةٍ وَيَسْمَعُونَ أَسْمَاءً فَلَوْ كَانَ الْإِسْمُ هُوَ الْمُسَمَّى لَكُنْ كُلُّ اسْمٍ مِنْهَا إِلَهُاً  
وَلَكِنَّ اللَّهَ مَعْنَى تِلْكَ عَلَيْهِ يَهْدُوا الْأَسْمَاءَ وَكُلُّهَا غَيْرُهُ، يَا هِشَامُ الْخُبْرُ اسْمٌ لِلْمَا كَوْلٍ وَالْمَاءُ اسْمٌ

لِلْمَشْرُوبِ وَالتَّوْبِ اسْمٌ لِلْمَلْبُوسِ وَالتَّادِ اسْمٌ لِلْمَحْرُوقِ ، أَقْبَمْتُ يَا هِشَامُ نَهْمًا تَذَقُّعُهُ وَتُجَانِلُهُ بِوِ  
أَعْدَاءِ الْمُتَخَذِينَ مَعَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ غَيْرُهُ ، فُلْتُ : نَعَمْ ، فَقَالَ تَعْلَمُ اللَّهُ إِيَّايَا وَتَبْتَكَ يَا هِشَامُ أَقَالَ  
فَوَلَّيْتِ مَا قَهَرَنِي أَحَدٌ فِي التَّوْحِيدِ حَتَّى فُتُّ مَقَامِي هُنَا

۲۔ ہشام بن الحکم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسمائے الہیہ اور ان کے اشتقاق کے متعلق سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے ہشام اللہ مشتق ہے اللہ سے (معبود) اور اللہ کے لئے ضروری ہے کہ عبادت کرنے والا بھی ہو اور اسم معنی کے غیر ہوتا ہے پس جس نے معنی کو چھوڑ کر نام کی عبارت کی اس نے کفر کیا اور کسی چیز کی بھی عبادت نہ کی اور جس نے نام اور معنی دونوں کی عبادت کی اس نے شرک کیا۔ اور دو کی عبادت کی اور جس نے صرف معنی کی عبادت کی تو یہ توحید ہے اے ہشام تم سمجھ گئے۔ میں نے کہا کچھ اور فرمائیے۔ فرمایا اللہ کے ۹۹ نام ہیں۔ اگر ہر نام ایک ذات ہوتا تو ہر نام ایک معبود بن جاتا۔ لیکن اللہ کا ایک مفہوم ہے جو ان سب ناموں پر ایک ولایت کرتا ہے اور وہ مفہوم ان تمام اسماء کا غیر ہے اے ہشام سمجھو، دوئی ایک ماکول چیز کا نام ہے (نام اور دوئی اللہ، الگ چیزیں ہیں) پانی ایک مشروب چیز کا نام ہے، لباس ایک ملبوس چیز کا نام ہے، آگ ایک جلانے والی چیز کا نام ہے۔ اے ہشام تم سمجھ گئے اب اس دلیل سے ہمارے دشمنوں کو رو کر نار جو اللہ کے ساتھ اس کے غیر کو بھی معبود بنائے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا میں خوب سمجھ گیا۔ ہشام کہتے ہیں، واللہ اس مسئلہ توحید میں کوئی مجھ پر غالب نہ آیا اور میں ہر جگہ اپنے مقام پر قائم رہا۔

۳۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَامٍ الْبَرْقِيِّ ، عَنْ الْفَاسِمِ بْنِ بَعْثَمٍ ، عَنْ جَبْرِ وَالْحَسَنِ  
ابْنِ زَائِدٍ ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ : سُئِلَ عَنْ مَسْنَى اللَّهِ فَقَالَ : اسْتَوْلَى  
عَلَى مَا دَقَّ وَجَلَّ

۳۔ امام موسی کاظم علیہ السلام سے کسی نے اللہ کے معنی کے متعلق سوال کیا فرمایا اللہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ غالب

ہے ہر تین و طین چیز پر۔

۴۔ عَلِيُّ بْنُ قَامٍ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَزِيدٍ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ : سَأَلْتُ  
الرَّحْمَنَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ : اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ، فَقَالَ : مَا لَا مِثْلَ السَّمَاوَاتِ وَمَا لَا مِثْلَ الْأَرْضِ



وَفِي رِوَايَةِ الْبَرْقِيِّ هُدًى مَنْ فِي السَّمَاءِ وَهُدًى مَنْ فِي الْأَرْضِ .

۴۔ عباس بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے یہ آیت، اللہ نور السموات والارض کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ آسمان و زمین کا ہدایت کرنے والا ہے اور ایک روایت میں ہے، وہ ہدایت ہے آسمانوں اور زمین کے لئے۔

عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ بَحْثِی ، عَنْ مُصْلَبِ بْنِ مُشْتَمٍ ، عَنْ ابْنِ أَبِي بَعْقَرٍ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ : هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ ، وَ قُلْتُ : أَمَّا الْأَوَّلُ فَقَدْ عَرَفْتُهُ وَأَمَّا الْآخِرُ فَمَنْ لَنَا تَفْسِيرُهُ . فَقَالَ : إِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ إِلَّا يَبْدُو أَوْ يَنْتَبِئُ أَوْ يَدْخُلُهُ التَّغْيِيرُ وَالزَّوَالُ أَوْ يَنْتَقِلُ مِنْ لَوْنٍ إِلَى لَوْنٍ وَمِنْ هَيْئَةٍ إِلَى هَيْئَةٍ وَمِنْ صِفَةٍ إِلَى صِفَةٍ وَمِنْ زِيَادَةٍ إِلَى نَقْصَانٍ وَمِنْ نَقْصَانٍ إِلَى زِيَادَةٍ إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ فَإِنَّهُ لَمْ يَزَلْ وَلَا يَزَالُ بِحَالِهِ وَاحِدَهُ ، هُوَ الْأَوَّلُ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْآخِرُ عَلَى مَا لَمْ يَزَلْ (وَالْأَخْتِلَافُ عَلَيْهِ الصِّفَاتُ وَالْأَسْمَاءُ كَمَا تَخْتَلِفُ عَلَى غَيْرِهِ ، مِثْلُ الْإِنْسَانِ الَّذِي يَكُونُ ثَرِيًّا مَرَّةً وَمَرَّةً لَحْمًا وَدَمًا وَمَرَّةً رُفَاتًا وَزَمِيمًا وَكَالْبَشَرِ الَّذِي يَكُونُ مَرَّةً بَلَحًا وَمَرَّةً بُسْرًا وَمَرَّةً رُطْبًا وَمَرَّةً تَمْرًا ، فَتَتَبَدَّلُ عَلَيْهِ الْأَسْمَاءُ وَالصِّفَاتُ وَاللَّهُ جَلَّ وَعَزَّ بِحَالَهِ ذَلِكَ .

۵۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔ اس قول خدا کے کیا معنی ہیں کہ وہ اول ہے وہ آخر ہے، اول کو تو سمجھتے سمجھ لیا۔ لیکن آخر کے معنی بیان فرمائیے حضرت نے فرمایا: دنیا کی ہر شے ہلاک ہوتی اور متغیر ہوتی ہے، ایک رنگ سے دوسرے رنگ کی طرف، ایک صورت سے دوسری صورت کی طرف، ایک صفت سے دوسری صفت کی طرف، زیادتی سے نقصان اور نقصان سے زیادتی کی طرف لے جاتی ہے اور رب العالمین کی ذات کو نہ زوال ہے نہ ہوگا اور نہ اس کی صفات و اسماء میں کوئی اختلاف ہے جیسے کہ اس کے غیر میں ہوتا ہے مثلاً انسان کے جو ایک بار مٹی ہوتا ہے پھر گوشت اور پھر خون، پھر بوسیدہ ہڈی یا جیسے خرما کہ پہلے سچول ہوتا ہے پھر کچا خرما، پھر طبخ خرما، اس اختلاف کے ساتھ اس کے نام بدلتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے یہ نہیں!

۶۔ عَلِيٌّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ ، عَنْ ابْنِ أَدِيْنَةَ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ حَكِيمٍ ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ قَالٍ : سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ : «الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ» فَقَالَ : «الْأَوَّلُ لَا عَنْ أَوَّلٍ قَبْلَهُ وَلَا عَنْ بَدْءٍ سَبْقَهُ ، وَالْآخِرُ لَا عَنْ نِيَايَةٍ كَمَا يَقُولُ مِنْ صِفَةِ الْمَخْلُوقِينَ وَلَكِنْ قَدِيمٌ أَوَّلُ آخِرٍ ، لَمْ يَزَلْ وَلَا يَزُولُ بِالْبَدْءِ وَلَا بِالنَّهْيَةِ ، لَا يَقَعُ عَلَيْهِ الْحُدُوثُ وَلَا يَحُولُ مِنْ حَالٍ إِلَى حَالٍ ، خَالِفٌ كُلِّ شَيْءٍ» .

۶۔ راوی کہتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اول و آخر کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا اول ہے لیکن اس سے پہلے کوئی نہیں، کسی نے ابتدا میں اس پر سبقت نہیں کی۔ وہ آخر ہے مگر اس کی نہایت نہیں، یہ تو مخلوق کی صفت ہے جو ذات قدیم اول و آخر ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی نہ اس کی ابتدا ہے نہ انتہا نہ اس کا تعلق حدوث سے ہے اور نہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدلتے رہے کا خالق ہے۔

۷۔ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ رَفَعَهُ إِلَى أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ : أَخْبِرْنِي عَنِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ الْأَسْمَاءُ وَصِفَاتُ فِي كِتَابِهِ؟ وَأَسْمَاؤُهُ وَصِفَاتُهُ هِيَ هُوَ؟ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ : «إِنْ لَهَذَا الْكَلَامُ وَجْهَيْنِ إِنْ كُنْتَ تَقُولُ : هِيَ هُوَ أَيْ أَنَّكَ بِنُوعٍ وَكثرة فتعالى الله عن ذلك وَإِنْ كُنْتَ تَقُولُ : هَذِهِ الصِّفَاتُ وَالْأَسْمَاءُ لَمْ تَزَلْ فَإِنْ «لَمْ تَزَلْ» مُحْتَمِلٌ مَعْنَيْنِ فَإِنْ قُلْتَ : لَمْ تَزَلْ عِنْدَهُ فِي عِلْمِهِ وَهُوَ مُسْتَحَقُّهَا ، فَنَعَمْ ، وَإِنْ كُنْتَ تَقُولُ : لَمْ يَزَلْ تَصْوِيرُهَا وَهَجَاؤُهَا وَتَقْطِيعُ حُرُوفِهَا فَمَعَاذَ اللَّهِ أَنْ يَكُونَ مَعَهُ شَيْءٌ غَيْرُهُ ، بَلْ كَانَ اللَّهُ وَلَا خَلْقٌ ، ثُمَّ خَلَقَهَا وَسِيلَةً بَيْنَهُ وَبَيْنَ خَلْقِهِ ، يَنْتَضِعُونَ بِهَا إِلَيْهِ وَيَعْبُدُونَهُ وَهِيَ ذِكْرُهُ . وَكَانَ اللَّهُ وَلَا ذِكْرٌ ، وَالْمَذْكُورُ بِالذِّكْرِ هُوَ اللَّهُ الْقَدِيمُ الَّذِي لَمْ يَزَلْ . وَالْأَسْمَاءُ وَالصِّفَاتُ مَخْلُوقَاتٌ ، وَالْمَعْنَى وَالْمَعْنَى بِهَا هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا يَلِيْقُ بِهِ الْإِخْتِلَافُ وَلَا الْإِئْتِلَافُ ، وَإِنَّمَا يَخْتَلِفُ وَتَأْتِي الْمَتَجَزَّئِيَّةُ . فَلَا يُقَالُ : اللَّهُ مُؤْتَلَفٌ وَلَا اللَّهُ قَلِيلٌ وَلَا كَثِيرٌ وَلَكِنَّهُ الْقَدِيمُ فِي ذَاتِهِ ، لِأَنَّ مَا سِوَى الْوَاحِدِ مُتَجَزَّئِيٌّ ، وَاللَّهُ وَاحِدٌ لَا مُتَجَزَّئِيٍّ ، وَلَا مَتَوَهَّمٌ بِالْقِلَّةِ وَالْكَثَرَةِ وَكُلُّ مُتَجَزَّئِيٍّ أَوْ مَتَوَهَّمٌ بِالْقِلَّةِ وَ الْكَثَرَةِ فَهُوَ مَخْلُوقٌ دَالٌّ عَلَى خَالِقِهِ . فَقَوْلُكَ : إِنْ اللَّهُ قَدِيرٌ



خبّرت أنّه لا يعجزه شيء ، فنقيت بالكلمة العجز وجعلت العجز سواء ؛ و كذلك قولك : عالم إنّما نقيت بالكلمة الجهل وجعلت الجهل سواء و إذا أفنى الله الأشياء أفنى الصورة والهجا والتقطيع ولا يزال من لم يزل عالماً .

فقال الرّجل : فكيف سمّينا ربّنا سمياً ؟ فقال : لأنّه لا يخفى عليه ما يدرك بالأسماع ، ولم نصفه بالسمع المعقول في الرأس ، وكذلك سمّينا بصيراً لأنّه لا يخفى عليه ما يدرك بالأبصار ، من لون أو شخص أو غير ذلك ، ولم نصفه ببصر لحظة العين ، وكذلك سمّينا لطيفاً لعلمه بالشيء اللطيف مثل البهانة وأخفى من ذلك ، وموضع النشوء منها ، والعقل والشهوة للسفاد والجذب على نسلها ، وإقام بعضها على بعض ونقلها الطعام والشراب إلى أولادها في الجبال والمفاوز والأودية والقفار ، فعلمنا أنّ حالكها لطيف بلا كيف ، وإنّما الكيفيّة للمخلوق المكيف ؛ وكذلك سمّينا ربّنا قوياً لا بقوّة البطش المعروف من المخلوق ولو كانت قوّته قوّة البطش المعروف من المخلوق لوقع التشبيه واحتمل الزيادة ، وما احتمل الزيادة احتمل النقصان ، وما كان ناقصاً كان غير قديم وما كان غير قديم كان عاجزاً ؛ وربّنا تبارك وتعالى لا شبه له ولا ضد ولا ند ولا كيف ولا نهاية ولا تبصّر ؛ ومحرمٌ على القلوب أن تُمثله ، وعلى الأوهام أن تتحدّه وعلى الضمائر أن تكوّنّه ، جلّ وعزٌّ عن أدات خلقه وسمات بريّته وتعالى عن ذلك علواً كبيراً .

۱۰۔ ابوالشام جعفری سے مروی ہے کہ ایک بار امام محمد تقی علیہ السلام سے ایک شخص نے سوال کیا ، کیا کتاب خدا میں اللہ کے اسماء و صفات ہیں اور آیا وہ اس کی ذات میں نغرایا اس کے کلام کی دو صورتیں ہیں اگر تہارا یہ مطلب ہے کہ اسماء و صفات کے ساتھ وہ صاحب ہد و کثرت ہے تو خدا اس سے بلند و برتر ہے اگر مراد یہ ہے کہ یہ اسماء و صفات ازلی نہیں ہیں تو اس کے دو معنی کا احتمال ہے اگر تیری مراد یہ ہے کہ اسماء و صفات اس کے علم سے تھے کہ احداث ہوا گئے اور مخلوق ان کے ذریعہ سے خدا کو یاد کرے گی تو ٹھیک ہے اور اگر تیری مراد یہ ہے کہ اسماء کی تصویریں ، ان کے سبب اور ان کے ٹکڑے بھی ہمیشہ سے اللہ کے ساتھ ہیں ، تو خدا کی پناہ کوئی چیز جو اس کا غیر ہے اس کے ساتھ نہیں ہو سکتی ، خدا تھا اور مخلوق نہ تھی ۔ اس نے اسماء کو پیدا کر دیا تاکہ وہ اس کے اور اس کے اسماء کے درمیان وسیلہ بن جائیں لوگ ان کے ذریعہ سے خدا کے سامنے فریاد کریں اور اس کی عبادت کریں اور عبارت کیا

اس کا ذکر، خدا تھاجب کہ اس کا ذکر نہ تھا اور نہ وہ اپنے ذکر سے ذکر کیا ہوا تھا کیونکہ وہ قدیم ہے اور ہمیشہ سے ہے اور اوصاف و صفات اس کی مخلوق ہیں اور ان سے مراد ہے وہ اللہ جس کے لئے نہ مختلف ہونا لائق ہے نہ متوقف ہونا، کیونکہ الگ ہونا یا ملنا۔ اس چیز کے لئے ہوتا ہے جو صاحب تجربہ ہو پس یہ نہیں کہا جائے گا کہ خدا امر کب ہے اللہ نہ یہ کہا جائے گا کہ وہ قلیل یا کثیر ہے بلکہ وہ اپنی ذات میں قدیم ہے واحد کے سوا جو ہے وہ صاحب اجزاء ہے اور اللہ واحد ہے، صاحب اجزاء نہیں اور نہ قلت و کثرت کا اس سے تعلق ہے نہ مخلوق ہے اور اس کی دلیل ہے کہ اس کا کوئی حناق ہے پس تمہارا یہ کہنا کہ خدا قدیر ہے، یہ اس امر کی خبر دیتا ہے کہ اس کو کوئی قضاہ عاجز نہیں بناتا، پس تم نے قدیر کہہ کر عاجزی کی، اس سے نفی کی اور عجور کو اس سے الگ قرار دیا۔ ایسے ہی جب تم نے عالم کہا تو اس سے جل کی نفی کی۔ یعنی جس کو اس سے الگ قرار دیا۔ پس جب فنا کرے گا اشیاء کو تو فنا کرے گا اپنے اسلمہ کی عورت، ہیجا و تعلیق کو بھی اور ہمیشہ سے عالم ہے (مطلب یہ ہے کہ سوائے اس کی ذات قدیم کے تمام چیزیں حادث و فانی ہیں۔ خواہ اس کے اسم یا مہیوں یا ان کی صورتیں)۔

ایک شخص نے کہا۔ ہم اپنے رب کا نام سننے والا کیسے رکھیں مگر یا وہ ایسا سننے والا ہے کہ جو باتیں کالوں سے سنی جاتی ہیں وہ اس پر غنی نہیں لیکن ہم اس کا وصف ان کالوں سے نہیں کریں گے جو سر میں ہوتے ہیں ایسے ہی ہم اس کا نام بعبر رکھیں گے اس لئے جو بینائیاں جن چیزوں کا ادراک کرتی ہیں رنگ یا وجود وغیرہ اس کی ذات پر غنی نہیں لیکن ہم اس کا وصف نہ بیان کریں گے ان آنکھوں کے ساتھ جو سر میں ہوتی ہیں ایسے ہی ہم اس کو لطیف کہتے ہیں کیونکہ وہ چھوٹی ہے چھوٹی چیز کے متعلق علم رکھتا ہے جیسے مچھریا اس سے بھی غنی تر کوئی چیز اور اس کی نشوونما کو اور عقل کو اور اس کی جنتی کھانے کی خواہش کو اپنی نسل پر مہربان ہونے کا اند بعض کا بعض کے ساتھ رہنا سہنا اللہ کھانے پینے کی چیزوں کو لے جانا اپنی اولاد کے لئے پہاڑوں، جنگلوں، وادیوں اور چٹیل بمیدانوں میں پس ہم نے جان لیا کہ ہمارا خالق لطیف ہے اس کے لئے کوئی کیفیت نہیں۔ کیونکہ کیفیت تو مخلوق کے لئے مہوتی ہے پس اسی طرح ہم نے نام رکھا اپنے رب کا۔ قوی لیکن نہ ایسا زور و قوت والا، جیسا مخلوق میں مشہور ہے اگر اس کی قوت مخلوق کی سی قوت ہوتی تو مخلوق سے اس کی تشبیہ ہو جاتی، زیادتی کے احتمال کی بنا پر اور جہاں زیادتی کا احتمال ہوتا ہے وہاں کی کا بھی ہوتا ہے اور جزا بھر ہوتا ہے وہ غیر قدیم ہوتا ہے اور غیر قدیم عاجز ہوتا ہے ہمارا رب اس سے بلند و برتر ہے کوئی اس کا شبیہ نہیں، اس کی ضد نہیں، اس کی نظیر نہیں، نہ اس کے لئے کوئی کیفیت ہے اور نہ نہایت، نہ وہ آنکھ سے دیکھتا ہے۔ حرام ہے قلوب



پر اس کی تمثیل بنانا، مخلوق پر اس کی حد تک کم کرنا اور انسانی ضمیروں پر دلول پر کہ اس کی صورت گری کریں۔ خدا کی ذات بزرگ و برتر ہے کہ اس میں مخلوق کے حالات و اسباب ہوں اور مخلوق کے آثار ہوں، خدا کی شان اس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔

۸۔ عَلِيُّ بْنُ خُنَافٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ رِیَاحٍ، عَنْ ابْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ زَكْرِيَّا، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ علیہ السلام قَالَ : قَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ : اللَّهُ أَكْبَرُ مِنْ أَبِي شَيْءٍ ؟ فَقَالَ : اللَّهُ أَكْبَرُ مِنْ أَبِي شَيْءٍ ، فَقَالَ : أَبُو عَبْدِ اللَّهِ علیہ السلام : حَدِّثْنِي فَقَالَ الرَّجُلُ : كَيْفَ أَقُولُ ؟ قَالَ : قُلْ : اللَّهُ أَكْبَرُ مِنْ أَنْ يُوصَفَ

۸۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ کے سامنے کہا۔ اللہ اکبر فرمایا۔ بتاؤ وہ کس سے بڑا ہے اس نے کہا ہر شے سے۔ فرمایا تو نے اس کے لئے حد قائم کر دی، اس نے کہا پھر کیسے کہوں۔ فرمایا۔ یوں کہو کہ اللہ بزرگ ہے اس سے کہ اس کی تعریف کی جائے۔

۹۔ وَرَوَاهُ غَدِيرُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عِيسَى ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ جَمِيعِ ابْنِ عَمِيرٍ قَالَ : قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ علیہ السلام : أَيُّ شَيْءٍ اللَّهُ أَكْبَرُ ؟ فَقُلْتُ : اللَّهُ أَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ، فَقَالَ : كَانَ ثُمَّ شَيْءٌ ، فَيَكُونُ أَكْبَرُ مِنْهُ ؟ فَقُلْتُ : وَمَا هُوَ ؟ قَالَ : اللَّهُ أَكْبَرُ مِنْ أَنْ يُوصَفَ .

۹۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اللہ کس چیز سے بڑا ہے میں نے کہا ہر شے سے، فرمایا جب اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی تو اس وقت ہر شے سے بڑا کیسے ہوا۔ میں نے کہا پھر وہ کیا ہے فرمایا وہ بزرگ و برتر ہے اس سے کہ اس کا وصف بیان کیا جائے۔

۱۰۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَتَادَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ علیہ السلام عَنْ سُبْحَانَ اللَّهِ فَقَالَ أَتَقَعُ (۱) إِلَهَ

۱۰۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سبحان اللہ کے معنی پوچھے۔ فرمایا اس کو منزه اور مبرا جانتا ہے ہر اس شے سے جو اس کے لائق نہ ہو۔

۱۱۔ أَحْمَدُ بْنُ مِرْزَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمُعْظِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْحَسَنِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَصْبَاطٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ مَوْلَى طَرِيقِ بْنِ هِشَامٍ الْجَوَابِقِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: «سُبْحَانَ اللَّهِ» مَا يُعْنَى بِهِ؟ قَالَ: تَنْزِيهِهُ.

۱۱۔ ہشام سے مروی ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سجان کے معنی پوچھے فرمایا اس کی ذات پاک کو (صفات مخلوق سے) منزہ ماننا۔

۱۲۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَتَمِيمُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، وَثَعْلَبِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرِو جَمِيمَا، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ الشَّاهِدَ عَنِ: مَا مَعْنَى الرُّوَاحِدِ؟ فَقَالَ: إِجْمَاعُ الْأَلْسِنِ عَلَيْهِ بِالْوَحْدِ ابْتِغَاءَ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: «وَلَيْنَ سَأَلْتَهُمْ مَرَّ خَافَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ».

۱۲۔ راوی کہتا ہے میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا الواحد کے کیا معنی ہیں فرمایا۔ اس کی وحدانیت پر لوگوں کا اجماع ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے اگر لوگوں سے تم پوچھو گے کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے تو وہ کہیں گے اللہ نے۔

## باب ہفتم (۱۷)

تمتہ باب سابق

اسماء اللہ اور اسمائے مخلوق کے معنی میں فرق

«(بَابُ آخِرُ)»

وَهُوَ مِنَ الْبَابِ الْأَوَّلِ  
إِلَّا أَنَّ بِنْدَ زِيَادَةٍ وَهُوَ الْفَرْقُ مَا بَيْنَ الْأَسْمَاءِ  
الَّتِي تَحْتَ أَشْيَاءِ اللَّهِ وَأَسْمَاءِ الْمَخْلُوقِينَ

۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْمُخْتَارِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ الْمُخْتَارِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَرْيَمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ



بْنِ الْحَسَنِ الْمَلَوِيِّ جَمِيعًا عَنِ الْفَتْحِ بْنِ يَرْبُودَ الْجُرْجَانِيِّ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ:  
 وَهُوَ اللَّطِيفُ الْحَيُّ الشَّيْبُ الْبَصِيرُ الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ  
 لَوْ كَانَ كَمَا يَقُولُ الْمُشْبِهَةُ لَمْ يُعْرِفِ الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوقِ وَلَا الْمُشْبِهُ مِنَ الْمُشْبَاهِ لَكِنَّهُ الْمُنْشِئُ  
 فَرَّقَ بَيْنَ مَنْ جَسَمَهُ وَصَوْرَهُ وَأَنْشَأَهُ إِذْ كَانَ لَا يُشْبِهُ شَيْئًا وَلَا يُشَبُّهُ هُوَ شَيْئًا قُلْتُ: أَجَلْ جَعَلَنِي  
 اللَّهُ فِذَاكَ لِيَكُنْكَ قُلْتُ: الْأَحَدُ الصَّمَدُ قُلْتُ: لَا يُشْبِهُهُ شَيْءٌ وَاللَّهُ وَاحِدٌ وَالْإِنْسَانُ وَاحِدٌ أَلَيْسَ قَدْ  
 تَشَابَهَتِ الْوَاحِدَانِ؟ قَالَ: يَا فَتْحُ أَهْلَكَ تَبَنَّى اللَّهُ إِنَّمَا التَّشْبِيهُ فِي الْمَعَانِي ، فَأَمَّا فِي الْأَسْمَاءِ  
 فَهِيَ وَاحِدَةٌ وَهِيَ دَالَّةٌ عَلَى الْمُسَمَّى وَذَلِكَ أَنَّ الْإِنْسَانَ وَإِنْ قِيلَ: وَاحِدٌ فَإِنَّ يُخْبَرُ أَنَّهُ

جُنَّةٌ وَاحِدَةٌ وَلَيْسَ بِأَشْيَى وَالْإِنْسَانُ تَقْسَمُ لَيْسَ بِوَاحِدٍ لِأَنَّ أَعْضَاءَهُ مُخْتَلِفَةٌ وَأَلْوَانُهُ مُخْتَلِفَةٌ وَمَنْ الْوَاحِدُ  
 مُخْتَلِفٌ غَيْرٌ وَاحِدٌ وَهُوَ أَجْزَاءُ مُجْتَمِعَةٌ ، لَيْسَتْ بِسَوَاءٍ ، دَمُهُ غَيْرُ لَحْمِهِ وَلَحْمُهُ غَيْرُ دَمِهِ وَعَصَبُهُ  
 غَيْرُ عُرْوَقِهِ وَشَعْرُهُ غَيْرُ بَشَرِهِ وَسَوَادُهُ غَيْرُ بَيَاضِهِ وَكَذَلِكَ سَائِرُ جَمِيعِ الْخَلْقِ ، فَإِنَّ الْإِنْسَانَ وَاحِدًا  
 فِي الْإِسْمِ وَلَا وَاحِدٌ فِي الْمَعْنَى وَاللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ هُوَ وَاحِدٌ لَا وَاحِدَ غَيْرُهُ لَا اخْتِلَافَ فِيهِ وَلَا تَعَاوَنَ  
 وَلَا زِيَادَةَ وَلَا نَقْصَانًا ، فَأَمَّا الْإِنْسَانُ الْمَخْلُوقُ الْمَصْنُوعُ الْمُؤَلَّفُ مِنْ أَجْزَاءٍ مُخْتَلِفَةٍ وَجَوَاهِرَ شَتَّى غَيْرَ أَنَّهُ  
 بِالْإِجْتِمَاعِ شَيْءٌ وَاحِدٌ قُلْتُ: جُمِلْتُ فِذَاكَ فَرَّجْتَ عَنِّي فَرَّحَ اللَّهُ عَنْكَ ، فَقَوْلُكَ : اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ  
 فَتَرَهُ لِي كَمَا فَتَرْتَ الْوَاحِدَ فَإِنِّي أَعْلَمُ أَنَّ لَطْفَهُ عَلَى خِلَافِ لُطْفِ خَلْقِهِ لِلْفَصْلِ غَيْرَ أَنِّي أُحِبُّ أَنْ  
 تُشْرَحَ ذَلِكَ لِي فَقَالَ: يَا فَتْحُ: إِنَّمَا قُلْنَا: اللَّطِيفُ لِلْخَلْقِ اللَّطِيفُ وَ لِيَعْلَمَ بِالشَّيْءِ اللَّطِيفِ أَوْ لَا  
 تَرَى وَفَقَّكَ اللَّهُ وَتَبَنَّىكَ إِلَى أَنْ تُرَى مُنْعَمٌ فِي النَّبَاتِ اللَّطِيفِ وَ غَيْرِ اللَّطِيفِ وَمِنْ الْخَلْقِ اللَّطِيفِ وَ  
 مِنَ الْحَيَوَانِ الصَّغِيرِ وَمِنْ الْبُحُورِ وَالْجَرَجِيسِ وَ مَا هُوَ أَصْفَرُ مِنْهَا مَا لَا يَكْدُ تَسْبِيحُهُ الْعُيُونُ ،  
 بَلْ لَا يَكْدُ يُسَبِّحَانُ لِصُغَرِهِ الذِّكْرُ مِنَ الْأُنْثَى وَالْحَدِيثُ الْمَوْلُودُ مِنَ الْقَدِيمِ ، فَلَمَّا رَأَيْنَا صَفَرَ  
 ذَلِكَ فِي لُطْفِهِ وَاهْتِدَائِهِ لِلشَّيْءِ وَالْهَرَبِ مِنَ الْمَوْتِ وَالْجَمْعِ لِمَا يُصْلِحُهُ مَا فِي لُجَجِ الْحَارِ  
 وَمَا فِي لِحَاءِ الْأَشْجَارِ وَالْمَعَاوِزِ وَالْقِفَارِ وَ إِنْهَا بِهَا بَعْضُهَا عَنْ بَعْضٍ مِنْطِقُهَا دَمَا نَقَمَ بِهِ أَوْلَادُهَا  
 عَنْهَا وَ تَقَلَّهَا الْقُدَا، إِلَيْهَا ثُمَّ تَأَلَّفَ أَلْوَانُهَا حُمْرَةً مَعَ صُفْرَةٍ وَ بَيَاضٍ مَعَ حُمْرَةٍ وَ أَنَّهُ مَا لَا تَكْدُ

عَبُونَا تَسْنِيْبُهُ لِنَعْلَمَ خَلْقَهَا لِأَنَّهُ عُبُونَا وَلَا نَعْلَمُ أَيْدِيَنَا عَلِمْنَا أَنَّ خَالِقَ هَذَا الْخَلْقِ لَطِيفٌ  
لَطَفَ بِخَلْقِ مَا سَمَّيْنَاهُ بِالْعِلَاجِ وَالْأَدَاوِ وَالْآلَةِ وَأَنَّ كُلَّ مَا بَعِثَ شَيْءٌ وَمِنْ شَيْءٍ وَصَنَعَ وَآلَهُ الْخَالِقُ  
اللطيف الجليل خلقَ وَصَنَعَ لِأَمْرِ شَيْءٍ.

— عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ مَرْيَلًا عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرَّضَا عليه السلام قَالَ: قَالَ: أَعْلَمَ عَلَّمَكَ اللَّهُ الْخَيْرَ أَنَّ اللَّهَ  
تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدِيمٌ وَالْقَدَمُ صِفَةُ النَّبِيِّ دَلَّتِ الْعَاقِلُ عَلَى أَنَّهُ لَا شَيْءَ قَبْلَهُ وَلَا شَيْءَ مَعَهُ فِي دَرَجَاتِهِ  
فَقَدْ بَانَ لَنَا بِإِقْرَارِ الْعَامَّةِ مُعْجَرَةُ الصِّفَةِ أَنَّهُ لَا شَيْءَ قَبْلَ اللَّهِ وَلَا شَيْءَ مَعَ اللَّهِ فِي بَقَائِهِ وَبَطْلَ قَوْلِ  
مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ كَانَ قَبْلَهُ أَوْ كَانَ مَعَهُ شَيْءٌ وَذَلِكَ أَنَّهُ لَوْ كَانَ مَعَهُ شَيْءٌ فِي بَقَائِهِ لَمْ يَجْزِ أَنْ يَكُونَ خَالِقًا  
لَهُ لِأَنَّهُ لَمْ يَزَلْ مَعَهُ فَكَيْفَ يَكُونُ خَالِقًا لِمَنْ لَمْ يَزَلْ مَعَهُ وَلَوْ كَانَ قَبْلَهُ شَيْءٌ كَانَ الْأَوَّلُ ذَلِكَ الشَّيْءُ  
لَا هَذَا وَكَانَ الْأَوَّلُ أَوَّلِي بَانَ يَكُونُ خَالِقًا لِلأَوَّلِ ثُمَّ وَصَفَ نَفْسَهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِأَسْمَاءٍ دَعَا  
الْخَلْقَ إِذْ خَلَقَهُمْ وَتَقَبَّلَهُمْ وَأَبْنَاهُمْ إِلَى أَنْ يَدْعُوهُمْ بِهَا فَسَمَّى نَفْسَهُ سَمِيمًا ، بَسِيرًا ، قَادِرًا ، قَائِمًا ،  
نَاطِقًا ، ظَاهِرًا ، بَاطِنًا ، لَطِيفًا ، خَبِيرًا ، قَوِيًّا ، عَزِيزًا ، حَكِيمًا ، عَلِيمًا وَمَا أَشْبَهَ هَذِهِ الْأَسْمَاءَ  
فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ مِنْ أَسْمَائِهِ الْغَالُونَ الْمُكَذِّبُونَ وَقَدْ سَمِعُوا نَحْدِثُ عَنِ اللَّهِ أَنَّهُ لَا شَيْءَ مِنْهُ وَلَا  
شَيْءٌ مِنَ الْخَلْقِ فِي حَالِهِ قَالُوا: أَخْبِرُونَا إِذَا زَعَمْتُمْ أَنَّهُ لَا مِثْلَ لَهْ وَلَا شَيْءَ لَهُ، كَيْفَ خَارَ كُنْتُمْ؟  
فِي أَسْمَائِهِ الْحُسْنَى فَتَسَمَّيْتُمْ بِجَمِيعِهَا ، فَإِنَّ فِي ذَلِكَ دَلِيلًا عَلَى أَنَّكُمْ مِنْهُ فِي خَالَاتِهِ كُلِّهَا أَوْ  
فِي بَعْضِهَا ذَوْنٌ بَعْضٍ إِذْ جَمَعْتُمْ الْأَسْمَاءَ الطَّيِّبَةَ قِيلَ لَهُمْ: إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الزَّمَّ الْعِبَادَ أَسْمَاءَ  
مِنْ أَسْمَائِهِ عَلَى اخْتِلَافِ الْمَعَانِي وَذَلِكَ كَمَا يَجْمَعُ الْإِسْمُ الْوَاحِدُ مَعْنَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ وَالْدَّلِيلُ عَلَى  
ذَلِكَ قَوْلُ النَّاسِ الْجَائِزُ عَنْهُمْ الشَّائِعُ وَهُوَ الَّذِي خَاطَبَ اللَّهُ بِهِ الْخَلْقَ فَكَلَّمَهُمْ بِمَا يَتَقَبَّلُونَ لِيَكُونَ عَلَيْهِمْ  
حُجَّةٌ فِي تَضْيِيعِ مَا تَسْمَعُوا فَقَدْ يُقَالُ لِلرَّحْلِ كُلِّ: وَحِمَارٌ، وَتَوْرٌ، وَسَكْرَةٌ، وَعَلَقَمَةٌ، وَأَسَدٌ، كُلُّ ذَلِكَ  
عَلَى خِلَافِهِ وَخَالَاتِهِ لَمْ تَقَعْ الْأَسْمَاءُ عَلَى مَعَانِيهَا الَّتِي كَانَتْ بُيِّنَتْ عَلَيْهِ: لِأَنَّ الْإِنْسَانَ لَيْسَ  
بِأَسَدٍ وَلَا كَلْبٍ فَافْتَرَاهُمْ ذَلِكَ رَحِمَكَ اللَّهُ، وَإِنَّمَا سُمِّيَ اللَّهُ تَعَالَى بِالْعِلْمِ بِغَيْرِ عِلْمٍ حَادِثٍ عَلَيْهِ الْأَشْيَاءَ  
اسْتَعَانَ بِهِ عَلَى جَفْظِ مَا يُسْتَقْبَلُ مِنْ أَمْرِ وَالرَّوِيَّةِ فِيمَا يَخْلُقُ مِنْ خَلْقِهِ وَيُسَدِّدُ مَا مَضَى مِمَّا أَتَى



مِنْ خَلْقِهِمْ مِمَّا لَوْلَمْ نَحْضُرْ ذَلِكَ الْمَلْمُ وَبَعِيْهَ كَانَ جَاهِلًا سَعِيْفًا ، كَمَا أَنَّ لَوْرَأَيْنَا عُلَمَاءَ الْخَلْقِ  
 إِنَّمَا سَمَوْا بِالْعِلْمِ لِيَعْلَمَ حَادِثٌ إِذَا كَانُوا فِي جَهْلَةٍ وَرَبُّهُمْ فَادْرَكَهُمُ الْإِلْمُ الْأَشْيَاءَ ، فَعَادُوا إِلَى الْجَهْلِ وَإِنَّمَا  
 سَمِيَ اللَّهُ عَالِمًا لِأَنَّهُ لَا يَجْهَلُ شَيْئًا ، فَقَدْ جَمَعَ الْخَالِقُ وَالْمَخْلُوقُ اسْمَ الْعَالِمِ وَ اخْتَلَفَ الْمَعْنَى  
 عَلَى مَا رَأَيْتَ ، وَسَمِيَ رَبُّنَا سَمِيْعًا لِأَنَّهُ يَحْرَبُ فِيهِ يَسْمَعُ بِهِ الْقَوَاتِ وَلَا يُبْخِرُ بِهِ كَمَا أَنَّ خَرْتَنَا الَّذِي  
 بِهِ نَسْمَعُ لَا تَقْوَى بِهِ عَلَى الْبَسْرِ وَلَكِنَّهُ أَخْبَرَنَا أَنَّهُ لَا يَجْمَعُ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنَ الْأَصْوَاتِ ، لَيْسَ عَلَى حَدِّمَا  
 سَمِعْنَاهُ نَحْنُ ، فَقَدْ جَمَعْنَا الْإِسْمَ بِالسَّمْعِ وَ اخْتَلَفَ الْمَعْنَى وَ هَكَذَا الْبَصَرُ لَا يَحْرَبُ مِنْهُ أَبْصَرُ كَمَا أَنَّ أَبْصِرُ  
 يَحْرَبُ مِنَّا لَأَنْتَفِيعَ بِهِ فِي غَيْرِهِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَبْصُرُ لِأَنَّهُ يَحْمِلُ شَيْئًا مَقْطُورًا إِلَيْهِ ، فَقَدْ جَمَعْنَا الْإِسْمَ وَ اخْتَلَفَ  
 الْمَعْنَى ، وَ هُوَ فَإِنَّ لَيْسَ عَلَى مَعْنَى انْتِصَابٍ وَ قِيَامٍ عَلَى سَائِي فِي كَيْفٍ كَمَا قَامَتِ الْأَشْيَاءُ وَلَكِنْ قَائِمٌ يُخْبِرُ  
 أَنَّهُ حَافِظُهُ كَقَوْلِ الرَّجُلِ: الْقَائِمُ بِأَمْرِنَا فَلَا نَنْ وَاللَّهُ هُوَ الْقَائِمُ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَالْقَائِمُ  
 أَيْضًا فِي كَلَامِ النَّاسِ: الْبَاقِي وَالْقَائِمُ أَيْضًا يُخْبِرُ عَنِ الْكِفَايَةِ كَقَوْلِكَ لِلرَّجُلِ: ثُمَّ بِأَمْرِي فَلَا يَنْ  
 أَيْ أَكْبَهُمُ وَالْقَائِمُ مِمَّا قَائِمٌ عَلَى سَائِي ، فَقَدْ جَمَعْنَا الْإِسْمَ وَلَمْ نَجْمِعِ الْمَعْنَى ، وَأَمَّا اللَّطِيفُ فَلَيْسَ  
 عَلَى قَلَةٍ وَ فِصَافَةٍ وَ صِفَةٍ وَلَكِنْ ذَلِكَ عَلَى التَّفَادِي فِي الْأَشْيَاءِ وَالْإِمْتِنَاعِ مِنْ أَنْ يُنْذَكَ ، كَقَوْلِكَ  
 لِلرَّجُلِ: لَطِيفٌ عَنِّي هَذَا الْأَمْرُ وَ لَطَفُ فَلَانٍ فِي مَذْهَبِهِ وَ قَوْلُهُ يُخْبِرُكَ أَنَّهُ غَمَضَ فِيهِ الْعَقْلُ  
 وَ فَلَكَ الْطَلَبُ وَ عَادَ مُنْعِمًا مُنْطَلِفًا لَا يُنْذِرُكَ الْوَهْمُ فَكَذَلِكَ لَطَفَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى عَنْ أَنْ يُنْذَكَ  
 بِحَدٍّ أَوْ يُحَدَّ بِوَصْفٍ وَاللَّطَافَةُ مِمَّا: الصِّغَرُ وَالنِّعْلَةُ ، فَقَدْ جَمَعْنَا الْإِسْمَ وَ اخْتَلَفَ الْمَعْنَى ، وَأَمَّا  
 الْخَبِيرُ فَالَّذِي لَا يُقَرَّبُ عَنْهُ شَيْءٌ وَلَا يَقْوَمُ لَيْسَ لِلتَّجَرِبَةِ وَلَا لِلْإِعْتِبَارِ بِالْأَشْيَاءِ فَعِنْدَ التَّجَرِبَةِ وَ  
 الْإِعْتِبَارِ عِلْمَانِ وَلَوْلَاهُمَا مَا عِلْمٌ لِأَنَّ مَنْ كَانَ كَذَلِكَ كَانَ جَاهِلًا وَاللَّهُ لَمْ يَزَلْ خَبِيرًا بِهِ مَا يَخْلُقُ وَالْخَبِيرُ  
 مِنَ النَّاسِ الْمُسْتَخْبِرُ عَنْ حَبْلِ الْمَعْلَمِ ، فَقَدْ جَمَعْنَا الْإِسْمَ وَ اخْتَلَفَ الْمَعْنَى ، وَأَمَّا الظَّاهِرُ  
 فَلَيْسَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ عَلَا الْأَشْيَاءَ بِرُكُوبٍ قَوْقَهَا وَ تَوَدَّ عَلَيْهَا وَ تَسْمُ لِدَارَهَا وَلَكِنْ ذَلِكَ لِتَهَرُّو  
 وَ لِعَالَمَةِ الْأَشْيَاءِ وَ قُدْرَتِهِ عَلَيْهَا كَقَوْلِ الرَّجُلِ: ظَهَرْتُ عَلَى أَعْدَائِي وَ أَظْهَرَنِي اللَّهُ عَلَى خَصْمِي

يُخْبِرُ عَنِ الْفَاحِ وَالْقَلْبَةِ، فَهَكَذَا ظَهَرَ أَنَّ عَلَى الْأَشْيَاءِ وَجْهَ آخَرَ أَنَّ الظَّاهِرَ لِمَنْ أَرَادَهُ وَلَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ وَأَنَّ مُدْبِرَ كُلِّ مَا بَرَأَ قَائِمٌ ظَاهِرٌ أَظْهَرَ وَأَوْضَحُ مِنَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، لِأَنَّكَ لَا تَقْدِمُ سَمِيئَةً حِينَ تَتَوَخَّجَتْ وَفِيكَ مِنْهَا نَادٍ مَا يَذُكُّكَ وَالظَّاهِرُ مِنَّا الْبَارِزُ بِنَفْسِهِ وَالْمَعْلُومُ بِحَدِّهِ، فَقَدْ جَمَعْنَا الْإِسْمَ وَلَمْ يَخْفَ الْمَعْنَى، وَأَمَّا الْبَاطِنُ فَلَيْسَ عَلَى مَعْنَى الْإِسْطِطَانِ لِلْأَشْيَاءِ بِأَنْ يَغُورَ فِيهَا وَلَكِنْ ذَلِكَ مِنْهُ عَلَى اسْطِطَانِهِ لِلْأَشْيَاءِ عِلْمًا وَحِفْظًا وَتَدْبِيرًا، كَقَوْلِ الْقَائِلِ: أَبْطَنَهُ بِمَعْنَى خَبَرْتُهُ وَعَلِمْتُ مَكْنُومَ بَرِّهِ وَالْبَاطِنُ مِنَّا الْغَائِبُ فِي الشَّيْءِ الْمُسْتَرِ وَفَدَجَمَعْنَا الْإِسْمَ وَاخْتَلَفَ الْمَعْنَى، وَأَمَّا الظَّاهِرُ فَلَيْسَ عَلَى مَعْنَى عِلَاجٍ وَنَصَبٍ وَاحْتِيَالٍ وَمُدَارَاةٍ وَمَكْرٍ، كَمَا يَقْبَرُ الْعِبَادُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَالْمَقْبُورُ مِنْهُمْ يَعُودُ قَاهِرًا وَالظَّاهِرُ يَعُودُ مَقْهُورًا وَلَكِنْ ذَلِكَ مِنَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى أَنْ جَمِيعَ مَا خَلَقَ مُلْبَسٌ بِهِ الدَّلُّ لِنَاعِلِهِ وَقَلَّةُ الْإِمْتِنَاعِ لِمَا أَرَادَ بِدَلِّهِ بِخُرُجٍ مِنْهُ طَرَفَةً عَنِ أَنْ يَقُولَ لَهُ: كُنْ فَيَكُونُ وَالظَّاهِرُ مِنَّا عَلَى مَا ذَكَرْتُ وَوَسَّغْتُ فَقَدْ جَمَعْنَا الْإِسْمَ وَاخْتَلَفَ الْمَعْنَى، وَهَكَذَا جَمِيعُ الْأَسْمَاءِ وَإِنْ كُنَّا لَمْ نَسْتَجْمِعْهَا كُلَّهَا فَقَدْ يَكْتَفِي الْإِعْتِبَارُ بِمَا أَلْقَيْنَا إِلَيْكَ وَاللَّهُ عَزَّ وَكَلَّ وَعَوْنًا فِي الْأَشْيَاءِ وَتَوْفِيقًا

۱۔ راوی کہتا ہے میں نے امام رضا علیہ السلام کو یہ کہتے سنا وہ لطیف و خیر ہے سمیع و بصیر ہے واحد و احد و حمد ہے لم یلد ولم یولد ہے کوئی اس کا ہمسر نہیں اگر وہ ایسا ہوتا جیسا مشبہ فرقہ کہتا ہے تو انھوں نے غمان کو مخلوق سے الگ کر کے پہچانا ہی نہیں اور نہ پیدا کرنے والے کو پیدا ہونے والے سے جدا کیا، پیدا ہونے والا الگ ہے اس سے جس نے ہم و صورت دیا اور پیدا کیا، نہ کوئی شے اس سے مشابہ ہے نہ وہ کسی شے سے، میں نے کہا، آپ نے فرمایا وہ احد و حمد ہے اور نہیں مشابہ اس سے کوئی شے، واللہ واحد ہے انسان واحد ہے کیا وحدانیت میں دونوں مشابہ نہیں۔ فرمایا اے فتح تو نے ایک محال بات بیان کی۔ خدا تجھے ثابت قدم رکھے، تشبیہ کا لفظ بلحاظ معنی کہے ہے ورنہ بلحاظ اسماء جو وحدت ہے وہ معرض بحث میں نہیں اور اسم دلیل مسمی ہے اور وہ انسان ہے اگر کہا جائے کہ وہ واحد ہے یعنی جثہ واحد ہے وہ نہیں ہے لیکن نفس تو ایک نہیں کیونکہ اس کے مختلف اعضاء ہیں مختلف رنگ ہیں اور مختلف الاوان ہے وہ واحد نہیں ہو سکتا۔ دوسرا خیال کہ وہ بہت سے اجزاء سے مرکب ہے جو مساوی



نہیں۔ اس کا خون اس کے گوشت سے الگ ایک چیز ہے اور پٹھے اس کی رگوں سے، ایک ایک چیز ہیں اس کے بال اور ہیں اس کی جلد اور اس کی سیاہی، اور ہے اس کی سفیدی اور یہی حال تمام مخلوق کا ہے۔ پس انسان نام کے لحاظ سے واحد ہے نہ کہ معنی کے لحاظ سے اور عدائے بزرگ دربرتر واحد ہے نہ کہ اس کا غیر اس میں نہ کوئی اختلاف ہے نہ فرق، نہ زیادتی نہ کمی، برغلاف اسکے انسان مخلوق و مصنوع اور اجزائے مختلفہ سے مرکب ہے اور مختلف جوہر اس کے اندر ہیں ان کا مجموعہ شے واحد نہیں کہا جاسکتا۔ میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں آپ نے میری مشکل آسان کی۔ اللہ آپ کی مشکل آسان کرے اب آپ لطیف و خبیر کی تفسیر میں اسی طرح بیان کیجئے جس طرح لفظ واحد کی بیان کی ہیں، میں سمجھا ہوں کہ خدا کا لطف خلقت لطف مخلوق ہے۔ تاہم میں آپ سے تشریح چاہتا ہوں۔ فرمایا۔ اے فسح ہم نے لطیف کہل ہے۔ خلق لطیف کے لحاظ سے اور شے لطیف کا علم رکھنے کی بنا پر، کیا تم نہیں دیکھتے اس کی صنعت کے آثار کو، نازک نباتات میں اور چھوٹے چھوٹے حیوانوں میں جیسے پتھر اور پتھو یا جو ان سے بھی ایسے چھوٹے چھوٹے حیوان ہیں جو آنکھوں سے نظر نہیں آتے اور یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ نہ نہیں یا مادہ اور مولود و حادث قدیم سے الگ ہیں یہ چھوٹے چھوٹے کیرے اس کے لطف کی دلیل ہیں پھر ان کیروں کا جفتی پر راعب ہونا اور موت سے بھاگنا اور اپنی ضروریات کو جمع کرنا دیاؤں کے کندلوں سے، درختوں کے کھوکھلوں سے، جنگلوں اور میدانوں سے، اور پھر ایک کا دوسرے کی بولی سمجھنا اور ضروریات کا اپنی اولاد کو سمجھانا اور غذاؤں کا ان کی طرف پہنچانا پھر ان کے رنگوں کی ترکیب سرخی و زردی کے ساتھ اور سفیدی سرخی سے ملانا اور ایسی چھوٹی مخلوق پیدا کرنا جن کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں مادہ نہ ہاتھ چھو سکے ہیں تو ہم نے جاننا کہ اس مخلوق کا خالق لطیف ہے اس نے اپنے لطف سے پیدا کیا بغیر اعضا و آلات کے، ہر صانع کسی مادہ سے بناتا ہے۔ خدا کو اس کی ضرورت نہیں وہ کُن کہہ کر پیدا کر دیتا ہے اور وہ اللہ خالق لطیف و معیل ہے اس نے بغیر کسی کا مدد کے پیدا کیا ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا دلے وادی جان تو خدا تجھے نیکی کی تعلیم دے کہ خدا تبارک و تعالیٰ قدیم ہے اور قدیم ہی وہ صفت ہے جو ایک عقلمند کے لئے رہنمائی کرتی ہے اس بات کی طرف کہ نہ تو قدرت میں کوئی شے اس سے پہلے ہو سکتی ہے اور نہ اس کے بعد، اور ہم پر ظاہر ہوا ان عام لوگوں کے اقرار سے جنہوں نے صفت قدامت کو وسیع معنوں میں استعمال کیا ہے کہ کوئی شے نہ اس کے قبل ہے نہ اس کے ساتھ اگر بقی میں کوئی شے اس کے ساتھ ہوتی تو پھر اس کے لئے خالق ہونا واجباً لازم ہوتا۔ کیونکہ دوسری چیز ہمیشہ اس کے ساتھ ہے اس کا خالق ہونا کیا معنی اور اگر اس سے پہلے ہے تو اول کے لئے خالق ہونا اول ہو گا نہ کہ بعد والے کے لئے خدا نے اپنے ناس کا وصف بیان فرمایا کچھ اسماء سے اور جب مخلوق کو پیدا کیا

تو آن کو بلایا اور ان سے اپنی عبارت چاہی اور ان کو آفتاب میں ڈالنا کہ وہ انہیں ان ناموں سے پکاریں پس اس لئے اپنی ذات کا نام رکھا۔ سمیع و بصیر و قادر و قائم و ناطق و ظاہر و باطن و الخف و خیر و قوی و عزیز و حکیم و عظیم یا حواہج ناموں سے مشابہ ہیں پس جب ہمارے دشمنوں اور جھوٹوں نے یہ نام دیکھے اور ہم کو اس طرح بات کرتے سنا کہ کوئی شے اس کی مثل نہیں اور نہ مخلوق میں کوئی شے اس کی حالت سے مشابہ ہے تو وہ لوگ کہنے لگے ہمیں یہ بتلیے۔ جب آپ لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا کی مثل کوئی نہیں اور کسی کو اس سے مشابہت نہیں تو پھر اس کے اسمائے حسنی میں دوسرے مشرک کیوں ہیں۔ تم تے خدا کے سب ناموں پر اپنے نام رکھ لئے ہیں یہ دلیل ہے اس بات کی کہ تم تمام حالات میں یا بعض حالات میں خدا کی مثل ہو۔ ان سے کہا گیا کہ جو خدا کے نام بندوں پر بولے جاتے ہیں ان کے معنی مختلف ہیں ہر ایک نام کے دو معنی ہوتے ہیں (حقیقی اور مجازی) اور اس کی دلیل لوگوں کی وہ بات چیت ہے جو ان کے درمیان رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے خطاب کیا اپنی مخلوق سے اس طرح کہ وہ اس کو سمجھیں تاکہ ان پر محبت ہو اس مفہوم کے متعلق جو انہوں نے اپنی غلط تادیل سے فائدہ کیا ان کے لئے عام طور پر بولا جاتا ہے شیر ہے کتا ہے گدھا ہے یہ سب ہیں یہ بھٹا چمچل ہے وہ کڑوا چمچل ہے یہ سب لفظ انسان کے مخلوق اور اس کے حالات کے غیر ہیں جن معانی کے لئے یہ الفاظ بنائے گئے ہیں یہ ان معانی میں استعمال نہیں ہوتے بلکہ اس کے بڑی معنی ہیں کیونکہ انسان دشیر ہے کتا ہے خدا تم پر رحم کرے۔ اس بات کو سمجھو۔ خدا کا نام ناظم ہے لیکن اس کا علم حادث نہیں کہ پہلے نہ ہوا اور بعد میں آیا ہو اور اس نے اشیاء کو جانا ہوا اور اس علم حادث سے اس نے مدد چاہی ہوا اپنے پیش آنے والے معاملات کی حفاظت میں اور غور کرنے میں مخلوق کے خلق کرنے یا جو نہا چکے اس کے مٹانے میں اس علم حادث سے مدد چاہی۔ اگر علم باری تعالیٰ میں ذات نہ ہوتا تو وہ جاہل اور ضعیف قرار پاتا۔ جیسا کہ ہم دنیا کے ظہار کو پاتے ہیں کہ وہ عالم کہلاتے ہیں اور دئے علم حادث کیوں کہ ان میں جہالت تھی پھر علم ان میں آیا اور بعض اوقات وہ علم ان سے ناکل ہو جاتا ہے اور وہ جہل کی طرف لوٹ آتے ہیں اور خدا کے عالم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کسی وقت بھی جہل کا اس سے تعلق نہیں رہتا پس لفظ عالم کا اطلاق اگرچہ خالق و مخلوق دونوں پر ہوتا ہے مگر ان کے درمیان بلحاظ معنی فرق ہے اسی طرح ہمارے رب کا نام سمیع ہے لیکن اس کے لئے سوراخ گوش نہیں جس سے آواز سنائی جاتی ہے اور اس سے دیکھا نہیں جاتا۔ جیسے کہ ہمارے کان کا سوراخ جس سے ہم سنتے تو ہیں مگر اس سے دیکھتے نہیں۔ لیکن خدا کے لئے اصوات سے کوئی چیز مخفی نہیں اور جیسے ہمارے سنتے کے لئے ایک جگہ ہے اس کے لئے نہیں پس سامع کا لفظ اگرچہ خالق و مخلوق دونوں پر بولا جاتا ہے مگر معنی مختلف ہیں اسی طرح سے بصر ہے کہ اس کے



لئے دیکھنے کو کئی آنکھ کی پتلی نہیں، جیسے کہ ہر آنکھ کی پتلی سے دیکھتے ہیں اور سوائے دیکھنے کے کسی ماسہ کا کام اس سے نہیں لے سکتے اور اللہ ایسا بھی ہے کہ اسے اس کی ضرورت نہیں کہ دیکھنے کے لئے کسی کا وجود اس کے سامنے ہو پس بصری صفت تو دونوں جگہ ہے مگر معنی مختلف ہیں اور وہ قائم ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ اپنی پتلی پرستی کے ساتھ کھڑا ہے جیسے تم پرین کھڑی ہوتی ہیں بلکہ قائم کے معنی حافظ کے ہیں جیسے کوئی کہے کہ ہمارا حافظ ہمارے معاملے میں فلاں ہے اللہ کا ہر نفس کے لئے اس کے کسب کا قائم اور قائم کے معنی محاررہ عرب میں باقی کے ہیں اور قائم کے معنی کنیت کرنے والے کے بھی ہیں جیسے تم کہو کہ کھڑے ہو فلاں شخص کے لئے یعنی اس کے کام کو پورا کرو جس کے معنی میں ہم قائم بولتے ہیں وہ ساقی پر کھڑے ہونے والے کے ہیں پس لفظ مشترک ہے اور معنی مختلف ہیں۔

اور لطیف سے یہ مراد نہیں کہ وہ کم ہے یا زیادہ ہے یا چھوٹا ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مشابہت نہیں ہے اس کو اشیا سے اور اس کی ذات کا ادراک ممنوع ہے اس معنی میں ایک شخص کسی سے کہتا ہے باریک ہو ایر امر میرے لئے یعنی نہیں ہوگی اس کی حقیقت اور اس طرح بھی بولا جاتا ہے کہ فلاں شخص اپنی راہ و روش میں باریک ہو گیا یعنی عقل اس میں ڈوب کر رہ گئی اور جو خستہ ہو گئی وہ بڑا گہرا اور باریک ہو گیا، عقل اس کا ادراک نہیں کر سکتی پس یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے لطیف ہونے کے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ کسی حد سے ادراک نہیں کیا جاتا اور نہ کسی وصف میں محدود ہے ہمارے لحاظ سے لطافت کے معنی چھوٹائی اور کمی کے ہیں خدا کے لئے یہ معنی نہیں پس اسم ایک ہے اور معنی مختلف ہیں۔

اور خیر وہ ہے کہ کوئی شے اس سے پوشیدہ نہ ہو اور نہ اس کے قبضہ سے جس لئے اس کا تعلق نہ تجربہ سے ہے اور نہ مخلوق کی حالت کے اعتبار سے تجربہ اور اعتبار دو قسم کے علم ہیں اگر وہ نہ ہوں تو علم ندر اور اکیونک بے تجربہ اور اعتبار والا جاہل ہوگا۔ اللہ ایسا نہیں وہ ہمیشہ سے خیر ہے یعنی علم رکھنے والا۔ ہر اس چیز کا جو اس نے پیدا کیا ہے اور آدمی کو جو خیر کیا جاتا ہے وہ اس معنی میں کہ جو مائل کرتا ہے دوسروں سے پس لفظ ایک ہے اور معنی مختلف اور خدا کا ہر چیز نہ باریک معنی کہ اشیا عالم پر بلند ہوا سوار ہو کر ان کے اوپر کے حصہ پر اور چڑھ کر ان کی چوٹیوں پر بلکہ وہ تمام اشیا پر اپنی قدرت سے غالب آیا ہے مآورہ میں کہا جاتا ہے میں اپنے دشمنوں پر غالب آیا یا خدا نے میرے دشمنوں پر مجھے غالب کیا پس اسی معنی میں ہے ظاہر یعنی غالب ہونا اللہ کا مخلوق پر ایک وجہ اور بھی ہے کہ وہ غالب ہے ہر اس چیز پر جس کا وہ ارادہ کرے۔ اس پر کوئی شے مخفی نہیں وہ مدبر ہے ہر اس شے کا جس کی اس

نے پیدا کیا ہے پس کون غالب و غالب و واضح ہے اللہ تعالیٰ سے کیونکہ تم اس کی صنعت کو پاؤ گے جہاں کہیں بھی تم ہو اور تمہارے اندر اس کی قدرت کے بے شہرت نشان ہیں جن سے تم بے پروا نہیں ہو اور ظاہر کا لفظ ہمارے لئے جس معنی میں بولا جاتا ہے اپنے نفس سے ظاہر ہونا اور ایک مد تک جانا ہوا ہونا ہے پس لفظ تو ایک ہے مگر معنی مختلف۔ اور خدا کی صفت باطن ہے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ کسی چیز کے اندر دکھایا چھپا ہوا ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اشتہار کے اندر فی حالات کو اپنے علم و حفظ و تدبیر سے جانتا ہے موادہ میں کہا جاتا ہے یہی میں اس کے پر خدیہ بھید سے واقف ہو گیا اور پہلے لحاظ سے باطن کا لفظ کسی شے میں غائب و سرچیز کے لئے بولا جاتا ہے پس لفظ ایک ہے اور معنی مختلف۔

اور خدا کا ظاہر ہونا۔ تو اس کے معنی نہیں کہ وہ اعضا سے کام لیتا ہے یا اسے مکان چھو کس ہوتی ہے یا وہ جیلہ اور کمرے کام لیتا ہے بندوں میں مقہور و قہر بن جاتے ہیں اور ظاہر مقہور بن جاتے ہیں۔ خدا کے لئے ایسا نہیں اس کی تمام مخلوق اپنے خالق کے سامنے ذلیل و مغلوب ہے کسی کی طاقت نہیں کہ اس کے ارادہ کو روک دے اور ایک آن واحد کے لئے اس کی حکومت سے باہر ہو جائے جب وہ کہتا ہے ہو جا پس وہ چیز ہو جاتی ہے اور ہم میں جو ظاہر کہلاتے ہیں یہ اشیاء ہم میں نہیں، پس لفظ ایک ہے اور معنی مختلف ہیں یہ صورت تمام اسمائے الہیہ کے لئے ہے ہم سب کا ذکر نہیں کرتے صرف چند نام کے متعلق تم کو بتا دیا ہے خدا اپنی ہدایت و توفیق میں تمہاری اور ہماری مدد کرے۔

## باب چہم (۱۸)

### تاویل لفظ صمد

(نَابُ تَأْوِيلِ الصَّمَدِ)۔

۱۔ عَلِيُّ بْنُ حَمَّادٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ سَهْلِ بْنِ زَيْنَادٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ الْوَلِيدِ وَ لَقَبُهُ شَبَابُ الصَّمَدِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ الْجَمْعَوِيِّ قَالَ: ثَلَاثُ لَا يَبِي جَعْفَرُ الثَّانِي عَلَيْهِ السَّلَامُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا الصَّمَدُ؟ قَالَ: السَّبْدُ الْمَمْسُودُ الْبَاقِي الْقَلِيلُ وَالْكَثِيرُ.



۱۔ راوی کہتا ہے میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا کہ میں آپ پر خدا ہوں صمد کے کیا معنی ہیں  
فرمایا وہ ذات جس کی طرف کم و زیادہ میں لوگوں کی رجحان اور حاجت ہو۔

۲۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ يُونُسَ بْنِ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ السَّرِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ الْجَعْفِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام عَنْ  
شَيْءٍ مِنَ التَّوْحِيدِ فَقَالَ إِنْ اللَّهَ تَبَارَكَ كَثَّ أَسْمَاؤُهُ الَّتِي يُدْعَى بِهَا وَتَعَالَى فِي عُلُوِّ كُنْهِهِ وَاجِدَ تَوْحِيدَ  
بِالتَّوْحِيدِ فِي تَوْحِيدِهِ ثُمَّ أَجْرَاهُ عَلَى خَلْقِهِ فَهُوَ وَاحِدٌ مَمْدُودٌ قُدُّوسٌ يَعْبُدُهُ كُلُّ شَيْءٍ وَ يَسْمُدُ  
إِلَيْهِ كُلُّ شَيْءٍ وَوَسِيحٌ كُلُّ شَيْءٍ عِلْمًا

قَوْلُهُ هُوَ الْمَعْنَى الصَّحِيحُ فِي تَأْوِيلِ الصَّمَدِ لِأَمَّا ذَهَبَ إِلَيْهِ الْمُشَبَّهَةُ : أَنَّ تَأْوِيلَ الصَّمَدِ :  
الْمُصَمَّتُ الَّذِي لَأَجْوَفَ لَهُ لِأَنَّ ذَلِكَ لَا يَكُونُ إِلَّا مِنْ صِفَةِ الْجِسْمِ وَاللَّهُ جَلَّ ذِكْرُهُ مُنْعَاهُ عَنْ  
ذَلِكَ هُوَ أَعْظَمُ وَ أَجَلُّ مِنْ أَنْ تَنَعَ الْأَوْهَامُ عَلَى صِفَتِهِ أَوْ تُدْرِكَ كُنْهُ عَظَمَتِهِ وَ لَوْ كَانَ تَأْوِيلُ  
الصَّمَدِ فِي صِفَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ الْمُصَمَّتُ لَكَانَ مُخَالِفًا لِقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ : وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ لِأَنَّ  
ذَلِكَ مِنْ صِفَةِ الْأَجْسَامِ الْمُصَمَّمَةِ الَّتِي لَا أَجْوَافَ لَهَا ، مِثْلُ الْحَجَرِ وَ الْحَدِيدِ وَ سَائِرِ الْأَشْيَاءِ  
الْمُصَمَّمَةِ الَّتِي لَا أَجْوَافَ لَهَا ، تَعَالَى اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا ، فَأَمَّا مَا جَاءَ فِي الْأَخْبَارِ مِنْ ذَلِكَ  
فَأَلْعَالِمُ عليه السلام أَعْلَمُ بِمَا قَالَ وَ هَذَا الَّذِي قَالَ عليه السلام : أَنَّ الصَّمَدَ هُوَ السَّيِّدُ الْمُصَمُّودُ إِلَيْهِ هُوَ مَعْنَى  
صَحِيحٌ مُوَافِقٌ لِقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ : وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَ الْمَصْمُودُ إِلَيْهِ الْمَقْصُودُ فِي اللَّفْظِ قَالَ  
أَبُو طَالِبٍ فِي بَعْضِ مَا كَانَ يَمْدَحُ بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم مِنْ شَعْرَةٍ :

وَبِالْجَمْرِ الْقَصُوفِ إِذَا صَمَدُوا لَهَا ۝ يَوْمُونَ قَدْ فَارَسَهَا بِالْجَنَادِلِ  
يَعْنِي قَصَدُوا نَحْوَهَا يَرْمُونَهَا بِالْجَنَادِلِ يَعْنِي الْحَصَا الصَّفَارَ الَّتِي تَسْمَى بِالْجِمَارِ  
وَقَالَ بَعْضُ شُعَرَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ :

مَا كُنْتُ أَحَبُّ أَنْ يَبْنَى ظَاهِرًا ۞ لِلَّهِ فِي أَكْنَافِ مَكَّةَ بُصَدُ

يَقْنِي يَقْصِدُ وَقَالَ ابْنُ الرَّبْرِ لَمَّا وَ لَا رَهْبَةً إِلَّا سَيِّدُ صَدَدٍ  
 وَقَالَ شَدَّ اذْبُنُ مُعَاوِيَةَ فِي حَدِيثِهِ بَنِي بَذَرٍ  
 عَلَوْنَهُ بِحُصَامٍ ثُمَّ قُلْتُ لَهُ هَذَا حَذَفُ فَانْتَ السَّيِّدُ الْقَصْدُ  
 وَمِنْ هَذَا كَثِيرٌ وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ السَّيِّدُ الْقَصْدُ الَّذِي جَمِيعُ الْخَلْقِ مِنَ الْحَيِّ وَالْإِنْسِ  
 إِلَيْهِ يَصْطَلُونَ فِي الْحَوَائِجِ وَالْبِدَى يَلْجَأُونَ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَمِنْهُ يَرْجُونَ الرَّخَاءَ وَ دَوَامَ النَّعْمَةِ  
 لِيَذْفَعَ عَنْهُمْ الشَّدَائِدَ.

۲۔ جاہر جعفری نے امام محمد باقر علیہ السلام سے توحید کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا اللہ کے تمام نام مبارک ہیں جن سے اسے پکارا جاتا ہے وہ اپنی کہند ذات میں بلند و برتر ہے وہ اکیلا ہے اور نہ تو حید میں ہے بغیر اس نے وحدت (مجازی) کو مخلوق کے لئے جاری کیا۔ پس وہ واحد ہے، ہر ایک کی اس کی طرف حاجت ہے وہ پاک ذات ہے ہر چیز اس کی عبادت کرتا ہے انسانی کی محتاج ہے اور اس کا علم ہر شے پر ماری ہے۔

تاویل حمد کے معنی یہ ہیں نہ جو مشبہ فرقہ دلے بیان کرتے ہیں کہ حمد کے معنی ایسے ٹھوس کے ہیں جو ہر شے سے خالی نہ ہو اگر یہ معنی لئے جائیں تو یہ ہم کہ صفت ہے اور اللہ اس سے بزرگ و برتر ہے وہ اعظم و اجل ہے اس کے کہ عقول و اوہام اس کی صفات تک پہنچ سکیں اور اس کی عظمت کی حقیقت معلوم کر سکیں۔ اگر صفت باری میں حمد کی تاویل ایسی ٹھوس ہوتی جن میں جو نہ ہو۔ جیسے پتھر اور لوہا اور تمام ٹھوس چیزیں جن میں جو نہیں ہوتا تو خدا کی ذات اس سے پاک ہے اور اس کے متعلق جو احادیث میں آیا ہے تو حقیقی عالم (امام) اس کا سب سے زیادہ جاننے والا ہے یہ ہے وہ جو امام علیہ السلام نے فرمایا اور لفظ حمد سے مراد ہے وہ سردار جن کی طرف رجوع ہو اور یہ مواثق ہے خدا کے اس قول کے کہ اس کی مثل کوئی نہیں۔ مصمود کے معنی لغت میں بھی اس ذات کے ہیں جس کی طرف قصد کیا جائے ابوطالب نے اسی معنی میں ایک شعر کے اندر مدح رسول کی ہے۔

اور ہجرہ کا جب لوگ قصد کرتے ہیں ۔۔۔ تو اس کے اوپر سنگریزے مارتے ہیں  
 یعنی اس کی طرف قصد کرتے ہیں اور اس کو مارتے ہیں چٹا دل یعنی چھوٹی کشتیوں سے جس کو جبار (جسمہ) کہتے ہیں۔



شعرائے جاہلیت سے ایک کا شعر ہے:-

میں نہیں گمان کرتا تھا کہ اللہ کا ظاہر گھبراہٹ میں ہے اس کا قصد کیا جائیگا  
یعنی عیسا و ا کے معنی ہیں لوگ اس کی طرف قصد کریں گے۔

اور ابی الذبوان نے کہا ہے کہ وہ سردار جس کی طرف معرکہ ہوا اور شہادین معاویہ نے حذیفہ بن بدر  
کے متعلق کہا ہے۔

میں نے تلوار کے زور سے اس کو بلند کر کے کہا :- اے اس کو اے حذیفہ تو بے نیاز سردار ہے  
ایسی بہت سی مثالیں ہیں جو اس کی دلیل ہے کہ صدر کے معنی یہ ہیں اللہ کی وہ ذات ہے کہ جن اور انسان اپنی  
حاجتوں میں اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور سنی ہو اس سے پناہ مانگتے ہیں اس کی رحمت اور اس کی نعمتوں کی برقراری  
کے لئے دعا کرتے ہیں اور اس سے التجا کرتے ہیں کہ ان سے مصیبتوں کو دور رکھے۔

## باب نوزدہم (۱۹)

### حرکت و انتقال

#### ۱۔ (بَابُ الْحَرَكَةِ وَالْإِنْتِقَالِ)

۱۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبَرْمَكِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُبَّاسٍ الْغَرَّاذِيِّ،  
عَنِ الْحَسَنِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ جَعْفَرٍ الْجَعْفَرِيِّ، عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ ۱۹۱ قَالَ: ذَكَرَ عِنْدَهُ  
يَوْمَ يَزْعُمُونَ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَنْزِلُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْزِلُ وَلَا يَخْتِاجُ  
إِلَى أَنْ يَنْزِلَ، إِنَّمَا مَنَظَرُهُ فِي الْقُرْبِ وَالْبَعْدِ سَوَاءٌ، لَمْ يَبْعُدْ مِنْهُ قَرِيبٌ وَلَمْ يَقْرُبْ مِنْهُ بَعِيدٌ  
وَلَمْ يَخْتِجْ إِلَى شَيْءٍ، بَلْ يَخْتِاجُ إِلَيْهِ هُوَ ذُو الطُّولِ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ، أَمَّا قَوْلُ  
الْوَاصِفِينَ: إِنَّهُ يَنْزِلُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَإِنَّمَا يَقُولُ ذَلِكَ مَنْ يَنْسِبُهُ إِلَى نَقْصٍ أَوْ زِيَادَةٍ كُلُّ مَنْ حَرَّكَ  
مُخْتَاجٌ إِلَى مَنْ يُحَرِّكُهُ أَوْ يُنَحِّرُهُ، فَمَنْ طَنَّ بِاللَّهِ الطُّنُونُ هَلَكًا، فَاحْذَرُوا فِي صِفَاتِهِ مِنْ أَنْ يَقُولُوا  
لَهُ عَلَى حَدِّ تَحَدُّ وَنَدِّ يَنْقُصُ أَوْ زِيَادَةٌ أَوْ تَحْرِيكٌ أَوْ تَحْرِيكٌ أَوْ زَوَالٌ أَوْ اسْتِزَالٌ أَوْ نُفُوضٌ أَوْ قُعُودٌ

فَإِنَّ اللَّهَ جَلَّ وَ عَزَّ عَنْ مِثْقَةِ الْوَاصِعِينَ وَ نَعْتِ الثَّائِبِينَ وَ تَوَهُمِ الْمُتَوَحِّمِينَ وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَ تَقْلُبُكَ فِي السَّاجِدِينَ

۱۔ راوی کہتا ہے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے سامنے ان لوگوں کا ذکر آیا جو کہتے ہیں کہ خدا آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نہ اترتا ہے اور نہ اُسے اترنے کی ضرورت ہے بلکہ انتظار اس کے لئے نزدیک و دور برابر ہے نہ قریب اس سے دور ہے اور نہ بعد اس سے قریب ہے وہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ ہر شخص اس کی محتاج ہے وہ صاحب قوت ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ عزیز و حکیم ہے جن لوگوں نے کہا ہے کہ وہ اترتا ہے انھوں نے نسبت دی ہے خدا کو کی اور زیادتی کی طرف ہر متحرک حرکت لینے والے کا محتاج ہے اور جس کے ساتھ اس کی حرکت ہو جس نے ایسے بڑے گمان خدا کے متعلق کئے وہ ہلاک ہوا۔ پس خدائی صفات کے بارے میں توقف سے کام لو اس کو محدود نہ کر کی اور زیادتی لینے یا لانے نہ ال اترنے، اٹھنے اور بیٹھنے کی اس سے نسبت نہ دہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والے کی تعریف سے بلند و برتر ہے، تم خدا سے عزیز و رحیم پر بھروسہ کرو، وہ ہے۔ اے رسول! جس نے تم کو کھڑے دیکھا اور تم کو سجدہ کرنے والوں کی پشتوں میں گردش دی۔

۲۔ وَ عَنَّا زَقَعَهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ رَاشِدٍ ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ جَعْفَرٍ ، عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عليه السلام أَنَّهُ قَالَ : لَا أَقُولُ : إِنَّهُ قَائِمٌ قَائِمُهُ عَنْ مَكَانِهِ وَلَا أَحَدُهُ بِمَكَانٍ يَكُونُ فِيهِ وَلَا أَحَدُهُ أَنْ يَنْحَرَّ لَكَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْأَرْكَانِ وَالْجَوَارِحِ وَلَا أَحَدُهُ يُلَفِّظُ شَيْءًا وَلَكِنْ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى : كُنْ فَيَكُونُ بِمَشِئَتِهِ مِنْ غَيْرِ تَرَدُّ فِيهِ أَنْفُسٍ صَمَدًا قَرَدًا ، لَمْ يَخْتِجْ إِلَى شَرِيكَ يَذْكُرْ لَهُ مُلْكَهُ وَلَا يَنْفَعُ لَهُ أَيْدِيَابَ عُلَمَاءِ

۲۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ قائم ہے اس حیثیت سے کہ میں ہٹاؤں اُس کو اس کی جگہ سے۔ اور نہ میں اس کو محدود کرتا ہوں کسی جگہ میں، اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ حرکت کرتا ہے اپنے اعضاء و جوارح سے یا اپنے ہاتھ سے جب وہ کسی شے کے لئے کہتا ہے۔ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے اس کے ارادے سے بغیر کسی تردد کے اور محدود و فرد ہے کوئی اس کا شریک اس کے ملک میں نہیں، اور نہ ابواب علم اس پر کھولے جاتے ہیں۔

۳۔ وَ عَنَّا ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ : عَنْ تَيْمٍ بْنِ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ تَيْمٍ ،



عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ : قَالَ ابْنُ أَبِي الْمُؤْجَلَاءِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام فِي بَعْضِ مَا كَانَ يُخَاوِرُهُ : ذَكَرْتُ اللَّهَ فَاحْتَلَتْ عَلَيَّ غَائِبٌ . فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : وَبِئْسَ كَيْفَ يَكُونُ غَائِبًا مَنْ هُوَ مَعَ خَلْقِهِ شَاهِدٌ . وَابْنُهُمْ أَقْرَبُ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ . يَسْمَعُ كَلَامَهُمْ وَيَرَى أَشْخَاصَهُمْ وَيَعْلَمُ أَسْرَارَهُمْ . فَقَالَ ابْنُ أَبِي الْمُؤْجَلَاءِ : أَهَوُوْهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ أَلْبَسَ إِذَا كَانَ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَكُونُ فِي الْأَرْضِ ؟ إِذَا كَانَ فِي الْأَرْضِ كَيْفَ يَكُونُ فِي السَّمَاءِ ؟ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام : إِنَّمَا وَصَفَ الْمَخْلُوقَ الَّذِي إِذَا انْتَقَلَ عَنْ مَكَانٍ اسْتَقَالَ بِمَكَانٍ وَخَلَا مِنْهُ مَكَانٌ فَلَا يَنْدِرِي فِي الْمَكَانِ الَّذِي صَارَ إِلَيْهِمَا يَحْدُثُ فِيهِ الْمَكَانُ الَّذِي كَانَ فِيهِ فَأَمَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الشَّانِ الْمَلِكُ الَّذِي بَانَ فَلَا يَخْلُو مِنْهُ مَكَانٌ وَلَا يَسْتَعْلِلُ بِمَكَانٍ وَلَا يَتَكُونُ إِلَى مَكَانٍ أَقْرَبَ مِنْهُ إِلَى مَكَانٍ

۳۔ ابن ابی العرجا نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا۔ آپ خدا کو غائب کہتے ہیں۔ فرمایا اسے ہو کبھی پر کیونکر غائب کہا جائے گا وہ جو اپنی مخلوق کے ساتھ موجود ہے اور رگ گردن سے زیادہ قریب ہے ان کا کلام سننا ہے اور ان کے وجود کو دیکھنا ہے اور ان کے بھیدوں کو جانتا ہے ابوالعرجا نے کہا کیا یہ ہے کہ وہ ہر جگہ ہے پس اگر آسمان میں ہے تو زمین میں کیسے ہوگا اور اگر زمین میں ہے تو آسمان میں کیسے ہوگا۔ حضرت نے فرمایا یہ تو مخلوق کی صفت ہے کہ جب وہ ایک مکان سے منتقل ہو تو دوسرے میں جا رہے اور پہلا مکان اس سے خالی ہو جائے اور اسے یہ خبر نہ رہے کہ پہلے مکان کا کیا حال ہے۔ اور اس میں کیا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں۔ اس سے کوئی جگہ خالی نہیں اور نہ کسی مکان میں وہ سمایا ہوا ہے اور نہ کوئی جگہ بہ نسبت دوسری جگہ کے اس سے زیادہ قریب ہے۔

۴۔ عَلِيُّ بْنُ قَتَادَةَ عَنْ سَهْلِ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى قَالَ : كُنْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ قَتَادَةَ : جَمَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ يَا مَسِيدِي قَاتِلِي لَنَا : أَنَّ اللَّهَ فِي مَوْضِعٍ دُونَ مَوْضِعٍ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى وَأَنَّهُ يُنْزَلُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي النَّصْفِ الْأَخِيرِ مِنَ اللَّيْلِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَرَوِي : أَنَّهُ يُنْزَلُ فِي عَشِيَةِ عَرَفَةَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى مَوْضِعِهِ . فَقَالَ بَعْضُ مَوَالِيكَ فِي ذَلِكَ : إِذَا كَانَ فِي مَوْضِعٍ دُونَ مَوْضِعٍ . فَقَدْ يَلَابِسُ الْهَوَاءَ وَيَتَكَنَّفُ عَلَيْهِ وَالْهَوَاءُ حِجْمٌ رَافِقٌ يَتَكَنَّفُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ بِقَدَرِهِ . فَكَيْفَ يَتَكَنَّفُ عَلَيْهِ جَلَّ نَسَاؤُهُ عَلَى هَذَا الْإِنْمَالِ ؟ فَوَقَعَ عليه السلام : عِلْمُ ذَلِكَ عِنْدَهُ وَهُوَ الْمُقَدِّرُ لَهُ

يَسَاءُ وَ أَحْسَنُ تَقْدِيرًا وَ اعْلَمُ أَنَّهُ إِذَا كَانَ فِي السَّمَاءِ الذُّنُبَا فَهُوَ كَمَا هُوَ عَلَى الْعَرْشِ وَالْأَشْيَاءُ  
كُلُّهَا لَهُ سَوَاءٌ يَعْلَمُهَا وَ قُدَّةً وَ مُلْكًا وَ إِحَاطَةً .

وَ عَنْهُ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْكُوفِيِّ ، عَنْ ثَوْبَانَ بْنِ عَمْرٍو وَ مِثْلُهُ .

۵ (فِي قَوْلِهِ تَعَالَى : مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَاقِعُهُمْ) ۵

۴۔ محمد بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام کو لکھا۔ اے میرے سید و سردار میں آپ پر  
فدا ہوں مجھ سے کہا گیا ہے کہ خدا ایک جگہ ہے دوسری جگہ نہیں وہ عرش پر بیٹھا ہے اور ہر رات آخر شب میں  
آسمان دنیا پر اترتا ہے اور یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ وہ آخر روز عرفہ اترتا ہے اور اپنی جگہ چلا جاتا ہے اس صورت  
میں ہو اس سے ضرور ملے گی اور اس کے چار طرف ہو جائے گی کیونکہ ہوا ایک جسم لطیف ہے وہ ہر شے کے گرد ہے پس  
خدا کے گرد کیسے ہوگی۔ آپ نے جواب میں لکھا ہر شے کا علم اس کے پاس ہے اور اسے ہر شے کا بہترین اندازہ ہر شے  
کسی جگہ جانے کی کیا ضرورت جب وہ سارا دنیا میں ہو تو ایسا ہی ہے جیسے عرش پر کیونکہ چیزیں سب برابر ہیں  
بما ظلم و قدرت و ملک و احاطہ۔

اور ایسی ہی روایت محمد بن جعفر کوئی نے محمد بن یحییٰ سے بیان کی ہے۔

۵۔ عَنْهُ عَنْ عَدُوٍّ مِنْ أَصْحَابِنَا : عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ ، عَنْ يَمْقُوتِ بْنِ يُونُسَ ، عَنْ ابْنِ  
أَبِي مُعْمَرٍ ، عَنْ ابْنِ أُذَيْنَةَ : عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى : مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا  
هُوَ رَاقِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ فَقَالَ : هُوَ وَاحِدٌ وَاحِدِي الدَّانِ بَابُ مِنْ خَلْقِهِ وَبِذَلِكَ  
وَصَفَ نَفْسَهُ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ بِالْإِشْرَافِ وَ الْإِحَاطَةِ وَ الْقُدَّةِ لَا يَغْرُبُ عَنْهُ مِثَالُ ذَرَّةٍ فِي  
السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْفَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ بِالْإِحَاطَةِ وَالْعِلْمِ لَا بِالذِّانِ ، لِأَنَّ الْأَمَّا كُنْ  
مَحْدُودَةٌ تَحْتَوِيهَا حُدُودٌ أَرْبَعَةٌ فَإِذَا كَانَ بِالذِّانِ لَزِمَهَا الْحَوَايَةُ .

۵

۵ (فِي قَوْلِهِ الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى) ۵

۵۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جو آیت ہے کہ جہاں تین سرگوشی کرتے ہیں وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور



جہاں پانچ ہوتے ہیں وہ اس کا چھٹا ہوتا ہے تو وہ واحد ہے اور یگانہ بالذات ہے اور اپنی مخلوق سے الگ ہے اسی لئے اس نے اپنا وصف یہ بیان کیا کہ ہر شے پر محیط ہے از روئے علم و احاطہ و قدرت کوئی ذرہ آسمان میں ہو یا زمین میں اس سے پوشیدہ نہیں پایا ہے اس سے بھی چھوٹا ہو یا بڑا۔ وہ اپنے ذاتی علم سے احاطہ کئے ہوئے ہے۔ تمام مقامات محدود ہیں محدود اربعہ اگر خدا بھی اپنی ذات سے احاطہ کرنے والا ہوتا تو وہ بھی حدود اربعہ میں محدود ہو جاتا۔

۱۔ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَتَجَمُّدُ الْحَسَنِ عَنْ سَمَلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى الْخَشَابِ عَنْ بَعْضِ جَالِدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ : «الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى» فَقَالَ اسْتَوَى عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ.

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا معنی ہیں الرحمن علی العرش استوی کے، فرمایا وہ ہر شے پر غالب ہے کوئی شے نہ نسبت دوسری شے کے اس سے زیادہ قریب نہیں۔

۷۔ وَ يَهْدِي الْأَشْيَاءَ، عَنْ سَمَلٍ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ مَعْبُودٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ مَارِئٍ أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ : «الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى» فَقَالَ: اسْتَوَى مِنْ كُلِّ شَيْءٍ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ.

۷۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے آئیہ الرحمن علی العرش استوی کے تعلق پوچھا فرمایا وہ ہر شے پر غالب ہے کوئی بہ نسبت کسی شے کے اس سے زیادہ قریب ہے نہ دور اور وہ سب سے زیادہ قریب ہے ہر شے کے۔

۸۔ وَ عَنْهُ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ يَعْقُبٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مَبْنُو الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : «الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى» فَقَالَ: اسْتَوَى فِي كُلِّ شَيْءٍ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ، لَمْ يَتَعَدَّ مِنْهُ وَيَتَدَلَّمْ يَقْرُبُ مِنْهُ قَرِيبٌ اسْتَوَى فِي كُلِّ شَيْءٍ.

ابن حبان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت الرمان الا لغرض استوی کے بارے میں دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ استوی ہر شے میں یعنی یہ  
 ہے کہ کُل چیز اس سے قریب تر نہ ہو اور نہ اس سے دور ہو ایسی دوری کہ اس سے قریب تر نہ ہو نیز یہ کہ اس زیادہ دوری ممکن ہو نہ اس زیادہ قریب نہ ہو یا استوی  
 اللہ کے معنی تو یہ ہے کہ دوری اور نزدیکی اللہ کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی جس طرح ہم کسی دور مقام پر پہنچنے والے کو آدھیں دیتے۔ یہ خدا کے لئے نہیں ہے

۹۔ رَعْنَا عَنْ قُتَيْبِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ نَجْوَانَ بْنِ هِشَامٍ، قَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ الْقُتَيْبِ  
 بْنِ سَهْلٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ اللَّهَ مِنْ شَيْءٍ  
 أَوْ فِي شَيْءٍ أَوْ عَلَى شَيْءٍ فَقَدْ كَفَرَ، قُلْتُ فَتَبَرَّأُ لِي، قَالَ: أَغْنِي بِالْحَوَايِدِ مِنَ الشَّيْءِ لَهُ أَوْ بِأَمَّا الْوَلَدِ  
 لَهُ أَوْ مِنْ شَيْءٍ سَبَقَهُ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: مَنْ زَعَمَ أَنَّ اللَّهَ مِنْ شَيْءٍ فَقَدْ جَمَلَهُ مُعَدَّنًا وَمَنْ زَعَمَ  
 أَنَّهُ فِي شَيْءٍ فَقَدْ جَمَلَهُ مَحْصُورًا وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ عَلَى شَيْءٍ فَقَدْ جَمَلَهُ مَحْمُولًا

۵ (فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَهٌ)

۹۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جس نے یہ گمان کیا کہ اللہ کسی چیز سے ہے یا کسی چیز میں ہے یا کسی  
 چیز پر ہے تو اس نے کفر کیا۔ راوی نے کہا خدا اور وضاحت کیجئے۔ فرمایا میرا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی چیز سے گھرا ہوا ہے نہ رکا ہوا ہے  
 اور نہ کسی چیز نے اس پر سبقت کی ہے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس نے گمان کیا کہ خدا کسی شے سے ہے اس نے  
 خدا کو مادی سمجھا اور جس نے کہا کسی شے میں ہے اس نے اسے محدود بنا دیا اور جس نے کہا کسی شے پر ہے اس نے اسی چیز کو بنا دیا جو اٹھان ہلنے

۱۰۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ: قَالَ:

أَبُو شَاكِرٍ الدِّبْسَانِيُّ: إِنَّ فِي الْقُرْآنِ آيَةً هِيَ قَوْلُنَا، قُلْتُ مَا هِيَ؟ فَقَالَ: وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ  
 إِلَهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَهٌ، فَأَمَّا أَوْرِثًا أُجِيبُهُ فَحَاجَّتْ وَجَّهْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: هَذَا كَلَامُ زَنْدِيقٍ  
 نَبِيٍّ إِذَا رَجَعَتْ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: مَا اسْمُكَ بِالْكُوفَةِ؟ فَإِنَّهُ يَقُولُ: فَلَانٌ فَقُلْتُ لَهُ: مَا اسْمُكَ بِالْبَصْرَةِ؟  
 إِنَّهُ يَقُولُ: فَلَانٌ، فَقُلْتُ: كَذَلِكَ اللَّهُ رَبَّنَا فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَهٌ وَفِي الْبَحَارِ إِلَهٌ وَ  
 الْغِيَارِ إِلَهٌ وَفِي كُلِّ مَكَانٍ إِلَهٌ، قَالَ: فَقَدِمْتُ فَأَتَيْتُ أَبَا شَاكِرٍ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: هَذَا



## بَلَّتْ مِنَ الْعِجَازِ

۱۰۔ ہشام بن الحكم سے مروی ہے کہ ابوشکر اللہ دیماسی نے کہا۔ قرآن میں ایک آیت ہمارے عقیدہ کے موافق ہے میں نے کہا وہ کیا ہے۔ اس نے کہا آسمان میں بھی خدا ہے اور زمین میں بھی خدا ہے (یعنی کئی خدا ہیں) مجھے اس کا جواب نہ بن آیا۔ میں نے اس کا ذکر امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا۔ فرمایا یہ کلام کسی زندقہ بن خبیث کا ہے جب تم اس کے پاس جاؤ۔ تو کہنا کہ تیرا نام کون ہے میں کیلے ہے وہ کہے گا فلاں، پس اس سے پوچھنا بلصرہ میں تیرا نام کیلے ہے وہ کہے گا فلاں، پس اس سے کہنا۔ ایسا ہی ہمارا رتبہ ہے وہ آسمان میں بھی اللہ ہے اور زمین میں بھی، دنیاؤں میں بھی اور جنگلوں میں بھی، اسی طرح ہر جگہ پس میں اس کے پاس پہنچا اور یہ جواب بیان کیا۔ اس نے کہا یہ عجاز سے نقل ہو کر آیا ہے۔

## باب بستم (۲۰)

### بیان عرش دکرسی

#### ( بَابُ الْعَرْشِ وَالْكَرْسِيِّ )

۱۔ عَنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الرَّقِيقِيِّ رَحِمَهُ ، قَالَ : سَأَلَ الْجَائِلِيُّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : أَخْبِرْنِي عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَحْمِلُ الْعَرْشَ أَمْ الْعَرْشُ يَحْمِلُهُ ؟ فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَحْمِلُ الْعَرْشَ وَالسَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ ، وَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ : وَإِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَا إِنَّ أَسْكَمَ مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ عِبَادِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ، قَالَ : فَأَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِهِ : وَ يَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَّةٌ ، فَكَيْفَ قَالَ ذَلِكَ ؟ وَقُلْتَ : وَإِنَّهُ يَحْمِلُ الْعَرْشَ وَالسَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ، فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : إِنَّ الْعَرْشَ خَلَقَهُ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ أَنْوَارِ أَرْبَعَةٍ : نُورٍ أَحْمَرٍ مِنْهُ أَحْمَرَتِ الْحُمْرَةُ وَنُورٍ أَخْضَرَ مِنْهُ أَخْضَرَتِ الْخُضْرَةُ وَنُورٍ أَصْفَرَ مِنْهُ أَصْفَرَتِ الشُّفْرَةُ وَنُورٍ أَبْيَضَ مِنْهُ [ أَبْيَضَ ] الْبَيَاضُ وَهُوَ الْعِلْمُ الَّذِي

حَمَلَهُ اللَّهُ الْحَمْلَةَ وَذَلِكَ نُورٌ مِنْ عَطَمَةٍ، فَبَعَثَ نُورُهُ أَنْعَرَ قُلُوبَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَسَّطَ نُورُهُ غَاذَهُ الْجَاهِلُونَ وَبَعَثَ نُورُهُ ابْتَقَى مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْ جَمِيعِ حَلَاذِيقِ الْبَهَائِ الْوَسِيَّةِ بِالْأَعْمَالِ الْمُخْتَلِفَةِ وَالْأَدْيَانِ الْمُشْتَبِهَةِ، فَكُلُّ مَحْمُولٍ بِحِمْلَةِ اللَّهِ بِنُورِهِ وَعَطَمَتِهِ وَفُتْدَتِهِ لَا يَسْتَطِيعُ لَتَبَسٍ مَرًّا وَلَا تَقَمًّا وَلَا مَوْنًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نَشُورًا، فَكُلُّ شَيْءٍ مَحْمُولٌ وَاللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْمَمْسُكُ لَهُمَا أَنْ تَزُولَا وَالْمَحْبِطُ بِهِمَا مِنْ شَيْءٍ وَهُوَ حَيَاةُ كُلِّ شَيْءٍ، وَنُورُ كُلِّ شَيْءٍ، سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا.

قَالَ لَهُ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَيْنَ هُوَ؟ وَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام: هُوَ هَهُنَا وَهَهُنَا وَفَوْقَ وَتَحْتَ وَمُحِيطٌ بِنَا وَمَعَنَا وَهُوَ قَوْلُهُ: مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَى مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَمَّهُمْ أَيْمَانًا كَانُوا، فَالْكُرْسِيُّ مُحِيطٌ بِالسَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَاتَحْتَ الثَّرَى وَإِنْ تَجَهَّرَ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يُعَلِّمُ السِّرَّ وَأَخْفَى وَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: «وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ» فَالَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ هُمُ الْعُلَمَاءُ الَّذِينَ حَمَلَهُمُ اللَّهُ عِلْمَهُ وَلَيْسَ يَخْرُجُ عَنْ هَذِهِ الْأَرْبَعَةِ شَيْءٌ خَلَقَ اللَّهُ فِي مَلَكُوتِهِ الَّذِي أَرَادَ اللَّهُ أَصْفِيَاءَهُ وَأَرَادَ خَلِيلَهُ عليه السلام فَقَالَ: «وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ» وَكَيْفَ يَحْمِلُ حَمْلَةَ الْعَرْشِ اللَّهُ وَبِحَبَابَةِ حَبِيبَتِ قُلُوبِهِمْ وَبِنُورِهِ اهْتَدَوْا إِلَى مَقَرِّهِ.

۱۔ امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک یہودی عالم نے کہا مجھے یہ بتائیے کہ اللہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہے یا عرش اللہ کو، آپ نے فرمایا: خدا نے عرشِ آسمانوں، زمین جو کچھ ان دونوں کے اندر ہے ان سب کو روک تھا کرنے والا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اللہ آسمانوں اور زمین کو زائل ہونے سے روکنے والا ہے اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا روک تمام کرنے والا ہوتا تو یہ کارخانہ کب کا ملیا میٹ ہو چکا ہوتا بے شک خدا علیم و غفور ہے اس نے کہا مجھے خدا کے اس قول کا مطلب بتائیے تیرے رب کا عرش اس روز لوگوں کے اوپر آٹھ فرشتے اٹھائے ہوں گے پس کیوں کروا نفقت ہوگا آپ کے اس قول سے۔ وہ اٹھائے عرش کو آسمانوں اور زمینوں کو، حضرت نے فرمایا: عرش سے مراد مخلوق ہے جس کو خدا نے چار نور سے ہے۔



کیا ہے، سرخ نور جس سے سبزی پیدا کی اور سبز نور جس سے سبزی پیدا کی اور زرد نور جس سے زردی پیدا ہوئی اور سفید نور جس سے سفیدی پیدا ہوئی یہ وہ علم ہے جس کو ہار کیا گیا حاملانِ عرش پر یعنی تفصیل سے یہ علم ان کو دیا گیا کہ یہ نور اس کا نورِ عظمت ہے پس اس نے اپنی عظمت و نور سے تلوٰبِ مولین خاص کو بنا کیا اور اسی کے عظمت و نور سے جاہلوں نے اس سے دشمنی کی (اپنی غلط فہمی کی بنا پر) اور اسی کے عظمت و نور سے مخلوقاتِ سماوی و ارضی نے اپنے مختلف اعمال سے اور امتیاز دیاں سے اس کی طرف وسیلہ ڈنڈا پس ہر اٹھایا ہوا جس کو اللہ نے اپنے نورِ عظمت سے اور اپنی قدرت سے اٹھایا ہے نہ اپنے نفس کے لئے نقصان کی طاقت رکھتا ہے نہ دفع کی نہ زندگی کی نہ حشر و نشر کی۔ پس ہر شے محمول ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے آسمان و زمین کو زائل ہونے سے روکے ہوئے ہے اور ان دونوں کا ایک شے سے احاطہ کئے ہوئے ہے اور وہ ہر شے کی زندگی ہے اور ہر شے کا نور ہے لوگ جو کچھ غلط بیان کرتے ہیں اس کے بارے میں وہ اس سے بہت بلند و بالا ہے۔

اس نے کہا مجھے بتائیے اللہ کہاں ہے حضرت نے فرمایا وہ یہاں بھی ہے اور وہاں بھی، اوپر بھی، نیچے بھی، ہمارا احاطہ (علم و قدرت سے) کئے ہوئے ہے اور ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے جہاں تین کی سرگوشی ہے وہ چوتھا ہے۔ جہاں پانچ ہے وہ چھٹا ہے اس سے کم ہوں یا زیادہ ہر جگہ ان کے ساتھ ہے اور کرسی (مراد ظہر باری تعالیٰ) احاطہ کئے ہوئے ہے آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو زمین کے نیچے ہے اور زیادہ واضح ہو تو وہ ہر ایک چھپے ہوئے بھید کو جانتا ہے اور یہی مراد ہے خدا کے اس قول سے، گھیر لیا ہے اس کی کرسی (علم نے آسمانوں اور زمین کو اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکا کی نہیں وہ بلند مرتبہ اور بزرگی والا ہے۔ حاملانِ عرش سے مراد وہ طلعتِ دین ہیں جو علومِ الہیہ کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ (انبیاء اور انعام) اور کوئی شے جو ملکوتِ خدا میں خلق ہوئی ہے چاند کو، بالا نوروں سے خالی نہیں (نورِ احمر، نورِ اصفر، نورِ اخضر اور نورِ ابیض) یہی ملکوت ہیں جن میں خدا نے اپنے اصفیاء کو دکھایا ہے یہی اپنے خلیل کو دکھائے تھے۔ جیسا کہ فرماتا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کے ملکوت دکھائے تاکہ وہ یقین کرنے والے بنے رہیں اور کہیں کہ حاملانِ عرش، عرش کو اٹھا سکتے ہیں دراصل ایک اس کی حیات سے ان کے تلوٰب میں زندگی آئی ہے اور اسی کے نور سے اس کی معرفت کی طرف ہدایت ہوئی ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ کرسی سے مراد وہ کرسی نہیں جو ہمارے دین میں ہیں بلکہ وہ تمام علومِ مراد ہیں جن کا تعلق آسمانوں اور زمین کے تمام نظاموں سے ہے بلکہ سوائے انبیاء و اصفیاء دوسرا کوئی ان کا حامل ہو ہی نہیں سکتا۔ اب رہے حاملانِ کرسی، وہ حاملانِ علومِ عرش قرار نہیں پاسکتے کیونکہ یہ علوم مختص بذات

ہادی تعالیٰ میں۔ بات یہ ہے کہ یہ مصطلحات مخصوص ہیں جن کا مفہوم انبیاء و اولیاء وائمہ کے سوا دوسرے کے ذہن میں نہیں آسکتا۔ شہر علم اور باب علم بھی اسی قسم کی اصطلاحیں ہیں۔

۲۔ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ صفوان بن يحيى قَالَ سَأَلَنِي أَبُو قُرَّةَ الْمُحَدِّثُ أَنْ أُدْخِلَهُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاسْتَأْذَنَهُ فَأَذِنَ لِي ، وَدَخَلَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْعَالِي وَالْخَرَامِ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَفْتَقِرُ أَنْ اللَّهَ مَحْمُولٌ ؟ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : كُلُّ مَحْمُولٍ مَفْعُولٌ بِمُضَافٍ إِلَى غَيْرِهِ مُحْتَاجٌ وَالْمَحْمُولُ اسْمٌ يَقُصُّ فِي اللَّفْظِ وَالْحَامِلُ فاعِلٌ وَهُوَ فِي اللَّفْظِ وَدَحَقُوا كَذَلِكَ قَوْلُ الْقَائِلِ : فَوْقَ وَتَحْتَ وَاعْلَا وَاسْفَلَ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ : وَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا ، وَ لَمْ يَقُلْ فِي كُتُبِهِ : إِنَّهُ الْمَحْمُولُ بَلْ قَالَ : إِنَّهُ الْحَامِلُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَالْمُمْسِكُ السَّمَادَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْ تَزُولَا وَالْمَحْمُولُ مَا سِوَى اللَّهِ وَلَمْ يَسْمَعْ أَحَدٌ آمَنَ بِاللَّهِ وَعَظَّمَهُ قَطُّ قَالَ فِي دُعَائِهِ يَا مَحْمُولُ ، قَالَ أَبُو قُرَّةَ . فَإِنَّهُ قَالَ : وَ حَمِلَ عَرْشَ رَبِّكَ فَوَقَّعَهُمْ يَوْمَئِذٍ تَمَائِبُهُ ، وَ قَالَ وَالَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ ، فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : الْعَرْشُ لَيْسَ هُوَ اللَّهُ وَالْعَرْشُ اسْمٌ عِلْمٌ وَقُدِّدَ دَعَرْشٍ وَبِهِ كُلُّ شَيْءٍ ؛ ثُمَّ أَضَافَ الْحَمَلَ إِلَى غَيْرِهِ ، خَلَقَ مِنْ خَلْقِهِ ؛ لِأَنَّهُ اسْتَعْبَدَ خَلْقَهُ بِحَمَلِ عَرْشِهِ وَهُمْ حَمَلَةٌ عَلَيْهِ وَخَلَقَ اسْتَحْجُونَ حَوْلَ عَرْشِهِ وَهُمْ يَعْمَلُونَ بِأَمْرِهِ وَمَلَائِكَةٌ يَكْتُبُونَ أَعْمَالَ عِبَادِهِ وَ اسْتَعْبَدَ أَهْلَ الْأَرْضِ بِالطَّوَائِفِ حَوْلَ بَيْتِهِ وَاللَّهُ عَلَى النَّارِ اسْمُهُ ؛ ثُمَّ قَالَ : وَالْعَرْشُ مَنْ يَحْمِلُهُ ؛ وَمَنْ حَوْلَ الْعَرْشِ ؛ وَاللَّهُ الْحَامِلُ لَهُمْ ؛ الْحَافِظُ لَهُمْ ؛ الْمُمْسِكُ الْقَائِمُ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ وَفَوْقَ كُلِّ شَيْءٍ وَعَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَلَا يَقَالُ مَحْمُولٌ وَلَا اسْفَلَ قَوْلًا مُفْرَدًا إِلَّا بِوَسْلِ شَيْءٍ يَفْسُدُ اللَّفْظُ وَالْمَعْنَى ؛ قَالَ أَبُو قُرَّةَ : فَتَكْذِبُ بِالرَّوَايَةِ الَّتِي جَاءَتْ أَنَّ اللَّهَ إِذَا غَضِبَ إِنَّمَا يَعْرِفُ عَمَلَهُ ؛ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ يَجِدُونَ ثِقَلَهُ عَلَى كَوَاهِلِهِمْ ، فَيَخِرُّونَ سُجْدًا ؛ فَإِذَا ذَهَبَ الْقَصَبُ خَفَّ وَ رَجَعُوا إِلَى مَوَاقِعِهِمْ ؛ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : أَخْبِرْنِي عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى مُنْذُ لَعْنِ إِبْلِيسَ إِلَى يَوْمِكَ هَذَا هُوَ غَضَبَانِ عَلَيْهِ قَسَمِي رَضِي ؛ وَهُوَ فِي صِفَتِكَ لَمْ يَزَلْ غَضَبَانِ عَلَيْهِ وَعَلَى أَوْلِيَائِهِ وَعَلَى اتَّبَاعِهِ كَيْفَ تَجَنَّبْنِي ؟



أَنْ تَصِفَ رَبَّكَ بِالتَّعْبِيرِ مِنْ خَالٍ إِلَى خَالٍ وَأَنْتَ يُعْبَرِي عَلَيْهِ مَا يُعْبَرِي عَلَى الْمَخْلُوقِ ! مَخَانَهُ  
وَتَعَالَى لَمْ يَزَلْ مَعَ الزَّائِلِينَ وَلَمْ يَتَّخِذْ مَعَ الْمُتَغَيِّرِينَ أَلَمْ يَتَّخِذْ مَعَ الْمُتَبَدِّلِينَ وَمَنْ دُونَهُ فِي  
يَدِهِ وَتَذِيرِهِ وَكُلُّهُمْ إِلَيْهِ مُخْتِاجٌ وَهُوَ غَنِيٌّ غَمْسٌ سِوَاهُ

صفوان بن یحیی سے مروی ہے کہ ابو قرقہ محدث نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اس کے لئے امام رضا علیہ السلام سے  
حاضر ہونے کی اجازت لوں چنانچہ اس نے حاضر ہو کر حلال و حرام کے بارے میں پوچھا پھر اس نے کہا کہ کیا آپ اس کا اقرار کرتے  
ہیں کہ اللہ نے اٹھایا ہو ہے یعنی آپ کا ان عرش پر ہے اور عرش کو ملائکہ اٹھائے ہوئے ہیں تو اللہ معمول ہوا حضرت نے فرمایا  
ہر معمول وہ ہے جس پر فعل کا اثر واقع ہو اور وہ اپنے خیر کی طرف منعطف ہو وہ محتاج ہوتا ہے اور معمول ہونا بلحاظ لفظ باعث  
نقص ہے اور مایل فاعل ہوتا ہے اور بلحاظ لفظ وہ باعث مدح ہوتا ہے جیسے کہ لفظ فوق و تحت و اعلیٰ و اسفل سے نقصان  
مدح ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا کے لئے اسمائے حق ہیں تم انہی سے اسے پکادو، اپنی کتابوں میں اس نے یہ نہیں کہا کہ وہ  
معمول ہے بلکہ یہ کہا ہے کہ وہ حامل ہے شمس کی و تری میں اور آسمانوں اور زمین کو گرنے سے روکنے والا ہے معمول تو ماسول کے اللہ  
کو کہا جاتا ہے کسی ایسے شخص کو جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کی عظمت پر ایمان رکھنے والا ہے کہسی یہ کہتے نہیں مٹا گیا کہ اس نے  
اپنی رعایا میں اللہ کو معمول کہہ کر پکارا ہوا ابو قرقہ نے کہا کہ خدا کہتا ہے تیرے رب کے عرش کو اس دن ان کے اوپر اٹھ اٹھائے  
والے اٹھائے ہوں گے۔ حضرت نے فرمایا عرش اللہ نہیں ہے عرش نام ہے علم و قدرت الہیہ کا جس کے اندر ہر  
شے ہے خدا نے حمل کی نسبت دی ہے اپنے خیر کی طرف اور وہ اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے کیوں کہ حامل عرش کے ساتھ  
خدا نے اپنی ایک مخلوق سے عبارت چاہی اور اپنی ایک مخلوق کو تسبیح سے مخصوص کیا جو اس کے عرش کے گرد تسبیح کرتے  
ہیں اور کچھ ملائکہ اعمال عباد کو لکھتے ہیں اور اہل ارض سے عبادت چاہی اپنے گھر کے گرد طواف کرنے کی آیہ واللہ  
علی العرش استوا، ایسا ہی ہے جیسے دوسرے مقامات پر فرمایا والعرش ومن جحولہ ومن خول  
العرش اللہ جو ان کا حامل ہے وہی ان کا روکنے والا اور ہر نفس کا قائم کرنے والا، ہر شے سے مانوق، ہر شے سے  
بالا تر ہے اسے بجائے حامل کے معمول کیسے کہا جاسکتا ہے نہ اسفل سے اسے نسبت دی جاسکتی ہے ورنہ لفظ اور معنی  
دونوں فاسد ہو جائیں گے ابو قرقہ نے کہا کہ یہ تو اس روایت کی سراسر تکذیب ہے کہ جب خدا کو غصہ آتا ہے تو اس کا  
وزن حاملان عرش کے کندھوں کو محسوس ہونے لگتا ہے اور وہ سجدے میں گر جاتے ہیں جب غصہ ختم ہو جاتا ہے تو عرش کا

وزن ہلکا پڑ جاتا ہے اور وہ اپنے موقف کی طرف رجوع کرتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ مجھے بتاؤ اللہ تعالیٰ نے جب سے ابلیس پر لعنت کی اس وقت سے اب تک وہ اس سے کب راضی ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس وقت سے لے کر اب تک غصہ ہی میں ہے ابلیس پر بھی اور اس کے اولیاء و اتباع پر بھی اور ملائکہ اس کا وزن محسوس کر کے سجدہ نہیں پڑے ہوئے ہیں اسے ابقرار تو نے کیسے جرات کی کہ اپنے رب کو موصوف کیا بغیر کے ساتھ یا میں طرد کر دے ایک مال سے دوسرے کی طرف بدلتا ہے اور مخلوق کی سی باتیں اس میں پائی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ بلند و برتر ہے ان تمام باتوں سے وہ بدلنے والوں کے ساتھ بدلتا نہیں، ہر شے اس کے ید قدرت و تدبیر کے اندر ہے اور سب اس کے محتاج ہیں اور وہ وہ اپنے ماسوا سے بے پروا ہے۔

**توضیح اول :-** ابقرار نے جو حدیث پیش کر کے اعتراض کیا۔ وہ درحقیقت اس کا مطلب سمجھا ہی نہیں حدیث میں غضب سے مراد عذاب کا نازل کرنا ہے اور ملائکہ کا ثقل عرش محسوس کرنا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کو نزول عذاب کے مقدمات سے آگاہ کیا جاتا ہے اور سجدہ میں جلتے سے مراد یہ ہے کہ وہ خضوع و خضوع کرتے ہیں اللہ کے سامنے بنار پر اس کے عذاب سے خوف کر کے اور جب نزول عذاب ختم ہو جاتا ہے تو ملائکہ جو عاملان عرش ہیں مطمئن ہو جاتے ہیں کیونکہ مقدمات رحمت ظاہر ہونے لگتے ہیں اور وہ طلب رحمت کی طرف رغبت کرتے ہیں امام علیہ السلام نے اس کے اعتراض کو یوں دفع کیا کہ اگر غضب الہی کا ہرگز فرشتے محسوس کرتے اور سجدہ میں جاتے تو آدم اور شیطان کے واقعہ سے اب تک عاملان عرش کو سجدہ ہی میں ہونا چاہیے۔ کیوں کہ خدا کی اس وقت سے آج تک شیطان پر لعنت چلی آ رہی ہے اور لعنت سے مراد اس کا غضب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگوں نے اپنے حالات اور تغیرات کا تیسرا خدا پر کر کے آیات و احادیث کے الفاظ کا ظاہری مفہوم مراد لے لیا ہے ہمارے آئمہ نے اپنا فرض سمجھا کہ لوگوں سے الفاظ کی صحیح تاویل بیان کریں تاکہ وہ گمراہی سے محفوظ رہیں۔

**توضیح دوم :-** اس حدیث میں امام علیہ السلام نے عرش کے جو معنی بیان کئے ہیں وہ اس مفہوم سے جدا گانہ ہیں۔ جو اذان عوام میں مرکب ہیں عام لوگوں کی نظر کے سامنے مادی اشیاء میں اگر کسی چیز کی حقیقت کو مادی مشاغل سے نہ سمجھایا جائے تو دنیا والے اس کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں مثلاً نعمات جنت میں رطب، عنب، رمان وغیرہ کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ پھل ایسے ہی یا ان سے کچھ بہتر ہوں گے جیسے ہماری دنیا میں ملتے ہیں۔ حالانکہ وہ سبب و انار وغیرہ کچھ اور ہی ہوں گے جتنی میوؤں کے متعلق تو یہ ہے کہ :-



لا عينه مات ولا ذنوبه ولا حله ولا حله لا يدرى انما هو كائن في الدنيا  
تصور کسی کے دل میں آیا ہوگا لیکن کیا ایسی نعمتوں کا کوئی پلکا سا تصور بھی عرب کے بدوؤں بلکہ مادہ پرست دنیا  
کے کسی فرد کے دماغ میں آسکتا تھا اور جب لوگوں کی سمجھ میں جنت کے میوے آتے ہی نہیں تو وہ ان کی  
طرح و رغبت کیا کرتے اس لئے لامحی الحقیقت کو مجاز کے سانچے میں ڈھالا گیا۔

ای طرح لفظ عراط ہے عوام کے ذہن میں وہ ایک پل ہے جس پر سے روز قیامت لوگوں کو گزرنا ہوگا  
لیکن دوسرا مفہوم اس کا کچھ اور ہے یعنی فضائل چارگانہ اخلاق کا وسطی خط۔ چونکہ یہ مفہوم اتنا باریک تھا  
کہ عوام کا کیا ذکر خواص کے ذہن میں نہیں آسکتا تھا۔ لہذا صراط کے مجازی معنی کی طرف توجہ دلائی گئی۔  
اسی طرح قیامت میں میزان کا نصب ہونا اور اس میں اعمال کا تولد جانا وغیرہ بہت سے الفاظ ہیں

ہیں جن کا مفہوم عوام کے نزدیک کچھ اور ہے خواص کے نزدیک کچھ اور انہی میں لفظ عرش بھی ہے عام لوگ اس  
کو ایک عظیم الشان نورانی تخت یا آراستہ مسند سمجھتے ہیں خواص کی نظر میں اس لفظ کے مفہا ہم کچھ اور ہیں اور ان  
میں عیش ترین مفہوم وہ ہے جو امام رضا علیہ السلام نے اس حدیث میں بیان فرمایا۔ عرش بمعنی تخت اگر یہ جانا  
تو دراصل اس کا مفہوم ایک علامت ہوگا۔ یعنی تخت نشان ہے کسی کے رفیع المرتبہ ہونے کا۔ امام علیہ السلام  
کے ارشاد کے مطابق عرش بھی ایک علامت ہے قیامت کے علوشان کی کیوں کہ اس سے مراد وہ علم الہی ہے کہ  
جس کو حسب ذیل آٹھ قسم کی مخلوق اٹھائے ہوئے ہے اول عاملین عرش یعنی وہ فرشتے جو عاملان کتاب الہی ہیں اور آدم  
اور ان کے اوصیاء دوسرے نور اودان کے اوصیاء تیسرے ابراہیم اور ان کے اوصیاء چوتھے موسیٰ اور ان کے اوصیاء  
پانچویں عیسیٰ اور ان کے اوصیاء چھٹے محمد اور ان کے اوصیاء ساتویں رضوان اور جنت کے تمام خازن، آسمانی  
مالک اور دوزخ کے تمام حنازن۔

یہ ہے وہ علم کا خزائن جس کا نام عرش ہے اور جس کی خازن مذکورہ بالا ہستیاں ہیں یہ مفہوم اس قدر لطیف  
و دقیق ہے کہ وہی علم رکھنے والوں کے دوسرے اس کو سمجھ ہی نہیں سکتے لہذا عموماً مجازی معنی کی طرف ہی لوگوں کو  
متوجہ کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ عرش کے مفہوم میں بہت کچھ اختلاف پیدا ہو گیا۔ بعض کے نزدیک وہ عظیم الشان نہایت  
مستحکم و ٹھوس تخت ہے جس پر بیٹھا ہے اور وہ اس کے بوجھ سے چرچا ہے بعض کے نزدیک وہ خدا کی سب سے بڑی  
مخلوق ہے۔

بعض کے نزدیک وہ نواں آسمان ہے۔  
 بعض کے نزدیک سب سے اونچا سیاح ہے۔  
 بعض کے نزدیک مرکز النواکانات ہے۔  
 بعض کے نزدیک وہ ایک چھت ہے آسمان جیسی کہ جس کے سایہ میں فرشتے رہتے ہیں۔  
 بعض کے نزدیک عالم امکان کی حد نظر ہے۔

۲۔ تَحْمَدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شاذَانَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ رَبِيعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ،  
 عَنِ الْقُسَيْبِ بْنِ بَسَّارٍ قَال: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ قَوْلِ اللَّهِ جَلَّ وَ عَزَّ: «وَسِعَ كُرْسِيُّهُ  
 السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ»، فَقَالَ: يَا فَضْلُ: كُلُّ شَيْءٍ فِي الْكُرْسِيِّ، السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَ كُلُّ شَيْءٍ  
 فِي الْكُرْسِيِّ

۳۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے آید وسیع کرسیہ السموات والارض کے  
 متعلق پوچھا۔ فرمایا۔ اے فقیہ کرسی میں ہر شے ہے آسمان وزمین ہر شے کرسی میں ہے۔

۴۔ تَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحَجَّالِ، عَنْ نَعْلَةَ [بْنِ مَيْمُونٍ] عَنْ زُرَّادَةَ  
 بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ قَوْلِ اللَّهِ جَلَّ وَ عَزَّ: «وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ»،  
 السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَ سَمَنَ الْكُرْسِيِّ أَمِ الْكُرْسِيُّ وَسِعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، فَقَالَ: بَلِ الْكُرْسِيُّ  
 وَسِعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، وَالْعَرْشُ وَ كُلُّ شَيْءٍ وَسِعَ الْكُرْسِيُّ

۴۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔ وسیع کرسیہ الخ کے متعلق کیا۔ آسمانوں  
 اور زمین میں کرسی کی گنجائش ہے یا کرسی میں آسمان وزمین کے سمانے کی فرمایا کرسی میں گنجائش ہے آسمان وزمین وعرش  
 کے سمانے کی اس میں گنجائش ہے

۵۔ تَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ فَصَّالَةَ بِنْتِ أَبِي تَوْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ



بُكْمٍ عَنْ زُرَّادَةَ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: «وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ» السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَسِعَنَ الْكُرْسِيُّ أَوْ الْكُرْسِيُّ وَسِعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضُ؟ فَقَالَ: إِنَّ كُلَّ شَيْءٍ فِي الْكُرْسِيِّ

۵۔ زرارہ بن اعین نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے آیت وسیع کرسی سماء و ارات کے بارے میں معلوم کیا کہ کیا زمین و آسمان میں کرسی سہا سکتی ہے یا کرسی میں زمین و آسمان سہا سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بلکہ کرسی میں سموات زمین اور عرش اور ہر شے سہا سکتی ہے۔ کرسی میں ہر شے کے سہنے کا گنجائش ہے۔ (اس سے مراد قدرتِ خدا ہے)

۶۔ [بْنُ يَحْيَى] عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عِيسَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي نَصْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبِي حَمَزَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: حَمَلَةُ الْعَرْشِ وَالْعَرْشُ: الْمَلِكُ ثَمَانِيَةٌ: أَرْبَعَةٌ مَشَا وَأَرْبَعَةٌ مِمَّنْ شَاءَ اللَّهُ

۶۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ حاملان عرش و عرش سے مراد علم ہے، آٹھ ہیں چار ہم میں سے ہیں اور چار وہ جن کو اللہ نے چاہا۔ تفسیر تھی میں ہے کہ پہلے چار سے مراد محمد علی اور حسن و حسین ہیں اور آخر چار سے مراد نور و ابراہیم و موسیٰ ہیں یعنی روز قیامت علم الہی کے حامل آٹھ شخص ہوں گے انہی کے علم کے مطابق لوگوں کے اعمال کا جائز و ناجائز ہوگا

۷۔ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ دَاوُدَ الرِّقْسِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: «وَكُنْ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ» فَقَالُوا: يَقُولُونَ: قُلْتُ: يَقُولُونَ: إِنَّ الْعَرْشَ كُنْ عَلَى الْمَاءِ وَالرَّابُّ قَوْفُهُ: فَقَالَ: كَذَبُوا، مَنْ رَعِمَ هَذَا فَقَدْ صَيَّرَ اللَّهُ حَمُولًا وَوَصَفَهُ بِصِفَةِ الْمَخْلُوقِ وَلَزِمَهُ أَنْ يَقُولَ: يَحْمِلُهُ أَيْ مِنْهُ، قُلْتُ: بَيْنَ لِي جُعِلْتُ فِدَاكَ، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ حَمَلَ دِينَهُ وَعِلْمَهُ الْمَاءَ فَإِنَّا أَوْ بِنُكُونُ أَرْضُ أَوْ تَسْمَاءُ أَوْ حِينَ أَوْ إِنْسٌ أَوْ شَمْسٌ أَوْ قَمَرٌ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ نَزَّهَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ: لِمَنْ مِنْ رَبِّكُمْ؟ فَأَوَّلُ مَنْ تَلَّقَ: رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وَآمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام وَالْأَيْمَةُ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا:

أَنْتَ رَبَّنَا، فَحَمَلْنَاهُمُ الْعِلْمَ وَالْدِينَ، ثُمَّ قَالَ لِلْمَلَائِكَةِ: هَؤُلَاءِ حَمَلَةُ دِينِي وَعَلَمِي وَأَمَنَاتِي فِي خَلْقِي وَهُمْ الْمَسْؤُولُونَ، ثُمَّ قَالَ إِبْنِي آدَمَ: أَقْرُؤْ بِالرُّبُوبِيَّةِ وَهُؤُلَاءِ النَّفَرُ بِالْوِلَايَةِ وَالطَّاعَةِ، فَقَالُوا: نَعَمْ رَبَّنَا أَقْرَؤْنَا، فَقَالَ اللَّهُ لِلْمَلَائِكَةِ: اسْمَعُوا، فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: شَهِدْنَا عَلَى أَنْ لَا يَقُولُوا عَدَا: إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ أَوْ يَقُولُوا: إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَنْتَ عَلَّمْنَا بِمَا قَعَلَ الْمُبْطِلُونَ يَا دَاوُدُ! وَإِنَّا مُؤَكَّدَةٌ عَلَيْهِمْ فِي الْعِثَانِ.

۷۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا اس آیت کا کیا مطلب ہے کان عرش علی المار، فرمایا لوگ کیا کہتے ہیں میں نے کہا ان کا کہنا یہ ہے کہ عرش خدا پانی پر تھا اور خدا اس پر بیٹھا تھا فرمایا جھوٹے ہیں جس نے ایسا مان کیا اس نے خدا کو محمول دھٹایا ہوا قرار دیا اور مخلوق کو صفت سے خدا کو موصوف کہا اور یہ لازم قرار دیا کہ جو چیز اسٹائل جاتی ہے اسٹائل والی اس ہے، یہ تو تلپے میں نے پھر کہا اس کا مطلب آپؑ بیان فرمائیں فرمایا خدا نے اپنے دین اور علم کو پانی پر بار کیا اس سے معلوم ہوا کہ مادیت میں اول مخلوق پانی ہے سب سے پہلے علم اور قدرت الہی کا اسی سے تعلق ہوا قبل اس کے کہ زمین و آسمان یا جن و انس یا چاند سورج کو پیدا کرے۔ پس جب خدا نے اپنی مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو ان کو اپنے سامنے حاضر کر کے پوچھا کہ بتاؤ تمہارا رب کون ہے؟ پس سب سے پہلے رسول اللہؐ گویا ہوئے پھر امیر المومنین اور دیگر ائمہ علیہم السلام نے کہا تو ہمارا رب ہے خدا نے ان کو حامل قرار دیا۔ اپنے علم و دین کا پھر ملائکہ سے فرمایا۔ یہ لوگ میرے علم اور میرے دین کے حامل ہیں اور میری مخلوق ہیں۔ میری طرف سے امین ہیں اور ان سے سوال کیا۔ اے گا۔ پھر بنی آدم سے فرمایا۔ اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرو اور ان لوگوں کی ولایت اور اطاعت کا انھوں نے کہا، صحابہ سے اللہ ہمارا رب ہے نے اقرار کیا۔ خدا نے ملائکہ سے فرمایا۔ تم ان پر گواہ ہو۔ ملائکہ نے کہا ہم گواہ ہیں تاکہ یہ لوگ کل کو یہ نہ کہیں کہ ہم ان سے فاعل تھے یا یہ کہہ دیں کہ اس سے پہلے ہمارے آبا و اجداد نے شرک کیا تھا اور ان کے بعد ہم ان کی اولاد قرار پائے تو کیا باطل پرستوں کے جرم میں تو ہم کو ہلاک کریگا۔ اے داؤد (راوی) ہماری ولایت بہت زیادہ تاکید کے ساتھ تھی۔



## باب بست ویکم (۲۱)

### بیان روح

#### (بَابُ الرُّوحِ)

۱۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أَدْبَنَةَ، عَنِ الْأَحْوَلِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام عَنِ الرُّوحِ النَّبِيِّ فِي آدَمَ عليه السلام، قَوْلُهُ: «فَإِذَا مَوْتُهُ تَفَعَّخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ»، قَالَ هُنَا رُوحٌ مَخْلُوقَةٌ وَالرُّوحُ النَّبِيُّ فِي عِيسَى مَخْلُوقَةٌ.

۱۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روح آدم کے متعلق پوچھا جس کے لئے خدا نے فرمایا ہے تَفَعَّخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ، یہ روح بھی مخلوق ہے اور وہ روح بھی جو عیسیٰ علیہ السلام میں تھی

۲۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحَجَّالِ، عَنْ ثَعْلَبَةَ، عَنْ حُمْرَانَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام عَنِ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: «وَرُوحٌ مِنْهُ»، قَالَ: هِيَ رُوحُ اللَّهِ، خَلَقَهَا اللَّهُ فِي آدَمَ وَ عِيسَى

۲۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا روح میں سے (حضرت عیسیٰ) کے متعلق فرمایا وہ روح مخلوق ہے جس کو اللہ نے آدم و عیسیٰ میں پیدا کیا۔

۳۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ الثَّوَالِغِ بْنِ عَزْرَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ الطَّائِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام عَنِ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: «وَتَفَعَّخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي»، كَيْفَ هَذَا التَّفَعُّخُ؟ فَقَالَ: إِنَّ الرُّوحَ مُتَحَرِّكٌ كَالرِّيحِ وَإِنَّمَا مَوْتِي رُوحًا لَا أَنَا أَتَفَعَّخُ اسْمُهُ مِنَ الرِّيحِ وَإِنَّمَا أَخْرَجَهُ عَنْ لَفْظَةِ الرِّيحِ لِأَنَّ الْأَرْوَاحَ مُجَانِسَةٌ لِلرِّيحِ وَإِنَّمَا

أَصَافُهُ إِلَى نَفْسِهِ لِأَنَّهُ أَصْطَفَاهُ عَلَى سَائِرِ الْأَرْوَاحِ كَمَا قَالَ لَبَّيْتُ مِنَ الْبُيُوتِ بَيْنِي، وَلَكِنْ سَوَّلُوا  
مِنْ الرُّسُلِ خَلْبِي، وَ أَشْبَاهُ ذَلِكَ وَ كُلُّ ذَلِكَ مَخْلُوقٌ مَصْنُوعٌ مُخْتَلَفٌ مُرَبُّونَ مُدَبِّرُونَ.

۳۔ محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی پوچھے  
کہ نفخت فیہ من روحی میں نے جو نفع کا ذکر ہے وہ نفع کیوں کر ہوا۔ فرمایا: روح ہوا کی طرح متحرک ہے  
اسی لئے اس کا نام روح رکھا گیا ہے کیونکہ وہ ریح سے مشتق ہے اور یہ اس لئے کہ اور روح روح کی ہم جنس ہیں  
اور روح کو اپنے نفس کی طرف نسبت دی ہے۔ کیونکہ اس کا اصطفاء (انتخاب) کیا ہے تمام ارواح میں جیسے کہ گھروں  
میں سے ایک گھر کو رسولوں میں سے ایک رسول کو اپنا گھر اور اپنا خلیل اور اس کی مثل اور بھی ہیں لیکن یہ سب  
مخلوق ہیں حادث ہیں پرورش کئے ہوئے ہیں اور ان میں کس مدبر کی تدبیر کا اثر ہے۔

۴۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَعْرِ، عَنْ  
أَبِي أَيُّوبَ الْخَزَّازِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَمَّا يَرَوْنَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ  
عَلَى صُورَتِهِ، فَقَالَ: هِيَ صُورَةُ مُخْدَنَةِ مَخْلُوقَةٍ وَ أَصْطَفَاهَا اللَّهُ وَ اخْتَارَهَا عَلَى سَائِرِ  
الصُّوَرِ الْمُخْتَلِفَةِ، فَأَمَّا قَوْلُهَا إِلَى نَفْسِهِ، كَمَا أَصَافَ الْكَلِمَةَ إِلَى نَفْسِهِ وَالرُّوحَ إِلَى نَفْسِهِ، فَقَالَ:  
بَيْنِي، وَ نَفَخْتُ مِنْ رُوحِي.

۵۔ محمد بن مسلم سے مروی ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں۔ خدا نے آدم کو  
اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اس کا کیا مطلب ہے فرمایا: خدا نے آدم کو حادث مخلوق بنایا ہے اور ان کی صورت کو انتہا  
کیا ہے تمام مختلف صورتوں میں سے اور پھر اس کی نسبت اپنی طرف دی جیسے کہ کعبہ کو اپنی طرف نسبت دی اور  
فرمایا: میرا گھر۔ اسی طرح فرمایا۔ میں نے اس میں اپنی روح کو پھونکا۔



## باب بست و دوم (٢٢)

### جوامع التوحيد

#### باب جوامع التوحيد . )

١- محمد بن أبي عبد الله و محمد بن يحيى جميعاً رفعاه إلى أبي عبد الله عليه السلام أن أمير المؤمنين عليه السلام استنفض الناس في حرب معاوية في المرة الثانية، فلما خشد الناس قام خطيباً، فقال: الحمد لله الواحد الأحد الصمد المنفرد الذي لا من شيء كان ولا من شيء خلق ما كان فذرة بآن بها من الأشياء وبانت الأشياء منه، فليست له صفة مثال ولا حد يضرب له فيه الأمثال، كل دون صفاته تحير اللغات وصل هناك تصاريف الصفات وحار في ملكوته غيبات مذاهب التفكير وانقطع دون الرسوخ في علومه جوامع التفسير، خال دون غيبه المكنون حجب عن القيوب، ناهت في أدنى أذانيها طامحات العقول في طبقات الأمور.

فتبارك الله الذي لا يئلفه بعد الهم ولا يناله غور العطن وتعالى الذي ليس له وقت محدود ولا أجل معدود ولا نعت محدود، سبحانه الذي ليس له أول مبتدأ ولا غاية منتهى ولا آخر، يعني سبحانه هو كما وصف نفسه والواصفون لا يئلفون نعتة، وأحد الأشياء كلها عند خلقه، إبانة لها من شبهة وإبانة له من شبهها، لم يخل فيها فيقال: هو فيها كائن ولم ينشأ عنها فيقال: هو منها بائن ولم يخل منها فيقال له: أين، لكنه سبحانه أحاط بها علمه وأتقنها حسه وأحصاها حفظه، لم يمزج عنه خفيات غيوب الهواء ولا غوامض مكنون ظلم الدجى ولا مافي السماوات الملي إلى الأرض السفلى، لكل شيء منها حافظ ورويب وكل شيء منها يشي مجبب والمجيب بما أحاط منها.

الوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَا يُعْبَرُهُ صُرُوفُ الْأَرْحَامِ وَلَا يَنْكَادُهُ مُنْعُ شَيْءٍ كَانَ  
 إِنَّمَا قَالَ لِمَا شَاءَ : كُنْ فَكَانَ . ابْتَدَعَ مَا خَلَقَ بِالْإِمْثَالِ سَبَقَ وَلَا تَمَبَّ وَلَا تَمَبَّ وَ كُلُّ مُلْغٍ شَيْءٍ  
 فَمِنْ شَيْءٍ صَنَعَ وَ اللَّهُ لَا مِنْ شَيْءٍ صَنَعَ مَا خَلَقَ وَ كُلُّ غَالِمٍ فَمِنْ بَعْدِ جَهْلٍ تَعْلَمُ وَ اللَّهُ لَمْ يَجْهَلْ وَ  
 لَمْ يَتَعْلَمْ ، أَحَاطَ بِالْأَشْيَاءِ عِلْمًا قَبْلَ كَوْنِهَا ، فَلَمْ يَزِدْ يَكُونُهَا عِلْمًا : عِلْمُهُ بِهَا قَبْلَ أَنْ يَكُونَهَا  
 كَعِلْمِهِ بِقَدَرِ تَكُونِهَا ، لَمْ يَكُنْ نَهَا لِتَشْدِيدِ سُلْطَانٍ وَلَا خَوْفٍ مِنْ زَوَالٍ وَلَا تَقْصَانٍ وَلَا اسْتِغْنَانَةٍ  
 عَلَى ضِدِّ مُنَادٍ ، وَلَا يَدِ مُكَابِرٍ ، وَلَا شَرِيكِ مُكَابِرٍ ، لَكِنْ خَلَائِقُ مَرْبُوبُونَ وَ عِبَادُ دَاخِرُونَ .  
 فَسُبْحَانَ الَّذِي لَا يُؤَدُّهُ خَلْقٌ مَا ابْتَدَأَ وَلَا تَدْبِيرُ مَا بَرَأَ وَ لَا مِنْ عَجَزٍ وَ لَا مِنْ قُدْرَةٍ بِمَا خَلَقَ اكْتَفَى ،  
 عِلْمُ مَا خَلَقَ وَ خَلَقَ مَا عِلْمُ ، لَا بِالتَّفَكُّيرِ فِي عِلْمِ حَادِثِ أَصَابَ مَا خَلَقَ ، وَلَا شُبْهَةٍ دَخَلَ عَلَيْهِ فِيمَا لَمْ  
 يَخْلُقْ ، لَكِنْ قَنَاءٌ مُبَرَّمٌ وَ عِلْمٌ مُحْكَمٌ وَ أَمْرٌ مُقَرَّرٌ ، تَوَحَّدَ بِالرُّبُوبِيَّةِ وَ خَصَّ نَفْسَهُ بِالْوَحْدَانِيَّةِ  
 وَ اسْتَحْلَسَ بِالْمَحْدِ وَالشَّاءِ وَ تَقَرَّرَ بِالتَّوْحِيدِ وَ الْمَجْدِ وَالشَّاءِ وَ تَوَحَّدَ بِالتَّحْمِيدِ وَ تَعَجَّدَ  
 بِالتَّعْجِيدِ وَ غَلَا عَنِ اتِّخَاذِ الْأَنْبَاءِ وَ تَطَهَّرَ وَ تَقَدَّسَ عَنْ مُلَامَسَةِ النِّسَاءِ وَ عَزَّ وَ جَلَّ عَنْ مُحَاوَرَةِ  
 الشُّرَكَاءِ ، فَلَيْسَ لَهُ فِيمَا خَلَقَ ضِدٌّ وَلَا لَهُ فِيمَا مَلَكَ يَدٌ وَلَمْ يَشْرِكْهُ فِي مُلْكِهِ أَحَدٌ ، الْوَاحِدُ  
 الْأَحَدُ الصَّمَدُ الْمُبِيدُ لِلْأَبَدِ وَالْوَارِثُ لِلْأَمَدِ ، الَّذِي أَمْ يَزِلُّ وَلَا يَزَالُ وَ حَادِثٌ أَرْزَلِيًّا ، قَبْلَ بَنَاءِ  
 التَّهْوِيرِ وَ بَعْدَ صُرُوفِ الْأُمُورِ ، الَّذِي لَا يَبِيدُ وَلَا يَبْقَدُ ، بِذَلِكَ أَصِفُ رَبِّي قَالَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، مِنْ  
 عَظِيمٍ مَا أَعْظَمَهُ ، وَمِنْ جَلِيلٍ مَا أَجَلَّهُ ، وَمِنْ عَزِيزٍ مَا أَعَزَّهُ ، وَ تَعَالَى عَمَّا يَقُولُ الظَّالِمُونَ  
 عُلُوًّا كَبِيرًا .

وَهُذِهِ الْخُطْبَةُ مِنْ مَشْهُورَاتِ خُطْبِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّى لَقَدْ ابْتَدَلَهَا الْعَامَّةُ وَ هِيَ كَافِيَةٌ لِمَنْ طَلَبَ  
 عِلْمَ التَّوْحِيدِ إِذَا تَدَبَّرَهَا وَ فُهِمَ مَا فِيهَا ، فَلَوْ اجْتَمَعَ السِّنَةُ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ لَيْسَ فِيهَا لِسَانٌ نَبِيٌّ  
 عَلَى أَنْ يَبَيِّنُوا التَّوْحِيدَ بِمِثْلِ مَا أَتَى بِهِ بِأَبِي وَ أُمِّي - مَا قَدَّرُوا عَلَيْهِ وَلَوْ لَا إِبَانَتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
 مَا عِلِمَ النَّاسُ كَيْفَ يَسْلُكُونَ سَبِيلَ التَّوْحِيدِ ، الْأَتَرُونَ إِلَى قَوْلِهِ : وَلَا مِنْ شَيْءٍ كَانَ وَلَا مِنْ شَيْءٍ  
 خَلَقَ مَا كَانَ ، فَتَعْنَى يَقُولُهُ : وَلَا مِنْ شَيْءٍ كَانَ ، مَعْنَى الْحُدُوثِ وَ كَيْفَ أَوْقَعَ عَلَى مَا أَحْدَثَهُ صِفَةَ الْخَلْقِ



وَالْإِخْتِرَاعَ بِالأَصْلِ وَلَا مِثَالٍ، نَقِيًا لِقَوْلِ مَنْ لَمَالَ: إِنَّ الْأَشْيَاءَ كُلَّهَا مُعَدَّنَةٌ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَ  
إِبْطَالًا لِقَوْلِ الثَّوَيْتِ الَّذِينَ رَعَوْا أَنَّهُ لَا يُحْدِثُ شَيْئًا إِلَّا مِنْ أَصْلٍ وَلَا يُدْبِرُ إِلَّا بِإِحْتِدَاءٍ مِثَالٍ،  
فَدَفَعَ عَلَيْهِ قَوْلُهُ: «لَا مِنْ شَيْءٍ خَلَقَ مَا كَانَ، جَمِيعَ حُجَجِ الثَّوَيْتِ وَشُبُهِهِمْ، لِأَنَّ أَكْثَرَ مَا  
يَعْتَمِدُ الثَّوَيْتُ فِي حَدُوثِ الْعَالَمِ أَنْ يَقُولُوا لَا يَخْلُقُوا إِلَّا بِكَوْنِ الْخَالِقِ خَلَقَ الْأَشْيَاءَ مِنْ شَيْءٍ  
أَوْ مِنْ لَاشَيْءٍ فَقَوْلُهُمْ مِنْ شَيْءٍ خَطَأٌ وَقَوْلُهُمْ مِنْ لَاشَيْءٍ مُنَاقِضَةٌ وَإِحَالَةٌ، لِأَنَّ دُونََ تَوْجِبِ شَيْئًا وَ  
لَاشَيْءٍ، تَنْبِيهُ، فَأَخْرَجَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ هَذِهِ اللَّفْظَةُ عَلَى أَبْلَغِ الْأَلْفَاظِ وَأَصَحِّهَا فَقَالَ عَلَيْهِ: لَا مِنْ  
شَيْءٍ وَخَلَقَ مَا كَانَ، فَقَنَى «مِنْ» إِذْ كَانَتْ تَوْجِبُ شَيْئًا وَنَقَى الشَّيْءَ إِذْ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مَخْلُوقًا مُعَدَّنًا،  
لَا مِنْ أَصْلٍ أَحَدُهُ الْخَالِقُ، كَمَا قَالَتِ الثَّوَيْتُ: إِنَّهُ خَلَقَ مِنْ أَصْلٍ قَدِيمٍ فَلَا يَكُونُ تَدْبِيرُ إِلَّا  
بِإِحْتِدَاءٍ مِثَالٍ.

ثُمَّ قَوْلُهُ عَلَيْهِ: «لَيْسَتْ لَهُ صِفَةٌ تَمَالُ وَلَا حُدُودٌ تُضْرِبُ لَهُ فِيهِ الْأَمْثَالُ، كُلُّ دُونَ صِفَاتِهِ  
تَحْيِيرُ اللَّغَاتِ، فَقَنَى عَلَيْهِ أَقَاوِيلُ الْمَشَبِّهِينَ شَبْهُهُ بِالسَّيِّكَةِ وَالْبَتُّورَةِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنْ أَقَاوِيلِهِمْ  
مِنْ الطُّولِ وَالْإِسْوَادِ وَقَوْلُهُمْ مَتَى مَا لَمْ تَعْدِ الْقُلُوبُ مِنْهُ عَلَى كَيْفِيَّةٍ وَلَمْ تَرْجِعْ إِلَى إِثْبَاتِ حَقِيقَةٍ  
لَمْ تَعْقِلْ شَيْئًا فَلَمْ تَنْتِ صَابِغًا، فَتَمَسَّرَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ أَنَّهُ وَاحِدٌ بِلا كَيْفِيَّةٍ وَأَنَّ الْقُلُوبَ  
تَعْرِفُهُ بِالتَّصَوُّيرِ وَلَا إِحَاطَةً.

ثُمَّ قَوْلُهُ عَلَيْهِ: «الَّذِي لَا يَتَلَفُهُ بَعْدَ الْهَيْمِ وَلَا يَبَالُهُ غَوْصُ النِّطْنِ وَتَعَالَى الَّذِي لَيْسَ لَهُ وَقْتُ  
مَعْدُودٍ وَلَا أَجَلٌ مَمْدُودٌ وَلَا نَتْمٌ مَحْدُودٌ»، ثُمَّ قَوْلُهُ عَلَيْهِ: «لَمْ يَخْلُقْ فِي الْأَشْيَاءِ قِبْقَالَ: هُوَ  
فِيهَا كَائِنٌ وَلَمْ يَبَأْ عَنْهَا قِبْقَالَ: هُوَ مِنْهَا بَائِنٌ، فَقَنَى عَلَيْهِ بِهَاتَيْنِ الْكَلِمَتَيْنِ صِفَةَ الْأَعْرَاضِ وَالْأَجْسَامِ  
لِأَنَّ مِنْ صِفَةِ الْأَجْسَامِ التَّبَاعُدَ وَالْمُبَايَنَةَ وَمِنْ صِفَةِ الْأَعْرَاضِ الْكَوْنُ فِي الْأَجْسَامِ بِالْحُلُولِ عَلَى  
غَيْرِ مُعَاسَةٍ، وَمُبَايَنَةُ الْأَجْسَامِ عَلَى تَرَاخِي الْمَسَافَةِ.  
ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ: «لَكِنْ أَحَاطَ بِهَا عِلْمُهُ وَأَتَقَنَّا صُنْعُهُ» أَيْ هُوَ فِي الْأَشْيَاءِ بِالْإِحَاطَةِ وَالتَّدْبِيرِ  
وَعَلَى غَيْرِ مُعَاسَةٍ.

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے دوسری بار دوجنگ صفین (لوگوں کو معاویہ سے لڑنے کے لئے ابھارنا چاہا تو لوگوں کو جمع کر کے فرمایا۔ حمد ہے اس خدا کی جو واحد و یحانہ اور بے نیاز و تنہا ہے وہ نہ کسی چیز سے بنا ہے اور نہ کسی مادہ سے خلق ہوا ہے وہ قدرتِ محض ہے وہ اشیاء سے الگ ذات ہے اور اشیاء اس سے الگ ہیں اس کی صفت کا ادراک نہیں ہوتا نہ کوئی ایسی تعریف ہے کہ اس کی مثال بیان کی جائے۔ تمکک کر رہ گئی ہے اس کی صفات کے بیان میں اہل زبان کی طاقتِ سانی اور کم ہو گئے اللہ کے بارے میں ان صفات کے خصوصیات و اقسام جو لوگوں کے اذہان میں ہے اور حیران ہو کر رہ گئیں اس کی قدرت کے بارے میں خود فکر کی گہرائیاں (یعنی قدرتِ باری کے اقسام پر غور کرنے سے ایسے حیران و سرگرداں ہوئے کہ آخر گمراہ ہو کر منکر قدرت ہو گئے) اور اس کے علم کے بارے میں وہ تمام صفات عاجز و درماندہ ہو گئے جو بڑے وسیع المعنی تھے اور اس کے چھپے ہوئے اسرار تک غیب کے بہت سے پردے مائل ہیں یعنی اس کے دادائے قدرت کو ان فی عقول پائیں سکتیں اور اس کے لطیف و نازک احوال کے دریافت کرنے میں دور رس عقول حیران ہو کر رہ گئیں۔

پاک ہے وہ اللہ کہ ہتھوں کی دلدیاں اس تک نہیں پہنچ سکتیں اور عقل و شعور کی گہرائیاں اس کو پا نہیں سکتیں صاحبِ عظمت و بزرگی ہے وہ ذات جس کیلئے نہ شائبہ ہیں کئے والا وقت ہے اور نہ کوئی ایسی مدت، اس کی صفات بغیر انبیاء کے بتائے کوئی بنا نہیں سکتا وہ ایسا اول ہے کہ اس سے پہلے کچھ نہیں وہ ایسا آخر ہے کہ اس سے آخر کوئی نہیں وہ پاک ذات و ایسی ہی ہے جیسی اس نے اپنے نفس کی تعریف خود کی ہے ورنہ تعریف کرنے والے اس کی تعریف کو پا نہیں سکتے۔ تمام اشیاء کی حد اس تک ختم ہو جاتی ہے وہ ان سب سے جدا ہے اور ان میں حلول کئے ہوئے نہیں کہ کہا جائے کہ وہ ظلالِ شے کے اندر ہے اور نہ دودھ کے کہا جائے کہ وہ ان سے جدا ہے کوئی جگہ اس سے حالی نہیں کہ کہا جائے کہ وہ وہاں ہے بلکہ اس پاک ذات کا علم ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس کی صنعت کو مضبوط بنائے ہوئے ہے اور اس کا حفظ ان کا احاطہ کئے ہوئے ہے کہ ہوا کی باریک سے باریک پوشیدہ گیاں

اس پر پوشیدہ نہیں اور تاریک راتوں کی ہر شے اس پر ظاہر ہے آسمانوں کی بلندیوں سے لے کر زمین کی نیچائی تک وہ ہر شے کا حفظ و نگہبان ہے اس کا علم ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے وہ واحد و عدد و ممد ہے۔ زمانوں کی گردشیں اس میں کوئی تغیر پیدا نہیں کرتیں اور نہ کسی شے کی صنعت اُسے تنہا کرتی ہے وہ کسی شے کو خلق کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہے ہو جا پس ہو جاتی ہے اور اس نے بغیر کسی سابق مثال کے ہر شے کو ایجاد کیا اور نہ اسے کوئی تکیا محسوس ہوئی اور نہ رنج پہنچا۔ اس کے سوا



ہر صانع جو کچھ بناتا ہے وہ کسی صنعت کشین نظر نہ کر بناتا ہے اور ہر عالم جنات کے بعد عالم ہوتا ہے اور اللہ کبھی جہاں نہ تھا آمد نہ کبھی حصولِ علم کا محتاج ہوا اس کا علم ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے اشیاء کے پیدا ہونے سے پہلے وہ ان کا عالم ہے ان کے پیدا ہونے سے اس کے علم میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا اس کا علم قبل تکوین مکیا ہوا ہے جیسا کہ ان کی اشیاء کی تکوین کے بعد اس نے چیزوں کو پیدا نہیں کیا۔ اپنی سلطنت کو مضبوط بنانے کے لئے نہ خونِ زوال و نقصان سے اسے کسی حملہ آور دشمن کے مقابل مدد کی ضرورت نہیں اور نہ کسی ساتھی اور شریک کی۔ تمام مخلوق کا رب وہی ہے اور سب اس کے سامنے ذلیل و خوار ہیں۔

پاک و منزہ ہے وہ ذات جسے نہیں ٹھکتا۔ ابتدا کسی چیز کا پیدا کرنا اور نہ تدبیر کرنا اس مخلوق کی جس کو پیدا کیا ہے اور جو کچھ اس نے خلق کیا۔ نہ اس میں عجز کو دخل ہے نہستی کو جو اس نے پیدا کیا اس کا علم رکھتا ہے اور جو علم رکھتا ہے اس کو پیدا کیا علم حادث میں اسے فکر کی ضرورت نہیں جو پیدا کیا اس میں نہ فطری کا امکان ہے نہ مشبہ کی گنجائش جو کچھ اس کا حکم ہے امر لازم ہے علم حکم اللہ ارحم الراحمین ہے وہ اکیلا رب ہے اس نے اپنے نفس کو وراثت سے خالص کیا ہے اور عبادتِ ارادہ کو اپنے لئے رکھا ہے وہ یکتا و یگانہ ہے توحید و بزرگی و شان میں وہ واحد ہے حمد کرنے کے ساتھ بزرگ ہے اپنی عظمت کے ساتھ وہ بزرگ و برتر ہے کہ اس کے اولاد ہو اور پاک و پاکیزہ ہے اس سے کہ اس سے عزتوں کی مجاہدت ہو یا شریکار کی مصاحبت ہو۔ نہ کوئی اس کی نند ہے نہ کوئی اس کی مثل ہے اس کے ملک میں کوئی اس کا سا جی نہیں۔ وہ واحد و یگانہ ہے بنیاد ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یکتائی والا ہے ازل ہے نالوں کی ابتداء سے قبل ہے اور امور دنیا کی گردش کے بعد ہے وہ نہ ہلاک ہونے والا ہے نہ ختم ہونے والا اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی شان سب سے عظیم ہے وہ بڑا جلیل الشان ہے اور سب سے زیادہ عزیز ہے ظالم لوگ جو کچھ اس کے متعلق کہتے ہیں وہ اس سے پاک و پاکیزہ ہے۔

یہ جناب امیر علیہ السلام کے خطبوں میں سے ایک خطبہ ہے یہاں تک کہ دشمنوں نے اسے حقارت کی نظر سے دیکھا ہے حالانکہ وہ کافی ہے اس شخص کے لئے جو علم توحید کا طالب ہو بشرطیکہ اس میں غور و فکر کرے اور اس کے معانی مطالبہ کیجے۔ اگر نبی کو چھوڑ کر دنیا کے تمام جن و انس جمع ہو کر سائل توحید بیان کریں تو ایسا واضح اور مکمل بیان کرنے پر ہرگز قادر نہ ہوں گے اگر امیر المؤمنین علیہ السلام ان مسائل کو بیان نہ فرماتے تو لوگ جانتے ہی نہیں کہ توحید کا راستہ کیا ہے تم نے حضرت کے اس قول پر غور نہیں کیا کہ وہ کسی چیز سے پیدا نہیں ہوا اور نہ اس کو پیدا کرنے کے لئے کسی نہ

پہلے سے ہونے کی ضرورت تھی اس قول سے ثابت ہوا کہ ذات باری تعالیٰ حادث نہیں بلکہ قدیم ہے اور اس کے سوا جنسی مخلوق ہے وہ سب حادث ہے خدا کی تمام ایجادات بغیر کسی نمونہ کو سامنے رکھے ہوئے ہے امیر المومنین کے اس قول سے نفی ہوئی اس عقیدہ کی کہ شبلیہ عالم میں ایک چیز نے دوسری کو پیدا کیا ہے اور ابطال ہے دو خدا ہونے کے عقیدہ کا جنہوں نے یہ گمان کیا ہے کہ کوئی چیز نہیں پیدا ہوتی مگر کسی اہل سے اور نہیں تدبیر کی جاتی اس میں مگر جب کہ اس کے مقابل کوئی مثال ہو۔ پس حضرت کے اس ارشاد نے لامن شو خلق ما کان ثنویہ (دو خدا ملنے والوں کی تمام دلیلوں کو باطل کر دیا کیوں کہ حادث عالم میں اکثر ثنویہ فرقہ والے اس عقیدہ کے ہیں کہ خالق کے لئے ضروری ہے خلق اشیا کسی شے سے کہے دینی مادہ اس کی ذات کے ساتھ ہونا چاہیئے یا کسی ایسی چیز سے جلا شے ہے۔ پس ان کا من شے کسی چیز سے پیدا کرنا کہنا غلطی ہے اور من لاشے کہنا۔ دوسرے عقیدے کی ضد اور محال ہے کیونکہ من شے تو جود خلق کسی شے سے واجب ہوگا اور من لاشے سے نفی لازم آئے گی امیر المومنین علیہ السلام نے نہایت بلیغ الفاظ میں اس عقیدہ کا ابطال کیا با ایں طور کہ فرمایا۔ لامن شے خلق ما کان، پس اس سے نفی ہوئی ثنویہ کے اس عقیدہ کی کہ خدا نے ہر شے کو ایک مادہ سے پیدا کیا ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قدیم و قائم ہے۔ پھر حضرت امیر المومنین نے فرمایا اس کے لئے کہ کی صفت ایسی نہیں کہ عقول پائیں اور نہ کوئی ایسی حد ہے کہ اس کی مثال دی جائے۔ اس کی صفات کے معاملے میں لوگوں کی ذہانیں قاصر ہیں حضرت نے نفی کی ہے مشبہ کے اقوال کی۔ جبکہ انہوں نے تشبیہ دی ہے خدا کو پگھلی ہوئی چاندی اور بلور وغیرہ سے اور رد کیا ان کی باتوں کو خدا کے طول و عرض کے تعلق اور تردید کی ان کے اس قول کی کہ جب تک مطلوب انسانی کی وابستگی خدا کی کیفیت اور اثبات ہدیت سے نہ ہوگی وجود و صانع ثابت نہ ہوگا۔ امیر المومنین نے بیان فرمایا کہ وہ واحد ہے بغیر کسی کیفیت کے اور مطلوب اس کو بغیر کسی صورت اور حد کے پہچانتے ہیں۔

پھر امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ وہ ہے کہ بلند سے بلند بہتیں اس تک نہیں پہنچ سکتیں اور نہ عقل و فہم کی گہرائی اس کو پاسکتی ہیں اس کے لئے شمار کیا ہوا کوئی وقت ہے اور نہ کوئی مفت معین ہے یعنی اس کی ذات کے ساتھ کوئی مفت محدود صورت میں نہیں ہے پھر فرمایا۔ وہ اشیا میں حلول کئے ہوئے نہیں۔ اس لئے اس کے لئے یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ فلاں شے کے اندر ہے اور نہ وہ اشیا سے دور ہے پس اس کے لئے یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ فلاں شے سے جدا ہے امیر المومنین نے ان دو کلموں سے اس سے اعراض و اجسام کی نفی کر دی۔ کیونکہ اجسام کی صفت ایک دوسرے سے دد



ہونا اور الگ رہنا ہے اور اعراض کی صفت ہے کہ اجسام کے اندر حلول کئے ہوئے ہوں اور اجسام سے الگ نہ ہوں  
پھر حضرت نے فرمایا کہ اس کا حکم تمام چیزوں کو گیرے ہوئے ہے اور اس کی صنعت نے ہر شے کو مضبوط کیا ہے  
اشیاء میں اعاطہ قدیر سے پایا جاتا ہے نہ کہ ان سے متصل ہو کر۔

۲۔ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي حَسَّادٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ

ابن أبي حمزة، عن إبراهيم، عن أبي عبد الله عليه السلام قَالَ: إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالَى ذِكْرُهُ وَجَلَّ  
مَنَاقِبُهُ؛ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى وَتَقَرَّدَ وَتَوَحَّدَ وَلَمْ يَزَلْ وَلَا يَزَالُ وَهُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ  
وَالْبَاطِنُ فَلَا أَوَّلَ وَلَا آخِرَ لَهُ، رَفِيعًا فِي أَعْلَى عُلُوقٍ؛ شَامِعٌ الْأَرْكَانَ، رَفِيعُ الْبَنَانِ؛ عَظِيمُ  
السُّلْطَانِ، مُبِينُ الْآلَاءِ، سَيِّدُ الْعَالَمِيَّاتِ الَّذِي عَجَزَ الْوَاصِفُونَ عَنْ كُنْهِ صِفَتِهِ لَا يُطْبِقُونَ حَمْلَ مَعْرِفَةِ  
إِلَهِيَّتِهِ وَلَا يَحُدُّونَ حُدُودَهُ؛ لَا إِلَهَ إِلَّا الْكَفَيْفَةُ لَا يَنْتَاهِي إِلَيْهِ

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ اللہ تعالیٰ کا نام مبارک ہے اس کا ذکر بلند ہے اور اس کی ثناء  
بزرگ ہے وہ لائق تسبیح و تقدیس ہے واحد یک کی ہے ہمیشہ سب سے ہمیشہ رہیگا وہ اول ہے وہ آخر ہے وہ  
ظاہر ہے وہ باطن ہے وہ اول ہے مگر اس کی اولیت کا ابتداء نہیں وہ اپنے مرتبہ میں سب سے بلند ہے بلند ارکان او  
بلند دنیا و اور عظیم قوت والا نعمتوں کا امام کرنے والا تعریف کرنے والے اس کی صفت کی حقیقت بیان کرنے میں  
عاجز ہیں اور اس کی الہیت کی معرفت کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے اس کے اختیار کو محدود نہیں کر سکتے کیونکہ  
کیفیت (تغیر و تبدل) کا اس سے تعلق نہیں۔

۳۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ مُدَيْنٍ الْمُخْتَلِ، وَتَمِيمِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ  
الْعَلَوِيِّ جَمِيعًا، عَنِ الْقَنْصِ بْنِ يَزِيدَ الْجُرْجَانِيِّ قَالَ: صَمِنِي وَآبَا الْحَسَنِ عليه السلام الطَّرِيقُ فِي مُصَرِّفِي  
بَيْنَ مَكَّةَ إِلَى خُرَاسَانَ وَهُوَ سَائِرُ إِلَى الْعِرَاقِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَنْ اتَّقَى اللَّهَ يَسْقَى، وَمَنْ أَطَاعَ  
اللَّهَ يُطَاعَ، فَتَلَطَّفْتُ فِي الْوُجُودِ إِلَيْهِ، فَوَسَّلْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ: يَا قَنْصُ  
مَنْ أَرْضَى الْخَالِقَ لَمْ يَبَالِ بِسَخَطِ الْمَخْلُوقِ وَمَنْ أَسَخَطَ الْخَالِقَ فَقَعِيَ أَنْ يُسَلِّطَ اللَّهُ عَلَيْهِ سَخَطَ

الْمَخْلُوقِ وَإِنَّ الْخَالِقَ لَا يُوصَفُ إِلَّا بِمَا وَصَفَ بِهِ نَفْسَهُ وَأَنْشَى يُوَصِّفُ الَّذِي تَعْبُرُ الْحَوَاسُّ أَنْ  
تَذْكُرَهُ وَالْأَوْهَامُ أَنْ تَنَالَهُ وَالْأَخْطَرَاتُ أَنْ تَحْدُثَ. وَالْأَبْصَارُ عَنِ الْإِحْاطَةِ بِهِ. جَلَّ عَمَّا وَصَفَهُ  
الْوَاضِعُونَ وَتَعَالَى عَمَّا يَنْفَعُهُ النَّاعِتُونَ. نَأَى فِي قُرْبِهِ وَقَرَّبَ فِي نَأْيِهِ فَمَوْ فِي نَأْيِهِ قَرِيبٌ  
وَفِي قُرْبِهِ بَعِيدٌ. كَيْفَ الْكَيْفَ فَلَا يُنَالُ. كَيْفَ؟ وَائِنَّ الْأَيْنَ فَلَا يُنَالُ: أَيْنَ؟ إِذْ هُوَ مُتَقَطِّعُ  
الْكَيْفِ وَفَيْتَةِ وَالْأَيْنِ وَفَيْتَةِ.

۳۔ فرخ بن ریح جو جانی سے منقول ہے کہ جب میں مکہ سے خراسان واپس ہوا تھا تو امام رضا علیہ السلام  
سے راہ میں ملاقات ہوئی میں نے حضرت سے سنا جو اللہ سے دُعا ہے لوگ اس سے ڈرتے ہیں اور جو اللہ کی اطاعت  
کرتا ہے لوگ اس کی اطاعت کرتے ہیں میں نے چونکہ پورا مطلب نہیں سمجھا تھا لہذا دوسرے وقت حضرت کی خدمت  
میں حاضر ہوا اور سلام کیا۔ آپ نے جواب دے کر فرمایا: اے نفع ابو خدا کو راضی رکھنا ہے وہ مخلوق کی ناراضگی کی پرواہ  
نہیں کرتا اور میں نے خالق کو ناراض کیا تو خدا ناراض مخلوق کو اس پر مسلط کرتا ہے خالق کی تعریف ویسی ہی کرنی چاہیے  
جیسی خود اس نے اپنی تعریف کی ہے کہاں تعریف ہو سکتی ہے اس ذات کی جس کے اور اک سے خواہ اس عاجز ہیں اور اوہما  
اس کو پا نہیں سکتے خطرات قلبی اس کی حد بندی کریں سکتے بنیادیں ملکو دیکھنے سے قاصر ہیں تعریف کرنے والے  
جتنی اس کی تعریف کرتے ہیں اس کی شان اس سے کہیں بلند و برتر ہے وہ بار خود قریب ہونے کے دور ہے اور باوجود  
دور ہونے کے قریب ہے اور قریب اور دُور ہونے کے وہ کیفیوں کا پیدا کرنے والا ہے پس کسی کیفیت سے اس کا کیا  
فعل؟ وہ جگہ کا پیدا کرنے والا ہے پس وہ کسی جگہ میں کیوں ہوا اس کے لئے نہ کیفیت ہے نہ مکانیت۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ رَفَعَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: بَيْنَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَخْطُبُ عَلَى مَنبَرِ  
الْكُوفَةِ إِذْ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: دُعِلْبَ ذُو لِسَانٍ بَلِغٌ فِي الْخُطْبِ شُجَاعُ الْقَلْبِ. فَقَالَ:  
يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَلْ زَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ: وَيَلَكَ يَا دُعِلْبَ! مَا كُنْتُ أَعْبُدُ رَبًّا لَمْ أَرَهُ. فَقَالَ:  
يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! كَيْفَ رَأَيْتَهُ؟ قَالَ: وَيَلَكَ يَا دُعِلْبَ! لَمْ تَرَهُ الْعَمُيُونَ بِمُشَاهَدَةِ الْأَبْصَارِ وَلَكِنْ رَأَيْتُهُ الْقُلُوبُ  
بِحَفَاقِ الْإِيمَانِ. يَلَكَ يَا دُعِلْبَ! إِنَّ رَبِّي لَطِيفُ اللَّطَافَةِ لَا يُوصَفُ بِاللَّطِيفِ عَظِيمُ الْعَظَمَةِ لَا يُوصَفُ بِالْعَظِيمِ



کَبِيرُ الْكِبَرِ يَأْتِيهِ صَبْرٌ بِالْكِبَرِ، حَبِيلُ الْجَلَالَةِ لَا يُوصَفُ بِالْعِلَاطِ، قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ لَا يُقَالُ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَبَعْدَ  
 كُلِّ شَيْءٍ لَا يُقَالُ لَهُ بَعْدٌ، شَاءَ الْأَشْيَاءُ لَا يَمُوتُ، وَرَأَى الْأَشْيَاءَ فِي الْأَشْيَاءِ كُلِّهَا غَيْرَ مُتَمَارِجٍ بِهَا وَلَا  
 بَائِنٍ مِنْهَا، ظَاهِرٌ لَا يَتَوَادَّلُ الْمُبَاشَرَةَ، مُتَجَلٍّ لَا يَسْتَهْلِكُ رُؤْيَاهُ، نَارٌ لَا يَسْفَاقُ، قَرِيبٌ لَا يَمُدُّ نَافَاةً،  
 لَطِيفٌ لَا يَنْجَسُ، مَوْجُودٌ لَا يَبْعَدُ عَنَّمْ، فَاعِلٌ لَا يَصْطَرِّحُ، مُقَدَّرٌ لَا يَحْرُكُهُ، مُرِيدٌ لَا يَهْمَاهُ، سَمِيعٌ  
 لَا يَأْتِيهِ بِصِيرٌ لَا يَأْدَاةً، لَا تَحْوِيهِ الْأَمَّاكِينُ وَلَا تَضْمِنُهُ الْأَوْقَاتُ وَلَا تَحْتَدُّهُ الصِّفَاتُ وَلَا تَأْخُذُهُ الصِّنَاتُ سَبَقَ  
 الْأَوْقَاتُ كَوْنُهُ وَالْعَدَمُ وَجُودُهُ وَالْإِبْدَاءُ أَرْثُهُ، يَشْعِيرُهُ الْمَشَاعِرُ عُرْفُ أَنْ لَا مَشْعَرُ لَهُ وَبِنَجْوِيهِ  
 الْجَوَاهِرُ عُرْفُ أَنْ لَا جَوْهَرُ لَهُ وَبِمُخَادَتِهِ بَيْنَ الْأَشْيَاءِ عُرْفُ أَنْ لَا صِدْقَ لَهُ، وَبِمُقَادَرَتِهِ بَيْنَ الْأَشْيَاءِ  
 عُرْفُ أَنْ لَا قَرِينَ لَهُ، سَادَّ النُّورَ بِالظُّلْمَةِ وَالْيَمْسَ بِاللَّيْلِ وَالْخَيْشَ بِالْيَدِ وَالْعَبْرَ بِالْحَرُورِ، مُؤَلِّفٌ  
 بَيْنَ مُتَعَادِيَاتِهَا وَمُفَرِّقٌ بَيْنَ مُتَدَانِيَاتِهَا، دَالَّةٌ يَتَفَرِّقُهَا عَلَى مُفَرِّقِهَا وَبِتَأْلِيفِهَا عَلَى مُؤَلِّفِهَا وَذَلِكَ  
 قَوْلُهُ تَعَالَى: وَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ، فَفَرَّقَ بَيْنَ قَبْلٍ وَ بَعْدٍ لِيُعْلَمَ أَنَّ  
 لِقَبْلَ لَهُ وَلَا بَعْدَ شَاهِدَةً بِفَرَاغِهَا أَنَّ لَأَعْرِيزَةَ لِمَعْرِزِهَا، مُحَجَّرَةً بِتَوْقِينِهَا أَنْ لَا وَتَ لِمَوْقِينِهَا، حَبَبَ  
 بَعْضُهَا عَنْ بَعْضٍ لِيُعْلَمَ أَنَّ لَأَحْجَابَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ خَلْقِهِ، كَانَ رَبًّا إِذْ لَا رُبُوبَ وَإِلَها إِذْ لَا مَالُوهُ وَعَالِمًا  
 إِذْ لَا مَعْلُومَ وَ سَمِيعًا إِذْ لَا مَسْمُوعَ.

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک روز امیر المومنین علیہ السلام منبر کو نہ پر خطب بیان  
 فرما رہے تھے کہ دُعلب نامے جو ایک مرد بیخ اور دلیر تھا کھڑے ہو کر کہنے لگا: اے امیر المومنین کیا آپ نے اپنے رب کو  
 دیکھ لیا ہے۔ فرمایا دے ہو تجھ پر میں بن دیکھے کی عبادت کیسے کرتا اس نے پوچھا پھر آپ نے اس کو کیا دیکھا فرمایا۔ اے  
 دُعلب اس کو ان آکھول سے نہیں دیکھا جاتا۔ بلکہ اس کو دُعلب نے خدائے ایمان کے ساتھ دیکھ لیا ہے دے ہو تجھ پر  
 اے دُعلب میرا رب بڑا لطیف ہے لیکن ایسی لطافت نہیں کہ بیان میں آسکے اور بڑی عظمت والا ہے لیکن ایسی عظمت  
 نہیں جس کا وصف بیان ہو سکے وہ صاحب کبر و کبریا ہے لیکن نہ ایسا کہ اس کا کبر بیان میں آسکے وہ ہر شے سے  
 پہلے ہے اور ہر شے کے بعد ہے لیکن یہ نہیں کہا جاتا کہ کوئی شے اس کے بعد ہے اس نے اشیاء کو خلق کیا لیکن پانے والے  
 ہمت سے نہیں نہ مکرو فریب کو اس کی مشیت میں راہ ہے وہ ہر شے میں ہے لیکن کسی چیز سے ملا ہوا نہیں اور نہ جدا

ہے ظاہر ہے لیکن اس طرح نہیں۔ جیسے اجسام ظاہر ہوتے ہیں وہ پوش ہے لیکن یہ پوشی اس طرح نہیں دیکھی جاتی جس طرح چاند ہلال، کو ابرو پر ہاتھ رکھ کر دیکھتے ہیں وہ دور ہے مگر نیما ظہانت قریب ہے لیکن نہ بلحاظ جگہ لطیف ہے نہ بلحاظ جسم موجود ہے لیکن عدم کے بعد نہیں۔ فاعل ہے لیکن اضطرابی صورت سے نہیں اور نہ ارادہ کی حرکت سے بننے والا ہے لیکن آگ سے نہیں دیکھنے والا ہے لیکن کسی عضو سے نہیں، بلکہ اس کو گھیرتی نہیں، اوقات کے تعین کا اس سے تعلق نہیں، اس کی صفات کی حد نہیں نیند اور بیدارگی اس سے تعلق نہیں، اس کا وجود اوقات سے قبل ہے اور عدم سے اس کے وجود کا تعلق نہیں، وہ انہی مشاعر یعنی حواس (چشم و گوش) اس کے خلق کرنے سے پہلے گئے اور یہ جانا گیا کہ ان حواس کا اس سے تعلق نہیں اور جو اہر (غنا وغیرہ) اس کے پیدا کرنے سے ظاہر ہوئے وہ خود کوئی جوہر نہیں اور اشیاء کے درمیان تضاد نے بتایا کہ وہ کسی چیز کے قرین نہیں، جیسے نور کی ضد ظلمت منتشک کثر، اور سنت کی زنا سرور کی گرم۔ وہ ضد تو تلوں کو ایک دوسرے سے ملانے والا ہے اور ملنے ہوئی کو جدا کرنے والا ہے اور ان کا الگ ہونا اس کی دلیل ہے کہ کوئی ان کا جدا کرنے والا ہے اور ان کا ملنا اس کی دلیل ہے کہ کوئی ان کا ملانے والا ہے فرماتا ہے اور ہر شے سے ہم نے جوڑا پیدا کیا تاکہ تم یاد کرو اس سے قبل اور بعد میں تفریق کی تاکہ لوگ جان لیں کہ نہ اس کے لئے قبل ہے نہ بعد اور متضاد چیزوں کو ملا کر ایک مزاج شخصی بنانا اس کی دلیل ہے کہ کوئی بنانے والا ہے اور اوقات معینہ کا ہونا دلیل ہے اس کی کہ وقت اور زمانہ کا پیدا کرنے والا کوئی ہے اور بعض چیز کا حجاب بننا بعض کے لئے اس کی دلیل ہے کہ خدا اور مخلوق کے درمیان کوئی حجاب نہیں اور وہ رب تھا اس وقت بھی جب کوئی مرلوب نہ تھا اور مسمود تھا اس وقت بھی جب کوئی عبادت کرنے والا نہ تھا اور عالم تھا اس وقت بھی جب کوئی معلوم نہ تھا اور سننے والا تھا اس وقت بھی جب کوئی مسموم نہ تھا۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ شَرِيفِ الصَّرَفِيِّ وَأُمِّهِ تَعْمُرَ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَبْعٍ بْنِ عَمِيرَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ قُنَيْبَةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَبَعْضُ شَلْفَانٍ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَا فَقَالَ: عَجَبًا لَا نَوَامٍ يَدْعُونَ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا لَمْ يَنْكَلَمْ بِهِ نَطٌّ، خَطَبَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّاسَ بِالْكُوفَةِ وَنَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمُسْلِمِ عِبَادَهُ حَمْدَهُ وَفَاطِمَةُ هِمَّ عَلَى مَعْرِفَةِ بَوَيْتِهِ الدَّالِّ عَلَى وُجُودِهِ وَخَلْقِهِ وَبِحُدُوثِ خَلْقِهِ عَلَى أَرْلِهِ وَبِإِشْبَاهِهِمْ عَلَى أَنْ لَا شَيْءَ لَهُ، الْمُسْتَشْهِدِ



بِآيَاتِهِ عَلَى قُدْرَتِهِ، الْمُمَيَّنَةِ مِنَ النَّسَبِ دَائِمَةً وَمِنَ الْأَبْصَارِ رُؤْيَاهُ وَمِنَ الْأَوْهَامِ الْإِحَاطَةَ بِهِ؛  
لَا أَمَدَ لِكُونِهِ وَلَا غَايَةَ لِبَقَائِهِ، لَا تَنُفِلُهُ الْمَشَاعِرُ وَلَا تُنَحِّجُهُ الْحُجُبُ وَالْحِجَابُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ خَلْقِهِ خَلْقَهُ  
إِسْمَاهُمْ لِمُنَاصَعِهِ مَشَائِكُنْ فِي ذَوَاتِهِمْ وَلَا مَكُنْ مَشَائِكُنْ مِنْهُ وَلَا فِرَاقِي الْمُنَاصِعِ مِنَ الْمَصْنُوعِ وَالْحَادِ  
مِنَ الْمُحْدُودِ وَالرَّيِّبِ مِنَ الْمَرْبُوبِ، الْوَاحِدُ بِالْأَتَاوِيلِ عَدِيٍّ وَالْخَالِقُ لِمَعْنَى حَرَكَةِ وَالْبَصِيرُ  
لِلْأَبَادَةِ وَالشَّيْبُ لِمُتَغَرِّبِي آلِهِ وَالشَّاهِدُ لِمُتَنَاسَةِ وَالْبَاطِنُ لِبَاجِثَانِ وَالظَّاهِرُ لِلْبَاطِنِ لِأَنْوَاعِ احْسِي  
مَسَافَةِ أَرْلَهُ نَسْبَةً لِمَجَاوِلِ الْأَفْكَارِ وَدَوَامَهُ دَدْعَ لِمُطَوِّحَاتِ الْعُقُولِ أَقْدَحَسَرَ كُنْهَهُ نَوَافِدَ الْأَبْصَارِ وَ  
قَمَعَ وُجُودَهُ جَوَائِلِ الْأَوْهَامِ، فَمَنْ وَصَفَ اللَّهَ فَقَدْ حَدَّهُ وَمَنْ حَدَّهُ فَقَدْ عَدَّهُ وَمَنْ عَدَّهُ  
فَقَدْ أَبْطَلَ أَرْلَهُ وَمَنْ قَالَ أَيْنَ فَقَدْ غَشَاهُ وَمَنْ قَالَ عَلَامَ فَقَدْ أَخْلَا مِنْهُ وَمَنْ قَالَ فِيمَ  
فَقَدْ ضَمَّنَهُ

۵۔ اسماعیل بن قتیبہ سے مروی ہے کہ میں اور عیسیٰ بن شافعیان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت  
میں حاضر ہوئے۔ آپ نے کلام کی ابتداء یوں فرمائی کہ تعجب ہے ان لوگوں پر جو امیر المؤمنین کے متعلق ایسے کلام کو منسوب  
کرتے ہیں جو حضرت نے کبھی بیان ہی نہیں فرمایا۔ آپ نے کہ فرمیں لوگوں کے سامنے بیان فرمایا کہ حمد ہے اس خدا کے لئے  
جس نے اپنے بندوں کے دلوں میں اپنی حمد کا الہام کیا اور اپنی ربوبیت کی معرفت پر ان کو پیدا کیا۔ اس کی مخلوق اس  
کے وجود کی دلیل ہے اور اس کی مخلوق کا حادث ہونا اس کے ازل ہونے کا ثبوت اور مخلوق کا باہم مشابہ ہونا اس کی دلیل  
ہے کہ اس کی ذات کے لئے مشابہت نہیں۔ اس کی آیات اس کی قدرت کی گواہ ہیں۔ صفات سے اس کی ذات کا تہ چلانا ممنوع  
ہے آنکھوں سے اس کی رویت ممکن نہیں اور اداہام اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ اس کے ہونے کی مدت نہیں۔ اس کی بقا  
کی کوئی حد نہیں، حواس اس کو پا نہیں سکتے، حجاب اس کو روک نہیں سکتے اور حجاب اس کے اور اس کی مخلوق کے درمیان  
مخلوق کا حادث ہونا بتلاتے ہیں کیونکہ جن چیزوں کا امکان مخلوق میں ہے خالق کی طرف ان کی نسبت منسب ہے اور صانع و مصنوع  
اور محدود کرنے والے اور رب اور ربوب میں فرق ہے وہ واحد ہے لیکن عدد جیسا واحد نہیں، وہ خالق ہے لیکن کسی  
حرکت کے ساتھ نہیں۔ وہ دیکھنے والا ہے لیکن کسی آلہ و عضو سے نہیں۔ وہ سننے والا ہے مگر کسی آلہ کے ذریعہ سے نہیں  
وہ حاضر ہے لیکن چیز سے مس ہونے والا نہیں۔

وہ باطن ہے لیکن کسی چیز کے اندر چھپا نہیں، الظاہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ جدا ہے لیکن بالواسطہ نہیں اس کا ازل ہونا انکار کی جولانگاہ سے دور ہے اور اس کا دوام عقول انسان کی دسترس سے باہر ہے ودرس بینائیاں اس کی کہنذات تک پہنچنے سے عاجز ہیں اور نیز پرواز اوہام کو اس کے وجود نے ہیکار بنا دیا ہے پس جس نے اوصاف مخلوق سے خالق کو موصوف کیا اس نے خدا کے لئے حد مقرر کر دی (کیونکہ مخلوق خدا کی ہر صفت کے لئے ایک حد ہے) اور جس نے اس کے لئے حد بندی کی۔ اس نے اسے شمار میں لے لیا یعنی ایک خدا دوسرے مقام تیسرے جہات چوتھے وقت وغیرہ اور جس نے اسے شمار کیا اس کی اقلیت کو باطل قرار دیا جس نے کہا کہ وہ کہاں ہے تو اس نے گمراہی اختیار کی اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کی زحمت کو اس سے متعلق کیا اور جس نے کہا کہ کس طرح پر ہے اس نے ایک جگہ کو اس سے ظاہر اور جس نے کہا کس چیز میں ہے اس نے اس کو کسی چیز کے بیچ میں لے لیا۔

۶۔۔ ورواہ محمد بن الحسن، عن صالح بن حمزہ، عن فتح بن عبد اللہ مولیٰ بنی ہاشم قال: کتبت إلی أبي إبراهيم عليه السلام أسأله عن شيء من التوحید، فکتب إلیّ بخطه: انحمد لله الملمہ عباده حمدہ۔ و ذکر مثل ما رواہ سهل بن زیاد إلی قوله: و قمع وجوده جوائل الأوهام۔ ثم زاد فیہ: أوّل الدیانة به معرفته و کمال معرفته توحیده و کمال توحیده نفی الصفات عنه، بشهادة کل صفة أنّها غیر الموصوف وشهادة الموصوف أنّها غیر الصفة وشهادتهما جميعاً بالتثنية الممتنع منه الأزل: فمن وصف الله فقد حده، ومن حده فقد عدّه، ومن عدّه فقد أبطل أزلّه ومن قال: کیف؟ فقد استوصفه ومن قال: فیم؟ فقد ضمّنه، ومن قال علی؟ فقد جهله، ومن قال: أين؟ فقد أخلا منه، ومن قال ما هو؟ فقد نعته ومن قال: إلیّ؟ فقد غایاه، عالم إذ لا معلوم وخالق إذ لا مخلوق وربّ إذ لا مربوب وکذلک یوصف ربنا وفوق ما یصفه الواصفون۔

۷۔۔ اور اسی کتاب میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے توحید کے بارے میں سوال کیا حضرت نے اپنے قلم سے جواب لکھا۔ سزاوارحمد ہے وہ ذات جس نے اپنے بندوں کو اپنی حمد کا اہام فرمایا۔ پھر فرمایا اس کے وجود نے عقول اور اوہام کی جولانیوں کو ہیکار بنا دیا ہے پھر فرمایا دین میں سب سے پہلی چیز خدا کی معرفت ہے اور اس کی معرفت کا کمال اس کی توحید ہے اور کمال توحید صفات مخلوق کی اس سے نفی ہے ہر صفت اس پر گواہ ہے کہ وہ موصوف سے علیحدہ ہے اور یہ



دونوں اس پر گواہ ہیں کہ انہی نہیں جس نے کیفیات سے خدا کی تعریف کی۔ اس نے خدا کے لئے حد بندی کر دی اور جس نے اسے محدود کیا اس نے گویا اسے گن لیا اور جس نے شمار کیا اس نے اذلی ہونے کو باطل قرار دیا۔ جس نے اس کے متعلق کوئی کلمہ بے سوال کیا اس نے مخلوق کے اوصاف اسے موصوفت کیا جس نے کہا کس چیز میں ہے اس نے اس کو بیچ میں لے لیا اور جس نے کہا کس چیز پر ہے وہ اس سے جا ہل رہا اور جس نے کہا وہ کہاں ہے اس نے ایک جگہ کو اس سے غالی قرار دیا جس نے کہا وہ کیسا ہے اس نے اس کی تعریف کرنی چاہی اور جس نے کہا کہاں تک ہے اس نے حد قائم کی وہ عالم تھا جبکہ کوئی معلوم نہ تھا وہ فائق تھا جبکہ کوئی مخلوق نہ تھی اور وہ اس وقت بھی رب تھا جب کوئی مخلوق نہ تھا اس طرح ہمارے رب کا وصف بیان ہوتا ہے اس کی ذات وصف بیان کرنا لوگوں کے وصف سے بالاتر ہے۔

۷- عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ النَّضْرِ وَغَيْرِهِمْ عَنْ ذَكَرَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ نَابِثٍ عَنْ زُجَلٍ سَمَاءَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ السَّيِّدِيِّ عَنْ الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ قَالَ خَلَبَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خُطْبَةً بِمَدَائِنِ الْمَعْشَرِ فَمَعِجَبَ النَّاسُ مِنْ حُسْنِ صَفِيهِ وَمَا ذَكَرَهُ مِنْ تَعْظِيمِ اللَّهِ حَلَّ جَلَالَهُ قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: قُلْتُ لِلْحَارِثِ: أَوْ مَا حَفِظْتَهَا قَالَ: قَدْ كَتَبْتُهَا فَأَمْلَاهَا عَلَيَّ امْنِ كِتَابِيهِ: التَّمَكُّنُ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَلَا يَمُوتُ حَاجَتُهُ لِأَنَّهُ كُلُّ يَوْمٍ فِي شَأْنٍ مِنْ أَحْدَانِ يَدْبِعُ لَمْ يَكُنْ ، الَّذِي لَمْ يَلِدْ فَيَكُونُ فِي الْوَمْرِ مُشَارِكًا وَلَمْ يُولَدْ فَيَكُونْ مَوْرُوثًا هَٰذَاكَ ، وَلَمْ تَقَعْ عَلَيْهِ الْأَوْهَانُ فَنَقْدَرَهُ شَيْعًا مَا يَلَا ، وَلَمْ تُدْرِكْهُ الْأَبْصَارُ فَيَكُونْ بَعْدَ انْتِقَالِهَا حَاضِرًا ، الَّذِي لَيْسَتْ فِيهِ أَوَّلٌ وَلَا نَهَآيَةٌ وَلَا آخِرٌ بَيْنَهُ حَدٌّ وَلَا غَايَةٌ ، الَّذِي لَمْ يَسْفُتْ وَقْتُ ، وَلَمْ يَتَقَدَّمْ زَمَانٌ ، وَلَا يَتَعَاوَرُهُ زِيَادَةٌ وَلَا تَقْصَانٌ وَلَا يَوْصَفُ بِأَيِّنَ وَلَا يَمُ ، وَلَا مَكَانٌ ، الَّذِي بَلَنَ مِنْ حَفِيفَاتِ الْأُمُورِ وَظَهَرَ فِي الْعُقُولِ بِمَا يُرَى فِي خَلْقِهِ مِنْ عِلَامَاتِ التَّدْبِيرِ ، الَّذِي سُلِّطَ لِأَنْبِيََاءِهِ عَنْهُ فَلَمْ يُصَفِّهِ بِحَدٍّ وَلَا بِمَقْصَدٍ ، بَلْ وَصَفَتْهُ بِمَعَانِدٍ وَدَلَّتْ عَلَيْهِ بِآيَاتِهِ لَا تَسْتَطِيعُ عُقُولُ الْمُتَفَكِّرِينَ جَعْدَهُ ، لِأَنَّ مَنْ كَانَتْ السَّمَادَاتُ وَالْأَرْضُ فِطْرَتَهُ وَمَا فِيهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ وَهُوَ الشَّارِعُ لَهُنَّ ، فَلَا مَذَكَّعَ لِقُدْرَتِهِ ، الَّذِي نَأَى مِنَ الْعَلَقِ فَلَا شَيْءَ كَيْفِيَّةٍ ، الَّذِي خَلَقَ خَلْقَهُ لِيُنَادِيَهُ وَأَقْدَمَهُمْ عَلَى طَاعَتِهِ بِمَا جَعَلَ فِيهِمْ ، وَفَطَعَ مَذَرَهُمْ بِالْحُجَجِ ، فَعَنْ بَيْتِهِ هَلَكَ

مَنْ هَلَكَ وَبِمَسِيرِهِ نَجَا مَنْ نَجَا وَلِلَّهِ الْفَضْلُ مُبْدِئاً وَمُعِيداً، ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ يُولِي الْحَمْدَ افْتِتَحَ الْحَمْدَ  
لِنَفْسِهِ وَخَتَمَ أَمْرَ الدُّنْيَا وَمَحَلَّ الْآخِرَةِ بِالْحَمْدِ لِنَفْسِهِ فَقَالَ: وَوَقَضَى بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَ قَبَلَ  
الْحَمْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْأَيْسَ الْكِبْرِيَاءَ بِالْأَجْبَسِيدِ وَالْمُرْتَدِي بِالْجَلَالِ بِالْأَمْتِئِلِ وَالْمُسْتَوِي عَلَى الْعَرْشِ  
بِقِيَرِ زَوَالِ وَالْمُنْتَأَلِي عَلَى الْخَلْقِ بِالْأَبْعَادِ مِنْهُمْ وَلَا مَلَامَسَةَ مِنْهُمْ لَيْسَ لَهُ حَدٌّ يُشْتَمِلُ إِلَى حَدٍّ وَلَا لَآ  
مِثْلٌ مَعْرُوفٌ بِمِثْلِهِ، ذَلِكَ مَنْ تَجَبَّرَ قَبْرُهُ وَصَفَرُ مَنْ تَكَبَّرَ دُونُهُ وَتَوَاضَعَتِ الْأَشْيَاءُ لِعَظَمَتِهِ وَاتَّعَدَّتْ  
لِسُلْطَانِهِ وَغَرَّتْ وَكَتَّتْ عَنْ إِذَا كَرِهَ طُرُوفُ الْعِيُونِ وَ قَصُرَتْ دُونَ بُلُوغِ صِفَتِهِ أَوْهَامُ الْخَلَائِقِ،  
الْأَوَّلِ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا قَبْلَ لَهُ وَالْآخِرِ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا بَعْدَ لَهُ، الظَّاهِرِ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ بِالْقَهْرِ  
لَهُ وَالْمُشَاهِدِ لِجَمِيعِ الْأَمَارِكِ بِأَلَا اتِّقَالَ إِلَهًا، لَا تَلْمِزُ لِمَا سَمِعَتْ وَلَا تَحْسِبُ خَاسَةً، هُوَ الَّذِي فِي  
السَّمَاءِ إِلَهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَهٌ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ، أَتَقَنَ مَا أَرَادَ مِنْ خَلْقِهِ مِنَ الْأَشْيَاءِ كُلِّهَا،  
لَا يُمِثَالُ سَبَقَ إِلَيْهِ وَالْأَلُوبَ دَخَلَ عَلَيْهِ فِي خَلْقِ مَا خَلَقَ لَدَيْهِ، ابْتَدَأَ مَا أَرَادَ ابْتِدَاءً وَأَنْشَأَ مَا  
أَرَادَ أَنْشَاءً، عَلَى مَا أَرَادَ مِنَ الثَّقَلَيْنِ: الْحَيِّ وَالْإِنْسِي لِيَعْرِفُوا بِذَلِكَ رُبُوبِيَّتَهُ وَ تَمَكَّنَ  
فِيهِمْ طَاعَتَهُ.

تَحَمَّنَهُ بِجَمِيعِ مَخَامِيرِ كُلِّهَا، عَلَى جَمِيعِ نَعْمَائِهِ كُلِّهَا، وَتَسْتَهْدِيهِ لِمَرَاثِدِ أُمُورِنَا نَعُودُ بِهِ  
مِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا وَتَسْتَغْفِرُهُ لِلذُّنُوبِ الَّتِي سَبَقَتْهُمَا وَتَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ نَبِيَّاً عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ  
بَعَثَهُ بِالْحَقِّ نَبِيَّاً ذَالاً عَلَيْهِ وَهَادِيَّاً إِلَيْهِ، فَهَدَى بِهِ مِنَ الضَّلَالَةِ وَاسْتَقْدَنَا بِهِ مِنَ الْجَهَالَةِ، مَنْ  
يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيماً وَ نَالَ ثَوَاباً جَزِيلاً وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ خَسِرَ خَسِرَاناً  
مُبِيناً وَ اسْتَحَقَّ عَذَاباً أَلِيماً؛ فَانْتَحُوا بِمَا يَحِقُّ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَ إِخْلَاسِ النِّيَّةِ  
وَ حُسْنِ الْمُوَازَنَةِ وَ أَصْبَحُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ بِلُزُومِ الطَّرِيقَةِ الْمُسْتَقِيمَةِ وَ هَجَرُوا الْأُمُورَ الْمَكْرُوهَةَ  
فَتَقَاتُوا الْحَقَّ بَيْنَكُمْ وَتَعَاوَنُوا بِهِ دُونِي وَ خُذُوا عَلَى يَدِ الطَّالِمِ الشَّيْءَ وَ مَرُّوا بِالْمَعْرُوفِ وَانْتَهَوْا  
عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اعْرِضُوا لِلَّذِي الْفَضْلُ فَسَلَّمُوا عَصْمَانَهُ وَ إِثَابَكُمْ بِالْهَدْيِ وَ تَبَتُّنَا وَ إِثَابَكُمْ عَلَى التَّقْوَى



## وَاسْتَغْفِرُ اللَّهُ لِي وَلَكُمْ:

،۔ عارث اعمور سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے بعد عصر خطبہ پڑھا لوگوں نے اس کی صحت پر تعجب کیا اور خداوند عالم کی عظمت و جبروت کے متعلق جو بیان فرمایا لوگ اس سے حیرت میں آ گئے۔ ابو اسحاق کہتے ہیں۔ میں نے عارث سے کہا کیا تم نے حضرت کے خطبہ کو یاد کر لیا ہے اس نے کہا میں نے لکھ لیا ہے پس اس نے ہمیں بھی لکھوا دیا۔ وہ خطبہ یہ ہے۔ حمد ہے اس خدا کے لئے جس کے لئے موت نہیں اور جس کی قدرت کے عجائبات ختم ہونے والے نہیں اس لئے کہ ہر روز وہ ایک نئی ایجاد کرتا ہے وہ کسی کو پیدا کرنے والا نہیں۔ یعنی اس کا کوئی بیٹا نہیں کہ عزت میں اس کا شریک ہو کہ نہ اس کا کوئی باپ ہے کہ اس کی میراث کا مالک ہو تا وہ تمام اس کی نسبت جلال تک ذکر ہی نہیں کہ اس کے شعلت کوئی ہلکا سا اندازہ بھی ہو سکے نہ اس کی اقلیت کی کوئی حد ہے۔ اور نہ اس کی آخرت کی، و قوت نے اس پر سبقت نہیں کی اور نہ زمانہ اس سے مقدم ہوا اور زیادتی اور نقصان کا اس سے تعلق نہیں، اس کا وصف یوں نہیں کیا جاتا کہ وہ کہتا ہے اور کیسے ہے اور اس کی کائنات باریک سے باریک چیز سے زیادہ مخفی ہے اور اس کی تدبیر کی علامتیں جو مخلوق میں ہیں عقول انسانی انہی کی معرفت حاصل کرتی ہیں یہی اس کی قدرت کے سراپ ہیں جس کے متعلق انبیاء سے بھی سوال کیا جائے گا پس اس کی تعریف نہ حد کے ساتھ ہوتی ہے نہ بعصیت کے ساتھ بلکہ اس کے فعل کی تعریف کی جاتی ہے اور اس کی آیات اس کے کمال قدرت کی دلیل ہیں جن کا انکار کرنے والوں کی عقلیں انکار کر نہیں سکتیں کیونکہ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے دو بیان یا ان کے اوپر ہے سب اس کی صنعت ہے کس کی طاقت ہے کہ اس کی قدرت کے عمل کو دفع کر سکے۔ خدا اپنی مخلوق سے الگ ہے کوئی شے اس کی مثل نہیں۔ اس نے اپنی مخلوق کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور اپنی اطاعت پر ان کو قدرت دی ہے اور اپنے انبیاء و مرسلین کو بھیج کر اپنی جہت بندوں پر تمام کر دی پس جس کو ہلاک ہونا تھا وہ نافرمانی کر کے ہلاک ہوا اور خدا کے احسان کے ساتھ جس کو نجات پانی تھی نجات پا گیا خدا کے لئے فضل و بزرگی ہے اقل ہیں اور آخر میں، بیشک اللہ وہ ہے جس نے اپنے نفس کے لئے حمد کی ابتداء کی اور اپنی حمد پر دنیا کا خاتمہ کیا اور حق کے ساتھ لوگوں کا فیصلہ کیا اور حمد ہے۔ رب العالمین کے لئے۔

اور حمد ہے اس اللہ کے لئے جس نے کبریا باس بے جسم کے پہنا جس نے جلال کی رد بغیر کسی پیکر کے اور بھی جو عرض پر غالب آیا۔ بغیر کسی تغیر اور کسی زوال کے وہ اپنی مخلوق سے بلند برتر ہے بغیر ان سے دوری کے اور اس کا مخلوق سے کوئی اتصال نہیں، اس کے لئے کوئی حد نہیں جو کسی جا پہنچ کر ختم ہو نہ اس کی مثل و مانند کوئی ہے کہ وہ اس کے ذریعہ سے پہچانا جائے

ذیل ہوا جس نے اس کے غیر کی قوت کو تسلیم کیا اور حقیر ہوا جس نے اس کے غیر کو بڑا جانا اس کی عظمت کے سامنے ہر شے کا سر جھکا ہوا ہے اور اس کی عزت اور قوت کے سامنے ہر شے نے اپنی اطاعت کا اظہار کیا ہے آنکھیں اس کے ادراک سے تھک گئی ہیں اور خلائق کی عقول اس کی صفت کی انتہا تک پہنچنے سے قاصر ہیں وہ اول ہے یعنی شے سے پہلے ہے کوئی اس سے پہلے نہیں ہے ہر شے سے بعد ہے کوئی اس کے بعد نہیں۔ وہ اپنی قوت سے ہر شے پر ظاہر ہے تمام مقامات پر موجود ہے بغیر اس کے کہ کسی جگہ کی طرف منتقل ہو چھوٹنے والی کوئی چیز اسے چھو نہیں سکتی اور کوئی عارضہ اس کا ادراک نہیں کر سکتا وہ آسمان میں بھی موجود ہے اور زمین میں بھی۔ وہ بڑی حکمت والا ہے اور بڑا جلتے والا ہے اس نے جس چیز کے بنانے کا ارادہ کیا تو اسے بنا دیا۔ بغیر کسی نمونہ کو سامنے رکھے اور کسی قسم کی تھکاوٹ کا قلع اس سے نہیں ہوتا اس نے جس چیز کی ابتداء کا ارادہ کیا تو کر دکھایا اور جن دائرہ میں سے جس چیز کا ایجاد کرنا چاہا اسے بے روک ٹوک پیدا کر دیا تاکہ لوگ اس کی ربوبیت کو پہچانیں اور اس کی اطاعت پر تدرت رکھیں۔

اور ہم خدا کی حمد کرتے ہیں اس کے تمام محامد کے ساتھ اور اس کی تمام نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور بیکاروں میں اس سے ہدایت چاہتے ہیں اور بد اعمالیوں سے اس کی پناہ چاہتے ہیں اور جو گناہ ہم سے پہلے ہو چکے ہیں ان کی معافی چاہتے ہیں اور اس کی گواہی دیتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے عبد اس کے رسول ہیں اس نے ان کو حق کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا ہے جو حق کی طرف دلالت کرتا ہے اور حق کی طرف ہدایت کرنے والا ہے پس آنحضرتؐ کی وجہ سے ضلالت سے بچے اور جہالت سے محفوظ رہے جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے پوری کامیابی حاصل کی اور بڑا ثواب حاصل کیا اور جس نے خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کی وہ کھلے خسارہ میں مبتلا ہوا اور دوزخ کا عذاب کا مستحق ہوا پس فلاح حاصل کرو اس طرح کہ جو حق تم پر ثابت کیا گیا ہے اسے خوشی سے قبول کرو اور سچے دل سے نصیحت کو مانو اور ایک دوسرے کی اچھی طرح مدد کرو اور صراطِ مستقیم پر قائم رہ کر اپنے نفسوں کی مدد کرو اور امور مکروہ کو چھوٹا اور اپنے درمیان حق کا لحاظ رکھو اور ایک دوسرے کی مدد کرو اور جاہل ظالم کے ہاتھوں سے بچاؤ اور نیک باتوں کا حکم دو اور بُری باتوں سے روکو اور صاحبانِ فضیلت کی فضیلت کو پہچانو اور خدا ہم کو اور تم کو ہدایت کی پناہ میں رکھے اور تقویٰ پر ہم کو اور تم کو اور تم کو ثابت قدم رکھے اور میں خدا سے تعارف کرتا ہوں تمہارے اور اپنے لئے۔



## باب بست وسوم (۲۳)

### باب النوادر

#### ۱ (بابُ النَوَادِرُ)

۱۔ تَعَدُّ بْنُ يَحْيَى : عَنْ أَحْمَدَ بْنِ تَعَدُّ بْنِ عَيْسَى : مَنْ عَلِيٍّ بْنِ الثَّمَانِ : عَنْ سَبِيٍّ بْنِ عَمِيرَةَ : عَمَّنْ ذَكَرَهُ : عَنْ الْحَارِثِ بْنِ الْمُفَضَّلَةِ الثَّمَرِيِّ قَالَ : سَأَلَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنِ قَوْلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى : وَكُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ : فَقَالَ : مَا يَقُولُونَ فِيهِ : قُلْتُ : يَقُولُونَ يَهْلِكُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا وَجْهَ اللَّهِ : فَقَالَ : سُبْحَانَ اللَّهِ ! لَقَدْ قَالُوا قَوْلًا عَظِيمًا ! إِنَّمَا عَنَى بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ الَّذِي يُؤْتِي مِنْهُ

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا۔ اس قول خدا کے متعلق ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر وہ اور اس کی وجہ، حضرت نے پوچھا۔ لوگ کیا کہتے ہیں راوی نے کہا وہ کہتے ہیں ہر شے ہلاک ہونی والی ہے سوائے خدا کے۔ فرمایا۔ پاک ہے اللہ۔ اس سے انھوں نے بہت بُری بات کہی ہے اگرچہ چہرہ بنا جائے تو جسم بھی مانا ہوگا اس سے مراد وہ راستہ ہے جو خدا کی طرف لے جانے والا ہے

۲۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا : عَنْ أَحْمَدَ بْنِ تَعَدُّ بْنِ خَالِدٍ : عَنْ أَحْمَدَ بْنِ تَعَدُّ بْنِ أَبِي نَضْرٍ : عَنْ صَفْوَانَ الْجُمَّالِ : عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ : وَكُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ : قَالَ : مَنْ أَمَى اللَّهُ بِمَا أَمَرَ بِهِ مِنْ طَاعَةِ نَبِيِّهِ فَهُوَ الْوَجْهَ الَّذِي لَا يَهْلِكُ وَكَذَلِكَ قَالَ : مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔ ۲۸/۸۹

۲۔ امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ کلمہ شہادت ہالک الا وجہہ۔ ۲۸/۸۹ کے متعلق فرمایا کہ مراد وہ راستہ ہے جس سے خدا کی طرف آئیں اور وہ اطاعتِ محمد ہے وہی وجہ اللہ ہے جس کو ہلاکت نہیں اور وہی مراد ہے جس

نے اللہ کے رسول کی اطاعت کی۔ اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

۲۔ عَمْرِو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِي سَلَامٍ النَّخَعِيِّ عَنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: نَحْنُ الْمَنَامِيُّ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ تَبَيُّنًا لِمَا فِيهِ وَنَحْنُ وَجْهُ اللَّهِ يَتَقَلَّبُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ أَطْرَافِ كُمْ وَنَحْنُ عَيْنُ اللَّهِ فِي خَلْقِهِ وَيَدُهُ الْمَبْسُوطَةُ بِالرَّحْمَةِ عَلَى عِبَادِهِ؛ عَرَفْنَا مَنْ عَرَفَنَا وَجَبَلْنَا مَنْ جَبَلَنَا وَإِمَامَةُ الْمُتَّقِينَ

۳۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے ہم ہیں وہ مثانی (دو بار نازل ہونے والی سورت (محمد) جو اللہ نے اپنے نبی کو دی۔ ہم وہی اللہ ہیں یعنی جن سے اللہ کی طرف توجہ کی جاتی ہے ہم تمہارے دہرہ دروئے زمین پر آمد و رفت رکھتے ہیں اور ہم اللہ ہیں خدا کی مخلوق پر ہم، بندوں پر رحمت کے لئے خدا کا کھلا ہوا ہاتھ ہیں جس نے پہچانا اس نے ہمیں پہچانا۔ جو ہم سے جاہل رہا وہ جاہل رہا۔ ہم متقیوں کے امام ہیں۔

۴۔ الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْمَرِيِّ وَنَحْنُ يَحْيَى جَمِيعًا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ سَعْدَانَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ مُنَادِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي قَوْلِهِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَوَلَّيْنَا الْأَسْمَاءَ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا، قَالَ: نَحْنُ وَاللَّهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى الَّتِي لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنَ الْعِبَادِ عَمَلًا إِلَّا يَتَمَرَّقُهَا.

۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آپ ﷺ کے متعلق فرمایا ہم ہیں اللہ کے اسماء الحسنی بغیر ہماری معرفت کے بندوں کا کوئی عمل مقبول نہ ہوگا۔

۵۔ عَمْرِو بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ الْحُسَيْنِ ابْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ صَبَاحٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ اللَّهَ خَلَقَنَا فَاحْسَنَ خَلْقًا وَسَوَّزَنَا فَاحْسَنَ مَوْزَنَا وَجَعَلَنَا عَيْنَهُ فِي عِبَادِهِ وَلِسَانَهُ السَّاطِقَ فِي خَلْقِهِ وَيَدَهُ الْمَبْسُوطَةَ عَلَى عِبَادِهِ بِالرَّافَةِ وَالرَّحْمَةَ وَوَجْهَهُ الَّذِي يُؤْتِي مِنْهُ وَبَابَهُ الَّذِي يَدْخُلُ عَلَيْهِ وَخُرْأَتُهُ فِي سَمَائِهِ وَأَرْضِهِ؛ بِنَا أَثْمَرَتِ الْأَشْجَارُ وَأَيْتَمَتِ الْبُيُوتُ، وَجَرَبَتِ الْأَنْهَارُ وَبِنَا يَنْزِلُ غَيْثُ السَّمَاءِ وَيَنْبُتُ عُشْبُ الْأَرْضِ



وَيَبْنَاوْنَا عَبْدًا لِلَّهِ وَلَوْلَا نَحْنُ مَا عَبْدَ اللَّهُ

۵۔ فرمایا ابو عبد اللہ نے، اللہ تعالیٰ نے ہم کو پیدا کیا اور بہترین صورت دی اور ہم کو اپنے بندوں میں اپنی آنکھ قرار دیا اور اپنی مخلوق پر لسان ناطق بنایا اور بندوں پر ہم کو دست کشاؤہ قرار دیا، مہربانی اور رحمت کے لئے اپنا وجہ بنایا جس سے اس کی طرف توجہ کی جاتی ہے اور ہمیں اپنا دوا دہ قرار دیا جس سے اس کی طرف پہنچا ہوتا ہے ہم زمین و آسمان میں اس کے خزانہ میں ہماری وجہ سے رحمت پھیل لاتے ہیں۔ ہماری وجہ سے پھل پکتے ہیں اور انہار جاری ہوتے ہیں اور ہماری وجہ سے بادل برستے ہیں اور زمین پر گھاس اُگتی ہے ہماری عبادت کی وجہ سے خدا کی عبادت ہوئی۔ اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ کی عبادت نہ ہوتی۔

۶۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حَفْصَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: «فَلَمَّا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ» فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَأْسَفُ كَأَنفِئَا وَلَكِنَّهُ خَلَقَ أَوْلِيَاءَ لِنَفْسِهِ يَأْسِفُونَ وَيَرْحَمُونَ وَهُمْ مَخْلُوقُونَ مَرْبُوبُونَ فَيَجْمَلُ رِضَاهُمْ رِضَا نَفْسِهِ وَسَخَطُهُمْ سَخَطَ نَفْسِهِ، لَا نَسَخَطُهُمْ الدُّعَاءَ الْبَيِّنَاتِ وَلَا عَلَيْهِ، فَلِذَلِكَ صَارُوا كَذَلِكَ وَلَيْسَ أَنَّ ذَلِكَ يَمِيلُ إِلَى اللَّهِ كَمَا يَمِيلُ إِلَى خَلْقِهِ، لَكِنْ هَذَا مَعْنَى مَا قَالَهُ مِنْ ذَلِكَ وَقَدْ قَالَ: «مَنْ أَهَانَ لِي وَلَيْتَ لَقَدْ بَلَدَنِي بِالْمُخَارَبَةِ وَدَعَانِي إِلَيْهَا» وَقَالَ: «مَنْ يُطِيعُ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ» وَقَالَ: «إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ» فَكُلُّ هَذَا وَشِبْهُهُ عَلَى مَا ذَكَرْتُ لَكَ وَهَكَذَا الرِّضَا وَالنَّصَبُ وَغَيْرُهُمَا مِنَ الْأَشْيَاءِ، مِمَّا يُشَاكِلُ ذَلِكَ وَلَوْ كَانَ يَمِيلُ إِلَى اللَّهِ الْأَسْفَ وَالشَّجَرُ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَهُمَا وَأَنْشَأَهُمَا لَجَارَ لِقَائِهِ هَذَا أَنْ يَقُولَ: إِنَّ الْخَالِقَ يَسُدُّ يَوْمًا مَا؛ لِأَنَّهُ إِذَا دَخَلَهُ الْقَسْبُ وَالشَّجَرُ دَخَلَهُ التَّغْيِيرُ فَهَذَا دَخَلَهُ التَّغْيِيرُ لَمْ يُؤْمَرْ عَلَيْهِ الْإِبَادَةُ، ثُمَّ لَمْ يُعَرَّفِ الْمَكُونُ مِنَ الْمَكُونِ وَلَا الْقَائِدُ مِنَ الْمَقْدُودِ عَلَيْهِ وَلَا الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوقِ، تَعَالَى اللَّهُ عَنْ هَذَا الْقَوْلِ عُلُوًّا كَبِيرًا، بَلْ هُوَ الْخَالِقُ لِلْأَشْيَاءِ، لَا لِلْحَاجَةِ، فَإِذَا كَانَ لِلْحَاجَةِ اسْتِحْالَ الْحَدِّ وَالْكَفِّ فَيَدُ: فَافْهَمْ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کے متعلق فرمایا کہ فذلک عرسل کا انسر ہمارا افسوس۔ مگر ہمارا جیسا نہیں اس نے اپنے کچھ اولیا کو خلق فرمایا ہے جو ناراض ہوتے ہیں اور راضی ہوتے ہیں وہ خدا کی مخلوق اور محبوب ہیں اس نے ان کی مرضی کو اپنی مرضی یا دران کے غصہ کو اپنا غصہ قرار دیا ہے کیونکہ وہ لوگوں کو شر و نیک بلانے والے ہیں اور مگر انہوں کو اس کی طرف ہدایت کرنے والے ہیں اسی وجہ سے وہ ایسے قرار دیئے گئے۔ خدا اپنی مخلوق سے جو انصاف کرتا ہے وہ اسی معنی سے ہے اسی لئے اس نے (مدینہ تہذیب میں جس نے میرے ملک کی اہانت کی اس نے مجھ سے جنگ کی اور مجھے جنگ کی طرف بلایا۔ خود فرماتا ہے جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور فرمایا جو لوگ اسے رسول تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اور فرمایا اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہے پس یہ اس میں ایسی دوسری آیات سے ہی مراد ہے کہ ان اولیاء کے کام کو خدا نے اپنا کام قرار دیا ہے پس ایسے ہی رضا و غضب وغیرہ کو سمجھو اگر رب اللہ ان کی کائنات خدا سے ہوتا تو اس کی ذات میں تغیر لاحق ہوتا تو پھر اس کے لئے ہلاکت بھی ہوتی اور پیدا کرنے والے اور پیدا ہونے والے میں کوئی فرق نہ رہتا اور حق و باطل اور صادق و کاذب ہر جاتے۔ خدا ان باتوں سے بالاتر ہے وہ تمام اشیا کا بغیر کسی حاجت کے خالق ہے اور جب اس کے لئے حاجت نہیں تو وہ کیفیت بھی نہیں۔ پس سمجھو اللہ تعالیٰ کو۔

۷۔ حَدَّثَنَا مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ ابْنِ أَبِي نَجْرٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فَأَشْهَى يَقُولُ ابْتِدَاءَ مِنْهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ أَسْأَلَهُ نَحْنُ حُجَّةُ اللَّهِ وَنَحْنُ بَابُ اللَّهِ وَنَحْنُ لِسَانُ اللَّهِ وَنَحْنُ وَجْهُ اللَّهِ وَنَحْنُ عَيْنُ اللَّهِ فِي خَلْقِهِ وَنَحْنُ وَلَاةُ أَمْرِ اللَّهِ فِي عِبَادِهِ .

۸۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم حجت اللہ ہیں، ہم باب اللہ ہیں، ہم لسان اللہ ہیں، ہم وجہ اللہ ہیں، ہم اس کی مخلوق ہیں عین اللہ ہیں ہم اس کے بندوں میں اول الامر ہیں۔

۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ ابْنِ أَبِي نَجْرٍ ، عَنْ حَسَنِ بْنِ الْجَبَّالِ قَالَ : حَدَّثَنِي هَاشِمُ بْنُ أَبِي عَمَّارَةَ الْجَنْجَبِي قَالَ : سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَقُولُ : أَنَا عَيْنُ اللَّهِ وَأَنَا بَدَأُ اللَّهُ وَأَنَا جَنْبُ اللَّهِ وَأَنَا بَابُ اللَّهِ .



۸۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا میرے عین اللہ ہوں میں یہ اللہ ہوں میں، جنب اللہ ہوں میں، باب اللہ ہوں

٩- مُحَمَّدُ بْنُ يَعْنَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَرْبَاجٍ، عَنْ عَمِيهِ حَمْرَةَ بْنِ بَرْبَاجٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ سُؤَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عليه السلام فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: «يَا حَسْرَتَى عَلَى مَا فَرَدْتُ فِي جَنَابِ اللَّهِ» قَالَ: جَنَابُ اللَّهِ: أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام وَكَذَلِكَ مَا كَانَ بَعْدَهُ مِنَ الْأَوْصِيَاءِ بِالْمَكِينِ الرَّفِيعِ إِلَى أَنْ يَنْتَهِيَ الْأَمْرُ إِلَى آخِرِهِمْ

۹۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے آیہ یا حشر فی اللہ ما نزلت فی الخ کے متعلق فرمایا۔ جنب اللہ سراد  
امیر المؤمنین ہیں اور اسی طرح ان کے بعد میں ہونے والے ادھار اور یہ امر ان کے آخر (حضرت محبت پر) ختم ہو گا۔

١- الْحُسَيْنُ بْنُ نُجَيْبٍ عَنْ مُعَلَّى بْنِ نُجَيْبٍ عَنْ ثَمَامِ بْنِ جُمُوحٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الصَّلَاحِ عَنِ الْحَكِيمِ وَ  
إِسْمَاعِيلِ ابْنَيْ حَبِيبٍ عَنْ بَرْزَيْدِ الْمِجَلِّي قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: إِنَّا عُمِدَةُ اللَّهِ وَإِنَّا عُرْفُ  
اللَّهِ وَإِنَّا وَحْدَةُ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَنَجْدُ حِجَابِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

۱۰۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے سے اللہ کی عبادت (تمام مخلوق میں) کی گئی ہم سے اللہ کی معرفت پہنچی ہم سے اللہ کی وحدانیت پہنچی اور محمد اللہ کے حجاب ہیں۔

١١- بَنِمْنُ أَصْحَابَنَا، عَنْ نَجَّيْ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ إِسْهَرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ قَادِمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ زُرَّادَةَ، عَنْ أَبِي جَمْعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: «وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ» قَالَ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَكْثَمُ وَأَعَزُّ وَأَجَلُّ وَأَمْنَعُ مِنْ أَنْ يُظْلَمَ وَلَكِنَّهُ حَلَطْنَا بِنَفْسِهِ فَجَعَلَ ظُلْمًا ظُلْمًا وَقَوْلَانَا وَلَا يَتَأْتِيهِ حَبْسٌ يَقُولُ: إِنَّمَا وَلِيَّكُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا، يَتَّبِعِي الْأَمْرَةَ بِمَا أُمِرُوا قَالَ: فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: «وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ» ثُمَّ ذَكَرَ مِنْهُ

۱۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے آیہ وہا ظلمونا الخ کے متعلق کذات باری تعالیٰ بہت زیادہ بزرگ و برتر اور اجل و ارفع ہے اس سے کہ اس پر ظلم کیا جائے بلکہ اس نے اپنے نفس سے مراد ہمارے نفوس لئے ہیں اس نے ہمارے اور ظلم کو اپنا ظلم قرار دیا ہے اور ہماری ولایت کو اپنی ولایت بنا لیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے :- انما وليكم الله سوله والذین آمنو یعنی وہ امام جو ہم میں سے ہیں دوسرے مرتفع پر فرمایا ۔ وما ظلمونا ولكن عاوانا نسیم یظلمون ۔

## باب بست وچہام (۲۴)

### باب البداء

#### «(بَابُ الْبَدَاءِ)»

۱۔ ثَابِتُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَمَّادٍ عَنْ عِيسَى، عَنِ الْحَجَّالِ، عَنْ أَبِي اسحاق ثَلْبَةَ، عَنْ زُرَّادَةَ بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ أَحَدِهِمَا عليهما السلام قَالَ: مَا عُدَّ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِثْلَ الْبَدَاءِ، وَفِي رِوَايَةٍ ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام مَا عَظَّمَ اللَّهُ مِثْلَ الْبَدَاءِ.

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کی عبادت بدامک برابر اور کسی چیز سے نہیں کی گئی اور برادیت ہشام بن سالم، حضرت نے فرمایا بدامک برابر عظمت الہی کا اظہار اور کسی چیز سے نہیں ہوا۔

۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ وَحَفْصِ بْنِ الْبَحْتَرِيِّ وَغَيْرِهِمَا، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: «يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُنَبِّتُ»، قَالَ: فَقَالَ: وَهَلْ يُمْحَى إِلَّا مَا كَانَ ثَابِتًا وَهَلْ يُنْبَتُ إِلَّا مَا لَمْ يَكُنْ



۲۔ راوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب پوچھا پس صحابہ اللہ ما یشاء روایت فرمایا مگر وہی چیز جو پہلے ثابت ہوا وہ نہیں ثابت مگر وہی چیز جو پہلے نہ ہو۔

۳۔ عَلِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ إِسْحَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا حَتَّى يَأْخُذَ عَلَيْهِ ثَلَاثَ خِصَالٍ: الْإِقْرَارُ لَهُ بِالْعُبُودِيَّةِ وَخَلْقُ الْأُنْدَادِ وَاللَّهُ يَقْدِمُ مَا يَشَاءُ وَيُؤَخِّرُ مَا يَشَاءُ

۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے، خدا نے کسی کو نبی نہیں بنایا جب تک تین باتوں کا عہد نہیں لے لیا اول اس کا اقرار کہ وہ خدا کا بند ہے دوسرے خدا کا کوئی شریک نہیں تیسرے خدا جس کو چاہتا ہے مقدم کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے مؤخر کرتا ہے۔

۴۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ فَضَالٍ، عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ زُرَّادَةَ، عَنْ حُمْرَانَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: «وَقَضَىٰ أَجَلَهُ وَأَجَلٌ مُّمِتٌ عِنْدَهُ» قَالَ هُمَا أَجَلَانِ: أَجَلٌ مَّخْتُومٌ وَأَجَلٌ مَّوْقُوفٌ

۴۔ راوی کہتا ہے میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سورہ النعام کی اس آیت کے معنی پوچھا وہ قاضی اجل اور اجل مسمیٰ فرمایا موت دو قسم کی ہوتی ہے ایک اجل مختوم یعنی جس کا علم خدا کے بعض بندوں کو ہو جیسے انبیاء کو بعض لوگوں کی موت کا وقت بتا دیا جاتا ہے دوم اجل موقوف جس کا علم خدا کے سوا دوسرے کو نہیں ہوتا۔

۵۔ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ، عَنْ عَبْدِ الْعَظِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْحَسَنِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَشْبَاطٍ، عَنْ خَلْفِ بْنِ حَمَّادٍ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانٍ، عَنْ مَالِكِ الْجَهْمِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: «وَأَوَّلُهُمُ الْإِنْسَانُ أَنَا خَلْقُهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْئًا» قَالَ: فَقَالَ: لَا مُقَدَّرًا وَلَا مُكُونًا، قَالَ: وَ سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِهِ: «هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا» فَقَالَ: كَانَ مُقَدَّرًا غَيْرَ مَذْكُورًا

۵۔ راوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سورہ مریم کی اس آیت کے متعلق ہم نشان کو مٹے سے پیدا کیا پہلے دعا نکالیکہ وہ کچھ نہ تھا حضرت نے فرمایا نہ اس کی کوئی صورت تھی نہ رسم اور نہ استقرار، پھر میں نے سورہ دہر کی اس آیت کے متعلق پوچھا کیا انسان پر ایسا وقت نہیں آیا کہ وہ کوئی ذکر کی ہوئی چیز نہ تھا فرمایا علم الہی میں تھا خارج میں کوئی وجود نہ تھا۔

۶۔ تَقْدِیْنِ اسْمَاعِیْلَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِیْسَى، عَنْ رِیْعِیِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ الْفَضْلِ بْنِ یَسَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ علیہ السلام یَقُولُ: «الْعِلْمُ عِلْمَانِ: فَعِلْمٌ عِنْدَ اللَّهِ مَخْزُونٌ لَمْ یَطْلُغْ عَلَیْهِ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِهِ وَ عِلْمٌ عَلَّمَهُ مَلَائِكَتُهُ وَ رُسُلُهُ، فَمَا عَلَّمَهُ مَلَائِكَتُهُ وَ رُسُلُهُ فَإِنَّهُ سَبَّحُونَ لَا یَكْذِبُ نَفْسُهُ وَلَا مَلَائِكَتُهُ وَلَا رُسُلُهُ وَ عِلْمٌ عِنْدَهُ مَخْزُونٌ یُقَدِّمُ مِنْهُ مَا یَشَاءُ وَ یُؤَخِّرُ مِنْهُ مَا یَشَاءُ وَ یُبْنِیُّ مَا یَشَاءُ»

۷۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم تو وہ ہے جو خدا کے پاس ہے اور کسی دوسرے کو اس پر اطلاق نہیں اور ایک علم وہ جو اس نے ملائکہ و مرسلین کو دیا ہے اور جو اس نے فرشتوں اور رسولوں کو علم دیا ہے تو اس میں نہ وہ اپنے نفس کی تکذیب کرتا ہے اور نہ اپنے ملائکہ اور مرسلین کی اور جو علم اس کے پاس محفوظ ہے اس میں وہ چیز کو مٹاتا ہے مقدم کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے مؤخر کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ثابت کرتا ہے

۷۔ وَ هَذَا الْأَسْنَادُ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ رِیْعِیِّ، عَنِ الْفَضْلِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ علیہ السلام یَقُولُ: «مِنْ الْأُمُورِ أُمُورٌ مَوْفُوقَةٌ عِنْدَ اللَّهِ یُقَدِّمُ مِنْهَا مَا یَشَاءُ وَ یُؤَخِّرُ مِنْهَا مَا یَشَاءُ»

۸۔ راوی کہتا ہے میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے سنا کچھ امور ایسے ہیں جن کا علم صرف اللہ کو ہے وہ جسے چاہتا ہے مقدم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے مؤخر کرتا ہے۔

۸۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عِیْسَى، عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ سَمَاعَةَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، وَ یُحْتَبَرُ بْنُ حَفْصٍ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ علیہ السلام قَالَ:



إِنَّ لِلَّهِ عِلْمَيْنِ، عِلْمٌ مَكْنُونٌ مَخْرُوجٌ، لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا هُوَ، مِنْ ذَلِكَ يَكُونُ الْبَنَاءُ، وَعِلْمٌ عَلَمٌ مُلَاحَظَةٌ  
وَرُسُلُهُ وَ أَنْبِيَائُهُ فَتَحْنُ نَعْلَمُهُ.

۸۔ راوی کہتا ہے فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ کے علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم مکنون و مخزون ہے خدا کے سوا اس کو کوئی نہیں جانتا اور اسی سے بارگاہ تعلق ہے اور ایک وہ علم ہے جو اس نے اپنے ملائکہ اور مرسلین و انبیاء کو دیا ہے ہمارے علم کا تعلق اسی ہے۔

۹۔ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَعْبُودٍ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مَا بَدَأَ اللَّهُ فِي شَيْءٍ إِلَّا لَأَنَّ فِيهِ عَلَيْهِ قَبْلُ أَنْ يَكُونَهُ.

۹۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کسی چیز میں اللہ کے لئے بارگاہ واقع نہیں ہوا مگر یہ کہ اس کے ظاہر ہونے سے پہلے وہ اس کے علم میں تھا۔

۱۰۔ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ غِلَاقٍ، عَنِ ابْنِ فَصَّالٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قُرَيْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنِ الْحَمَّادِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَبْدَأْ لَهُ مِنْ خَبْرٍ.

۱۰۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ خدا کو جو حالت سے سب سے پہلے بارگاہ واقع نہیں ہوا۔

۱۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ ثَقْوَانَ بْنِ عَيْسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ هَلْ يَكُونُ الْبَيَمُ شَيْءٌ لَمْ يَكُنْ فِيهِ عِلْمُ اللَّهِ بِالْأَمْسِ؟ قَالَ: لَا، مَنْ قَالَ هَذَا فَأَخْرَاهُ اللَّهُ، قُلْتُ: أَرَأَيْتَ مَا كَانَ وَ مَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَلَيْسَ فِيهِ عِلْمُ اللَّهِ؟ قَالَ: بَلَى، قَدْ آتَى أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ.

۱۱۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کیا کوئی امر آج ایسا ہے جس کا علم ایک دن پہلے

خدا کو نہ ہو۔ فرمایا نہیں جو ایسا کہ خدا اس کو ذیل کے گام میں لکھا کیا جو کچھ ہو چکا ہے اور جو قیامت تک ہونے والا ہے۔

وہ سب علم الہی پر ہے فرمایا ہے شک مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے ہر بات کا اس کو علم تھا۔

۱۲۔ عَلِيُّ، عَنْ عَبْدِ، عَنْ يُوسُ، عَنْ مَالِكِ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ لَوْ عَلِمَ النَّاسُ مَا فِي الْقَوْلِ بِالْبَدَاءِ مِنْ الْأَخِيرِ مَا فَرَرُوا عَنِ الْكَلَمِ فِيهِ.

۱۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اگر لوگ جانتے کہ اقرار بداریں کتنا ثواب عظیم ہے تو وہ اس سے تعلق گفتگو کرنے سے روگردانی نہ کرتے (کیونکہ ایمان بالغیب ہے)۔

۱۳۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنْ عَبْدِ بْنِ عَمْرٍو الْكُوْنِيِّ أَخِي يَحْيَى، عَنْ مِرَازِمِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ: مَا تَنْبَأُ نَبِيٌّ قَطُّ، حَتَّى يَقْرَأَ اللَّهُ بِخَمْسِ خُصَالٍ: بِالْبَدَاءِ، وَالْمَشِيئَةِ وَالسُّجُودِ وَالْعِبُودِيَّةِ وَالطَّاعَةِ.

۱۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ کوئی نبی نہ ہی نہیں بنایا گیا اگر پانچ چیزوں کا اقرار کرنے کے بعد بدارشیت سجدہ، بندگی اور اطاعت۔

۱۴۔ وَ فِي هَذَا الْأَسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُخَبَّرٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُخَبَّرٍ، عَنْ يُوسُ، عَنْ جَهْمِ بْنِ أَبِي جَهْمَةَ؛ عَنْ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَحْبَبَ نَبِيًّا يَنْبَأُ بِمَا كَانَ مُنْذُ كَانَتِ الدُّنْيَا وَ يَمَّا يَكُونُ إِلَى انْقِضَاءِ الدُّنْيَا وَ أَحْبَبَهُ بِالْمَخْنُومِ مِنْ ذَلِكَ وَ اسْتَنْبَى عَلَيْهِ فِيمَا سِوَاهُ.

۱۴۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا نے آگاہ کیا حضرت رسول خدا کو، جب سے دنیا بنی اور جب تک ختم نہ ہوگی تمام باتوں سے اور نبوی حضرت کو وقت معین پر پہنچنے والی چیزوں سے اور مستثنیٰ کیا ماسوا کو یعنی کچھ باتیں ایسی تھیں کہ ان کا علم حضرت کو نہ دیا گیا۔

۱۵۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ الزُّرَّيْثَانِ بْنِ الصَّلْتِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ: مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا قَطُّ إِلَّا لِيُنْخَرِجَ الْخَيْرُ وَ أَنْ يُؤْمَرَ اللَّهُ بِالْبَدَاءِ.

۱۵۔ راوی کہتا ہے میں نے امام رضا علیہ السلام کو فرماتے سنا، خدا نے نہیں مبعوث کیا کسی نبی کو مگر یہ کہ



اس پر شراب کے حرام کیا اور بدار کا اس سے اقرار لیا۔

۱۶۔ الْحَسَنُ بْنُ نُحَيْبٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ عُمَرَ، قَالَ: سُئِلَ الْعَالِمُ بِمِصْرَ كَيْفَ عَلَّمَ اللَّهُ، قَالَ عَلَّمَ وَ شَاءَ وَ أَرَادَ وَ قَدَّرَ وَ قَضَى وَ أَمْنَى، فَأَمْنَى مَا قَضَى وَ قَضَى مَا قَدَّرَ وَ قَدَّرَ مَا أَرَادَ، فَعِلْمُهُ كَانَتْ الْمَشِيقَةُ وَ بِمَشِيقَتِهِ كَانَتْ الْأَرَادَةُ وَ بِأَرَادَتِهِ كَانِ التَّقْدِيرُ وَ بِتَّقْدِيرِهِ كَانِ الْقَضَاءُ وَ بِقَضَائِهِ كَانِ الْأَمْنَاءُ وَ الْعِلْمُ مُتَقَدِّمٌ عَلَى الْمَشِيقَةِ الْمَشِيقَةُ ثَانِيَةٌ وَ الْأَرَادَةُ ثَالِثَةٌ وَ التَّقْدِيرُ رَابِعٌ عَلَى الْقَضَاءِ بِالْأَمْنَاءِ، فَلِلَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى الْبَدَاءُ فِيمَا عَلَّمَ مَنْ شَاءَ، وَ فِيمَا أَرَادَ لِيَتَّقَدَّرَ الْأَشْيَاءُ، فَإِذَا وَقَعَ الْقَضَاءُ بِالْأَمْنَاءِ فَلَا بَدَاءَ فَالْعِلْمُ فِي الْمَعْلُومِ قَبْلَ كَوْنِهِ، وَ الْمَشِيقَةُ فِي الْمُنْشَأِ قَبْلَ عَيْنِهِ وَ الْأَرَادَةُ فِي الْمُرَادِ قَبْلَ قِيَامِهِ وَ التَّقْدِيرُ فِي هَذِهِ الْمَعْلُومَاتِ قَبْلَ تَفْصِيلِهَا وَ تَوْصِيلِهَا عَيْنَانَا وَ وَقَعْنَا وَ الْقَضَاءُ بِالْأَمْنَاءِ هُوَ الْمُبْرَمُ مِنَ الْمَقْعُولَاتِ ذَوَاتِ الْأَجْسَامِ الْمُنْدَكَلَاتِ بِالْحَوَاسِ مِنْ دَوَى لَوْنٍ وَ رِيحٍ وَ وَزْنٍ وَ كَيْلٍ وَ مَادَبٍ وَ دَرَجٍ مِنْ إِنْسٍ وَ حَيٍّ وَ ظَنٍّ وَ بَيِّنٍ وَ غَيْرِ ذَلِكَ مِثَالُ ذَلِكَ بِالْحَوَاسِ، فَلِلَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى فِيهِ الْبَدَاءُ بِمَخَالِغَتِ لَهْ فَإِذَا وَقَعَ الْعَيْنُ الْمَفْهُومُ الْمُنْدَكَلُ فَلَا بَدَاءَ وَ اللَّهُ يُعَلِّمُ مَا يَشَاءُ، فَبِالْعِلْمِ عَلَّمَ الْأَشْيَاءَ قَبْلَ كَوْنِهَا، وَ بِالْمَشِيقَةِ عَرَفَ صِفَاتِهَا وَ حُدُودَهَا وَ أَنْشَأَهَا قَبْلَ إِظْهَارِهَا وَ بِالْأَرَادَةِ مَيَّزَ أَنْفُسَهَا فِي الْوُجُوهِ وَ بِالتَّقْدِيرِ قَدَّرَ أَوَانَهَا وَ عَرَفَ أَوَّلَهَا وَ آخِرَهَا وَ بِالْقَضَاءِ أَبَانَ لِلنَّاسِ أَمَّا كَيْفَ وَ دَلَّاهُمْ عَلَيْهَا وَ بِالْأَمْنَاءِ فَرَّخَ عِلْمَهَا وَ أَبَانَ أَمْرَهَا وَ ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ.

۱۷۔ راوی نے پوچھا کیونکر جانا اللہ نے نظام مخلوقات کو، آیا ایجاد سے قبل علم تھا کہ بعد میں ہوا فرمایا اس نے جانا ارادہ کیا، اندازہ کیا، حکم دیا۔ اس کو جاری کیا، پس جاری کیا جس کا حکم دیا اور جو حکم دیا، اس کا اندازہ کیا اور جو اندازہ کیا وہ ارادہ کیا پس علم کے ساتھ اس کی مشیت ہے اور مشیت کے ساتھ ارادہ ہے اور ارادہ کے ساتھ اندازہ ہے اندازہ کے ساتھ حکم ہے اور حکم کے ساتھ اجرا ہے پس علم مقدم ہے مشیت پر، مشیت کا نمبر دوسرا ہے اور ارادہ کا تیسرا اور تقدیر یعنی اندازہ واقع ہوتا ہے حکم بالا اجرا پر پس خدا کے لئے بداء ہے۔ علم میں جبکہ اس کی مشیت ہو اور اس میں ارادہ کی چیزوں کے انداز کے لحاظ سے پس جب مضاف بغیر امضاء ہو تو اس میں بداء نہیں۔ پس معلوم کا علم اس کے ہونے

سے پہلے ہے شئیّت منشاء میں قبل اس کے وجود کے ہے۔ اور ارادہ مراد میں قبل اس کے قیام کے ہے اور تقدیر ان معلومات میں قبل تفصیل کے ہے اور قبل اجزاء کے ملنے کے ظاہراً اور بلحاظ وقت اور جو قضا المصفا کے ساتھ ہو وہ مستحکم ہے ان کے دوسرے امور سے جو ان صاحبان جسم سے متعلق ہوں جو حواس سے محسوس ہوتے ہیں اور جو صاحب رنگ و وزن و ناپ ہیں اور ان میں داخل ہے انس و جن، پرندہ و درندہ اور درندہ و غیرہ کا جو حواس سے ان کا ادراک ہوتا ہے تو اللہ کے لئے ان میں بدار ہوتا ہے جن کا وجود نہیں اور جب غیر مفہوم مدد کر سکا ہو تو بدار نہیں۔ خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے پس اپنے علم سے اس نے اشیاء کو جانا ان کے پیدا ہونے سے قبل اور شئیّت سے ان کی صفات کو پہچانا اور ان کے حدود و انشاء کو قبل ان کے ظاہر کرنے کے اور ارادہ سے جدا کیا ان کے نفسوں کو ان کے ایوان سے اور صفات سے اور تقدیر سے اندازہ کیا۔ ان کی روزی و رزا کا اور پہچانا گیا ان کا اول ان کے آخر سے اور قضا سے جدا کیا ان لوگوں کو ان کے امکان سے اور ان کی طرف ہدایت کی اور امصار سے ان کے اسباب کی خروج کی اور ان کے امر کو ظاہر کیا۔ یہ ہے عزیز و حکیم خدا کی تقدیر۔

توضیح :- قبل اس کے کہ ہم مسئلہ بدار پر مختصر سی روشنی ڈالیں ان اصطلاحوں کا مفہوم بیان کرنا ضروری ہے جو مذکورہ بالا احادیث میں مذکور ہیں ایجاب و کائنات سے تعلق رکھنے والی چھ چیزیں ہیں۔

اول :- علم یعنی عالم الہی میں ہر شے اپنی خلقت سے قبل تھی علم الہی بالذات ہے نقص اور زیادتی سے اس کا تعلق نہیں ملا کہ اور مخصوص بندوں کو بعض کا ختم دیا ہے بعض کا نہیں تاکہ وہ علم میں اس کے محتاج رہیں۔

دوسرے :- شئیّت یعنی خواہش نظام عالم مغلا اس نے پہلے پانی ایجاب کیا جو تمام اجسام کا مادہ ہے مبیّا کہ فرماتا ہے وجعلنا من الماء کل شیء حی اور اجسام مادہ سے اشیاء کائنات کو ایجاب کیا۔

تیسرے :- ارادہ اور شئیّت کے بعد اس پانی سے کسی دوسرے امر کے عمل میں لانے کا قصد ہے مثلاً اس پانی کو خوشگوار بنایا تاکہ اس سے اہل جنت اور اہل اطاعت کو پئے اور بعض پانی کھاری بنایا تاکہ اس سے اہل جہنم اور اہل معصیت کو پئے۔

چوتھے :- تقدیر یعنی ارادہ کی تاکید فعل دیگر کے لئے تاکہ نظام کائنات کی بنیاد قائم ہو مثلاً زمین و آسمان کا اس

طرح ایجاد کرنا کہ ان سے رات اور دن پیدا ہوں اور ان میں چھ ماہ کے دن سال میں راتوں کے ہوتے ہیں اور ماہ کی راتوں

سے چھوٹے اور ان سے چار فصلیں بنیں تاکہ ان سے لوگوں کو رزق حاصل ہو یہ ہے اندازہ الہی جس پر عمل ہو رہا ہے

پانچویں :- قضا اور اس کا تعلق نظام عالم کی بقیہ تمام چیزوں سے ہے یعنی ان سے کام لکھ بنانا، انبیاء کی بعثت



اور کتابوں کا نازل کرنا وغیرہ

چھپے :- امضا یعنی نظام عالم کا ہائی رکھنا اس وقت تک کہ اس کو فائدہ مرتب ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ اول علم الہی ہے دوسرے مذہبیت، تیسرے ارادہ، چوتھے تقدیر، پانچویں دنیا، چھٹے امضا یعنی اس عالم کو نفع و فساد میں جو امور واقع ہو رہے ہیں وہ مذکور بالا چیزوں کے تحت میں ان میں بعض کا علم دلانے اپنے بندوں کو دیا ہے بعض کا نہیں۔ پس جو امر بندوں کے علم و گمان کے خلاف نہ ہو ان کے اس کو بدلا کہتے ہیں۔

مسئلہ بداء :- یہودیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کو ایک بار ایجاد کرنے کے بعد خدا معطل ہو گیا اب وہ کچھ نہیں کرتا۔ قرآن اس کی حکایت یوں کرتا ہے یہودیوں نے کہا میرا اللہ معطل ہے ”(خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں) جو اب میں فرما رہا ہے انہیں کے ہاتھ بندھے ہیں۔ ان کی اس گفتار پر لعنت ”بن ید ابسوطان“ و بکرم اللہ کے ہاتھ تو کھلے ہوئے ہیں اس کی یوم ہولنا شاخ و برہر و اس کی ایک نئی شاخ (فلاسفہ کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا۔ عقل اول نے عقل دوم کو اسی طرح عقل حشر کی خلقت ہوئی اور وہی دنیا کا دوبار چلانے والے ہیں۔ خدا کا اب کسی کام سے تعلق نہیں۔ اسلام کے نزدیک یہ دونوں عقیدے باطل ہیں حقیقت یہ ہے کہ جو افعال انسان کے ارادہ اختیار سے متعلق ہیں خدا کا ان سے کوئی تعلق نہیں البتہ اچھے اور برے افعال کی جزا اور سزا کا تعلق اس سے ہے نیز یہ کہ ایسے ہی امور میں بداء واقع ہوتا ہے یعنی جو بات بندوں کے وہم و گمان میں نہیں ہوتی، خدا کی طرف سے وہ ظاہر کی جاتی ہے۔ علم الہی کی دو صورتیں ہیں ایک کا نام لوح محفوظ طے یعنی وہ امور جن کا علم خدا کے سوا کسی دوسرے کو ہے ہی نہیں۔ دوسرے لوح محفوظ انبات دیکھو اللہ بشار و نبوت و عندہ اس کا کتاب ہے فرشتوں اور انبیاء کا علم اسی سے متعلق ہے اس میں کئی چیزیں ہوتی رہتی ہے لیکن اس کا علم خدا کے سوا کسی دوسرے کو نہیں ہوتا یا یہ تبدیلی کسی خاص معلومت کی بنا پر کسی شرط کے تحت واقع ہوتی ہے اس شرط کا علم انبیاء اور ملائکہ کو نہیں ہوتا۔ مثلاً لوح محفوظ انبات میں ایک شخص کی عمر پچاس سال ہے ابغیار کے علم کا تعلق چونکہ اسی لوح سے ہے لہذا ایک نبی اس علم کی بشار پر کسی کو خبر دیتا ہے کہ وہ فلاں وقت مر جائے گا لیکن وہ نہیں مرنے جس کی وجہ یہ ہے کہ اس مرگ کے ساتھ علم الہی میں ایک بشر و امتی جس کا علم خدا کے سوا کسی کو نہ تھا اور وہ بشر طے ہی کہ اگر وہ شخص صدقہ دے گا تو یہ بلا ہٹ جائے گی یا صلہ رحم کرے گا تو اس کی عمر میں اتنے سال بڑھ جائیں گے چنانچہ جب یہ صورت پیش آتی ہے تو اس کو بداء کہتے ہیں اس سے ایک تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا معطل نہیں وہ اپنے علم بالذات کا اظہار کرتا رہتا ہے دوسرے یہ پتہ چلے کہ اللہ اور بندوں کے علم میں کیا فرق ہے تیسرے جس معلومت کی بنا پر بداء ہوا ہے لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچے۔ چوتھے انبیاء اس کی طرف اپنے علم میں مستلج رہیں اور یہ کہتے رہیں

وہ ہذا فی علما۔

ہمارے خدا کا علم لازم آتا ہے نہ پہلے عمل پر سمجھنا یا اپنی غلطی کا احساس کر کے اس کی اصلاح کرنا جیسے کہ حضرات  
اہلسنت نے یہ اوکا غلط مفہوم سمجھ کر ہم پر اعتراض کیا ہے معاذ اللہ ہمارے یہ مصورت ہو تو ذرا بتائیں کہ شرعیاتوں کا نہ پہلے کرنا  
کیا معاذ اللہ نہ ہمارے پر خدا نے پہلے احکام میں غلطی کی تھی امدان کی اصلاح کے لئے دوسری شریعت بھی پس جو مسلمات  
سرخ شائع میں ہوتی ہے اسی عزت کوئی مسلمات ہمارے ہوتی ہے ہمارے بہت سی شاہین قرآن میں موجود ہیں جیسے موسیٰ کے تیس  
رات کے دھسے کے بعد چالیس رات کرنا، قوم یونس پر خدا کی خبر سے کہ پھر خدا نے نہ لانا، ذبح اسمعیل کو خواب میں دکھانا  
پھر یحییٰ علیا وغیرہ۔ ہمارے کہل بحث، ہمارے رسالہ "مسئلہ ہمارے عصمت انبیاء میں دیکھو۔

## باب بست و پنجم (۲۵)

سات چیزوں کے بغیر آسمان و زمین میں کچھ پیدا نہیں ہو سکتا

(باب ۲۵)

فِي أَنَّهُ لَا يَكُونُ شَيْءٌ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا بِسَقَّةٍ

۱۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَتَحْمِيذٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ  
بْنِ عِيسَى، عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ وَتَحْمِيذٍ، عَنْ خَالِدٍ جَمِيعاً، عَنْ قُتَيْبَةَ بْنِ أَتُوبَ، عَنْ قُتَيْبَةَ بْنِ عَمَارَةَ، عَنْ  
خُرَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْكَانٍ جَمِيعاً، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام أَنَّهُ قَالَ: لَا يَكُونُ شَيْءٌ فِي السَّمَاءِ  
وَلَا فِي السَّمَاءِ إِلَّا بِهَذِهِ الْخَمْسِ: بِمَشِيئَةٍ وَإِزَازَةٍ وَقَدَرٍ وَقَضَاءٍ وَإِذْنٍ وَكِتَابٍ وَأَجَلٍ،  
فَمَنْ رَعِمَ أَنَّهُ يَقْدِرُ عَلَى نَقْضٍ وَاحِدَةٍ فَقَدْ كَفَرَ  
وَرَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ تَحْمِيذٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ قُتَيْبَةَ بْنِ عَمَارَةَ، عَنْ خُرَيْبِ بْنِ  
عَبْدِ اللَّهِ وَابْنِ مُسْكَانٍ مِثْلَهُ.

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا، آسمان و زمین میں کوئی شے بغیر ان سات خصلتوں کے ہو



نہیں سکتی، مشیت، ارادہ، قدرت، قضا، اذن، کتاب، اہل، جس کا گمان یہ ہو کہ ان میں سے کسی ایک کو توڑ دے گا تو اس نے کفر کیا۔

توضیح :- حدیث مذکور کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کا کوئی فعل خواہ زمین میں ہو یا آسمان میں نہیں ہوتا مگر ان سات صفتوں سے۔

اڈالے :- مشیت یعنی ہر امر حادث کے متعلق تدبیر ان میں بندوں کا فعل یا ترک فعل بھی داخل ہے پس سب سے پہلے مشیت باری کا تعلق خلقت آب سے ہوا۔ یہ مادہ میں سب سے پہلی چیز ہے۔

دوسرے :- ارادہ یہ کہ ایک کے بعد دوسری تدبیر ہے جو مادہ سے کسی چیز کو پیدا کرنے میں مشیت کی مددگار ہو یعنی بندوں کے دل میں فعل یا ترک کی تحریک پیدا ہونا یعنی پہلے کسی امر کی خواہش ہونا پھر اس فعل کا ارادہ۔

تیسرے :- قدرت یعنی صدور فعل سے پہلے اندازہ کرنا کی ویزا دہی کا۔

چوتھے :- قضا یعنی جس کا ارادہ کیا ہے اسے پورا کرنا۔

پانچویں :- اذن یعنی بندہ کو افعال پر قدرت دینا۔

چھٹے اور ساتویں :- کتاب و اہل یعنی تشران و قیامت یعنی قرآنی احکام کے مطابق عمل اور عمل کی جزا و

سزا قیامت۔

۲۔ وَرَوَاهُ اَيْضًا عَنْ أَبِيهِ : عَنْ ثَعْلَبِ بْنِ خَالِدٍ ، عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ عِمْرَانَ ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) قَالَ لَا يَكُونُ شَيْءٌ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِلَّا بِسَبْعٍ : بِقَضَاءٍ وَقَدَرٍ وَإِرَادَةٍ وَمَشِيئَةٍ وَكِتَابٍ وَأَجَلٍ وَإِذْنٍ ، فَمَنْ رَعَى غَيْبَ هَذَا فَقَدْ كَذَّبَ عَلَى اللَّهِ أَوْرَدَ عَلَى اللَّهِ عَقْرًا وَجَلَّ .

۲۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی چیز آسمانوں اور زمین میں نہیں ہوتی مگر سات چیزوں سے

قضا و قدر و ارادہ و مشیت اور کتاب و اہل و اذن، جو اس کے خلاف سمجھنے والا ہے اس نے اللہ پر جھوٹ بولا یا قول خدا کو رد کرنے والا بنا۔

حقیقت یہ ہے کہ الہیات کے مسائل بہت دقیق ہیں عوام کا کیا ذکر خواص کے لئے بھی سمجھنا مشکل ہے مذکورہ بالا احادیث میں جو مسات باتیں بیان کی گئی ہیں ان کے درمیان بہت باریک فرق ہے جس کو سمجھنے کے لئے بہت سے اوراق درکار ہیں۔ ہم نے چونکہ ترجمہ کی ذمہ داری لپے نہ کر شرح کی۔ لہذا جہاں جہاں زیادہ ضرورت توفیح ہوتی ہے وہاں مختصر و مفات ضرور کر دیتے ہیں اس مقام پر اتنی بات سمجھ لینی چاہیے کہ فلاسفہ اور نادقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مادہ اپنے اجزا اور خود فرام کو کے چیزوں کو ہیئت ترکیبی دیتا چلا جاتا ہے نہ اس کو کسی کے ارادہ کی ضرورت ہے نہ قضا و قدر کی۔ لہذا ان احادیث میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ دنیا کی ہر چیز یہ بتاتی ہے کہ اس میں کسی صاحب قدرت فاعل کے ارادہ و حکم، اندازہ، اور خواہش وغیرہ کو دخل ہے۔

## باب بست و ششم (۲۶)

### باب مشیت و ارادہ

#### ۱۔ (بَابُ الْمَشِيَّةِ وَالْأَرَادَةِ)

۱۔ عَلِيُّ بْنُ نُزَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُثَيْنِ بْنِ سُلَيْمَانَ الدَّبَلِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْهَاشِمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: لَا يَكُونُ شَيْءٌ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَآزَادَ وَقَضَى، قُلْتُ: مَا مَعْنَى شَاءَ؟ قَالَ: ابْتِدَاءُ الْفِعْلِ، قُلْتُ: مَا مَعْنَى قَضَى؟ قَالَ: تَنْدِيرُ الشَّيْءِ مِنْ مَخْلُوقِهِ وَغَرَبِهِ، قُلْتُ: مَا مَعْنَى قَضَى؟ قَالَ: إِذَا قَضَى أَمْرًا، قَدْ لَكَ الَّذِي لَأْمَرَهُ لَدَا

۱۔ امام موسی کاظم علیہ السلام نے فرمایا، کوئی شے نہیں ہوتی مگر جب اللہ نے چاہا، ارادہ کیا، اندازہ کیا اور حمد میں لایا، راوی کہتا ہے میں نے پوچھا مشیت کے کیا معنی ہیں فرمایا آغاز فعل یعنی تدبیر ہر حادث ہے و تدبیر اعدا، میں نے کہا ارادہ کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا وہ باقی رہنا ہے کسی چیز کے اعدا، فعل پر، میں نے کہا تقدیر کیلئے فرمایا اندازہ کرنا کسی چیز کے طول و عرض وغیرہ کا پھر میں نے پوچھا فضل کے کیا معنی ہیں وہ نے کرتا ہے کسی چیز کے



پیدا کرنے کو

٢- عَائِشَةُ بِنْتُ أَبِي هَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ بْنِ عَمِيرٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هَبِيبٍ، قَالَ: قُلْتُ لَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: شَاءَ وَأَرَادَ وَقَدَّرَ وَقَضَى، قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: وَأَحَبُّ قَالَ: لَا، قُلْتُ: وَكَيْفَ شَاءَ وَأَرَادَ وَقَدَّرَ وَقَضَى وَلَمْ يُحِبَّ؟ قَالَ: هَكَذَا خَرَجَ إِلَيْنَا.

۲۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ بندوں سے جو افعال سرزد ہوتے ہیں کیا ان میں خدا کی مشیت، ارادہ اور تضاو قدر کو دخل ہے اور آیا وہ اس کو دوست بھی رکھتا ہے فرمایا نہیں۔ راوی نے کہا جب وہ دوست ہی نہیں رکھتا تو پھر مشیت اور ارادہ کا تعلق کیوں ہے فرمایا ہم پر ایسا ہی ظاہر ہوا ہے۔

قرآن میں بہت سی آیات ہیں کہ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ افعالِ انسانی حتیٰ کہ معاصی سے بھی مشیتِ قادرِ وہ لاغفل ہے جیسے آیہ **وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَقْتُلُوكُمْ هَاهُنَا** اگر اللہ چاہتا تو وہ تمہارے قتل نہ کرتے (البقرہ) اور سورت ہود میں فرماتا ہے **نَحْنُ اَنْزَلْنَاهُ سِرَاجًا مُّهِيمًا** اگر اللہ گوارہ کرنا تم کو چاہے تو میری بصیرت تمہارے لئے مفید نہیں ہو سکتی اور سورۃ دہر اور تکویر میں فرماتا ہے۔ **وَاَشْأَدُّنَا اِلَآهًا يَشَاءُ اللّٰهُ** (تم نہیں چاہتے مگر وہی جو اللہ چاہتا ہے) لیکن معاصی کو وہ دوست نہیں رکھتا جیسا کہ فرماتا ہے۔ **لَا يُحِبُّهُ اللّٰهُ الْجَاهِلُ بِأَسْمَاءِ** (خدا برائی کے اظہار کو دوست نہیں رکھتا) اور فرماتا ہے۔ **اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ السَّوْغِيَّةَ** خدا توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

٣- علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن علي بن معبد، عن واصل بن سليمان، عن عبدالله بن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سمعته يقول: أمر الله ولم يشأ؛ ولم يأمر، أمر إبليس أن يسجد لآدم، وأن لا يسجد، ولو شاء لسجد، ونهى آدم عن أكل الشجرة، وأن يأكل منها ولو لم يشأ لم يأكل.

۳۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ نے حکم کر دیا، مگر چاہا کہ ہمیں اور کہیں چاہیے اور حکم نہیں دیا جیسے ابلیس کو سجدہ آدم کا حکم تو دیا اور چاہا کہ وہ سجدہ نہ کرے اگر وہ چاہتا کہ سجدہ کرے تو ضرور کرتا اور آدم کو درخت

ممنوعہ کھانے سے منع کیا اور چاہا کہ یہ آدم کھائیں اگر نہ چاہتا تو آدم ہرگز نہ کھاتے۔

توضیح :- مشیت کا تعلق ہر اس چیز سے ہے جو واقع ہو اور امر کا تعلق ہے طاقت سے خواہ واقع ہو یا نہ ہو۔  
بالفاظ دیگر خدا نے ابلیس کو سجدہ کا حکم دیا وہ بجا نہ لایا اور گنہگار رہا لیکن مشیت ابزدی میں گزر چکا  
تھا کہ وہ سجدہ نہ کرے گا لیکن اگر وہ چاہتا کہ ابلیس سجدہ و سرور کرے تو ابلیس کی کیا طاقت تھی کہ وہ سجدہ  
نہ کرتا اسی طرح آدم کو منع کیا ضرورت نہ کھانے سے اور یہ شمار مصالح کی بنا پر چاہا کہ کھائیں چنانچہ  
کھایا اگر وہ چاہتا کہ نہ کھائیں تو آدم کھایا نہ سکتے۔

۴۔ تَلِيهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ، عَنِ الْمُحْتَازِ بْنِ نُحَيْلٍ الْأَمْدَانِيِّ ، وَتَلِيهِ بْنِ الْحَسَنِ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ  
الْعَلَوِيِّ جَمِيعًا ، عَنِ النَّعْمِ بْنِ يَرْبُودٍ الْجُرْجَانِيِّ ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام قَالَ : إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَرَادَ أَنْ  
مُشِيئَتَيْنِ : إِذَادَةً حَتْمَ وَ إِذَادَةً عَزْمَ ، يَنْهَى وَ هُوَ يَشَاءُ وَ يَأْمُرُ وَ هُوَ لَا يَشَاءُ أَوْ مَا أَرَادَتْ أَنَّهُ نَهَى آدَمَ  
وَ رُوْحَتَهُ أَنْ يَأْكُلَا مِنَ الشَّجَرَةِ ، ذَاكَ ذَلِكَ وَلَوْ لَمْ يَشَأْ أَنْ يَأْكُلَا لَمَّا غَلَبَتْ مُشِيئَتُهُمَا مُشِيئَةَ اللَّهِ  
تَعَالَى وَ أَمَرَ إِبْرَاهِيمَ أَنْ يَتَّبِعَ إِسْحَاقَ ، وَلَمْ يَشَأْ أَنْ يَتَّبِعْهُ لَوْلَا لَمَّا غَلَبَتْ مُشِيئَةُ إِبْرَاهِيمَ  
مُشِيئَةَ اللَّهِ تَعَالَى

۳۔ روایت ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کے دو ارادے اور دو مشیتیں ہیں ارادہ ختم  
اور ارادہ عزم۔ رُوْحَتِ کرنا ہے در انحالہ اس کی مشیت ہوتی ہے اور وہ حکم دیتا ہے، در انحالہ کہ مشیت نہیں  
ہوتی کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اس نے آدم و حوا کو درخت کا ثمر کھانے سے منع کیا اور انحالہ کہ اس کی مشیت تھی اگر نہ ہوتی تو  
وہ نہ کھاتے کیونکہ ان کی مشیت، مشیت خدا پر غالب نہ آسکتی۔ نا طرح ابراہیم کو ذریعہ اسحاق کا حکم دیا لیکن ان  
کے ذریعہ میں مشیت تھی اگر مشیت ہوتی تو مشیت ابراہیم، مشیت خدا پر غالب نہیں آسکتی تھی۔  
ارادہ و مشیت متلازم ہیں لہذا اس حدیث میں ایک بیان پر اکتفا کی گئی۔

توضیحات :- ارادہ ختمی سے مراد یہ ہے کہ بندوں کو اس کے مراد کی ضد پر قدرت نہ ہو اور ارادہ عزم وہ ہے  
کہ بندوں کو خدا مراد پر قدرت ہو مصلی و مصلیہ شام مثال مشیت عزم ہے کیونکہ تعلق ختم الہی کا نہیں ہے۔ حال ہے اور یہا  
مردو لایشام مثال مشیت ختم کہ ہے اس لئے لایشام کے معنی یہ ہوں گے لایشام مردو وہ اس کا حکم چاہتا ہے اور اللہ کی





خواب کی تصدیق انھوں نے کی ہے لیکن چونکہ خدا کی شیت پر ان کی شیت غالب نہ آسکتی تھی لہذا وہی ہوا جو خدا نے چاہا۔

۵۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُعْتَبِرٍ، عَنْ دُرِّسْتِ بْنِ أَبِي مَنْصُورٍ، عَنْ فَضْلِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام يَقُولُ: شَاءَ وَ ارَادَ وَلَمْ يُجِبْ وَلَمْ يَرْمَعْ، شَاءَ أَنْ لَا يَكُونَ شَيْءٌ إِلَّا بِعِلْمِهِ وَ ارَادَ وَمِثْل ذَلِكَ وَلَمْ يُجِبْ أَنْ يُعَالَ: فَالِئِكَ ثَلَاثَةٌ وَلَمْ يَرْمَعْ لِعِبَادِهِ الْكَفَرُ.

۵۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا نے چاہا اور ارادہ کیا ہر چیز کے وقوع کا۔ لیکن بعض کو درست نہ رکھا اور بعض سے راضی نہ ہوا۔ شام کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شے نہیں ہوتی۔ مگر اس کے علم و ارادہ سے اور وہ دوست نہیں رکھتا اس بات کو کہ کہا جائے کہ وہ تین میں سے کسی ایک جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے بندوں کے کفر پر راضی نہیں۔

۶۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرِو بْنِ أَبِي نَصْرٍ قَالَ: قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام قَالَ اللَّهُ: (يَا ابْنَ آدَمَ) بِمَشِينَتِي كُنْتَ أَنْتَ الَّذِي تَشَاءُ لِقَتْلِكَ مَا تَشَاءُ وَ يَقُوتِي أَذِيَّتَ قَرَأْتَنِي وَ يَفْقَتِي قُوِيَّتَ عَلَيَّ مَعْصِيَتِي جَعَلْتُكَ سَمِعًا بَصِيرًا قُوِيًّا مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَبِمَنِّي اللَّهُ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ شَرٍّ فَبِمَنِّي تَقْبَلُ قُوِيَّتَكَ وَ ذَاكَ أَنِّي أُولَى بِحَسَنَاتِكَ مِنْكَ وَأَنْتَ أُولَى بِسَيِّئَاتِكَ مِنِّي وَ ذَاكَ أَنِّي لَا أَشْأَلُ عَمَّا أَفْعَلُ وَ هُمْ يَسْأَلُونَ.

۶۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم نے حدیث قدسی میں کہا۔ اے ابن آدم میری مشیت سے تو اس تاہل بنا کہ اپنے نفس کے لئے جو چاہتا ہے کر لیتا ہے میرے قوت دینے سے تو نے اپنے فرائض کو انجام دیا اور میری نعمتوں کی وجہ سے تو میری نافرمانی پر قوی دل بنا۔ میں نے تجھے سننے والا اور دیکھنے والا اور قوت والا بنایا۔ جو اچائیاں تجھ کو حاصل ہوئیں وہ اللہ کی طرف سے جان اور جو برائیاں تجھ سے متعلق ہوئیں ان کو اپنے نفس کی طرف سے سمجھ و تیری نیکیوں کا میں تجھ سے زیادہ مقدار ہوں تو اپنے گناہوں کا مجھ سے زیادہ مقدار ہے میں جو کچھ کرتا ہوں مجھ سے پوچھ گچھ نہیں ہو سکتی البتہ بندوں سے سوال ہوگا۔



## باب بست و شتم (۲۷)

### ابتلا و اختیار

### بابُ الْإِبْتِلَاءِ وَالْإِخْتِيَارِ.

۱- عَائِشَةُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ : عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ حَمْرَةَ بْنِ عُقْبَةَ الطَّبَّارِ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ : مَا مِنْ قَبِيضٍ وَلَا بَسْطٍ إِلَّا لِلَّهِ فِيهِ مَشِيئَةٌ وَقَضَاءٌ وَإِبْتِلَاءٌ .  
 اور فرمایا صادق آل محمد نے کسی کا حکم بجا نہ لانا اور کسی نہیں کا بسبب لانا مگر یہ کہ اس میں مشیت اور قضا و ابتلا  
 الہی کو دخل ہے دیکھ نہ وہ عصیاں پر کسی کو مجبور کر سکتے ہیں اور نہ عصیاں سے راضی ہوتا ہے چونکہ اس نے بندہ کو فاعل  
 مختار بنایا ہے جیسا کہ کچھ وہ کرنا چاہتا ہے اسے وہ روکتا نہیں دوسرے مجبور ہوجاتے ۔

۲- يَزِيدُ بْنُ أَصْحَابِنَا : عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ فَصَّالَةَ بْنِ أَيُّوبَ ، عَنْ حَمْرَةَ  
 بْنِ عُقْبَةَ الطَّبَّارِ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ : إِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ فِيهِ قَبِيضٌ أَوْ بَسْطٌ مِمَّا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَوْ  
 نَهَى عَنْهُ إِلَّا لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ الْإِبْتِلَاءُ وَالْقَضَاءُ  
 ۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ حکم خدا اور نہی خدا کے متعلق جو افعال بجالائے جاتے ہیں ان  
 میں ابتلا اور قضا الہی کو دخل ہے ۔

## باب بست و شتم (۲۸)

### سعادت و شقاوت

### بابُ السَّعَادَةِ وَالشَّقَاءِ

۱- مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ : عَنِ الْقَعْلِيِّ بْنِ شاذَانَ : عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى : عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَارِثٍ :

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّعَادَةَ وَالشَّقَاةَ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ خَلْقَهُ فَمَنْ خَلَقَهُ اللَّهُ سَعِيدًا لَمْ يَنْعُضْهُ أَتَدًا وَإِنْ عَمِلَ شَرًّا أَنْفَسَ عَمَلَهُ وَلَمْ يَنْعُضْهُ وَإِنْ كَانَ سَعِيدًا أَمْ يَجْعَلُهُ أَتَدًا وَإِنْ عَمِلَ سَالِحًا لَمْ يَنْعُضْهُ لِمَا يَسْبِقُ الْيَقِينُ قَالُوا أَلَيْسَ اللَّهُ شَيْئًا أَمْ يُولَدُ أَتَدًا وَإِلَّا أَتَدًا سَعِيدًا لَمْ يَجْعَلْ أَتَدًا

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا نے اپنی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے سعادت و عافیت (خیر) و شقاوت (عافیت بخیر نہ ہونا) کو پیدا کیا۔ جس کو سعید پیدا کیا اس سے کبھی دشمنی نہ کی اگرچہ اس نے کوئی برا کام کیا اس کے عمل سے بغض رکھا اس کی ذات سے نہیں اور جس کو شقی پیدا کیا اس کی ذات کو محبوب نہ رکھا اگر اس نے اچھا کام کیا تو اس کے کام کو تو پسند کیا لیکن اس کی ذات سے دشمنی رکھی۔ خدا جب کسی شے کو دوست رکھتا ہے تو پھر اس سے دشمنی نہیں کرتا اور جس سے دشمنی رکھتا ہے اسے کبھی دوست نہیں رکھتا اسے کبھی دوست نہیں بناتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے مثلاً کافر کو وہ دشمن رکھتا ہے پس بحالت کفر وہ کبھی اس کو دوست نہ رکھے گا چاہے وہ کیسا نیک کام کیوں نہ کرے۔ ہاں اگر اسلام قبول کرے گا تو سعادت و محبت میں بدل جائے گا۔

۲۔ عَلِيُّ بْنُ شَرِّبٍ رَفَعَهُ : عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْغَزْوَانِ : عَنْ أَبِي بَسِيرٍ قَالَ : كُنْتُ بَيْنَ يَدَيْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَالِيًا وَقَدْ سَأَلَهُ سَائِلٌ فَقَالَ : جِئْتُكَ يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ مِنْ أَيْنَ لِحَقِّ الشَّقَاةِ أَهْلُ الْمُعْصِيَةِ حَسَنِي حُكْمُ اللَّهِ لَهُمْ فِي عِلْمِهِ بِالْعَذَابِ عَلَى عَمَلِهِمْ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : أَتَيْتُكَ الشَّالُ حُكْمُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَقُومُ لَهُ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِهِ بِحَقِّهِ فَلَمَّا احْكَمَ بِذَلِكَ وَهَبَ لِأَهْلِ الْمُعْصِيَةِ الْقُوَّةَ عَلَى مَعْرِفَةِ مَوْضِعِ عَذَابِهِمْ فَقَالَ الْعَمَلُ بِحَقِّهِ مَا هُمْ أَهْلُهُ وَوَهَبَ لِأَهْلِ الْمُعْصِيَةِ الْقُوَّةَ عَلَى مَعْرِفَتِهِمْ لِيَسْبِقَ عَلَيْهِمْ فِيهِمْ وَفَضَّلَهُمْ إِلَى الْقَوْلِ مِنَ الْقَوْلِ مَا سَبَقَ لَهُمْ فِي عِلْمِهِ وَلَمْ يَقْدِرُوا أَنْ يَأْتُوا خَالًا تُجِيبُهُمْ مِنْ عَذَابِهِ لَا شَيْءَ يُلْمُهُ أُولَى بِحَقِّهِ الشَّدِيدُ وَهُوَ مَعْنَى شَاءَ مَا شَاءَ وَهُوَ سِرٌّ .

۲۔ راوی کہتا ہے میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے سوال کیا یا بن رسول اللہ اہل معصیت کو شقاوت لاحق کہاں سے ہوئی کہ خدا نے اپنے علم میں ان کے لئے بد اعمالی پر عذاب کا حکم دیا حضرت نے فرمایا اے سائل حکم خدا کسی کو اس کا حق ادا کرنے پر مجبور نہیں کرتا جب حکم دیتا ہے تو اپنے محبت والوں کو اپنی معرفت کے لئے



قوت دیتا ہے اور سخت اعمال کو ان سے ہٹا لیتا ہے اور ان کی قابلیت کے لحاظ سے تکلیف دیتا ہے اور اہل معصیت کو قوت دیتا ہے تاکہ جہنم میں اس کے علم میں گزر چکا ہے وہ صحیح ہو اور نہ ہی ان کو استطاعت قبول پا۔ تو نیک صبر پس ان کا عمل موافق ہو اس علم الہی کے جو سابق میں ان کے متعلق ہو چکا تھا اور وہ ایسے حالات پیدا کرنے پر قادر نہ ہو جو مذاب خدا سے ان کو نجات دے دیتے کہ علم الہی اولیٰ ہے حقیقت تصدیق کے لئے اور نشان اہل محبت و اہل معصیت کے لئے کیوں قرار دیئے ہیں یہ اللہ کا راز جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۲۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ الثَّوْرِيِّ عَنْ سُوَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عِمْرَانَ الْحَلَبِيِّ عَنْ مُدَالِي بْنِ عُمَرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَنْظَلَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ: يَسْلُكُ بِالْشَّعِيدِ فِي طَرِيقِ الْأَشْقِيَاءِ حَتَّى يَقُولَ النَّاسُ: مَا أَشْبَهَهُ بِهِمْ بَلْ هُوَ مِنْهُمْ، ثُمَّ يَتَذَكَّرُ الشَّعَادَةَ وَقَدْ يَسْلُكُ بِالشَّعِيِّ فِي طَرِيقِ الشُّعَدَاءِ حَتَّى يَقُولَ النَّاسُ: مَا أَشْبَهَهُ بِهِمْ بَلْ هُوَ مِنْهُمْ، ثُمَّ يَتَذَكَّرُ الشَّقَاءَ فَإِنَّ مَنْ كَتَبَهُ اللَّهُ شَعِيداً وَإِنْ لَمْ يَنْقُ مِنْ الذَّنْبِ إِلَّا أَهْوَاقُ نَاقَةٍ حَتَّمَ لَهُ بِالشَّعَادَةِ مِنْهُمْ.

۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہیں مروی سعید و شعیاء کی راہ پر گامزن ہوتا ہے اور لوگ کہنے لگتے ہیں یہ ان سے کس قدر مشابہ ہے بلکہ ان ہی میں سے ہے پھر اس کو سعادت پالیتی ہے اور شقاوت اس سے برطرف ہوجاتی ہے پس جس کو اللہ نے سعید قرار دے دیا ہے اس کا خاتمہ سعادت پر ہوگا اگرچہ دنیا کی مدت اتنی کم ہو جائے جتنی ایک اونٹنی کی دودھ دہنے کی ہوتی ہے۔

توضیح :- اس حدیث سے یہ سمجھا جائے کہ سعید و شعیاء خدا بنانا ہے ورنہ اس صورت میں بندہ مجبور محض ہو جائے گا بلکہ صورت اس کی یہ ہے کہ جس طرح کشتی نص کے گزشتہ اوقات پر نظر کرے کسی کو سعید اور کسی کو شعی کہتے ہیں اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے علم سے ہر شخص کے ان افعال کو جان لیتا ہے جو وہ زندگی میں کرنے والا ہے لہذا اسی علم کے لحاظ سے اس کو شعی و سعید کہا جاتا ہے اس علم الہی کے غلات نہیں ہو سکتا لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ علم الہی میں گور جانے کے باعث بندہ ان افعال پر مجبور ہوتا ہے علم تو اس کے تمام افعال کا نوٹ ہے جس طرح ہمارا علم کسی کے گزشتہ افعال بجا لانے کا سبب قرار نہیں پاتا اس طرح علم الہی بندہ کو اس کے نیک و بد افعال پر مجبور نہیں کرتا۔

بابِ بَست و نهم (۲۹)

خیر و شر

(بَابُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ)

١- وَعَدُّهُ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ مَجْزُوبٍ وَعَلِيِّ بْنِ الْحَكِيمِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ وَهَبٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام يَقُولُ : إِنَّ مَعَنَا أَوْحَى اللَّهِ إِلَى مُوسَى عليه السلام وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ فِي التَّوْرَةِ : إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا ، خَلَقْتُ الْخَلْقَ وَخَلَقْتُ الْحَيْرَ وَأَجْرِي عَلَى يَدَيَّ مِمَّا جِبْتُ فَلَوْ بِي إِمْنٌ أَجْرِي عَلَى يَدَيْهِ وَأَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا ، خَلَقْتُ الْخَلْقَ وَخَلَقْتُ الشَّرَّ وَأَجْرِي عَلَى يَدَيَّ مِنْ أُرِيدُهُ قَوْلٌ لِمَنْ أَجْرِي عَلَى يَدَيْهِ

۱۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اور توریت میں نازل بھی فرمایا کہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے مخلوق کو پیدا کیا اور خیر کو پیدا کیا اور اس کو جبار کیا اس شخص کے ہاتھوں پر جس کو میں دوست رکھتا ہوں پس بشارت ہو اس کے لئے جس کے ہاتھوں میں صغیر واری ہو

٢- عَدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: إِنَّ فِي بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كُتُبِهِ أُنْثَى آتَاهُ اللَّهُ إِنْ أُنْثَى، خَلَقْتُ الْعَجَبَ وَخَلَقْتُ الشَّرَّ، فَطُوبَى لِمَنْ أَجَرْتُ عَلَى يَدَيْهِ الْخَيْرَ وَقِيلَ لِمَنْ أَجَرْتُ عَلَى يَدَيْهِ الشَّرَّ وَقِيلَ لِمَنْ يَقُولُ: كَيْفَذَا وَكَيْفَذَا.

۴ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے اپنی کتابوں میں نازل فرمایا کوئی معبود نہیں میرے سوا میں نے خیر کو پیدا کیا اور میں نے شر کو پیدا کیا پس خوشخبری ہو اس کے لئے جس کے ہاتھوں پر میں نے خیر کو جاری کیا اور لوئے ہو اس پر جس کے ہاتھوں پر میں نے شر کو جاری کیا اور لوئے ہو اس پر جو کہ ایسا کیوں ہوا اور وہ کیوں ہوا



۳۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَيْسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ تَكْرِادِ بْنِ كَثَرَةَ، عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ، وَغُنْدَاكِ بْنِ الْمُؤْمِنِ، الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا، خَالِقُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ فَلَوْ بِي لِمَنْ أَجَرْتُ عَلَى يَدَيْهِ الْخَيْرَ وَوَيْلٌ لِمَنْ أَجَرْتُ عَلَى يَدَيْهِ الشَّرَّ وَوَيْلٌ لِمَنْ يَقُولُ: كَبَفَ ذَا وَكَبَفَ هَذَا؟ قَالَ يُونُسُ: يَعْشَى مَنْ يُسَكِّرُ هَذَا الْأَمْرَ يَنْفَعُهُ فِيهِ.

۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ خدا نے عز و جل نے فرمایا میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں خالق خیر و شر ہوں دے اسے جو اس پر حمد کے ہاتھوں میں شر جاری کروں اور دے اسے جو اس پر حمد اس معاملہ میں چوں چا کرے۔

یونس نے کہا۔ اور یہی حدیث ہے جو انکار کرے وہ بہ تکلف عقلمند بنتا ہے اصل میں عقلمند نہیں۔

توضیح :- مذکورہ بالا احادیث سے یہ مشہد پیدا ہوتا ہے کہ شر کا پیدا کرنے والا اور جاری کرنے والا جب خدا ہے تو پھر بندہ مجبور قرار پایا اس قسم کے دوسرے شیطانی ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام برائیوں کی جڑ شیطان کو پیدا کیا۔ لیکن اپنے بندوں کو اس کی شرارتوں سے بچنے کا حکم دیا جس سے معلوم ہوا کہ وہ شر پسند کرنے والا نہیں انسان کو اعزائے شیطانی کے ذریعہ کرنے کے لئے عقل بھی دی جو اس کا ثبوت ہے کہ شر اس کی طرف سے نہیں اس نے شیطان کو شیطان بنا یا نہیں بلکہ اپنی نافرمانی اور بد اعمالی سے وہ خود شیطان بنا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنی چیزیں پیدا کی ہیں وہ سب خیر ہیں لیکن ان کا غلط استعمال اور کسی چیز کے خواص سے ناواقف ہونا اس کے نقصان کا باعث ہو جاتا ہے اور اس کو شر کہا جانے لگتا ہے مثلاً انگور ان کے لئے بہترین غذا ہے لیکن اگر انسان اس کو شراب کی شکل میں لے کر تو یہ خیر کو شر بنا تا انسان کا کام ہے لیکن چونکہ بالواسطہ ہر شے کا تعلق قدرتِ ربانیہ سے ہے لہذا خدا نے تخلیق و ابرائے شر کو اپنی ذات کی طرف نسبت دے لی۔ خلقت شر بہ لحاظ بندوں کی اصلاح کے لئے ہے ورنہ خدا نے شر والی کوئی چیز پیدا ہی نہیں کی، نہ ہر شر ہر بار ہوں کا علاج ہے اس لئے وہ خیر ہے لیکن اس کا غلط استعمال شر ہے لیکن چونکہ نہ ہر کائنات خدا ہے لہذا ایک درجہ نسبت شر کو اس سے ہو جاتی ہے اگر خدا شر پسند ہوتا تو شر کی مذمت کیوں کرتا۔ اور اس کے بھالانے والے کو مستحق عذاب کیوں قرار دیتا۔

## باب سی ام (۳۰) الجبر والقدر والامرین الامرین

### (باب) الجبر والقدر والامرین بین الامرین

۱- عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ وَإِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِمَا رَفَعُوهُ قَالَ: كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ <sup>عليه السلام</sup> جَالِياً بِالْكُوفَةِ بَعْدَ مُنْصَرَفِهِ مِنْ سِيعِينَ إِذْ أَقْبَلَ شَيْخٌ فَجَنَّا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَخْبَرْنَا عَنْ مَسِيرِنَا إِلَى أَهْلِ الشَّامِ أَيْقَظًا مِنْ اللَّهِ وَقَدِيرًا فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ <sup>عليه السلام</sup> أَجَلُ يَأْتِيهِ مَا عَلِمْتُمْ تَلَمُّهُ وَلَا هَبْطُكُمْ بَطْنَ دَادٍ إِلَّا بِقَضَاءٍ مِنَ اللَّهِ وَقَدِيرٍ فَقَالَ لَهُ الشَّيْخُ: عِنْدَ اللَّهِ أَحْسِبُ عَنَّا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ لَهُ: مَهْ يَا شَيْخُ، قَوْلَ اللَّهِ لَقَدْ عَظَّمَ اللَّهُ الْآخِرَ فِي مَسِيرِكُمْ وَأَنْتُمْ سَافِرُونَ وَفِي مَقَامِكُمْ وَأَنْتُمْ مُقِيمُونَ وَفِي مُنْصَرَفِكُمْ وَأَنْتُمْ مُنْصَرِفُونَ وَلَمْ تَكُونُوا فِي شَيْءٍ مِنْ خَالَاتِكُمْ مُكْرَهِينَ وَلَا إِلَيْهِ مُضْطَرِّينَ فَقَالَ لَهُ الشَّيْخُ: وَكَيْفَ لَمْ تَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ خَالَاتِنَا مُكْرَهِينَ وَلَا إِلَيْهِ مُضْطَرِّينَ وَكَانَ بِالْقَضَاءِ وَالْقَدَرِ مَسِيرُنَا وَمُنْقَلَبُنَا وَمُنْصَرَفُنَا فَقَالَ لَهُ: وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ كَأَنَّ قَضَاءً حَقًّا وَقَدَرًا لَازِمًا، إِنَّهُ لَوْ كَانَ كَذَلِكَ لَبَطَلَ الثَّوَابُ وَالْبِقَابُ وَالْأَمْرُ وَالنَّهْيُ وَالرَّجْرُ مِنَ اللَّهِ وَسَقَطَ مَتْنَى الْوَعْدِ وَالْوَعِيدِ فَلَمْ تَكُنْ لَأَمَّةٍ لِلْمُذْنِبِ وَلَا نَهْمَةً لِلْمُحْسِنِ وَلَكِنْ الْمُذْنِبُ أَوْلَى بِالْإِحْسَانِ مِنَ الْمُحْسِنِ وَلَكِنْ الْمُحْسِنُ أَوْلَى بِالْمُعْذِيبَةِ مِنَ الْمُذْنِبِ يَلِكُ مَقَالَةُ إِخْوَانِ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَحُصْمَةِ الرَّحْمَنِ وَجَزْبِ الشَّيْطَانِ وَقَدِيرَتِهِ هَذِهِ الْأَمَّةُ وَمَجْزِيهَا، إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى كَلَّمَ نَخِيرًا وَنَهَى تَحْذِيرًا وَأَعْطَى عَلَى الْقَلْبِ كَثِيرًا وَلَمْ يُعْصَ مَقْلُوبًا وَلَمْ يُطْعَ مُكْرَهًا وَلَمْ يُمْلِكْ مَقْضَاً وَلَمْ يَخْلُقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بِإِغْلَا، وَلَمْ يَمَيِّتِ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ عَيْنًا، ذَلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا قَوْلُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ الشَّامِ، فَأَنْشَأَ الشَّيْخُ يَقُولُ:

أَنْتَ الْأَمَامُ الَّذِي نَرْجُو بِطَاعَتِهِ  
يَوْمَ النِّجَاةِ مِنَ الرَّحْمَنِ غُفْرَانَا



## أَوْضَحَتْ مِنْ أَمْرِ نَامَا كَانَ مُلْتَبِسًا      جَزَاكَ رَبُّكَ يَا إِخْصَانِ إِحْسَانًا

امیر المؤمنین علیہ السلام جنگ صلین سے واپسی پر ایک روز کوثر میں بیٹھے تھے کہ ایک شیخ آپ کی خدمت میں آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگا۔ اے امیر المؤمنین! مجھے بتاؤ کہ اہل شام سے مقابلہ کس لئے ہمارا جانا آیا۔ قضا و قدر الہی سے تھا حضرت نے فرمایا اہل اسے شیخ وہم نے طے نہیں کی کوئی بلندی اور نہ کوئی پستی مگر قضا و قدر الہی سے۔ شیخ نے کہا تو اے امیر المؤمنین میری اس تکلیف کا خدا سے اٹھ لے گا، فرمایا سن اے شیخ! بحمد اللہ تعالیٰ نے بڑا ثواب رکھا ہے۔ تمہارا جانے میں جبکہ تم راہ خدا میں چار کے ارادے سے چلنے والے تھے اور تمہارا قیام میں جبکہ تم دشمن کے سامنے کھڑے ہونے والے تھے اور تمہارا بازگشت میں جبکہ تم ایمان کے سائل بنے والے تھے اور تم اپنے ان تمام احکام کی ذلت کراہت کر لیالے تھے اور نہ اضطراب ظاہر کر سکتے تھے تو تمہارا یہ جانا لڑنا اور کوثر سب قضا و قدر الہی سے تھا۔ شیخ نے کہا چونکہ یہ سب خدا ہی کی طرف سے تھا اور ہم اس فعل پر مجبور تھے اور فعل اختیار نہ تھا تو ہم کیوں ہوتے ان حالات میں کسی حال میں کراہت کرنے والے اور اضطراب کرنے والے جبکہ یہ سب تحت قضا و قدر الہی تھا خواہ چلنا ہو یا ٹھہرنا یا واپس آنا۔ حضرت نے فرمایا تو کیا تیرا خیال یہ ہے کہ قضا کے معنی یہ ہیں کہ بندوں کو ان کے افعال پر مجبور کر دیا جائے اور قدر لازم ذات باری ہو جس کا کرنا خدا کے قضا و قدر اور امر و نہی اور خدا کی طرف سے نہ جبر سب محض اور وہ وہ وعید سب ماقط اور پھر گنہگار کے لئے ملامت کیسی اور نیکی کرنے والے کے لئے تعریف کیسی بلکہ گنہگار نیکو کار سے زیادہ احسان کا مستحق ہوگا اور نیکو کار گنہگار سے زیادہ عذاب کا حقدار ہوگا (کیونکہ جب کوئی فعل بندوں کے اختیار میں نہیں تو بدر کے بدلے والا خدا ہوا۔ لہذا اس بدی میں جو تکالیف دنیا میں اسے پہنچیں آخرت میں اس کا اچھا بدلہ ملنا چاہیے۔ اسی طرح نیکو کاروں کو سزا ملنی چاہیے۔

یعنی جبر کا قائل ہونا برا اور ان مفوضہ کا عقیدہ ہے اور یہ مفوضہ بت پرست ہیں اور دشمنان خدا ہیں اور شیطانی گروہ ہیں اور قدیم اس امت کے مجوس ہیں۔

توضیح: جبر فرقہ کا عقیدہ ہے کہ بندہ اپنے ہر فعل میں مرضی الہی سے مجبور ہے خدا جو چاہتا ہے بندہ وہی کرتا ہے میر تقی میر نے اسی خیال کی ترجمانی ذیل کے شعر میں کی ہے

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت بے منساری کی      چاہتے ہیں سو آپ کریں ہم کو محض بنام کیسا  
مفوضہ فرقہ کا عقیدہ ہے کہ خدا نے کافر سے اطاعت چاہا اور شیطان نے معصیت کو پس جو شیطان نے چاہا وہ ہوا اور وہ غالب رہا۔ مفوضہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا نے چند لوگوں کے سپرد اپنا کام کر کے معطل ہو بیٹھا۔

قدیہ فرقہ ہر قسم کی قدرت و تدبیر کا اپنی طرف نسبت دیتے ہیں خدا کو کسی کام میں دخل نہیں۔

قدیہ فرقہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ القدریہ مجوس ہلکوا لامۃ۔

فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ قدیہ اس امت کے محسوس ہیں یہی وہ ہیں جنہوں نے عدل کے ساتھ خدا کی تعریف کا ارادہ کیا مگر اس کی سلطنت سے اس کو خارج کر دیا انہی کے بارے میں یہ آیت ہے روز قیامت ان کو جہنم کی طرف منہ کے بل کھینچا جائے گا اور کہا جائے گا۔ جہنم کا ذائقہ کچھو ہم نے ہر شے کو صحیح انداز پر پیدا کیا ہے۔

بد شک اللہ نے مکلف بنایا ہے اس کو فاعل ہر تدبیر و صورت میں اور ذرا کر بری باتوں سے مدد ملے اور قلیل عمل پر کثیر ثواب دیا ہے اور اس کی نافرمانی اس لئے نہیں کی گئی کہ وہ مغلوب اور نہ اس کی اطاعت جبراً کرالی گئی ہے اور نہ اس نے اپنی حکومت دوسروں کے سپرد کی ہے اور نہ اس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے غلط پیدا کیا ہے اور نہ انہما کو جبراً بت دینے والے تھے مگر یہی خدا کا نوری نے غلط خیال کیا ہے پس دلوں پر ان پر جنہوں نے کفر کیا جہنم ان کے لئے ہے پس اس پر شہادت ہے دو شعر پڑھے۔

آپ امام ہیں ہم روز قیامت آپ کی اطاعت کی وجہ سے مغفرت الہی کی امید رکھتے ہیں

آپ نے ہمارے تمام شبہات دور کر دیئے خدا آپ کو جزا دے احسان کا بدلہ احسان ہی ہوتا ہے

رفع اشتباہ :- اس سفر کے شروع میں جو مضمون حدیث نقل کیا گیا ہے یہ کتاب مصافی "شرح اصول کافی" میں ہے جو نہ معلوم کس وجہ سے اصل حدیث امیر المومنین علیہ السلام اور شیخ کے درمیان داخل کیا گیا جو بالکل غیر مربوط ہے اور جس نے حدیث سابق کا سلسلہ قطع کر دیا۔

۲۔ الْحُسَيْنُ بْنُ نُفَيْهٍ عَنْ مُعَلَّى بْنِ نُفَيْهٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوُشَايَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُمَانَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْفَعْشَاءِ فَقَدْ كَذَّبَ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ دَعَمَ أَنَّ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ إِلَيْهِ فَقَدْ كَذَّبَ عَلَى اللَّهِ.

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جس نے گمان کیا کہ اللہ برائیوں کا حکم دیتا ہے تو اس نے اللہ پر جھوٹ بولا

اور جس نے یہ گمان کیا کہ خیر و شر خدا کی طرف سے ہے اس نے خدا پر جھوٹ بولا۔

۲۔ الْحُسَيْنُ بْنُ نُفَيْهٍ عَنْ مُعَلَّى بْنِ نُفَيْهٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوُشَايَ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: سَأَلْتُ فَقُلْتُ: اللَّهُ قَوْلُ مَنْ الْأَمْرُ إِلَى الْيَسَارِ؟ قَالَ: اللَّهُ أَعَزُّ مِنْ ذَلِكَ، قُلْتُ: فَجَبَّرَهُمْ



عَلَى الْمَعَاصِي؟ قَالَ: اللَّهُ أَعْدَلُّ وَأَحْكَمُ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: ثُمَّ قَالَ: قَالَ اللَّهُ: يَا ابْنَ آدَمَ، إِنَّا أَوَّلَى بِحَسَنَاتِكَ مِنْكَ وَأَنْتَ أَوَّلَى بِسَيِّئَاتِكَ مِنِّي، عَمِلْتَ الْمَعَاصِيَ بِقُوَّتِي الْيَاسِي جَعَلْنَا فِكَ

۳۔ راوی کہتے ہیں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کیا خدا نے تمام معاملات کو بندوں کے سپرد کر دیا ہے۔

فرمایا خدا کی شان اس سے بلند ہے میں نے کہا تو پھر کیا اس نے بندوں کو گناہوں پر مجبور کیا ہے۔ فرمایا وہ اس سے بڑھ کر انصاف کرنے والا اور حکم کرنے والا ہے۔ پھر فرمایا۔ خدا فرماتا ہے وحدیث قدسی اے ابن آدم میں تیری نیکیوں کا تجھ سے زیادہ مستحق ہوں اور تو اپنی برائیوں کے حق کا مجھ سے زیادہ حق دار ہے کیونکہ تو نے اس قوت کا وجہ سے گناہ کئے جو میں نے تیرے اندر قرار دیا ہے۔

۴۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مَرْثُورٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا يُونُسُ! لَا تَقُلْ بِقَوْلِ الْقَدَرِيَّةِ فَإِنَّ الْقَدَرِيَّةَ لَمْ يَقُولُوا يَقُولُ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَلَا يَقُولُ أَهْلُ النَّارِ وَلَا يَقُولُ إِبْلِيسُ فَإِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ قَالُوا: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنُتَنَبِّهَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ. وَقَالَ أَهْلُ النَّارِ: رَبَّنَا عَلَبْتَ عَلَيْنَا بِقُوَّتِنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ. وَقَالَ إِبْلِيسُ: رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ مَا أَقُولُ بِقَوْلِهِمْ وَلَكِنِّي أَقُولُ: لَا يَكُونُ إِلَّا بِمَا شَاءَ اللَّهُ وَارَادَ فَقَدَرَ وَفَضَى! فَقَالَ: يَا يُونُسُ! لَبِيسٌ هَكَذَا، لَا يَكُونُ إِلَّا بِمَا شَاءَ اللَّهُ وَارَادَ وَفَضَى! فَقُلْتُ: لَا، قَالَ: هِيَ الْعَزِيمَةُ عَلَى مَا يَشَاءُ، فَتَعْلَمُ مَا الْقَدَرُ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: هِيَ الْهَنْمَةُ وَوَضَعَ الْحُدُودَ مِنَ الْبَقَاءِ. وَ الْقَاءِ، قَالَ: مِمَّ قَالَ: وَالْقَاءُ هُوَ الْأَبْرَامُ وَإِقَامَةُ الْعَيْنِ، قَالَ: فَاسْتَأْذَنَهُ أَنْ أَقِيلَ رَأْسَهُ وَقُلْتُ: فَتَعَتْ لِي سَبِيحًا كُنْتُ عَنْهُ فِي غَفْلَةٍ.

۴۔ یونس بن عبد الرحمن نے کہا کہ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے، اے یونس قدریہ کا قول نہ کہو کیونکہ انھوں نے نہ تو اہل جنت کی سی بات کہی اور نہ اہل دوزخ کی سی اور نہ ابلیس کی سی، اہل جنت نے کہا ”حمد ہے اس ذات کے لئے“ جس نے ہم کو اپنے دین کی طرف ہدایت کی اسی اسی کہ ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت پاتے ہی نہیں اور





۶۔ علی بن ابراہیم ، عن محمد بن عیسیٰ ، عن یونس بن عبدالرحمن ، عن حفص ابن قرط ، عن ابي عبد الله علیہ السلام قال : قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم : من زعم أن الله يأمر بالسوء والفحشاء فقد كذب على الله ، ومن زعم أن الخير والشر بغير مشيئة الله فقد أخرج الله من سلطانه ومن زعم أن المعاصي بغير قوة الله فقد كذب على الله ، ومن كذب على الله أدخله الله النار

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ گمان کیا کہ اللہ برائی اور بدکاری کا حکم دیتا ہے اس نے اللہ پر جھوٹ بولا اور جس نے یہ گمان کیا کہ خیر و شر بغیر مشیت خدا ہے اس نے اللہ کو اس کی سلطنت سے طرد کر دیا اور جس نے گمان کیا معاصی بغیر خدا کی ہدی ہوئی قوت کے بے لانا ہے اس نے خدا پر جھوٹ بولا اور ایسے کا ٹھکانا جہنم ہے۔

۷۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ؛ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ : كَانَ فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْقَدَرِ وَالنَّاسِ مُجْتَمِعُونَ ، قَالَ : فَقُلْتُ : يَا هَذَا أَتَأْتُكَ ؟ قَالَ : سَلْ : قُلْتُ : يَكُونُ فِي مُلْكِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَا لَا يُرِيدُ ؟ قَالَ : فَاطْرَقَ طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيَّ فَقَالَ (لِي) : يَا هَذَا لَيْتَ قُلْتُ : إِنَّهُ يَكُونُ فِي مُلْكِهِ مَا لَا يُرِيدُ إِنَّهُ لَمَقْهُورٌ وَلَيْتَ قُلْتُ : لَا يَكُونُ فِي مُلْكِهِ إِلَّا مَا يُرِيدُ أَفَرَدْتُ لَكَ بِالْمَعَامِلِ ؟ قَالَ : فَقُلْتُ : لَا يَا أَبِي عَبْدِ اللَّهِ علیہ السلام سَأَلْتُ هَذَا الْقَدَرِيَّ فَكُنَّ مِنْ جَوَابِهِ كَذًا وَكَذًا ، فَقَالَ : لَيْتَ نَظَرَ أَمَّا أَوْ قَالَ غَيْرَ مَا قَالَ لَهْلَكَ

۷۔ راوی کہتا ہے مسجد مدینہ میں ایک شخص فساد و فتنہ کے بارے میں کلام کر رہا تھا اور لوگ اس کے پاس جمع تھے۔ میں نے کہا اے شخص میں تجھ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اس نے کہا پوچھ۔ میں نے کہا ملک خدا میں کوئی امر ایسا بھی ہو سکتا ہے جس کو وہ نہ چاہتا ہو (یعنی یہ کہ اس کی قدرت سے باہر ہو) اس نے اپنا سر جھکا لیا اور پھر سر اٹھایا اور کہا اگر میں کہتا ہوں کہ اس کے ملک میں وہ ہوتا ہے جس کو وہ نہیں چاہتا تو وہ مغلوب و مقہور و سراسر بات ہے اور اگر یہ کہتا ہوں کہ اس کے ملک میں وہی ہوتا ہے جس کا وہ ارادہ کرے تو میں نے تیرے معاصی کا اقرار کر لیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کیا کہ میں نے اس قدر سے یہ سوال کیا۔ پس اس نے ایسا جواب دیا۔ فرمایا اس نے اپنے نفس پر غور کیا اگر وہ اس کے خلاف کہتا تو مستحق جہنم ہوتا۔

۸۔ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ بْنِ الْعَتِینِ رَفَعَانِ عَنْ أَبِي طَالِبٍ الْقَسْبِيِّ عَنْ زُجَلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ علیہ السلام قَالَ: قُلْتُ: أَجَبَرَهُ اللَّهُ الْمَادَّ عَلَى الْمَعَاصِي؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَقَوَّضَ مِنْ إِيَّتِهِمُ الْأَمْرَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: قُلْتُ: فَمَاذَا؟ قَالَ: لَعَلَّ مِنْ رَبِّكَ بَيْنَ ذَلِكَ.

۸۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی نے پوچھا کیا معاصی پر خدا نے اپنے بندوں کو مجبور کیا ہے فرمایا نہیں پوچھا پھر کیا اپنا معاملہ ان کے سپرد کر دیا ہے فرمایا: یہ بھی نہیں، پوچھا پھر کیا ہے فرمایا خدا کا لطف ہے ان دونوں کے درمیان یعنی انسان مجبور ہے نہ مختار اگر بلکہ ان کے درمیان ایک منزل ہے وہ اپنے فعل کا مختار ہے لیکن اسباب فعل جیسا کرنا اس کے اختیار میں نہیں وہ اپنے کلمے دگ کو گورا نہیں بنا سکتا، اپنے لیے قد کو چھوٹا نہیں کر سکتا۔

۹۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ ثَعْلَبِ بْنِ عَيْسَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ غَيْرِ وَاجِدٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ علیہ السلام قَالَا: إِنَّ اللَّهَ أَرْحَمُ بِخَلْقِهِ مِنْ أَنْ يُجَبِّرَ خَلْقَهُ عَلَى الذُّنُوبِ ثُمَّ يَقْدِرُ بِهِمْ عَلَيْهَا وَأَنْفَ أَعَزُّ مِنْ أَنْ يُرِيدَ أَمْرًا فَلَا يَكُونُ، قَالَ: فَكُنَّا علیہ السلام هَلْ بَيْنَ الْجَبْرِ وَالْمَدْرِ مَنَزَلَةٌ ثَالِثَةٌ قَالَا: نَعَمْ أَوْسَعُ مِثْلَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ.

۹۔ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا خدا اس سے زیادہ مہربان ہے کہ وہ اپنی مخلوق کو گناہوں پر مجبور کرے اور پھر اس پر ان کو سزا بھی دے اور خدا زیادہ عزت و بزرگی والہ ہے اس سے کہ وہ کسی امر کا ارادہ کرے اور وہ نہ ہو۔ پوچھا گیا کیا جبر و تدبیر کے درمیان کوئی تیسری منزل اور ہے۔ فرمایا ہے، وہ آسمان اور زمین کی وسعت سے زیادہ ہے۔

۱۰۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ ثَعْلَبِ بْنِ عَيْسَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ علیہ السلام قَالَ: سُئِلَ عَنِ الْجَبْرِ وَالْقَدَرِ فَقَالَ: لَا جَبَرَ وَلَا قَدَرَ وَلَكِنْ مَنَزَلَةٌ بَيْنَهُمَا، فَبَيْنَا الْحَقُّ الَّذِي بَيْنَهُمَا لَا يَمْلِكُهَا إِلَّا الْإِلَهِ أَوْفَرُّ عِلْمًا بِإِثَاءِ الْعَالَمِ

۱۰۔ کسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جبر و تدبیر کے متعلق پوچھا۔ فرمایا۔ نہ جبر ہے نہ تدبیر بلکہ



ان دونوں کے درمیان ایک منفرت ہے اور وہی حق ہے نہیں جانتا اس کو مگر عالمِ یادہ جسے عالم نے تعلیم دی ہو۔

۱۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ ثِقَةٍ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنْ عَذْبَةَ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : قَالَ لَهُ رَجُلٌ : جُعِلْتُ فِدَاكَ أَجَبَّ اللَّهُ الْعِبَادَ عَلَى الْإِنْسَانِي ؟ فَقَالَ : اللَّهُ أَعْزَلُ مِنْ أَنْ يُجَبَّرَ هُمْ عَلَى الْإِنْسَانِي ثُمَّ يُعَذِّبُهُمْ عَلَيْنَا . فَقَالَ لَهُ : جُعِلْتُ فِدَاكَ فَقَوَّشَ اللَّهُ إِلَى الْعِبَادَ ؟ قَالَ : قَالَ : لَوْ قَوَّشَ إِلَيْهِمْ لَمْ يُجَبَّرْ هُمْ بِالْأَمْرِ وَالنَّهْيِ : فَقَالَ لَهُ : جُعِلْتُ فِدَاكَ فَبَيَّنَّا مَثَلَهُ ؟ قَالَ : فَقَالَ : نَعَمْ أَتَوَضَّعَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ .

۱۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کیا خدا نے اپنے بندوں کو گناہوں پر مجبور کیا ہے فرمایا جبکہ خدا عادل ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے بندوں کو معاصی پر بھی مجبور کرے اور پھر ان پر اپنا عذاب بھی نازل کرے راوی نے کہا تو کیا خدا نے ہر معاملہ کو بندوں کے سپرد کر دیا ہے۔ فرمایا۔ اگر سپرد کر دیا جاتا تو ان کے لئے امر و نہی کے بتانے کی کیا ضرورت تھی، راوی نے پھر کہا۔ ان کے لئے تیسری منزل ہے۔ فرمایا۔ وہ زمین و آسمان سے زیادہ وسیع ہے۔

۱۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ وَ غَيْرُهُ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ أَبِي نَصْرٍ قَالَ : قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ : إِنَّ بَعْضَ أَصْحَابِنَا يَقُولُ بِالْجَبْرِ ، وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ : بِالِاسْتِطَاعَةِ قَالَ : فَقَالَ لِي : اكْتُبْ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ، قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ : قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ : يَا ابْنَ آدَمَ بِمَشِيئَتِي كُنْتَ أَنْتَ الَّذِي تَشَاءُ ، وَبِقُوَّتِي أَذِيتَ إِلَيَّ فَرَأَيْتَنِي وَبِنِعْمَتِي قَوَّيْتُ عَلَى مَعْصِيَتِي ، جَعَلْتُكَ سَمِيعاً ، بَصِيراً ، مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنْ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ وَذَلِكَ أَنِّي أُولَى بِحَسَنَاتِكَ مِنْكَ وَأَنْتَ أُولَى بِسَيِّئَاتِكَ مِنْنِي وَذَلِكَ أَنِّي لَا أَسْأَلُ عَمَّا أَفْعَلُ وَهُمْ يَسْأَلُونَ ، قَدْ نَظَّمْتَ لَكَ كُلَّ شَيْءٍ تَرِيدُ

۱۲۔ راوی کہتا ہے میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے بعض اصحاب جبر کے قائل ہیں اور بعض استطاعت کے۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فرمایا امام زین العابدین نے کہا کہ

کہ خدا نے فرمایا: اے ابن آدم! میری خدیت سے تو نے کوئی چیز چاہی اور میری دی ہوئی قوت سے تو نے میرے فرائض انجام دیے اور میری نعمت کی وجہ سے تو میری معصیت پر قوی دل ہوا۔ میں نے تجھ کو سننے والا اور دیکھنے والا بنایا۔ پس جب تک تجھ سے ہوتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو بُرائی ہوتی ہے وہ میرے نفس کی طرف سے ہے۔ فوراً کر تیری نیکیوں کا میں تجھ سے زیادہ حقدار ہوں اور برائیوں کا مجھ سے زیادہ تو، مجھ سے سوال کا کسی کو حق نہیں اور بندوں سے سوال ہو گا جس بات کا اتواران کرتا ہے اس کا انتظام میں کرتا ہوں۔

۱۲۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ : عَنْ حُسَيْنِ بْنِ قُتَيْبٍ : عَنْ ثَمَرِ بْنِ يَحْيَى : عَنْ حَدَّثَهُ : عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : قَالَ : لَأَجْبِرَنَّ وَلَا تُجْبَرُ بِي وَلَا لِيَنَّ وَلَا يَنْ لِي : قَالَ : قُلْتُ : وَمَا أَمْرُ بَيْنَ أَهْرَبَيْنِ : قَالَ : مِثْلُ ذَلِكَ رَجُلٌ رَأَى عَلَى مَعْصِيَةٍ قَسِيْبَةٍ فَلَمْ يَنْتَفِزْ كَذَلِكَ فَقَعَلَ تِلْكَ الْمَعْصِيَةَ فَلَبَسَ خَبْثٌ لَمْ يَقْبَلْ مِنْكَ فَتَرَكْنَاهُ كُنْتَ أَنْتَ الَّذِي أَمَرْتَهُ بِالْمَعْصِيَةِ .

۱۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نہ جبر ہے نہ تفویض۔ بلکہ ایک امر ہے ان دونوں امور کے درمیان، مادی نے پرچھا۔ وہ کیا امر ہے فرمایا اس کی شکل ہے کہ ایک شخص معصیت پر آمادہ تھا کہ اسے پاس آیا۔ تم نے اس کو باز رکھنا چاہا۔ وہ باز نہیں آیا۔ تم نے اسے چھوڑ دیا۔ اس نے ہر بُرائی کر ڈالی اور تمہاری بات نہ سنی تو کیا اس صورت میں یہ کہا جائیگا کہ تم نے اسے معصیت کا حکم دیا۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تو اپنے احکام کے ذریعہ سے بُرے کاموں سے روکنا چاہتا ہے لیکن جبر سے نہیں پس جو بندہ گناہ سے باز نہیں آتا تو اس کا الزام خدا پر کیا۔

۱۴۔ عَدَّةٌ مِنْ أَتْبَاعِنَا : عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِيِّ : عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْعَلَمِ : عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِبٍ : عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : قَالَ : إِنَّهُ أَوْفَرُهُ مِنْ أَنْ يُكَلِّفَ النَّاسَ مَا لَا يُطِيعُونَ وَهُوَ أَغْرُ مِنْ أَنْ يَكُونُ فِي سُلْطَانِهِ مَا لَا يُرِيدُ .

۱۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ کی شان اس سے بزرگ ہے کہ وہ لوگوں کو ایسے امر کی تکلیف دے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے اور یہ امر عزت باری تعالیٰ کے خلاف ہے کہ اس کی حکومت میں کوئی ایسا کام ہو جس کو وہ نہیں چاہتا۔



## باب سی ویم (۳۱) الاستطاعة

### (باب الاستطاعة)

۱۔ عَلِيُّ بْنُ ابْنِ اَبِيهِمُ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَسْبَاطٍ قَالَ :  
سَأَلْتُ اَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا عَنِ الْاِسْطِطَاعَةِ فَقَالَ : يَسْتَطِيعُ الْعَبْدُ بَعْدَ اَزْمَةٍ خِصَالُهُ أَنْ يَكُونَ مُعْطَى  
الْتَرَبِ : مَحْبُوعِ الْجَنِّمِ : سَلِيمِ الْخَوَارِجِ لَهُ سَبَبٌ وَارِدٌ مِنْ اللَّهِ قَالَ : قُلْتُ : جُيُوتُ فِذَاكَ فَيَسِّرُ لِي هَذَا قَالَ :  
أَنْ يَكُونَ الْعَبْدُ مُعْطَى التَّرَبِ ، مَحْبُوعِ الْجَنِّمِ ، سَلِيمِ الْخَوَارِجِ يُرِيدُ أَنْ يَزِيَنِي فَلَا يَجِدُ امْرَأَةً ثُمَّ  
يَجِدُهَا ، فَاِمَّا أَنْ يَتَعَيَّمَ نَفْسَهُ فَيَسْتَعِجَّ كَمَا فَتَحَ يُونُسُ مَقْعَهُ اَوْ يُخَافِي يَتَنَفَّسُ وَتَبْنِ اِرَادَتُهُ فَيَزِيَنِي فَيَسْتَسِي  
رَانِيَا وَلَمْ يَطْلُعْ اِنَّهٗ بِاَكْرَاهٍ وَلَمْ يَتَعَيَّدْ بِفَلَقِهِ .

۱۔ راوی کہتے ہیں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا استطاعت سے کیا مراد ہے فرمایا بندہ چار صفتوں  
سے مستطیع ہوتا ہے اول راہ عمل مزاحمت سے خالی ہو دوسرے اس کا بدن عیب سے خالی ہو۔ جیسے بیماری کی حالت میں  
آدمی پورا کام نہیں کر سکتا تیسرے اسباب و آلات میں کمی نہ ہو جیسے مال وغیرہ کا کم ہونا) چوتھے خشیت الہی کا  
اس سے تعلق ہونا۔

راوی نے کہا۔ میں آپ پرندا ہوں اس کی توضیح کیجئے فرمایا اگر کوئی بندہ بغیر مزاحمت کے ہو، صبح و جسم پر  
اور اعضاء درست ہوں اور وہ زنا کا ارادہ کرے مگر عورت نہ ملے پھر اگر مل جائے تو اس کا نفس اپنے کو بچانے کی طرف  
متوجہ ہو پس وہ رک جلتے جیسے یوسفؑ رک گئے تھے یا اس کے اور اس کے ارادہ کے درمیان خلل پیدا ہو جائے  
یعنی تو نین الہی اور خشیت الہی اس کے ساتھ نہ ہو اور زنا کرے تو اس کو زانی کہا جائیگا۔ در صورت اپنے کو بچانے کے  
لئے اس نے اطاعت خدا پر مجبور ہو کر نہیں کی اور در صورت معصیت اس نے خدا پر ظہر نہیں پالیا۔

۲۔ تَمَّ بِنُ يَحْيَى وَعَلِيُّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا . عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قَبْرِ . عَنْ عَائِي بْنِ الْخَكِيمِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ جَمِيعًا . عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَحْرَةِ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام عَنِ الْأَسْطِطَاعَةِ ، فَقَالَ : أَسْتَطِيعُ أَنْ تَعْمَلَ مَا لَمْ تَكُنْ ؟ قَالَ : لَا . قَالَ : فَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُشْبِي عَمَّا قَدْ كُنْ ؟ قَالَ : لَا . قَالَ : فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام : فَمَنْ أَنْتَ مُسْتَطِيعٌ ؟ قَالَ : لَا أَدْرِي . قَالَ : فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام : إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ خَلْقًا فَجَعَلَ فِيهِمْ آلَةَ الْأَسْطِطَاعَةِ ثُمَّ لَمْ يُعَفِّ مِنْ إِيَّاهُمْ ، قَالُوا مُسْتَطِيعُونَ لِأَيْدِيهِمْ وَقَدْ أَعْمَلُوا مَعَ الْفِعْلِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ الْفِعْلَ ، فَإِذَا لَمْ يَفْعَلُوهُ فِي مُلْكِهِ لَمْ يَكُونُوا مُسْتَطِيعِينَ أَنْ يَفْعَلُوهُ فَعَلًا لَمْ يَفْعَلُوهُ ، لِأَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَعَزُّ مِنْ أَنْ يُضَادَّهُ فِي مُلْكِهِ أَحَدٌ . قَالَ الْبَصْرِيُّ : قَالَتِ السُّمَّاءُ مَجْبُورُونَ ؟ قَالَ : لَوْ كَانُوا مَجْبُورِينَ كَانُوا مُعَذَّوْرِينَ . قَالَ : فَقَالَ مَنْ إِيَّاهُمْ ؟ قَالَ : لَا . قَالَ : فَمَا هُمْ ؟ قَالَ : عَلِمَ مِنْهُمْ فَعَلًا فَجَعَلَ فِيهِمْ آلَةَ الْفِعْلِ فَإِذَا فَعَلُوا كَانُوا مَعَ الْفِعْلِ مُسْتَطِيعِينَ . قَالَ الْبَصْرِيُّ : أَشْهَدُ أَنَّهُ الْحَقُّ وَأَنَّكُمْ أَهْلُ بَيْتِ النَّبِيِّ وَالْإِسْلَامِ

۷۔ علی بن حکم اور عبد اللہ بن یزید سے بصرہ کے ایک شخص نے کہا میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ استطاعت سے کیا مراد ہے امام علیہ السلام نے فرمایا کیا تو اس پر قدرت رکھتا ہے کہ وہ عبادت بصورت ادا کرے جو زمانہ ماضی میں تجھ سے قضا ہو گیا ہے اس نے کہا نہیں حضرت نے فرمایا کیا تو اس پر قدرت رکھتا ہے اس بات پر کہ اپنے کو باز کرے اس معصیت سے جو تو کر چکا ہے زمانہ ماضی میں اور دور کرے زمانہ ماضی کی معصیت کو اس نے کہا نہیں پھر فرمایا پھر تجھے قدرت کب حاصل ہوئی اس نے کہا نہیں جانتا۔

فرمایا حضرت نے کہ خدا نے جن لوگوں کو مکلف بنایا ہے تو آلات استطاعت بھی دیئے ہیں تاکہ وہ فعل عمل میں لائے جس کا مکلف بنایا گیا ہے یہ استطاعت وقت فعل سے متعلق ہے نہ کہ اس کو کئی اختیار سپرد کر دیئے گئے ہوں پس لوگ قدرت رکھتے ہیں وقت فعل جبکہ وہ فعل عمل میں لایا جائے۔ نہ قبل فعل نہ بعد فعل۔ بلکہ یہ استطاعت صرف وقوع فعل کے وقت ہے۔

پس اگر امر مکلف بہ کو بجا نہ لائے تو وہ صاحب استطاعت نہ کہا جائے گا کیونکہ فعل کا اظہار نہ ہو پایا جیسا کہ موسیٰ سے خضر نے کہا ”ایک لڑکے سے میرا“ کیونکہ صبر کا وقت وقوع فعل اظہار نہ ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ بلند و



جو تر ہے اس سے کہ ملک میں کوئی ضد بن کر رہے یعنی جس کو وہ نہ چاہے وہ امر واقع ہو اس صورت میں اس کی سلطنت ضعیف ہو جائے گی۔

بصری نے کہا کہ اس صورت میں تو لوگوں کا مجبور ہونا لازم آئے گا۔ فرمایا اگر مجبور قرار دیے گئے تو پھر وہ قابل معافی ہونے چاہئیں۔ اس نے کہا اگر مجبور نہیں تو پھر تفویض ہے۔ فرمایا ایسا بھی نہیں کہ خدا اپنے اختیار کو ہٹا دے۔ اس نے کہا تو لوگوں کے لئے کیا صورت ہوگی جبکہ یہ جبر ہے۔ تفویض فرمایا۔ خدا کے حکم میں یہ بات تھی کہ فلاں شخص عمل کرے گا بجز خدا نے لوگوں کے لئے عمل کرنے کا سامان فراہم کر دیا پس اگر انھوں نے کوئی کام کرنا چاہا تو اس کی استطاعت ان میں موجود تھی بصری نے کہا کہ یہ حق ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اہلبیت نبوت و رسالت سے ہیں۔

۲۔ "عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زَيْنَادٍ، وَعَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَنُوحَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ جَمِيعًا، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ صَالِحِ النَّخَعِيِّ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ لِبُلَيْدٍ مِنَ الْأَشْطَاعَةِ ثِيَابٌ؟ قَالَ: فَقَالَ لِي: إِذَا قَعَلُوا الْفِعْلَ كَانُوا مُسْتَطْعِمِينَ بِالْأَشْطَاعَةِ الَّتِي جَمَلَهَا اللَّهُ فِيهِمْ. قَالَ: قُلْتُ وَمَا هِيَ؟ قَالَ: الْآلَةُ بِمِثْلِ الرَّأْيِ إِذَا رَأَى كَانُ مُسْتَطْعِمًا لِلرَّأْيِ نَاهٍ حِينَ رَأَى وَلَوْ أَتَى تَرَكَ الرَّأْيَ نَاهٍ وَلَمْ يَزِنْ كَانُ مُسْتَطْعِمًا لِلرَّأْيِ إِذَا تَرَكَ. قَالَ: ثُمَّ قَالَ: لَيْسَ لَهُ مِنْ الْأَشْطَاعَةِ قَلِيلٌ وَلَا كَثِيرٌ وَلَكِنْ مَعَ الْفِعْلِ وَالتَّرْكِ كَانُ مُسْتَطْعِمًا. قُلْتُ: فَعَلَى مَاذَا يُعَذِّبُهُ؟ قَالَ: بِالْحُجَّةِ الْبَالِغَةِ وَالْآلَةِ الَّتِي زَكَّبَ فِيهِمْ، إِنَّ اللَّهَ لَمْ يُجْزِ أَحَدًا عَلَى مَقْصِدٍ وَلَا أَرَادَ حَتْمَ الْكُفْرِ مِنْ أَحَدٍ وَلَكِنْ حِينَ كَفَرَ كَانَ فِي إِزَادَةِ اللَّهِ أَنْ يَكْفُرَ، وَهُمْ فِي إِزَادَةِ اللَّهِ وَفِي عِلْمِهِ أَنْ لَا يَصْبِرُوا إِلَى شَيْءٍ مِنَ الْخَيْرِ. قُلْتُ: أَرَادَ مِنْهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا؟ قَالَ: لَيْسَ هَكَذَا أَقُولُ وَلَكِنِّي أَقُولُ: عَلِمَ أَنَّهُمْ سَيَكْفُرُونَ، فَأَرَادَ الْكُفْرَ لِعِلْمِهِ فِيهِمْ وَلَيْسَتْ هِيَ إِزَادَةُ حَتْمٍ إِنَّمَا هِيَ إِزَادَةُ اخْتِيَارٍ

۳۔ صالح نسلی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کیا بندوں میں کوئی کام کرنے کی استطاعت ہے۔

فرمایا جب وہ کوئی کام کرتے ہیں تو وہ اس کے کرنے پر قدرت رکھتے ہیں اور یہ خدا کی دی ہوئی طاقت ہوتی ہے ان کے اندر۔ میں نے کہا اس کی صورت کیلئے ہے۔ فرمایا ننانا کی طرح ہے جب کوئی رونا پر آمادہ ہو تو رونے کے وقت اس میں قدرت نہ رہا ہوتی

ہے ادا کردہ زنا ترک کرے تو اس کے ترک کی بھی قدرت ہوتی ہے (لیکن نہ وہ مجبور محض ہے ادا نہ بالکلہ مختار)۔  
پھر فرمایا۔ قبل فعل کسی کو قدرت حاصل نہیں ہوتی۔ چلے وہ کام کم ہو یا زیادہ لیکن فعل کے فاعل یا ناکم ہونے  
کی صورت میں استطاعت ہوتی ہے۔ کلیہ ہر حالت میں نہیں نہ قبل نہ بعد، جو کچھ ہے وہ تحت مشیت الہی ہے اس  
کے دائرہ قدرت سے باہر نہیں۔

میں نے کہا جب بندہ کو اختیارات اور قدرت ہی نہیں تو خدا ان کو ظراب کیوں دیتا ہے اس لئے کہ اس  
نے انبیاء و مرسلین کے ذریعہ ہر نیک و بد کو سمجھا دیا ان کو گناہ اور ترک گناہ پر قدرت بھی دے دی اور معصیت  
پر کسی کو مجبور بھی نہیں کیا۔ خدا کے علم و ارادہ میں یہ بات اہلکے ہے کہ فلاں فلاں لوگ نیک کی طرف گئے ورنہ نہیں میں  
نے کہا تو خدا نے ان کے کفر کا ارادہ کیا۔ فرمایا۔ میں یہ تو یہ کہتا ہوں کہ یہ بات اس کے علم میں تھی کہ فلاں لوگ کفر  
کریں گے تو اس نے اپنے اس علم کی وجہ سے اپنے ارادہ کو ان کے کفر سے متعلق کیا۔ لیکن یہ  
ارادہ حتمی نہیں بلکہ اختیاری ہے یعنی اس کفر کو ان پر لازم نہیں قرار دیا بلکہ کفر اختیار کرنا یا نہ کرنا لوگوں کے اختیار میں  
تھا پس جو بات اس کے علم میں پہلی تھی اس کے مطابق اس کا ارادہ ہوا۔

عَنْ عَبْدِ بْنِ رَزَاةٍ قَالَ : حَدَّثَنِي حَمْرَةُ بْنُ خُثْرَانَ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام عَنِ الْإِسْطِطَاعَةِ فَلَمْ  
يُجِبْنِي فَتَحَلْتُ عَلَيْهِ دَخَلَةً أُخْرَى . فَقُلْتُ : أَصْلَحَكَ اللَّهُ إِنَّهُ قَدْ وَقَعَ فِي قَلْبِي مِنْهَا شَيْءٌ لَا يُخْرِجُهُ  
إِلَّا شَيْءٌ أَسْمَعُهُ مِنْكَ . قَالَ : فَإِنَّهُ لَا يُصْرُكَ مَا كَانَ فِي قَلْبِكَ . قُلْتُ : أَصْلَحَكَ اللَّهُ إِنِّي أُنَوِّلُ :  
إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمْ يُكَلِّفِ الْعِبَادَ مَا لَا يَسْتَطِيعُونَ وَلَمْ يُكَلِّفْهُمْ إِلَّا مَا يَطِيعُونَ وَإِنَّهُمْ : يَسْتَمُونَ  
شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ إِلَّا بِإِزَادَةِ اللَّهِ وَمَشِيئَتِهِ وَقَضَائِهِ . قَالَ : فَقَالَ : هَذَا دِينُ اللَّهِ الَّذِي أَنَا عَلَيْهِ وَ  
آبَائِي ، أَوْ كُنَّا قَالِ

۴۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔ استطاعت کیا ہے حضرت نے جواب دیا میں  
دوسری بار پھر حاضر خدمت ہوا اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو حفظ و امان میں رکھے۔ میرے دل میں ایک خیال ہے جو اس وقت  
دل سے دودن ہوگا جب تک آپ سے جواب نہ سن لوں۔ فرمایا جو دوسرے طریق ہیں ہے تجھے ضرر نہ پہنچائے گا میں نے کہا



میں تھا جو خدا نے اپنے بندوں کو تکلیف نہیں دی اس امر کی جس پر وہ قدرت نہیں رکھتے اور نہیں تکلیف دی مگر کسی چیز کی جس کی وہ طاقت رکھتے ہیں اور یہ کہ وہ نہیں کرتے وہی مگر وہی جو اللہ کرتا ہے ارادہ اور اس کی مشیت ہو، ہے اور قضا و قدر ہو فرمایا۔ یہی اللہ کا دین ہے جس پر میں بھی ہوں اور میرے کہا بھی تھے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کے افعال میں مختار بنایا ہے پس جو کچھ وہ کرنا چاہتا ہے یا نہیں کرنا چاہتا **توضیح :-** خدا اس کو فعل یا ترک فعل پر قدرت دیتا ہے تاکہ وہ ارادی سے بحال سکے ورنہ بندہ کو اپنی مجبوری کا فائدہ نہ لایا لیکن یہ اختیار انسان کو صرف وقت فعل دیا جاتا ہے نہ قبل و بعد جو پہلے ہو چکا وہ اس کو آگے نہیں لاسکتا اور جو آگے ہونے والا ہے اس کو حال میں کر دکھانے کی اس میں طاقت نہیں۔ اس کے ہر عمل سے ارادہ الہی کا تعلق اس بنا پر ہو جاتا ہے کہ اگر وہ کسی عمل کے لئے اس کے اسباب فراہم نہ کرے تو بندہ مجبور ہو کر رہ جائے لیکن اس سے حرکت فی الامن لازم نہیں آتی۔

## باب سی و دوم (۳۳) بیان و تعریف و لزوم حجّت

۰ (باب) ۰

### (الْبَيَانُ وَالتَّعْرِيفُ وَلزُومُ الْحُجَّةِ)

۱۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى وَعَمْرٍو، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ جَعْبِلِ بْنِ ذَرَّاجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي الطَّبَّارِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ اخْتَجَّ عَلَى النَّاسِ بِمَا آتَاهُمْ وَعَنْ قَوْمٍ مُحَمَّدٌ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْقُتَيْبِ بْنِ شَادَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ جَعْبِلِ بْنِ ذَرَّاجٍ مَثْلَهُ

از فرمایا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ خدا نے اپنے بندوں پر حجت تمام کی ہے دو چیزوں سے اقل اپنی نعمتیں جو اس کو دی ہیں اور دوسرے اپنے انبیاء و مرسلین کے ذریعے ہدایت کر کے۔

۲۔ عَنْ ثَابِتِ بْنِ يَحْيَى وَغَيْرِهِ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ عَنِ أَبِي عُمَيْرٍ ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ : قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : الْمَعْرِفَةُ مِنْ مَنِّ مَنِّ هِيَ ؟ قَالَ : مِنْ مَنِّ اللَّهِ ، لَيْسَ لِلْعِبَادِ فِيهَا مَنٌّ .

۲۔ راوی کتاب ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا معرفت (اللہ رسول و امام) کا تعلق کس کی تدبیر سے ہے فرمایا تدبیر الہی سے ہے بندوں سے تعلق نہیں، یعنی اسباب معرفت وہ ہیں اگر کہے ہیں ان کی بات سے ایسا اور مسلمان کی بخت سے اس کے بعد بندوں کا فرض ہے کہ وہ معرفت حاصل کریں۔

۳۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا . عَنْ أَحْمَدَ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ حَالِدٍ ، عَنِ ابْنِ فَضَالٍ ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ ، عَنْ حَمْرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ الطَّنَّازِ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ : « ذَٰلِكَ كَانَ اللَّهُ يُبَيِّنُ قَوْمًا بِمَدِّ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّىٰ يَبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَنَبَّهُونَ ، » قَالَ : حَتَّىٰ يَمُرَّ قَبَهُمُ مَا يُرْجَبُ وَمَا يُسْخَطُ ، وَفَالِ : « فَالْتَمَسْنَا فُحُومَهَا وَفَعُولِيَّاهَا » قَالَ : بَيْتٌ لِي مَا نَأْتِي وَمَا نَتْرُكُ ، وَفَالِ : « إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا » قَالَ : عَرَفْنَاهُ ، إِمَّا آخِذًا وَإِمَّا تَارِكًا ، وَعَنِ الْقَوْلِ : « وَأَمَّا تَمُودَ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْبَدْيِ » قَالَ : عَرَفْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْبَدْيِ وَهُمْ يَعْرِفُونَ . وَفِي رِوَايَةٍ : يَبَيِّنُ لَهُمْ .

۳۔ ثَعْلَبَةُ بْنُ مَيْمُونٍ نے حمزہ بن محمد طیار سے اور انھوں نے پوچھا امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس قول خدا کے بارے میں اللہ کسی قوم کو اس کی ہدایت کے بعد گمراہ نہیں کرتا حتیٰ کہ وہ انھیں ان چیزوں کو بتادے جن سے وہ پرہیز کریں۔ یہاں تک کہ خدا معرفت کرادیتا ہے ان چیزوں کی جن سے وہ راضی ہوتا ہے اور جن سے ناراض ہوتا ہے اور فرمایا (آیہ) پس الہام کر دیا اس نے نفس پر اس فجور و تقویٰ کو، فرمایا۔ ظاہر کر دیا کہ اسے کون ہے اور کیا چھوڑتا ہے۔

اور فرمایا (آیہ) ہم نے ہدایت کی اسے راہِ دین کی، اب وہ چاہے شکر گزار ہو۔ چاہے کفر کرے۔ فرمایا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے اسے معرفت کرادی اس چیز کی جسے لینے والا ہے اور جسے چھوڑنے والا ہے۔



اور اس آیت کے متعلق قوم تمود کو ہم نے ہدایت کی۔ پس انھوں نے ہدایت پر گمراہی کو دوست رکھا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے ان کو معرفت کرا دی تھی لیکن ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی اختیار کی۔ وہ انھوں نے اسے وہ ہدایت کی معرفت حاصل کر چکے تھے۔

عَنْ عَلِيٍّ بْنِ اِبْنِ اَبِي نَجْمٍ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ اَبِي اَبِي بَكْرٍ ، عَنْ خَمْرَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ ، عَنْ اَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : وَاعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ تَعَذُّبًا لَّيِّنًا وَالْحَزَنَ وَالْشَّرَّ قَالَ : تَعَذُّبًا لَّيِّنًا وَالْحَزَنَ وَالْشَّرَّ

۴۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے (آیہ) ہم نے دونوں راستے دکھا دیئے یعنی خیر و شر۔

وَبِهَذَا الْاِسْنَادِ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنْ حَمَّادٍ ، عَنْ عَبْدِ الْاَعْلَى قَالَ : قُلْتُ لَآبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَّيْكَ اللَّهُ هَلْ جُعِلَ فِي النَّاسِ اَدَمَةٌ يَأْتُونَ بِهَا الْمَعْرِفَةَ ؟ قَالَ : قُلْتُ لَا ، قُلْتُ قَبْلُ كَلِمَتَا الْمَعْرِفَةِ ؟ قَالَ : لَا ، عَلَى اللَّهِ الْبَيِّنُ . لَآبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَقَالِبًا اِلَّا مَا اَنَا هَا ، قَالَ : وَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِهِ : وَوَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا مَّا هَدَاهُمْ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ ، قَالَ : حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَرْغَبُونَ وَمَا يَتَّقُونَ

۵۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا خدا آپ کی محافظت کرے کیا خدا نے آدمیوں میں سے ایسے آلات و اسباب پیدا کئے ہیں کہ وہ ان سے معرفت حاصل کریں فرمایا نہیں۔ میں نے کہا پھر تکلیف معرفت کیوں دی گئی۔ فرمایا اللہ پر امور معرفت کا بیان لازم ہے وہ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا بلکہ اتنی ہی دیتا ہے جس کو برداشت کر سکے۔

سادہی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ اللہ ہدایت کے بعد کسی قوم پر ظلم نہیں کرتا۔ فرمایا۔ وہ ان کو معرفت کرا دیتا ہے اس بات کی کہ اس امر کی رضا کا باعث ہے۔

وَبِهَذَا الْاِسْنَادِ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنْ سَعْدَانَ رَفَعَهُ ، عَنْ اَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : اِنَّ اللَّهَ لَمْ يُعِمْ عَلٰى عَبْدٍ نِعْمَةً اِلَّا وَقَدْ اَلَزَمَهُ فِيهَا الْحُجَّةَ مِنَ اللَّهِ ، فَمَنْ مَعَ اللَّهِ عَلَيْهِ فَجَعَلَهُ قَوِيًّا فَجَعَلَهُ عَلَيْهِ

الْقِيَامُ بِمَا كَلَّمَهُ وَاجْتِنَالُ مَنْ هُوَ دُونُهُ وَمَنْ أَوْضَعَتْ يَدَايُكَ وَمَنْ مَنَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَجَعَلَهُ مَوْشَىٰ عَلَيْهِ  
فَحَجَّجْتُهُ عَلَيْهِ مَالَهُ ثُمَّ تَنَاهَيْتُهُ الْقُرَاءَ بَعْدَ يَتَوَاتَرِهِ ، وَمَنْ مَنَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَجَعَلَهُ شَرِيفاً فِي بَيْتِهِ ،  
جَمِلاً فِي صُورَتِهِ فَحَجَّجْتُهُ عَلَيْهِ أَنْ يَحْمَدَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَىٰ ذَلِكَ ، وَأَنْ لَا يَسْتَطَاعَ عَلَىٰ غَيْرِهِ ، فَيَمْتَنِعَ  
حُقُوقُ الْمَنَاءِ لِجَلَالِ شَرَفِهِ وَجَمَالِهِ

۶۔ فرمایا امام علیہ السلام نے اگر خدا اپنے بندہ کو نعمت دیتا ہے تو اس پر اپنی حجت تمام کرتا ہے تاکہ وہ صحیح طریقہ سے استعمال کرے۔ پس جس کو اس نے اپنے احسان سے قوی بنایا تو اس پر لازم قرار دیا کہ وہ اپنے کم طاقت والے اور ضعیف کا بوجھ اٹھائے ، اور جس کو مالدار بنایا اس پر لازم قرار دیا کہ وہ فقراء کی مدد کرے اور جس کو اپنے احسان سے اس کے خاندان کو عزت والا بنایا۔ اچھی صورت عطا کی تو اس کے لئے لازم ہوا کہ اس پر خدا کی حمد کرے اور کسی پر ظلم نہ کرے۔ کمزوروں کے حق کو روکے نہیں۔ اپنے شرف و جمال کے وقت

## باب سی و سویم (۳۳)

### تمتہ باب سابق

۵ (بَابُ)

( اِخْتِلَافِ الْحُجَّةِ عَلَى عِبَادِهِ )

۱۔ 'عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَتْبَابٍ ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ  
رُؤَسَ ابْنِ أَبِي مَنْصُورٍ ، عَنْ حَذَّائِهِ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : سِتَّةُ أَشْيَاءَ لَيْسَ لِلْعِبَادِ فِيهَا  
مُنْعٌ : الْمَعْرِفَةُ وَالْجَهْلُ وَالزُّنُوحُ وَالْفُضْبُ وَالنُّوْمُ وَالْبَقِظَةُ

۱۔ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے چھ چیزیں ہیں جن میں بندوں کی تدبیر کو دخل نہیں ، معرفت ، جہالت ، رفا ، غضب ، سونا اور جاگنا۔



## باب سی و چہارم (۳۴) مخلوق پر خدا کی حجتیں

۱۔ (بَابُ حُجَجِ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ)۔

۱۔ ثَعْلَبَةُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ ثَعْلَبِ بْنِ الْحُسَيْنِ ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبٍ الْمَخَامِلِيِّ ، عَنْ دُرُسْتِ بْنِ أَبِي مَنْصُورٍ ، عَنْ بَرِيدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ : لَيْسَ لِلَّهِ عَلَى خَلْقِهِ أَنْ يَعْرِفُوا وَلِلْخَلْقِ عَلَى اللَّهِ أَنْ يَعْرِفَهُمْ وَلِلَّهِ عَلَى الْخَلْقِ إِذَا عَرَفْتَهُمْ أَنْ يَقْبَلُوا

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ مخلوق خدا کے لئے نہیں ہے یہ بات کہ وہ خدا کو پہچانیں بلکہ خدا پر لازم ہے کہ وہ پہچان سکیں اور مخلوق پر لازم ہے کہ جب خدا معرفت کرا دے تو اس کو قبول کرے۔

۲۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيسَى ، عَنِ الْحَجَّالِ ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام مَنْ لَمْ يَعْرِفْ شَيْئًا هَلْ عَلَيْهِ نَسِيٌّ ؟ قَالَ : لَا

۲۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا اگر کوئی معرفت باری تعالیٰ کو پہچاننے کا ذریعہ نہ رکھتا ہو تو اس پر کوئی الزام ہوگا فرمایا۔ نہیں۔

۳۔ ثَعْلَبَةُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيسَى ، عَنِ ابْنِ قُصَّالٍ ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَزْفٍ ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ زَكْرِيَّا بْنِ يَحْيَى ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ : مَا حَجَبَ اللَّهُ عَنِ الْبَيَادِ قَهْوَ مَوْسُوعَ عَنْهُمْ

۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ خدا نے اپنے کرم و ضعیف العقل بندوں سے دلائل ربوبیت سے جو پوشیدہ رکھا ہے تو ان سے تکلیف برطرف ہے۔

۴۔ عدہ من أصحابنا عن أحمد بن محمد بن خالد عن علي بن الحكم، عن أبي الأحرار عن حمزة بن الطیار، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قال لي: اكتب فأملی علی: إن من وولنا إن الله يحض على العباد بما آتاهم وعرفهم، ثم أرسل إليهم رسولا وأمرهم بالكتاب فأمر فيه ونهى، أمر فيه بالصلاة والصيام فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصلاة فقال: أنا أنيمك وأنا أوقظك فإذا قمت فصل ليعلموا إذا أصابهم ذلك كيف يصنعون، ليس كما يقولون: إذا نام عنها ملك وكذلك الصيام أنا أمرضك وأنا أصحك فإذا شفيتك فاقضه، ثم قال أبو عبد الله عليه السلام: وكذلك إذا نظرت في جميع الأشياء، لم تجد أحداً في ضيق ولم تجد أحداً إلا والله عليه الحجة والله فيه المشيئة ولا أقول: إنهم ماشاؤوا صنعوا، ثم قال: إن الله يهدي ويضل وقال: وما أمروا إلا بدون سعتهم، وكل شيء أمر الناس به فهم يسعون له، وكل شيء لا يسعون له فهو موضوع عنهم، ولكن الناس لا خير فيهم ثم تلا عليه السلام: «ليس على الضعفاء ولا على المرضى ولا على الذين لا يجدون ما ينفقون حرج، فوضع عنهم ما على المحسنين من سبيل والله غفور رحيم» ولا على الذين إذا ما أتوك لتحملهم، قال: فوضع عنهم لأنهم لا يجدون.

۴۔ حمزہ بن طیار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ہمارا یہ قول لکھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتیں دے کر اپنے بندوں پر رحمت تمام کی ہے اور ان کو اپنی معرفت کرا لی ہے پھر ان کی طرف اپنے رسول کو بھیجا اور ان پر کتاب نازل کی اور اس میں امر و نہی کا ذکر کیا، حکم دیا، نماز کا روزہ کا رسول وقت صبح خواب میں تھے۔ خدا نے کہا میں ہی تجھے سلاتا ہوں میں ہی تجھے جگاتا ہوں میں ہی بیمار ڈالتا ہوں (جو روزہ بحالت بیماری ترک ہو گیا ہو) اسے بعد میں ادا کر دو۔

پھر حضرت نے فرمایا اسی طرح جب تم نظر کر دگے تمام اشیاء میں تو تم کسی کو دل تنگی میں نہ پاؤ گے کیونکہ احکام شرع تکلیف مالا یطاق نہیں، اور کسی کو نہ پاؤ گے اس پر خدا کی محبت تمام نہ ہوئی ہو۔ اود اللہ کی اس میں مشیت نہ ہو اور میں یہ نہیں کہتا کہ لوگ جو چاہیں وہ کو گریں بے شک اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے۔



اور فرمایا لوگوں کو حکم نہیں دیا گیا۔ مگر ان کی طاقت سے کم اور جس کام کا حکم دیا گیا ہے وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں اور جس کی طاقت نہیں رکھتے اس کی تکلیف نہیں دی گئی۔ لیکن وہ غیروالے لوگ نہیں پھر فرمایا کمزوروں اور بیماروں کو تکلیف نہیں دی گئی اور نہ ان لوگوں کو جو راہ خدا میں خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں رکھتے پھر فرمایا نیکی کرنے والوں پر کوئی الزام نہیں اللہ بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے اور نہ ان لوگوں پر جو تمہارے پاس اس لئے آتے ہیں کہ تم ان کو سواری دو۔ فرمایا۔ ان سے تکلیف ہٹائی گئی، کیونکہ ان کے پاس کچھ نہیں۔

باب سی و نهم (۳۵)

ہدایت منجانب اللہ ہے

١٠٠ (بَابُ الْهَدَايَةِ أَنَّهُمَا مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)

١- عَدُّهُ مِنْ أَتْحَابِنَا . عَنْ أَحْمَدَ بْنِ شَرِيحٍ عَيْسَى ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ  
الْزَّجَّاجِ . عَنْ ابْنِ مُسْكَلَانَ ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام : يَا ثَابِتُ مَا لَكُمْ وَلِلنَّاسِ  
كُتُبُوا عَنِ النَّاسِ وَلَا تَدْعُوا أَحَدًا إِلَى أَمْرِكُمْ ، قَوْلَهُ لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاوَاتِ وَأَهْلَ الْأَرْضِ اجْتَمَعُوا  
عَلَى أَنْ يَهْدُوا عَبْدًا يُرِيدَ اللَّهُ ضَلَالَتَهُ مَا اسْتَطَاعُوا عَلَى أَنْ يَهْدُوهُ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاوَاتِ وَأَهْلَ  
الْأَرْضِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضِلُّوا عَبْدًا يُرِيدَ اللَّهُ هِدَايَتَهُ مَا اسْتَطَاعُوا أَنْ يَضِلُّوهُ ، كُتُبُوا عَنِ النَّاسِ وَلَا  
يَقُولُ أَحَدٌ : عَمِّي وَأَخِي وَابْنُ عَمِّي وَخَارِجِي فَإِنَّ لِلَّهِ إِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ خَيْرًا طَلَبَ رُوحَهُ فَلَا يَسْمَعُ  
مَقْرُوفًا إِلَّا عَرَفَهُ وَلَا مُسْكِرًا إِلَّا انْكَبَرَهُ . ثُمَّ يَقْدُمُ اللَّهُ فِي قَلْبِهِ كَلِمَةً يَجْمَعُ بِهَا أُمَّرُهُ

۱۔ ثبات ابن سعید سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اسے ثابت تم ہمارے دشمنوں سے کیوں ملتے جلتے ہو۔ ان کے اختلاط سے باز رہو اور ان میں سے کسی کو اپنے مذہب کی طرف نہ بلاؤ۔ خدا کی قسم اگر تمام اہل زمین اور آسمان اس بندہ کی ہدایت کرنا چاہیں جس کو خدا نے گمراہی میں چھوڑنے کا ارادہ کیا ہے تو وہ اس کی ہدایت پر قدرت نہ رکھ سکیں گے اور اگر تمام اہل آسمان و زمین اس شخص کو گمراہ کرنا چاہیں

خدا جس کو ہدایت کا ارادہ رکھتا ہے تو کن کا اقتدار ہے۔

لوگو! ہمارے دشمنوں سے باز رہو اور کوئی یہ نہ کہے کہ یہ میرا چاہے میرا بھائی ہے یہ میرا چچرا بھائی ہے یہ میرا پڑوسی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جس بندہ کے لئے نیکی کا ارادہ کرتا ہے اس کی روح کو پاک کرتا ہے پس وہ اچھی بات کو قبول کرتا ہے اور بُری بات سے نفرت کرتا ہے خدا اس کے دل میں ایسا کلمہ ڈال دیتا ہے کہ اس کے ایمان کے تمام اجزاء جمع ہو جاتے ہیں۔

۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ خُمَيْرٍ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ خَيْرًا نَكَتَ فِي قَلْبِهِ مَلَكًا مِنْ نُورٍ وَفَتَحَ مَسَامِعَ قَلْبِهِ وَوَكَّلَ بِهِ مَلَكًا يَسْتَدُوهُ وَإِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ شَرًّا نَكَتَ فِي قَلْبِهِ مَلَكًا مَسْمُومًا وَسَدَّ مَسَامِعَ قَلْبِهِ وَوَكَّلَ بِهِ شَيْطَانًا يُبَيِّنُ لَهُ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: «فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يُهْدِيَ سَبِيلَهُ يَفْرَحْ بِهِ سَبْعَةَ أَلْفَ مَرَّةٍ»

یَعْنِي: مَنْ يُرِيدُ أَنْ يُهْدِيَ سَبْعَةَ أَلْفَ مَرَّةٍ حَرَجًا كَأَنَّمَا يَقَعْدُ فِي السَّمَاءِ ،  
يَعْنِي: مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ ابْنِ فَضَالٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُقْبَةَ ، عَنْ أَبِيهِ  
قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام يَقُولُ: اجْعَلُوا أَمْرَكُمْ لِلَّهِ وَلَا تَجْعَلُوهُ لِلنَّاسِ فَإِنَّهُ مَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ لِلَّهِ  
وَمَا كَانَ لِلنَّاسِ فَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللَّهِ وَلَا تَخَاصَمُوا النَّاسَ لِدِينِكُمْ فَإِنَّ الْمُخَاصَمَةَ مُرْسَمَةٌ لِلْقَلْبِ ، إِنَّ اللَّهَ  
تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ عليه السلام: «إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ» وَقَالَ: «وَأَن تَزْكُرَهُ النَّاسُ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ» ذَرُّوا النَّاسَ فَإِنَّ النَّاسَ أَخَذُوا عَنِ النَّاسِ وَإِنَّمَا أَخَذْتُمْ عَنْ  
رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وسلم ، إِنِّي سَمِعْتُ أَبِي عليه السلام يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا كَتَبَ عَلَى عَبْدٍ أَنْ يَتَحَلَّى  
فِي هَذَا الْأَمْرِ كَانَ أَشْرَعَ إِلَهٍ مِنَ الطَّيْرِ إِلَى وَكَرِيهِ

أَبُو عَلِيٍّ الْأَنْمَرِيُّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ ، عَنْ صفوان بن يحيى ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ  
عَنْ فُضَيْلِ بْنِ سَابَرٍ قَالَ: ثَلَاثُ لَا بُدَّ لَهَا مِنْ عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام نَدْعُو النَّاسَ إِلَى هَذَا الْأَمْرِ؟ فَقَالَ: لَا يَا فَضِيلُ  
إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ خَيْرًا أَمَرَ مَلَكًا فَأَخَذَ بِسُتْمِيهِ فَأَدْخَلَهُ فِي هَذَا الْأَمْرِ طَائِعًا أَوْ كَارِهًا  
ثُمَّ كَتَبَ الْقَدِيرُ وَالْعَلِيمُ وَالنَّوَحِيدُ مِنْ كِتَابِ الْكَافِي وَتَبَوَّاهُ كِتَابُ الْحَبَّةِ فِي الْجَنَّةِ الثَّانِي مِنْ



کتاب الکافی تألیف الشیخ أبی جعفر محمد بن یعقوب الکاتبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ.

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جب خدا کسی سے نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک نور کا نقطہ لگا دیتا ہے اور دل کے مساوات کو کھول دیتا ہے اور ایک نرشتہ کو مقرر کرتا ہے تاکہ وہ اس کی بُرائی کو روک دے اور جس کس کے لئے بُرائی چاہتا ہے اس کے دل میں سیاہ نقطہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کے دل تک آواز پہنچنے کو بند کر دیتا ہے اور شیطان کو اس پر مقرر کرتا ہے تاکہ وہ اس کو گمراہ کر دے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔ خدا جس کو ہدایت کرنا چاہتا ہے اسلام کے لئے اس کا سینہ کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو گمراہی میں چھوڑنا چاہتا ہے اس کے سینے کو تنگ بنا دیتا ہے اس کے لئے قبول اسلام گویا آسمان پر چڑھنا ہو جاتا ہے۔

اس حدیث سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بندہ مجبور ہے خدا جس کو چاہتا ہے بد کر دیتا ہے لیکن توضیح اگر ایسا ہو تو جزا و سزا سب بیکار، حقیقت یہ ہے کہ حدیث مذکور میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس کا تعلق خدا کی توفیق اور تفضل سے ہے جب اس کے علم میں یہ بات ہوتی ہے کہ فلاں شخص خیر پسند اور نیکو کام ہو گا تو اس کی توفیق و تفضل کا تعلق عالم وجود میں آنے کے بعد اس سے ہو جاتا ہے ورنہ نہیں۔

فرمایا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے جو کام کر دیا اللہ کے لئے کر دے، بندوں کی خوشی کے لئے نہ کر دے جو کام اللہ کے لئے ہوتا ہے وہ اللہ ہی کے لئے ہوتا ہے اور جو کام بندوں کے لئے ہوتا ہے وہ اللہ تک پہنچتا نہیں اور دین کے معاملہ میں اللہ سے جھگڑا نہ کرو کیونکہ اس سے دل بٹلائے آفت ہو جاتا ہے۔

خدا نے اپنے نبی سے فرمایا۔ تم جس کو دوست رکھتے ہو اسے مطلوب تک نہیں پہنچا سکتے (مرن ارادۃ مطرین کر سکتے ہو) لیکن اللہ جسے چاہتا ہے مطلوب تک پہنچا دیتا ہے اور یہ بھی فرمایا، تمہیں یہ بات ناگوار گزرتی ہے کہ سب لوگ مومن کیوں نہیں ہو جاتے۔ (راوی ہے) تم لوگوں کو چھوڑ دو، کیونکہ انھوں نے جو حاصل کیا ہے وہ لوگوں سے حاصل کیا ہے اور تم نے جو کچھ لیا ہے وہ رسول اللہ سے لیا ہے۔

میں نے اپنے ہدیہ بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ جب خدا لکھ دیتا ہے کسی بندے کے لئے کہ وہ تصدیق امامت میں داخل ہو تو اس کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے جیسے طاہر اپنے آشتیاں کی طرف۔

نفیس بن یسار سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا ہم لوگوں کو امامت کی طرف

بلائیں فرمایا نہیں۔ اسے تفصیل نہیں۔ جب خدا کسی بندے سے نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتہ کو حکم دیتا ہے وہ اس کی گون پکڑ کر اس امر کی طرف متوجہ کر دیتا ہے چاہے وہ خوش ہو یا ناخوش۔

چونکہ ہر زمانہ میں حکومتیں ہمارے آئینہ کے خلاف رہی ہیں لہذا انہوں نے کھلم کھلا مومنین کو امامت توحید کی طرف بلانے سے منع کیا ہے اور اس معاملے کو توفیق الہی کے سپرد کیا۔

سکندر اللہ کتاب اصول کافی کا پہلا حصہ جس میں کتاب العقل والہجہ اور کتاب التوحید شامل تھیں بخیر و خوبی ختم ہو گیا۔ اب ہم خدا سے مدد کے خواست گارانہ ہو کر کتاب حجت شرع کرتے ہیں۔



التماس سورہ فاتحہ کے تمام مرجعین

|                                 |                              |                          |
|---------------------------------|------------------------------|--------------------------|
| ۱[شیخ صدوق]                     | ۱۳[سید حسین عباس فرحت]       | ۲۵[تکیم و اخلاق حسین]    |
| ۲[علامہ مجلسی]                  | ۱۴[تکیم و سید جعفر علی رضوی] | ۲۶[سید ممتاز حسین]       |
| ۳[علامہ سید طاہر حسین]          | ۱۵[سید نظام حسین زیدی]       | ۲۷[تکیم و سید اختر عباس] |
| ۴[علامہ سید علی نقی]            | ۱۶[سید محمد آزاد پور]        | ۲۸[سید محمد علی]         |
| ۵[تکیم و سید جواد علی رضوی]     | ۱۷[سید رضویہ خانم]           | ۲۹[سید رضیہ سلطان]       |
| ۶[تکیم و سید احمد علی رضوی]     | ۱۸[سید نجم الحسن]            | ۳۰[سید مظفر حسین]        |
| ۷[تکیم و سید رضا احمد]          | ۱۹[سید مبارک رضا]            | ۳۱[سید باسط حسین نقوی]   |
| ۸[تکیم و سید علی حیدر رضوی]     | ۲۰[سید نبیست حیدر نقوی]      | ۳۲[علامہ نجی الدین]      |
| ۹[تکیم و سید سلیمان حسن]        | ۲۱[تکیم و مرزا محمد ہاشم]    | ۳۳[سید ناصر علی زیدی]    |
| ۱۰[تکیم و سید مردان حسین جعفری] | ۲۲[سید باقر علی رضوی]        | ۳۴[سید وزیر حیدر زیدی]   |
| ۱۱[تکیم و سید چار حسین]         | ۲۳[تکیم و سید باسط حسین]     | ۳۵[دیانش الحق]           |
| ۱۲[تکیم و مرزا ابو حیدر علی]    | ۲۴[سید عرفان حیدر رضوی]      | ۳۶[خورشید تکیم]          |

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں  
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان





۷۸۶

۹۷۱۱۰

یاساحب از دہلی اور کئی

DVD  
version

# لبیک یا حسینؑ

نذر عباس  
خصوصی تعاون: رفیع انیسوی

اسلامی کتب (ارو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABEEL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad

Sindh, Pakistan.

[www.sabeelesakina.co.cc](http://www.sabeelesakina.co.cc)

[sabeelesakina@gmail.com](mailto:sabeelesakina@gmail.com)

[www.ziaaraat.com](http://www.ziaaraat.com)

NOT FOR COMMERCIAL USE